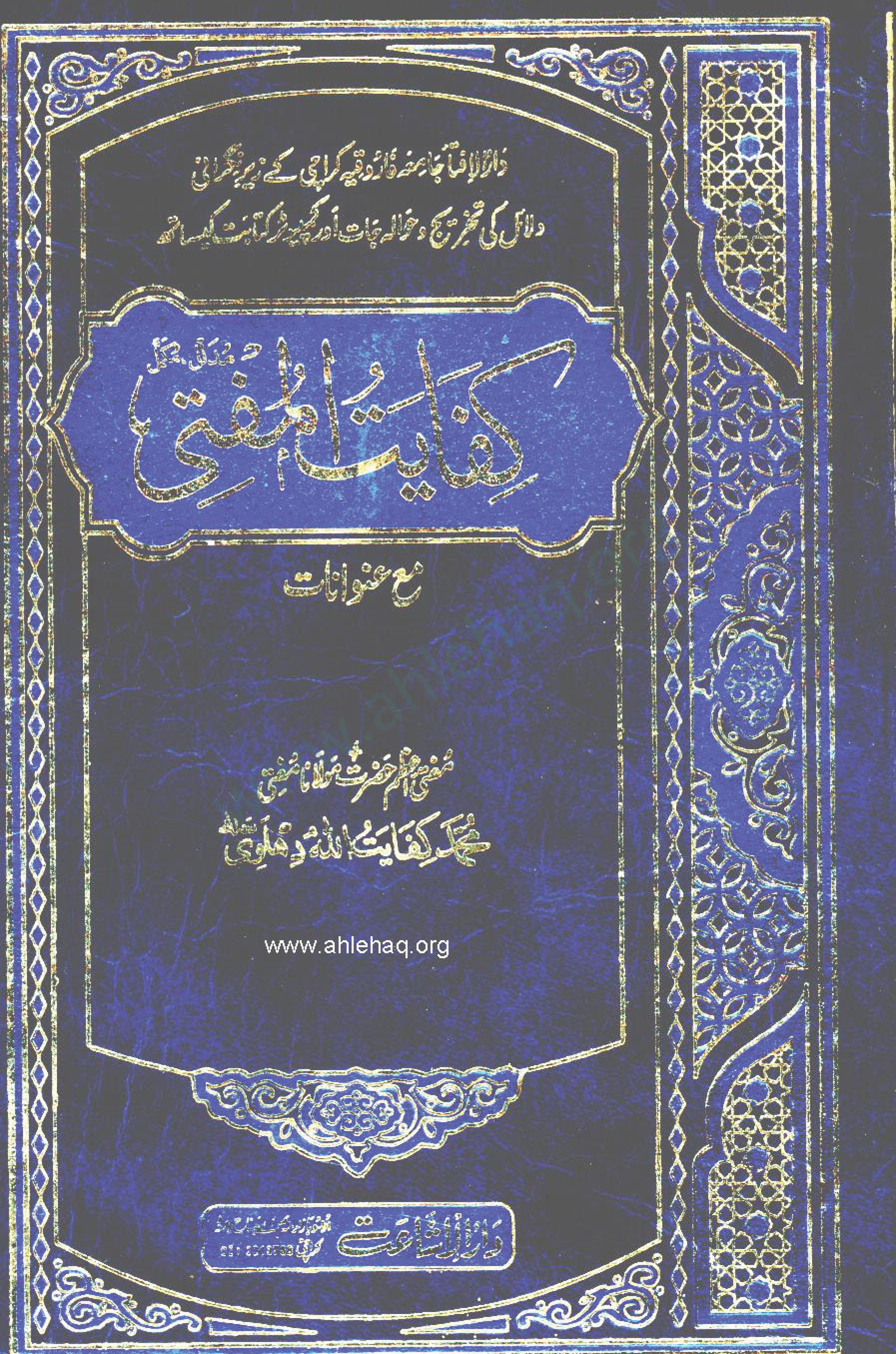

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیر نگرانی
دلائل کی تخریج، حوالہ جات اور کمپیوٹر کتابت کیساتھ

مدلل مکمل

کفایت المفتی

مع عنوانات

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی 021 2213768

دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیرِ نگرانی
دلائل کی تخریج و حوالہ جات اور کمپیوٹر کتابت کیساتھ

مُدلل، مُکمل

کفایت المُفتی

مُفتی اعظم حضرت مولانا مُفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ

جلدِ اوّل

کتابُ الایمان والکفر
کتابُ العقائد

دار الاشاعت اردو بازار کراچی
فون: 021-2213768

کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر

اس جدید تخریج وترتیب وعنوانات اور کمپیوٹر کمپوزنگ کے جملہ حقوق
باقاعدہ معاہدہ کے تحت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : جولائی ۲۰۰۱ء شکیل پریس کراچی۔
ضخامت : 3780 صفحات در ۹ جلد مکمل

……… ملنے کے پتے ………

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 26 نابھ روڈ لاہور
کشمیر بکڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور

عرض ناشر

مفتی اعظم ہند حضرت مفتی کفایت اللہ دھلوی رحمتہ اللہ علیہ کا نام نامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ ہندو پاکستان کا کوئی دارالافتاء آپکے فتاویٰ جو ۹ جلد میں ''کفایت المفتی'' کے نام سے طبع ہوئے ہیں سے مستغنی نہیں۔ آپکے فتاویٰ دینی وعلمی حلقوں میں سند کا درجہ رکھتے۔ اب تک یہ مشہور فتاویٰ قدیم لیتھو کے انداز سے طبع ہو رہے تھے اور اس میں حواشی درج نہ ہونے کی وجہ سے اس سے فائدہ اٹھانا مفتیانِ کرام وعلماء کے لیے ایک مسئلہ بنا ہوا تھا اور وقت کے ساتھ ساتھ اس سے استفادہ کم سے کم ہوتا چلا جا رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی کے ذمہ داران کو جنہوں نے اس علمی ضرورت کو پورا کرنے کا ارادہ فرمایا اور اپنے دارالافتاء کے ذریعہ اس ''کفایت المفتی'' ۹ جلد کی مکمل تخریج کر کے ہر فتوی پر دلائل اور حوالے درج کر دیئے اور ہر مسئلہ پر عنوان قائم کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دارالاشاعت کراچی سے دینی موضوعات پر متعدد تحقیقی کتب شائع ہوئی ہیں جن میں فقہی کتب کا بھی ماشاء اللہ قابل قدر ذخیرہ ہے۔ اتفاق سے احقر اس کتاب کی کمپوزنگ شروع کرانے سے قبل مختلف علماء سے مشورہ کر رہا تھا کہ اس میں افادیت کے نقطہ نظر سے کیا کیا کام کرایا جائے کہ ایک روز '' مولانا زبیر اشرف بن حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہم'' نے دورانِ مشورہ بتلایا کہ جو کام آپ شروع کرنے کا خیال کر رہے ہیں وہ تو دارالافتاء جامعہ فاروقیہ میں ہوا ہے آپ تحقیق کر لیں کہیں محنت ڈبل نہ ہو جائے۔

تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ کام ہو چکا ہے۔ احقر نے جامعہ کے ذمہ دار حضرات سے رابطہ کر کے مختلف تجاویز پیش کیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے اِن حضرات کو ان حضرات سے مشورہ کے بعد ''رئیس الجامعہ استاذ الاساتذہ حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم'' کی اجازت سے یہ معاہدہ تحریری طے پا گیا اور اس طرح کفایت المفتی مکمل کو نئے کام کے ساتھ وجود میں لانے کے مجاز پائے۔

اس کام میں تصحیح کے مرحلہ میں نہایت مشکلات پیش آئیں لیکن علماء اور مصححین خود متخصص تھے ان کی محنت سے یہ کام تمام مراحل سے گزر کر آپکے ہاتھوں میں ہے۔ امید ہے حضرات مفتیان کرام، علماء وطلبا اس سے استفادہ کے وقت اپنی دعاؤں میں اُن تمام حضرات کو یاد رکھیں گے کہ جنہوں نے اس کام میں کسی درجہ بھی حصہ لیا ہے۔

ہم نے ہر ممکن کوشش کی ہے تصحیح، کمپوزنگ، کاغذ طباعت وجلد بندی کا معیار اچھا ہو۔ امید ہے کہ آپ پسند فرمائینگے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین

ہمارے ادارے سے شائع شدہ فقہی ذخیرہ

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲ حصے	حضرت مفتی محمد شفیعؒ
بہشتی زیور مدلل مکمل	حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ
فتاویٰ عالمگیری اردو ۱۰ جلد مع پیش لفظ	مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم
ہمارے عائلی مسائل	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی
اسلام کا نظام اراضی	مولانا مفتی محمد شفیعؒ
مسائل معارف القرآن	مولانا مفتی محمد شفیعؒ
انسانی اعضاء کی پیوندکاری	مولانا مفتی محمد شفیعؒ
پراویڈینٹ فنڈ پر زکوٰۃ اور سود کا مسئلہ	مولانا مفتی محمد شفیعؒ
بیمۂ زندگی	مولانا مفتی محمد شفیعؒ
رفیق سفر یعنی سفر کے آداب واحکام	مولانا مفتی محمد شفیعؒ
معدن الحقائق شرح کنزالرقائق	مولانا محمد حنیف گنگوہی
الصبح النوری شرح قدوری	مولانا محمد حنیف گنگوہی
فتاویٰ رحیمیہ ۱۰ حصے کامل ترتیب جدید کمپوزنگ زیر طبع	حضرت مفتی عبدالرحیم لاجپوری
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کامل ۱۲ حصے ۱۰ جلد	حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہم
خواتین کے لیے شرعی احکام	ترتیب اہلیہ ظریف تھانوی صاحب
اسلامی قانون نکاح۔ طلاق۔ وراثت	مفتی فضیل الرحمٰن، ہلال عثمانی
علم الفقہ	مفتی عبدالشکورؒ صاحب
قانون وراثت	حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب مدظلہم
ڈاڑھی کی شرعی حیثیت	حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ
حیلۂ ناجزہ یعنی عورتوں کا حق تنسیخ نکاح	حضرت تھانویؒ
کفایت المفتی جدید مدلل مکمل	حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ
حضورؐ کے سوالات اور صحابہؓ کے جوابات	نصیف اللہ حدوح
صحابہؓ کے سوالات اور آنحضرتؐ کے جوابات	نصیف اللہ حدوح

عین الہدایہ جدید اردو

جس میں متن ہدایہ ترجمہ وتشریح سلیس زبان میں عنوانات و پیراگراف کے ساتھ جدید انداز میں، خوبصورت کمپیوٹر کمپوزنگ۔ طلبہ واساتذہ کے لیے بہترین تشریح زیر طبع

طالب دعا
خلیل اشرف عثمانی

فہرست عنوانات

پہلا باب
دارالاسلام اور دارالحرب

دارالحرب میں بینک کی ملازمت ۳۳
کیا اب ہندوستان دارالحرب ہے؟ ″
دارالحرب کے کافروں سے سود لینا ۳۴
دارالحرب میں قائم بیمہ کمپنی سے بیمہ کرانا ۳۵
دارالحرب میں جمعہ و عیدین اور سود کا حکم ″
ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام راجح قول کی تحقیق ۳۶
کفار سے سود لینا اور اس کو غرباء میں تقسیم کرنا ″
دارالحرب سے ہجرت اور مسلمانوں کا آپس میں سودی کاروبار ″
ہندوستان دارالحرب ہے ۳۷
دارالحرب کی تعریف اور ہندوستان میں مسلمانوں کی ذمہ داریاں ″
دارالحرب میں سود لینا اور دارالحرب کے شرائط ۳۸
ہندوستان میں سود لینے کا حکم ″

دوسرا باب
اسباب نجات

نجات کے لئے ایمان شرط ہے ۳۹
حضور اکرم ﷺ اور قرآن پاک پر ایمان لانا نجات کے لئے شرط ہے ۴۲
کافر جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا ۴۳
کافر، زانی، سود وغیرہ کے معصوم بچے اور بالغ مجنون جنتی ہیں ۴۴

تیسرا باب
موجبات کفر

قرآن مجید کا انکار کرنے اور اپنے آپ کو کافر کہنے والا کافر ہے ۴۵
رسما بتوں کو سجدہ کرنے والے کے جنازہ کا حکم ″

عنوان	صفحہ
شرعی قانون وراثت کا انکار کفر ہے	۴۶
رسالت و قرآن مجید کے منکر کو جنتی سمجھنے والے کی امامت درست نہیں	//
غیر اللہ کی پوجا کرنا کفر ہے	۴۷
اللہ تعالیٰ کے نام کی توہین کفر ہے	//
بت کو توڑنا ایمان کی علامت ہے	//
پیر کو خدا کہنے والے کو مؤذن بنانا اور اس سے میت کو غسل دلوانا	۴۸
"ہم خدا اور رسول ﷺ کا حکم نہیں مانتے" یہ الفاظ کہنے والے کا حکم	//
"ہم شریعت کے پابند نہیں رسم و رواج کے پابند ہیں" یہ الفاظ کہنا	۴۹
"یا اللہ تو نے بڑا ظلم کیا" کہنا	۵۰
"خدا کی ایسی تیسی" کلمہ کفر ہے	//
شرعی فتویٰ کے منکر کا حکم	۵۱
رسالت کا منکر ہمیشہ جہنم ہی رہے گا	۵۲
کیا مندرجہ ذیل جملوں کا اعتراف کرنے والا مسلمان ہے؟	۵۳
چند مسائل کی تحقیق	۵۴
"مومن کافر سے بہتر ہے" کہنے کا حکم	۵۵
نبی ﷺ کی توہین کرنے والا کافر ہے	//
"میں نہیں مانوں گا چاہے رسول اللہ ﷺ مجھے کہیں"	//
عالم دین کی توہین کرنا	۵۶

چوتھا باب

مسئلہ ارتداد

عنوان	صفحہ
مرتد دین اسلام میں واپس آسکتا ہے	۵۷
مرتد کے اسلام میں داخل ہونے کا طریقہ	//
کیا ملازمت حاصل کرنے کے لئے اپنے کو ہندو ظاہر کرنے والے کو مسلمان ماننا چاہئے؟	//
کسی پر دین تبدیل کرنے کا بہتان لگانا	//
کنواں بنانے میں ہندو کی مدد کرنے والے کو منع کرنا	۵۸
نبی علیہ السلام کو معاذ اللہ برا بھلا کہنے، شریعت کی توہین کرنے اور اپنے آپ کو سکھ کہلوانے کا حکم	۶۰

عنوان — صفحہ

بغیر عذر کے گواہی کو مؤخر کرنا ۶۰
مرتد کے قبول اسلام کے بعد اس سے تعلقات ختم کرنا درست نہیں ۶۱
نیند کی حالت میں الفاظ کفریہ کہنا اور جاگنے کی حالت میں درود شریف میں لفظ محمد ﷺ کے بجائے لفظ زید کہنا ۶۲
اسلام قبول کرنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں ۶۹
کسی دنیاوی غرض کے لئے کلمہ کفر کہنا .... 〃

پانچواں باب
اہل کتاب

کیا موجودہ زمانے کے یہودی و نصاریٰ اہل کتاب ہیں ۷۰
یہود و نصاریٰ کا ذبیحہ اور ان سے نکاح کا حکم .... 〃
یہود و نصاریٰ کے ذلیل اور لعنتی ہونے کا مطلب .... 〃
قرآن کریم کی ایک آیت کا مطلب ۷۱
کیا موجودہ عیسائی و یہودی اہل کتاب ہیں ؟ .... 〃
موجودہ انجیل اور توراۃ پر اعتراض کا حکم .... 〃

چھٹا باب
متفرق مسائل

جنگلی لوگوں کو مسلمان کرنا ۷۳
کتاب ”ستھیارتھ پرکاش“ کو ممنوع قرار دینے کے لئے کوشش کرنا باعث ثواب ہے .... 〃
مسلمان ہونے کے بعد ہندوؤں سے تعلقات رکھنا .... 〃
باپ کے خوف سے زبان سے اقرار نہ کرنا ۷۴
سیاسی اختلاف کی وجہ سے کسی کو کافر کہنا .... 〃

کتاب العقائد
پہلا باب : اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کرنا ۷۵
حدیث ”لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ“ پر اعتراض کا جواب .... 〃
کیا اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے ؟ ۷۶

عنوان	صفحہ
خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ثابت ہے	۷۷
خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا دعویٰ کرنے والے کو بتوں کی پوجا کرنے والوں سے بدتر کہنے کا مطلب	//
اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب نہ سمجھنے والے کا ایمان کا حکم	۷۸
اللہ تعالیٰ کی طرف بھول کی نسبت کرنا	//
اللہ تعالیٰ کی صفت خلق (پیدا کرنے کی طاقت) ہمیشہ سے ہے	//
اللہ تعالیٰ قدرت کے باوجود بعض کام نہیں کرتے	//
کیا اللہ تعالیٰ مسجود ہونے میں مخلوق کا محتاج ہے؟	//
لفظ ”اللہ“ اسم ذات ہے	۷۹
مذکورہ اعتقادیات کا حکم	//

دوسرا باب
انبیاء علیہم السلام

عنوان	صفحہ
کیا انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں؟	۸۰
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بشر ہیں	//
آدم علیہ السلام کی طرف گناہ کی نسبت کرنا غلط ہے	۸۱
اس عالم کی امامت جو پادری سے میل جول رکھے اور نبی علیہ السلام وصحابہ کی توہین پر خاموش رہے	۸۲
ہندو کا نبی علیہ السلام کی توہین کے بعد معافی طلب کرنا	۸۳
حضور ﷺ کی پیدائش عام انسانوں کی طرح ہوئی	۸۵
کیا حضور ﷺ کی تمام دعائیں قبول ہوئی تھیں؟	//
کیا حضور ﷺ نے دنیاوی کاموں میں امت کو اختیار دیا ہے؟	//
حضور ﷺ کی وفات طبعی ہوئی	//
نبی علیہ السلام کے سایہ کی تحقیق	۸۶
عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ زمین پر آنے کو نہ ماننے والے گمراہ ہیں	۸۸
حضور ﷺ عالم الغیب نہیں تھے	//
کیا حضور ﷺ قبر میں زندہ ہیں؟	//
زیارۃ القبور اور ایصال ثواب مستحب ہے	//
اولیاء اللہ کی کرامتیں برحق ہیں	//

عنوان	صفحہ
عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کفر ہے	۸۹
کرشن جی کا نبی اور وید نامی کتاب کا آسمانی کتاب ہونا بے دلیل ہے	//
نبی پر شیطان قابو نہیں پا سکتا	۹۰
غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے	//
نبی علیہ السلام کا پیشاب وپاخانہ پاک تھا	//
کیا حضور ﷺ کے سر میں جوئیں پڑتی تھیں	//
کیا نبی علیہ السلام کا نور اللہ کے نور سے نکلا ہے؟	۹۱
مذکورہ اشعار کا حکم	//
نامناسب اشعار کے لئے قرآن کریم سے دلیل دینے والا جاہل ہے کافر نہیں	۹۲
نبی علیہ السلام کو "پیارے نبی" کہنا بے ادبی نہیں ہے	۹۳
گاڑی کا نام معاذ اللہ "نبی ﷺ" رکھنا	//
نبی علیہ السلام کو بشر سمجھنا عین اسلامی تعلیم ہے	//
حضور ﷺ عالم الغیب نہیں تھے	۹۴
کیا حضور ﷺ اپنی رائے سے شریعت میں کمی بیشی کر سکتے تھے؟	//
غیر اسلامی حکومت میں حضور ﷺ کو برا بھلا کہنے والے غیر مسلم کو معاف کرنا	//
غیر اسلامی حکومت میں حضور ﷺ کے گستاخ کو معاف کرنا	//
غیر اسلامی حکومت میں حضور کو برا بھلا کہنے والے کے قاتل کو اگر قتل کر دیا جائے تو وہ شہید ہے	//
مندرجہ ذیل عقیدہ قرآن وسنت کے خلاف ہے	۹۵
لفظ "محمد" پر پاؤں رکھنا بے ادبی ہے	۹۶
درود شریف میں کس فضیلت کی وجہ سے حضور ﷺ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے؟	//
کیا درود شریف میں حضور علیہ السلام کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ سلسلہ نبوت جاری رہنے میں ہے؟	//
"اگر حضور ﷺ پوری امت کے حالات نہیں دیکھ رہے تو ہم ایسے اندھے نبی سے پناہ مانگتے ہیں" کلمہ توہین ہے	۹۷
"حضور ﷺ اچھے برے ہر عمل کو دیکھتے ہیں۔" اس عقیدہ کا حکم ہے	//

عنوان	صفحہ
حضور ﷺ کے حاضر ناضر ہونیکو باطل دلیل سے ثابت کرنا	۹۷
حضور ﷺ کو عالم الغیب کہنا امت کے اجماعی عقیدہ کے خلاف ہے	۹۸
حضور ﷺ کے غالب الغیب ہونے کے بارے میں امام اعظم رحمتہ اللہ کا قول	″
کیا حدیث قرآن کی طرح ہے؟	″
کیا حضور ﷺ کا ہر فعل مذہب ہے؟	″
مذہب بنانا کس کا حق ہے؟	″
حضور ﷺ کی روح کو ہر جگہ حاضر ناظر کہنے والا اہلسنت والجماعت سے خارج ہے	۹۹
کرشن جی کو نبی اور گیتانامی کتاب کو آسمانی کتاب کہنا بے ثبوت ہے	″
حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے نور کا ٹکڑا اور حاضر ناظر کہنے والا کا حکم	۱۰۰
"حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بیکار ثابت کر دیا ہے" کہنے والے کا حکم	۱۰۱
"ہم جس کا کھائیں گے اس کا گائیں گے" کہنے والے کا حکم	″
کیا حضور ﷺ نبی مختار تھے؟	″
کیا اللہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے؟	″
کیا حضور ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں؟	″
حضور ﷺ کو عام انسانوں کی طرح نہ سمجھنا	۱۰۲
معراج کا جوتوں سمیت اور بغیر پردہ کے ہونا ثابت ہے یا نہیں	۱۰۴
آیت "ماکان للنبی الآیہ" کا شان نزول	۱۰۵
کیا حضور ﷺ کے تمام آباؤ اجداد مسلمان تھے؟	″
نبی علیہ السلام، ملک الموت، غوث پاک اور شیطان ہر جگہ موجود نہیں ہیں	۱۰۶
کیا حضور ﷺ کو مثل چپڑاسی کہنا شرعاً درست ہے؟	″
حضور ﷺ کو مثل چپڑاسی کہنا کلمہ توہین نہیں ہے	۱۰۷
اگر لفظ چپڑاسی توہینی لفظ ہے تو اس سے توبہ کرنے کا طریقہ	″
حضور ﷺ کو مثل چپڑاسی کہنے والے کی امامت کا حکم	″
حضور ﷺ کو مثل چپڑاسی کہنے والے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟	″
کیا ہندوستان میں آنے والی ہندوؤں کے تمام پیشوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے تھے؟	۱۰۸
کیا خواب میں شیطان نبی علیہ السلام کے علاوہ دوسرے انبیاء کی صورت میں آسکتا ہے؟	۱۰۹

عنوان	صفحہ
کسی ولی کے بارے میں یہ کہنا کہ ”پیغمبر اس پر رشک کرتے ہیں“ درست نہیں	۱۰۹
واقعہ معراج کی طرف منسوب غلط قصیدہ پڑھنا گناہ ہے	۱۱۰
”میں آسمان پر عیسیٰ علیہ السلام کی عیادت کے لئے گیا تھا“ کہنے کا حکم	〃
کسی بزرگ کو ”دونوں جہانوں کا سورج“ کہنے کا حکم	۱۱۱
اولیائے کرام کے تمام الہامات صحیح نہیں ہوتے	〃
کیا حضور ﷺ کا سایہ تھا؟	〃
دل سے حضور ﷺ کو زندہ نہ ماننا	۱۱۲
حضور ﷺ کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا ثابت نہیں	۱۱۳
حضور ﷺ کے بال مبارک اور اولیائے کرام کی چادر کی زیارت کرنا	〃
حضور علیہ السلام کو حاضر ناظر نہ ماننے والے کی امامت درست ہے	〃
معراج میں شیخ عبدالقادر جیلانی کا حضور علیہ السلام کو کندھا دینے والا قصہ من گھڑت ہے	〃
حضور علیہ السلام کے بول و براز وغیرہ پاک تھے	۱۱۴

تیسرا باب
ملائکہ علیہم السلام

عنوان	صفحہ
شب برات میں روزی تقسیم کرنے والے فرشتے کا نام اور اس کی کیفیت	۱۱۵
کیا ملائکہ اور عقول مجردہ ایک ہی چیز ہیں	〃

چوتھا باب
معجزات و کرامات

عنوان	صفحہ
نبی علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا ثابت نہیں	۱۱۶
کیا حضور ﷺ کا سایہ زمین پر پڑتا تھا؟	〃
چاند کو دو ٹکڑے کرنا حضور ﷺ کا معجزہ ہے	〃
قرآن مجید میں حضرت ﷺ کے مردوں کو زندہ کرنے کی نفی کیوں کی گئی؟ جب کہ آپ کے امتیوں نے مردوں کو زندہ کیا	〃
کیا کرامت کا منکر کافر ہے؟	〃
کیا نبی علیہ السلام کے قدم کی وجہ سے پتھر کا نرم ہونا اور اس پر قدم کا نقش آنا معجزہ ہے؟	۱۱۷
”عرش کے اوپر ہمارا لقب حبیب الرحمٰن پکارا گیا“ کہنے والے کا حکم	〃

عنوان — صفحہ

غوث الاعظم کی طرف منسوب مذکورہ کرامات درست نہیں ۱۱۸
مندرجہ ذیل معجزات ثابت ہیں یا نہیں؟ ۱۱۹
کیا نبی ہر وقت معجزہ دکھانے پر قادر ہوتا ہے؟ .... //

پانچواں باب

قرآن مجید اور دیگر کتب سماویہ

بیت المقدس، نبی علیہ السلام اور قرآن کریم میں سے افضل کون ہے؟ ۱۲۴
موجودہ دور میں پہلی آسمانی کتابوں پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ .... //
پہلی کتابوں کو منسوخ نہ ماننے والے غلطی پر ہیں .... //
قرآن مجید افضل ہے یا حضور علیہ السلام؟ ۱۲۵
قرآن کریم کے قریب اس سے بلند جگہ پر بیٹھنا بے ادبی ہے .... //
جس چارپائی کے نیچے قرآن ہو اس پر بیٹھنا سخت بے ادبی ہے .... //
ادب کا کیا معنی ہے؟ .... //
قرآن کریم سے بلند جگہ پر بیٹھنے کو ادبی خیال نہ کرنے والے کا حکم .... //
قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کو جلانے کا حکم ۱۲۶
دریچوں میں رکھے ہوئے قرآن شریف کی طرف پیٹھ کرنے کا حکم .... //
نمازی کے قریب قرآن کریم کو بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے .... //
قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کا حکم ۱۲۷
قرآنی آیات والے اوراق کو ردی میں استعمال کرنا جائز نہیں ۱۲۸
جلسہ میں قرآن کریم کی تلاوت کو نظم وغیرہ سے مقدم رکھا جائے .... //
قرآن مجید کا صرف ترجمہ شائع کرنا .... //
قرآن وحدیث کے مقابلے میں مولوی کی بات کو ترجیح دینے والے کا حکم ۱۲۹
قرآن کریم کی تجارت سے حاصل شدہ نفع کا حکم .... //
قرآن کریم کو اجزاء کی صورت میں شائع کرنا .... //
قرآن کریم کو مختلف رنگوں سے مزین کرنا .... //
بلا قصد سپارہ ہاتھ سے گر جانے پر پکڑ نہیں ۱۳۰
ہندی رسم الخط میں قرآن شائع کرنا .... //

عنوان	صفحہ
غیر مسلم سے قرآن مجید کی جلد بنوانا	۱۳۱
قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کا حکم	//
قرآن کریم کے علاوہ مزید جو دس پارے بتائے جاتے ہیں ان کو ناپاک چیز کے ساتھ تشبیہ دینا	//
قرآن مجید کو خالق کہنا	۱۳۲
قرآنی آیات والے اخبارات کو ردی میں استعمال کرنا ناجائز ہے	//
قرآن مجید کی تلاوت کے دوران کسی کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا	//
قرآن مجید کو بے وضو چھونا جائز نہیں	۱۳۳
قرآن مجید کا ترجمہ کرنا جائز ہے	//
قرآن مجید کے ترجمے کو بغیر وضو ہاتھ لگانا	//
قرآن مجید کا ترجمہ غیر مسلم کے ہاتھ فروخت کرنا	//
قرآن مجید کو غیر عربی رسم الخط میں لکھنا	//
کاغذ پر لکھی ہوئی آیت کو بغیر وضو چھونا	//
قرآن مجید کی پھٹی ہوئی پرانی جلدوں کا حکم	//
قرآن شریف کی تلاوت پر اجرت لینا جائز نہیں	//
تلاوت پر اجرت لینے والے کی امامت کا حکم	//
امامت کی اجرت لینا جائز ہے	//
قرآنی آیت "لایمسہ الا المطہرون" کا مطلب	//
موجودہ توراۃ وانجیل کے مضامین تبدیل شدہ ہیں	۱۳۴

چھٹا باب

خلیفہ، امام، امیر

عنوان	صفحہ
حدیث شریف میں مذکورہ بارہ خلفاء کا مصداق کون ہیں؟	۱۳۵
"حضرت علیؓ کو خلفاء میں افضل اور صدیقؓ کی خلافت کے بارے میں حضور ﷺ نے کچھ ارشاد نہیں فرمایا" کہنے والا کی امامت کا حکم	//
امام اور ولی میں فرق	۱۳۷
پوسٹر "علمائے اہل حدیث واحناف کا متفقہ فیصلہ" میں سوال وجواب کی تصدیق	//
اشتہار "اعلان عام برائے رفع اتہام" میں درج عقائد والے کا حکم	//

عنوان	صفحہ
آیت "واولی الامر منکم" کو ہندوستان کے موجودہ حکمرانوں پر محمول کرنے والا کی امامت ناجائز ہے	۱۳۹
حرام کو حلال سمجھنے اور خلاف شرع افعال والے کی بیعت کرنا ناجائز ہے	۱۴۰
بیعت وامارت کے معتقد پر طعن کرنا اور ایک امیر کی موجودگی میں دوسرے کا بیعت کروانا	〃
بارہ خلفاء والی روایت درست ہے	〃
یزید بن معاویہ کو کافر یا ملعون کہنے والے کا حکم	〃
صوبہ میں ایک امیر کی موجودگی میں دوسرا امیر بنانا ناجائز ہے	۱۴۱
صوبہ میں ایک امیر کی موجودگی میں دوسرے شخص کا امارت کا دعویٰ باطل ہے	〃
صوبے کے امیر کی اجازت کے بغیر اس کے کسی ضلع میں امیر کا انتخاب درست نہیں	〃
امیر صوبہ کے عطا کردہ لقب کے علاوہ دوسرا لقب اختیار کرنا	〃
مختلف پارٹیوں کو یکجا ہونے اور ایک امیر منتخب کرنے کی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرنا	۱۴۲
مختلف پارٹیاں ایک امیر منتخب کریں تو وہ شرعی امیر ہو گا	〃
کن امور میں شرعی امیر کی اطاعت ضروری ہے؟	〃
شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرنے والے امیر کو معزول کرنے کا حکم	۱۴۳
عقل اور خواہش یا شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے پر آخرت میں سزا و جزاء	〃
اسلام میں سائنسی ایجادات کا استعمال مطلقاً ممنوع نہیں	〃

ساتواں باب

تقدیر و تدبیر

عنوان	صفحہ
وسیلہ اور تقدیر کا انکار کرنے والے کا حکم	۱۴۵
انسان اپنے افعال میں خود مختار ہے نہ کہ مجبور محض	〃

آٹھواں باب اختلافی مسائل، فصل اول مسئلہ عید میلاد

عنوان	صفحہ
یوم ولادت کی صحیح تاریخ اور یوم ولادت منانے کا حکم	۱۴۷
عید میلاد النبی ﷺ منانا قرآن وحدیث اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کی تعلیمات کے خلاف ہے	〃
عید میلاد النبی ﷺ منانا بدعت ہے	۱۴۹
عید میلاد النبی ﷺ کے دن جلوس، جلسہ اور عوام میں شیرینی تقسیم کرنا	〃
محفل میلاد النبی کو سجانے اور معطر کرنے کا حکم	〃
کیا ربیع الاول میں وعظ و تبلیغ کے لئے مجالس منعقد کرنا خیر و برکت کا باعث ہے؟	۱۵۰

عنوان ..... صفحہ
مروجہ میلاد کی ابتداء کب ہوئی؟ کیا اس کا ثبوت قرآن و حدیث سے ہے؟ ۱۵۰
میلاد میں قیام کے ثبوت کے لئے پیش کردہ حدیث سے استدلال درست نہیں ..... 〃
آیت "وما اھل بہ لغیر اللہ" میں ذبح کے وقت کا اعتبار ہے یا ذبح سے پہلے کا؟ ..... 〃
واعظ کے ارشاد پر حاضرین کا بلند آواز سے درود پڑھنا ۱۵۱
"درود شریف نبی علیہ السلام خود سنتے ہیں اور پڑھنے والے کو پہچانتے ہیں" کہنے کا حکم ..... 〃
حضور ﷺ یا غوث پاک کے نام کی نیاز دینا اور نیاز دینے والوں کے لئے اس سے کھانے کا حکم ..... 〃
میلاد شریف کب اور کس نے ایجاد کی؟ ۱۵۲
موجودہ دور میں عید میلاد النبی کی حیثیت مذہبی نہیں ۱۵۳

فصل دوم : جلسہ سیرت

عید میلاد النبی ﷺ منانے کی نیت سے جلسہ کرنا بدعت ہے قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت نہیں ..... 〃
"امام مہدی کے زمانے میں امام مہدی ایک طرف اور سارے علماء ایک طرف ہوں گے" یہ قول غلط ہے ..... 〃
قرآن و حدیث میں عید میلاد النبی کا ثبوت نہیں ہے ۱۵۴
صحابہ و تابعین وغیرہ کے دور میں عید میلاد النبی نہیں منائی گئی ..... 〃
کیا حضور ﷺ نے مسلمانوں کو منظم کرنے کا کوئی طریقہ بتلایا ہے؟ ..... 〃
پنجگانہ نمازیں، نماز عیدین اور حج بلا شبہ مسلمانوں کو منظم کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں ..... 〃
شعائر اسلام سے توجہ ہٹا کر دوسری باتیں اسلام میں پیدا کرنا بدعت ہے اور ایسے امور پر روپیہ خرچ کرنا اسراف ہے ..... 〃
مسلمانوں کو منظم کرنے کا وہی طریقہ معتبر ہے جو قرآن و سنت سے ثابت ہو ..... 〃
جلسہ سیرت النبی کی صدارت کافر و مشرک کے حوالے کرنا ۱۵۶

فصل سوم : مسئلہ قیام

صحابہ و تابعین کے دور میں نہ میلاد تھی نہ میلاد کا قیام ۱۵۷
قیام کی ابتداء اور اس کا حکم ..... 〃
میلاد و قیام بدعت ہے اور بدعت کہنے والوں کو وہابی کہنا درست نہیں ۱۵۸
میلاد شریف میں قیام ثابت نہیں ۱۵۹
میلاد میں کھڑا ہونا بے اصل اور دوسروں کو کھڑا ہونے پر مجبور کرنا گناہ ہے ..... 〃
محفل میلاد میں کھڑے ہو کر سلام پڑھنے پر اصرار بدعت ہے ۱۶۰

عنوان	صفحہ
میلاد شریف میں قیام اور اس کو حرام کہنے والے کی امامت کا حکم	١٦٠
میلاد شریف میں قیام اور نبی علیہ السلام کا نام سن کر انگوٹھے چومنے کا حکم	١٦٢
"میلاد شریف میں حضور ﷺ خود یا آپکی روح آتی ہے" یہ عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے	//

فصل چہارم: مسئلہ علم غیب

عنوان	صفحہ
محفل میلاد منعقد کرنا بدعت ہے	١٦٤
حضور ﷺ محفل میلاد میں تشریف نہیں لاتے	//
مسئلہ علم غیب	//
ایصال ثواب کے لئے دن مقرر کرنا درست نہیں	//
شرک وبدعت کی تعریف	//
محبت کی وجہ سے یارسول اللہ کہنا اور "السلام علیک ایھا النبی" کو اس کی دلیل بتانا	١٦٦
محفل میلاد میں قیام کرنا	١٦٧
یارسول اللہ، یاغوث کہنا اور ان سے مدد مانگنا	//
گیارہویں شریف پکانے اور کھانے کا حکم	//
نماز میں حضور ﷺ کا تصور آنا	//
محفل میلاد میں صلاۃ وسلام اس خیال سے پڑھنا کہ حضور علیہ السلام کی روح مبارک تشریف لاتی ہے شرعاً ناجائز ہے	١٦٨
مسئلہ علم غیب	١٧٠
حدیث "اتقوا فراسۃ المؤمن" کا صحیح ترجمہ	١٧٢
حضور ﷺ کو حاضر ناظر سمجھ کر آپ سے مدد طلب کرنے والا مشرک ہے	//
حضور ﷺ کے بارے میں ذاتی علم غیب کا عقیدہ رکھنا درست نہیں	//
لفظ یارسول اللہ کہنا اور مسئلہ علم غیب	١٧٣
کھانے پر فاتحہ پڑھنا ثابت نہیں	//
حکیم الامت اور ان کی کتاب نشر الطیب پڑھنے والے کو کافر کہنے والے کا حکم	١٨٤
مسئلہ علم غیب	//
اشھد ان محمد الرسول اللہ پر انگوٹھے چومنا ثابت نہیں اور نہ چومنے والے کو کافر یا وہابی کہنا	//
جنازہ کے بعد دعا اور قبر پر اذان دینا ثابت نہیں	//

عنوان	صفحہ
اولیاء اللہ سے مدد مانگنا جائز نہیں	۱۸۴
مصیبت کے وقت حضرت جنید بغدادی کو پکارنے پر نجات کا قصہ من گھڑت ہے۔	۱۸۵
حضور ﷺ کے بارے میں کلی علم غیب کا اعتقاد رکھنا کفر ہے	//
حضور ﷺ کو عالم الغیب نہ جاننے والے سے وعظ نہ کروانے کی قید لگانا ناجائز ہے	۱۸۶
کسی صحابی کی جوتی کی وجہ سے بادشاہ کی سر کے درد کا صحیح ہونے کا قصہ من گھڑت ہے	//
اور اس جوتی کو مشکل کشا کہنا شرک ہے	//
حضور علیہ السلام کے عالم الغیب ہونے کے لئے معراج کے قصہ کو دلیل بتانا	//
من گھڑت قصے بیان کرنے والے واعظ کے وعظ میں شرکت سے بچنا چاہئے	//
علماء کو برا بھلا کہنے والے کا وعظ نہ سننا چاہئے	//
حقیقی مددگار اللہ تعالیٰ کو جانتے ہوئے غیر اللہ سے مدد مانگنے کو جائز کہنے کا حکم	۱۹۶
براہ راست اولیاء اللہ کی ارواح سے مدد مانگنا درست نہیں	//
"اغثنی یارسول اللہ" کہنا	//
یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کہنا اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنا جائز نہیں	//
غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز نہیں	//
ہر وقت یارسول اللہ کہنا اور اس سے منع کرنے والے کو کافر کہنا	۱۹۷
مندرجہ ذیل عقائد قرآن و سنت کے خلاف ہیں	۱۹۸
نبی علیہ السلام کو عالم الغیب اور حاضر ناظر سمجھنا	//
یارسول اللہ پکارنے پر حضور علیہ السلام کا مدد کرنا	//
محبوب سبحانی اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو ٹال دیتے ہیں اور مشکلات حل کرتے ہیں	//
اولیاء اللہ اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا برابر ہے	//
مندرجہ بالا عقائد کو اہلسنت والجماعت کی طرف منسوب کرنا درست نہیں	
مندرجہ بالا عقائد کے نہ ماننے والے کو غیر مقلد، وہابی، نجدی اور کافر کہنا	//

فصل پنجم : مجلس شہادت

عنوان	صفحہ
محرم کے پہلے دس دنوں میں مجالس کرانا اور ان میں شرکت ناجائز ہے	۲۰۱

فصل ششم : مسئلہ سماع موتیٰ

عنوان	صفحہ
مردوں کے سننے کے بارے میں محققین علماء کا مسلک	//

فصل ہفتم، وہابی کی تحقیق

عنوان	صفحہ
وہابی فرقہ کی ابتداء کب سے ہوئی اور اس کا موجود کون تھا؟ ہندوستان میں یہ فرقہ کب رونما ہوا؟	۲۰۲

صفحہ	عنوان
۲۰۲	علمائے دیوبند کو وہابی کہنا
//	میلاد شریف میں قیام سے منع کرنے والے کو کافر کہنا صحیح نہیں
//	مروجہ اعراس بزرگان سے منع کرنے والا کافر نہیں ہوتا
//	موجودہ دور کے وہابیوں (سنت کی اتباع کرنے والوں) کو مسجد سے روکنا جائز نہیں
//	علمائے دیوبند کو کافر کہنے والا ظالم ہے
//	ایسی مساجد میں جانا جائز نہیں جہاں علمائے اہل حق کو کافر کہا جاتا ہو
۲۰۶	علمائے دیوبند سب کے سب پرہیزگار و متقی ہیں
۲۰۸	عالم کی توہین کرنا گناہ ہے
//	"نماز میں حضور ﷺ کا خیال آنا گدھے کا خیال آنے سے برا ہے" کہنے والے کا حکم
//	دیوبندی اور غیر مقلد کو کافر کہنے والے کی امامت کا حکم
//	ڈھول کے ساتھ قوالی سننا جائز ہے
//	علمائے دیوبند کو وہابی اور کافر کہنا درست نہیں
//	تقویۃ الایمان، صراط مستقیم وغیرہ قابل عمل کتب ہیں
۲۰۹	حضور ﷺ کو عالم الغیب اور اللہ تعالیٰ کی شان کے سامنے چمار سے زیادہ ذلیل کہنا درست نہیں
//	وہابی، رضاخانی، غیر مقلد، قادیانی اور رافضی وغیرہ کلمہ گو ہیں یا نہیں
۱۱۰	وہابیوں کے پیچھے نماز پڑھنا
//	حنفیوں کے ہاں حدیث سے بالاتر فقہ ہے یہ بات درست نہیں
//	علمائے دیوبند کو وہابی، مقلد اور غیر مقلد کہنا
//	سیرت کمیٹی اور اس کے بانی کو برا بھلا کہنا
۲۱۳	شرک وبدعت کی تردید، رسومات قبیحہ سے روکنے اور علمائے دیوبند کو حق بجانب سمجھنے والے کی امامت درست ہے
۲۱۴	قبر پر اذان کو درست نہ سمجھنے والا اہلسنت والجماعت میں سے ہے
//	"بہشتی زیور" معتبر کتاب ہے

فصل ہشتم: احترام اولیاء

صفحہ	عنوان
۲۱۵	معین الدین اجمیری کی تعریف پر سبحان اللہ وغیرہ کہنا

فصل نہم: نذر و نیاز اور فاتحہ

عنوان	صفحہ
پیران پیر کے نام پر بکرا ذبح کرنے اور اس کے کھانے کا حکم	۲۱۶
کسی بزرگ کی قبر پر چادر یا چڑھاوا چڑھانا حرام ہے	〃
گیارہویں میں غرباء و مساکین کے علاوہ برادری کو کھلانے کا حکم	۲۱۷
حضور ﷺ کا کھانے پر فاتحہ پڑھنا کسی روایت سے ثابت نہیں	〃
کتب فقہ میں گیارہویں کا ذکر نہیں اور غیر اللہ کے نام کا بکرا حرام ہے	〃
مراد پوری ہونے پر کسی مزار پر صاحب مزار کی نیاز کھانے اور کھلانے کا حکم	〃
شہداء اور اولیاء کی ارواح کو حاجت روا سمجھنا اور ان کے وسیلے سے مرادیں مانگنا	〃
کیا مروجہ میلاد میں شریک نہ ہونے والا اور نماز چھوڑنے والا برابر درجہ کے گناہ گار ہیں؟	〃
نماز عیدین کے بعد معانقہ اور فرض نمازوں کے بعد مصافحہ کرنا مکروہ ہے	〃
مروجہ گیارہویں بدعت ہے	۲۱۸
اولیاء اللہ کے مزار کے سامنے حلوہ وغیرہ رکھ کر فاتحہ پڑھنا ثابت نہیں	۲۱۹
گیارہویں، فاتحہ اور حفاظت کی خاطر بچہ کو گلے کا زیور پہنانا درست نہیں	〃
اولیاء اللہ سے محبت، وظائف کا پڑھنا اور اللہ کے نام کا صدقہ دینا بابرکت افعال ہیں	〃
ایصال ثواب کا صحیح طریقہ	〃
غوث پاک کا مقام "ھو" تک پہنچنے کا قصہ اور لفظ "ھو" سے گیارہویں، فاتحہ وغیرہ کا ثابت خلاف شرع ہے	۲۲۱
ایصال ثواب کے لئے دن مقرر کرنا درست نہیں، البتہ مقرر کرنے سے کھانا حرام نہیں ہوتا	〃
سوم، چہلم وغیرہ کے جواز کے لئے علماء کے فعل کو دلیل بنانا	〃
شب برات اور گیارہویں کی نیاز بے اصل ہے	۲۲۳
مزار پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا	〃
تیجہ، چہلم، گیارہویں وغیرہ کے لئے دن مقرر کرنا بدعت ہے، لیکن اس سے کھانا حرام نہیں ہوتا	〃
دوسروں کو گناہ سے منع کرنا اور خود گناہ کرنا "اتأمرون الناس بالبر الاٰیۃ" کے خلاف ہے	〃
ایصال ثواب کیلئے دن اور وظائف متعین کرنا بے ثبوت ہے	۳۲۴
میلاد میں قیام کو واجب اور اس کے چھوڑنے والے کو فاسق اور وہابی کہنے والا گناہ گار ہے	〃
شب برات کی افضلیت اور آسمان سے نداوالی حدیث ثابت ہے یا نہیں	〃
کھانے پر فاتحہ پڑھ کر دریا میں ڈالنا ناجائز ہے اور اس کو بھید سمجھنا غلط ہے	۲۲۶

عنوان	صفحہ
شب برات کے موقع پر نیاز، فاتحہ وغیرہ ثابت نہیں	۲۲۶
میلاد میں ذکر ولادت کے وقت قیام شرعاً درست نہیں	〃
قرآن کریم اور وظیفہ وغیرہ پڑھوا کر کھانا کھلانا جائز نہیں	۲۲۸
برسی اور عرس شریف پر کھانا تقسیم کرنا بدعت ہے	۲۲۹
چہلم اور کھانے وغیرہ پر فاتحہ دلانا بے اصل ہے	۲۳۰
قبروں پر غلاف چڑھانا، میلہ کرنا اور اہل قبور سے مرادیں مانگنا جائز نہیں	〃

فصل دہم : مسئلہ سجدہ تعظیمی

عنوان	صفحہ
سجدہ تعظیمی کا حکم	۲۳۱
بزرگ کے ہاتھوں کو بوسہ دینا اور جھک کر اس کے گھٹنے کو ہاتھ لگانے کا حکم	〃
علی بخش، رسول بخش وغیرہ نام رکھنے اور یا رسول اللہ کہنے کا حکم	〃
قبر کے سامنے سجدہ تعظیمی اور سجدہ عبادت کا حکم	〃
مرشد یا والدین کو سجدہ تعظیمی کرنا جائز نہیں	۲۳۲

نواں باب : بدعات اور اقسام شرک

عنوان	صفحہ
بدعتیوں کا کھانا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم	۲۳۴
تعزیہ کی مجالس منعقد کرنے والے کے ایمان اور امامت کا حکم	〃
مولود شریف منانا اور اس میں قیام کرنا ثابت نہیں	〃
دس محرم کو کھچڑہ پکانا، شربت پلانا، نیا کپڑا پہننا اور سرمہ لگانا بے اصل ہے	۲۳۵
محرم کے پہلے دس دنوں میں کھانا یا کپڑا وغیرہ تقسیم کرنا اور سبیل لگانا بدعت ہے	〃
بدعت کی کتنی قسمیں ہیں؟	۲۳۶
آستانہ سرور عالم کے نام سے عمارت بنا کر اس کا احترام کرنا بدعت ہے	〃
صفر کے آخری بدھ کی رسومات اور فاتحہ کا حکم	〃
محرم کے مخصوص ایام میں حلیم پکا کر تقسیم کرنا بدعت ہے	۲۳۷
تعزیہ بنا کر اسکی تعظیم کرنا، تعزیہ سے منت مرادیں مانگنا اور سینہ کوٹنا وغیرہ سب امور حرام ہیں	〃
حضرت امیر معاویہؓ پر غصب خلافت کا الزام لگانا اور یہ کہنا کہ یزید کو ولی عہد بنایا تھا درست نہیں	〃
”یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ“ کا وظیفہ پڑھنا ناجائز ہے	۲۳۸
قبروں پر پھولوں کے ہار رکھنا ناجائز ہے	〃
قبر پر چادر چڑھانا یا قبر کے پاس شیرینی وغیرہ تقسیم کرنا بدعت ہے	〃

عنوان	صفحہ
تعزیہ کو برا بھلا کہنے کا حکم	۲۳۹
جعلی اور مصنوعی قبر بنانا گناہ ہے	〃
بارہ ربیع الاول کو دکانیں بند کرنے کا حکم	۲۴۰
تعزیہ داری کی رسم ناجائز ہے	〃
رجب کے مہینے میں نبی صاحب کا روٹ بنانا شرعی حکم نہیں بلکہ بدعت ہے	۲۴۱
یوم صدیق اکبر منانے کی خواہش پر کہنا کہ اس فقرے سے میرے دل کو بے حد تکلیف ہوئی اور یوم صدیق شریعت کی نظر میں	〃
خواب میں کسی بزرگ کا کہنا کہ میری قبر پر پختہ گنبد بناؤ اور قبر پر گنبد وغیرہ بنانے کا شرعی حکم	۲۴۲
پانچ محرم الحرام کو شان اسلام دکھانے کی غرض سے جلوس کی شکل میں تعزیہ داری کرنا	۲۴۳
اللہ تعالیٰ کی ذات کو حضور ﷺ کے ساتھ شکل وصورت میں تشبیہ دینا اور یہ کہنا کہ احمد اور احد میں فرق صرف میم کا ہے	۲۴۴
حضور ﷺ اور اولیائے کرام کو حاضر ناظر کہنا	〃
سرود سننا حرام ہے اس کو حلال سمجھنا کفر ہے	〃
حضور ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ کی صفات ثابت کرنا شرک ہے	۲۴۵
آیت "انما المشرکون نجس الآیۃ" کے نزول کے بعد مشرک کے ساتھ کھانا کھانے کا حکم	۲۴۶
نماز میں حضور ﷺ کا خیال آئے تو گائے، بھینس، گدھے وغیرہ کا خیال آنے سے بدتر کہنا	۲۴۷
"اللہ تعالیٰ کی ذات کو زمان ومکان سے پاک جاننا اور ہر طرف سے دیدار الٰہی کو حق جاننا بدعت ہے" کہنے والے کا حکم	〃
تشہد میں "السلام علیک ایہا النبی" اس خیال سے پڑھنا کہ حضور ﷺ خود سلام سنتے ہیں شرکیہ عقیدہ ہے	〃
کن باتوں سے شرک لازم آتا ہے؟ اور ان سے بچنے کا طریقہ	۲۴۸
نماز میں کسی بزرگ یا حضور ﷺ کا خیال آنے کا حکم	〃
جس مسجد میں شرکیہ افعال ہوتے ہوں اس میں نماز پڑھنے کا حکم	۲۴۹
محرم میں شیر کا بت بنانا شرعاً ناجائز ہے	۲۵۰
بت کی عبادت کرنا کفر ہے	〃
غیر اللہ کی نذر کرنا اور منت ماننا حرام ہے	〃

عنوان	صفحہ
بتوں کو مرادیں پوری کرنیوالا اور ان کی تعظیم کو حلال سمجھنا کفر ہے	۲۵۰
بت کے منہ میں ڈالا جانے والا گوشت حرام ہے	//
"مٹی کے شیر میں معاذ اللہ حضور ﷺ کی روح ہے" کہنے والے کا حکم	//
شرکیہ رسم کو مٹانا اور مٹانے کی کوشش کرنا ثواب کا کام ہے	//
بتوں کی حمایت کرنا اور ان کو قائم رکھنے کی کوشش کرنا حرام ہے	//
حضرت حسینؓ کی شہادت سے پہلے دس محرم کے دن ہونے والی رسومات	۲۵۱
دس محرم کو حلوہ، کھچڑہ پکانے اور فاتحہ دلوانے کا حکم	//
نو محرم کو سبز کپڑے پہننا، فاتحہ دلوانا اور تعزیوں پر مہندیاں چڑھانا ناجائز ہے	//
ناچ رنگ کی محفل میں قلابازیاں وغیرہ کھانا اور گلی کوچوں میں نوحہ کرنا جائز نہیں	//
کیا انیس اور دبیر شعراء کے مرثیوں کا مضمون صحیح ہے؟	//
دس محرم کی روزے کا حکم	//
غریب آدمی اہل بیت کے ساتھ محبت کا اظہار کس طرح کرے؟	//
"تعزیوں اور مہندی وغیرہ سے شوکت اسلام ظاہر ہوتی ہے" یہ خیال غلط ہے	//
رجب کو کونڈے اور شب برات کو حلوہ وغیرہ پکانا بدعت ہے	//
تعزیہ بنا کر جلوس نکالنا اور اس سے مرادیں مانگنا حرام ہے	۲۵۳
مقررہ تاریخ کو کسی بزرگ کا میلاد منانا اور فاتحہ خوانی کرنا ناجائز ہے	۲۵۴
ایصال ثواب کا شرعی طریقہ کیا ہے؟	۲۵۵
ایصال ثواب کے لئے دن مقرر کرنا بے اصل ہے	//
کسی غذا کو ایصال ثواب کے لئے خاص کرنے کا حکم	//
کیا صحابہ، تابعین اور آئمہ اربعہ کے زمانے میں حلوے کی رسم تھی؟	//
فقہاء کے کلام میں شب برات کے حلوے کا ذکر نہیں ہے	//
اگر کوئی مستحب کام فرض یا واجب سمجھا جانے لگے تو اس کو چھوڑ دینا ضروری ہے	//
سنتوں کے بعد فاتحہ خوانی اور درود کی باقاعدہ پابندی کرنا بدعت ہے	۲۵۷
اولیاء کے نام کا جھنڈا نکالنا بدعت ہے	//
اولیاء و شہداء کی زیارت کرنا اور ان سے مرادیں مانگنے کا حکم	//
پیش گوئی پر پختہ اعتقاد رکھنے کا حکم	۲۵۸

دسواں باب: کائنات عالم

عنوان	صفحہ
قرآن وحدیث کی رو سے زمین و آسمان ساکن ہیں یا متحرک؟	۲۵۸
بارش بادلوں سے برستی ہے یا آسمان سے؟	〃
جنات کی پیدائش انسان سے پہلے ہوئی یا بعد میں	۲۵۹
کیا یہ درست ہے کہ زمینیں سات ہیں اور ان کو بیل نے سینگوں پر اٹھایا ہوا ہے؟	۲۶۰
کیا زمین گول ہے؟	〃
چاند میں روشنی آنے کو مغرب کے وقت کے لئے دلیل بنانا	〃
کتاب "ہزار مسئلہ" قابل اعتماد نہیں ہے	〃
گائے کے سینگ پر زمین کا ہونا درست ہے یا نہیں؟	۲۶۱

گیارہواں باب

ذات پات، نسل، قبیلہ

عنوان	صفحہ
حضرت صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی اولاد کا صدیقی، فاروقی اور عثمانی کہلانا درست ہے	۲۶۱
صدیقی اور فاروقی کہلوائے جانے والے کا اپنے کو قریشی کہلوانا درست ہے	〃
چاروں خلیفوں کی اولادیں نضر بن کنانہ کی اولاد میں سے ہیں	〃
ہندو لڑکی کے مسلمان ہونے پر اسے مسلم برادری میں نہ سمجھنا درست نہیں	۲۶۲
پہلے تین خلیفوں کی اولاد کو سید کہنا درست ہے یا نہیں؟	〃
گندگی وغیرہ صاف کرنے کا پیشہ اختیار کرنے والے کو حقیر سمجھنا درست نہیں	۲۶۳
حدیث "قدموا قریشا الحدیث" ثابت ہے	〃
کیا بنو فاطمہ کے علاوہ بقیہ بنو ہاشم سید ہیں؟	۲۶۴
جن لوگوں کے لئے صدقہ لینا حرام ہے ان کو سید پکارنا ضروری نہیں	〃
دوسرے مسلمان کو ذلیل سمجھنے اور مسلمانوں میں فتنہ برپا کرنے والے کا حکم	۲۶۵
سید ہونے کی وجہ سے اپنے کو دوسروں سے بڑا اور دوسروں کو ذلیل سمجھنا	〃
شیخ، سید، مغل اور پٹھان کو اعلیٰ اور دوسری قوموں کو ذلیل سمجھنا درست نہیں	۲۶۶
اعلیٰ ذات والے غیر مسلم کو گھٹیا پیشہ والے مسلمان پر ترجیح دینا	〃
اعلیٰ یا ادنیٰ قوم والے غیر مسلم کا جوٹھا استعمال کرنا	〃
غیر مسلموں کا جوٹھا استعمال کرنا درست ہے بشرطیکہ ان کے منہ سے کوئی نجاست لگی ہوئی نہ ہو	〃

عنوان	صفحہ
ایک برتن میں غیر مسلم کے ساتھ کھانا کھانے کا حکم	۲۶۸
غیر مسلم سے مسجد میں جھاڑو دلوانا	″
کیا اصلی قوم کو چھوڑ کر لفظ ”فقیر“ سے نسبت بیان کرنا سلف صالحین میں رواج تھا؟	۲۶۹
لفظ ”فقیر“ سے مشہور ہونے والے مسلمانوں کو حقوق سے محروم کرنا درست نہیں	″
اپنے اصلی قبیلہ کی طرف نسبت کرنا درست ہے	″
مسلمان کو ایسے لفظ سے مخاطب کرنا جس سے اس کی حقارت ظاہر ہو درست نہیں	۲۷۰
سادات کے سلسلہ کی ابتداء کہاں سے ہوئی؟ اور سید کہلائے جانے کی وجہ کیا ہے؟	۲۷۱
صحابہ کو انصار کا لقب ملنے کی وجہ اور کیا صحابہ میں پیشے کی طرف نسبت کرنے کا رواج تھا؟	۲۷۲
میراسی قوم آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے	۲۷۳
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکے جانے کے وقت کسی کا زنا کرنا ثابت نہیں	″
کپڑا بننے کا پیشہ اختیار کرنے کی وجہ سے اپنے کو انصاری کہلوانا	″
نو مسلم بھنگیوں کے ساتھ کھانا اور ان کا جماعت میں شامل ہونے کا حکم	۲۷۴
قریش اور انصار میں سے فوقیت کس کو حاصل ہے؟	″
سڑک پر جھاڑو دینے والے نو مسلموں کو مسجد سے روکنے اور ان کے ساتھ کھانے کا حکم	۲۷۵
سڑکوں پر جھاڑو دینا کسی کو اسلامی برادری سے خارج نہیں کر سکتا	″
کسی مسلمان کا بعض غیر مسلموں کو اعلیٰ اور بعض کو ادنیٰ قرار دے کر اعلیٰ والوں کے ساتھ کھانے پینے کا حکم	۲۷۶
اعلیٰ مسلم اقوام کا ادنیٰ مسلم اقوام سے تعلق رکھنا خلاف شریعت نہیں	۲۷۸
کسی مسلمان کے لئے علم دین حاصل کرنے کی ممانعت نہیں	″
گھٹیا مسلم اقوام کا دینی و دنیاوی ترقی کرنا شرعاً جائز ہے	″
ولی اور بزرگ وغیرہ گھٹیا قوم میں بھی ہو سکتے ہیں	″
یہ غلط ہے کہ گھٹیا اقوام کو مراتب ولایت حاصل نہیں ہوتے	″
کیا کتاب ”غایات النسب“ اور اس کے ضمیمہ کے مضامین صحیح ہیں؟	″

بارھواں باب

معاصی اور توبہ

عنوان	صفحہ
حقوق العباد معاف کروائے بغیر توبہ قبول نہیں ہوتی	۲۸۰
مجبوری کی وجہ سے سچی توبہ کرنے والے کی بیعت جائز ہے	″

عنوان	صفحہ
حقوق اللہ سے توبہ کے بعد ان کی قضا یا وصیت کرنا ضروری ہے	۲۸۰
کبیرہ گناہ کرنے والے کو کافر کہنے والا گناہ گار ہے	۲۸۱
باربار گناہ کر کے باربار توبہ کرنا اچھا نہیں	۲۸۲
صرف گناہ کے ارادہ سے گناہ نہیں لکھا جاتا	〃
گناہ سے سچی توبہ کرنے سے گناہ معاف ہو جاتا ہے	〃
فطرتی طور پر معذور شخص بھی گناہ کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہو سکتے ہیں	۲۸۳
گمراہ شخص کی توبہ قبول ہے	〃
لڑائی کی وجہ سے مولی کا مخالفین پر کفر کا فتویٰ لگانا	〃
کتنی عمر تک بچے معصوم ہوتے ہیں؟	۲۸۴
زانیہ کا زنا سے کمایا ہوا مال توبہ سے حلال نہیں ہوتا	〃
نابالغی کی حالت میں کئے ہوئے گناہوں پر پکڑ نہیں ہے	۲۸۵
گناہ سے توبہ کرنے کے بعد پھر وہی گناہ کرنا بہت برا ہے	۲۸۶
بغیر ظاہری اسباب کے آئندہ کی تاریخ میں کسی چیز کا وعدہ پورا نہ کرنا جھوٹ نہیں ہے	〃
بغیر گناہوں کی عبادت کرنیوالا توبہ کرنے والے گناہ گار سے بہتر ہے	〃

تیرھواں باب
مختلف فرقے

عنوان	صفحہ
فصل اول : فرقہ شیعہ	۲۸۷
شیعوں کا ذبیحہ اور ان کے ساتھ کھانا کھانا، رشتہ کرنا اور تعلقات رکھنا	〃
شیعہ، اسماعیلیہ کا سنیوں کی مسجد میں نمازیں پڑھنے کا حکم	〃
کیا شیعہ اسماعیلیہ سنیوں کی مسجد میں قرآن مجید سن سکتے ہیں اور اپنے طرز پر نماز پڑھ سکتے ہیں؟	〃
مسجد میں شیعہ اسماعیلیہ کو زدو کوب کرنا	〃
مسجد میں حنفی المذہب امام کے پیچھے شیعوں کا نماز پڑھنا اور تلاوت و وعظ سننے کا حکم	۲۸۸
شیعہ کا سنی لڑکی سے نکاح منعقد نہیں ہوتا	۲۸۹
شیعہ کا سنی لڑکی سے نکاح منعقد نہیں ہوتا	〃
رافضیت اختیار کر کے حضرت عمرؓ کو گالی دینے والا مرتد ہے	۲۹۰
مرتد کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جائے؟	〃

عنوان	صفحہ
برادری کے مرتد کے ساتھ تعلقات منقطع کرنا ضروری ہے	۲۹۰
کیا مرتد کو برادری سے خارج کرنا ضروری ہے؟	//
رافضی کے ساتھ سنیوں کا نکاح منعقد نہیں ہوتا	//
شیعوں کے ساتھ سنی مسلمانوں کا نکاح جائز نہیں	//
کیا شیعوں پر سید کا اطلاق کرنا درست ہے؟	۲۹۲
کیا شیعہ مسلمان ہیں؟	۲۹۴
کیا اذان میں اشہد ان علیاً ولی اللہ کہنا خلفائے ثلاثہ پر تبرا ہے؟	//
مسلمانوں پر نہی عن المنکر کرنا فرض ہے	//
سیدنا امیر معاویہؓ اور علمائے حقانیہ کو گالیاں دینے والا رافضی اور گمراہ ہے	۲۹۵
مذکورہ شعر کہنا درست نہیں	۲۹۶
ایک مقدمہ "یزید اور عبدالرحمن بن ملجم وغیرہ مسلمانوں کے پیشوا ہیں" میں مفتی صاحب کا گواہی دینا غلط ہے	//
مقدمہ جونپور میں شہادت کی نقل کی طلب	//
شیعہ بنی امیہ کون تھے؟	//
رشید احمد گنگوہیؒ کے مذکورہ فتویٰ "وقوع کذب باری کے معنی درست ہوگئے" کا کیا مطلب ہے؟	//
کیا کربلا کی لڑائی جہاد تھا؟	۲۹۷
یادگار حسینی میں شرکت حرام ہے	۲۹۸
یادگار حسینی کی تکذیب کرنا ثواب کا کام ہے	//
اہلسنت والجماعت کے جلسہ یادگار حسینی میں شرکت کا شرعی حکم	//
جلسہ یادگار حسینی کے خلاف کوشش وسعی کرنا ثواب کا کام ہے	//
حسینؓ کو قتل کرنے والوں اور یزید کو گالیاں دینا جائز نہیں	//
تعزیہ نکالنا و ماتم کرنا ناجائز ہے	۲۹۹
شیعہ کا کفن دفن مسلمانوں پر ضروری ہے یا نہیں	//

فصل دوم 'فرقہ دہریہ'

عنوان	صفحہ
زمانہ کو الٰہ ماننا درست نہیں	۳۰۰
مولانا شبلی کے عقائد کیا تھے؟	۳۰۱

عنوان	صفحہ

فصل سوم: فرقہ خاکساراں

مذکورہ عقائد کا حامل دائرہ اسلام سے خارج ہے	۳۰۲
مذکورہ عقائد والوں کی حمایت کرنیوالا دائرہ اسلام سے خارج ہے	〃
مرتد کا نکاح باطل اور مہر کی ادائیگی ضروری ہے	〃
تحریک خاکساراں میں شامل ہونے والے غلطی پر ہیں	〃
فوجی پریکٹس کے لئے تحریک خاکساراں میں شامل ہونا عقل کے خلاف ہے	〃
اپنے ساتھ بیلچہ رکھنے کا شرعی حکم	〃
"سلف کا اجتہاد کافی نہیں ہے" کہنے والے کا حکم	〃
لاعلمی کی وجہ سے تحریک خاکساراں میں شمولیت سے ارتداد لازم نہیں آتا	۳۰۴
تحریک خاکساراں میں شامل ہونے والے کا ایمان خطرے میں ہے	۳۰۶
تحریک خاکساراں کے متعلق حضرت مفتی اعظم کی رائے	〃
تحریک خاکساراں کے عقائد مسلمانوں کے لئے خطرناک ہیں	۳۰۷
تحریک خاکساراں پر مختصر تبصرہ	۳۰۹
تحریک خاکساراں غیر اسلامی تحریک ہے اس میں شامل ہونا جائز نہیں	۳۱۰
تحریک خاکساراں میں شامل لوگوں کو اس سے علیحدگی اختیار کرنا ضروری ہے	〃
تحریک میں شمولیت پر اصرار کرنے والے غلطی پر ہیں	〃
تحریک خاکسار کے جلسے جلوسوں میں شرکت ناجائز ہے اور اس سے منع کرنا ثواب ہے	〃
تحریک خاکسار کی مدد اور تعریف کرنا ناجائز ہے	〃
تحریک خاکسار میں شامل ہونا جائز نہیں	۳۱۲
کتاب "تذکرہ" کے مضامین کفر والحاد پر مبنی ہیں	〃
تحریک خاکسار کا رکن بننے والے کی امامت درست نہیں	〃
اسلامی حدود میں رہتے ہوئے جہاد کی ٹریننگ سیکھنا ضروری ہے	〃
علامہ مشرقی کے عقائد سے بیزاری کا اعلان کرنے والے خاکساران مسلمان ہیں یا نہیں؟	۳۱۴
ایسے لوگوں کو کافر کہنے والے کا حکم	〃
تحریک خاکسار کا بانی علامہ مشرقی کافر ہے	۳۱۵
مرتد کے حکم پر جانیں قربان کرنے والے شہید ہیں یا نہیں؟	〃

عنوان	صفحہ
تحریک خاکسار کے مقتولین کو شہید سمجھنے والے کا حکم	۳۱۵
علامہ مشرقی اور اس کے مددگاروں کی مذہبی امداد حرام ہے	۳۱۷
علامہ مشرقی کے مذہبی عقائد کی حمایت کرنے والے اخبار کو اسلامی ترجمان سمجھنا غلط ہے	〃
علامہ مشرقی اور اس کے رضاکاروں کے ساتھ اتحاد عمل کرنے کا حکم	〃
علامہ مشرقی کافر اور اس کی اتباع کرنے والے گمراہ ہیں	۳۱۸

فصل چہارم : فرقہ قادیانی

عنوان	صفحہ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں	۳۱۹
قرآنی آیت "من بعدی اسمہ احمد" کا مصداق بلاتردد حضور ﷺ ہیں	〃
حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنیوالا مردود اور گمراہ ہے	〃
مرزا غلام احمد قادیانی کے مذکورہ اقوال کی تصدیق کرنے والے کافر ہیں اور ان سے رشتہ کرنا جائز نہیں	۳۲۰
میاں بیوی میں سے کسی ایک کا مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال کی تصدیق کرنے سے نکاح فاسد ہو جائے گا	〃
مرزائیوں کے ذبیحہ کا حکم	۳۲۲
مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے کافر ہیں	〃
قادیانی یا انکو اچھا سمجھنے والوں کے ساتھ میل جول، رشتہ وغیرہ کرنا جائز نہیں	۳۲۳
قادیانیوں کے عقائد جاننے کے باوجود ان کو مسلمان سمجھنے والے اسلام سے خارج ہیں	〃
ایک فتویٰ کی تصدیق	۳۲۴
علمائے ربانیین مرزا غلام احمد کو کافر سمجھتے ہیں	۳۲۵
مرزا غلام احمد کی تصدیق کرنے والے کافر ہیں	〃
قادنیوں سے ہر قسم قطع تعلق ضروری ہے	〃
قادیانیوں کے ہاں کھانا کھانے والے کی سزا	〃
کیا نسلی مرزائی اہل کتاب کے حکم میں ہیں؟	〃
غلام احمد قادیانی کی تصدیق کرنے والا اور اپنے آپ کو ہندوؤں کا اوتار بتانے والا گمراہ ہے	〃
تبلیغ کے لئے قادیانیوں کو چندہ دینا جائز نہیں	۳۲۶
قادیانی کا کلمہ پڑھ کر مرنے والے کے جنازہ میں شرکت کا حکم	۳۲۷
اسلامی انجمن میں قادیانیوں کو ممبر بنانا جائز نہیں	۳۲۷
جس انجمن میں قادیانی ممبر ہوں اس میں شرکت ناجائز ہے	〃

صفحہ عنوان

کیا قادیانی مرتد ہیں؟ ۳۲۸

فصل پنجم: فرقہ مودودی

کیا جماعت اسلامی والے گمراہ ہیں؟ .... ״
جماعت اسلامی رکن بننا ناجائز ہے .... ״

فصل ششم: فرقہ مہدویہ

فرقہ مہدویہ کا ذبیحہ حرام ہے ۳۲۹

فصل ہفتم: فرقہ حراں (سندھ)

کسی انسان کو خدا سمجھنے اور بیت اللہ کے علاوہ دوسری جگہ حج کرنے والے اور قبر کو سجدہ کرنے والے ملحد اور زندیق ہیں .... ״
مذکورہ افعال کرنے والے لوگوں سے رشتہ کرنا جائز نہیں .... ״
کیا پہلے سے منعقد شدہ نکاح کو قائم رکھا جائے؟ .... ״
کسی پیر کو امام الرسل سمجھنا اور بیت اللہ کے علاوہ کسی جگہ حج کرنا کفر ہے ۳۳۰
کفر اور خوف کفر میں فرق .... ״

چودھواں باب

تقلید واجتہاد

غیر مقلدین کی امامت، ان کا وعظ سننا اور ان سے تعلقات کا حکم ۳۳۱
تقلید والوں کو مشرک کہنے والے کی امامت درست نہیں ۳۳۲
غیر مقلدین کے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے .... ״
اہل حدیث مسلمانوں اور اہلسنت والجماعت میں سے ہیں ان کے ساتھ نکاح کرنا درست ہے ۳۳۳
غیر مقلدین کو کافر کہنے والے کا حکم .... ״
اہلحدیث عورت کے غسل دینے کی وجہ سے میت کی نماز جنازہ نہ پڑھانا .... ״
جنازے میں اہلحدیث کے شامل نہ ہونے کی وجہ سے میت کو جنتی کہنا .... ״
کیا اہلحدیث حضرات کا پیسہ مسجد میں خرچ کیا جا سکتا ہے؟ .... ״
امام کے پیچھے قرات اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا حکم ۳۳۴
کیا حضور ﷺ نے پوری عمر رفع یدین کیا؟ .... ״
تراویح کی رکعت کی صحیح تعداد کیا ہے؟ .... ״

عنوان	صفحہ
اہل حدیث کا دعویٰ کہ ان کا گروہ ہی جنتی ہے باطل ہے	۳۳۴
غیر مقلد امام کی وجہ سے جماعت کے وقت اکیلے نماز پڑھنے کا حکم	۳۳۵
حنفی کے لئے غیر مقلد کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم	"
غیر مقلدین کو کافر کہنے والا گناہ گار ہے	"
غیر مقلدین کے ساتھ مصافحہ کرنا جائز ہے	"
غیر مقلدین کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے	"
کیا ائمہ اربعہ کی تقلید کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے ؟	"
یہ درست نہیں کہ تقلید کی وجہ سے بعض احادیث پر عمل نہیں ہوتا	"
رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد پیدا ہونے والے ائمہ کی پیروی کیوں ؟	"
کیا ائمہ نے اپنی پیروی کا حکم دیا ہے ؟	"
ائمہ اربعہ کس کی تقلید کرتے تھے ؟	"
ائمہ کی بات قرآن وحدیث کے مطابق ہوتی ہے	"
ائمہ کے درمیان بعض مسائل میں اختلاف کیوں ہے ؟	"
چاروں اماموں کا مذہب سنت نبوی ﷺ کے موافق ہے	۳۳۷
مجتہد کی تعریف اور مجتہد کیا ہر زمانے میں ہو سکتا ہے ؟	"
کیا امام اعظمؒ نے شریعت کے مسائل اپنی طرف سے بنائے ہیں ؟	۳۳۸
حنفی مذہب چھوڑ کر شافعی مذہب اختیار کرنا	"

پندرھواں باب

متفرقات

عنوان	صفحہ
حضرت حسینؓ کی شہادت کو لوگوں کے گناہوں کا کفارہ کہنا باطل اور بے ہودہ خیال ہے	۳۴۰
کسی خاص چشمے میں شفا کی نیت سے نہانے کو شرک کہنا	۳۴۱
کیا ہر شہر اور بستی میں قطب کا ہونا ضروری ہے ؟	"
انتیس کے چاند کی صرف خبر سن کر افطار کرانا جائز نہیں	۳۴۲
شریعت کی رو سے برے فعل یا بری رسم کا ازالہ اپنی استطاعت کے مطابق ضروری ہے	"
لوگوں کو صرف ایک جماعت کے ساتھ رشتہ نکاح قائم کرنے کا پابند بنانا شریعت کے خلاف ہے	"

عنوان	صفحہ
کیا شریعت کے احکام تمام مسلمانوں پر یکساں ضروری ہیں ؟	۳۴۳
کیا لفظ "عفراں پناہ" غیر خدا پر بولا جا سکتا ہے ؟	〃
شہدائے کربلا کے مبالغہ آمیز حالات بیان کرنا جائز نہیں	〃
یزید کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے کا حکم	〃
علامہ شبلی کی کفریہ عقائد سے توبہ کی تحقیق	〃
علامہ شبلی کی کفریہ عقائد سے توبہ پر چند شبہات کا جواب	۳۴۵
کیا علامہ شبلی نے اپنے بعض کفریہ عقائد سے توبہ کی تھی ؟	〃
کیا درج ذیل عبارت کہنے والا کافر ہے ؟	۳۴۶
قبر پر جا کر قبر والے سے دعا کی درخواست کرنا جائز نہیں	〃
گیارہویں کی رسم بدعت	〃
مسلمان کا کیا عقیدہ ہونا چاہئے ؟	〃
خواجہ باقی باللہ کے مزار پر لگے ہوئے قدم شریف کی سند کیا ہے ؟	۳۴۷
گیارہویں شریف کی کیا حقیقت ہے ؟	〃
مزارات پر پھول، چادر چڑھانا اور چراغ جلانا ناجائز ہے	〃
محی الدین جیلانی کا قصہ بیان کرنے والے کی امامت کا حکم	۳۴۸
کیا مذکورہ ایک سو تین مسائل پر اعتقاد نہ رکھنے والا گناہ گار ہے ؟	〃
کیا اولیاء اللہ اپنی قبور میں زندہ ہیں ؟	۳۴۹
مشرکانہ افعال کرنے والے سے کس طرح برتاؤ کیا جائے ؟	〃
زناکار عورت سے علی الاعلان زنا کرنے والے کے ساتھ تعلقات ختم کر دینے چاہئیں	〃
قرآن کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنا غیر ترجمہ کے پڑھنے سے بہتر ہے	۳۵۰
اولیاء اور بزرگان دین کی قبروں کی زیارت کرنے اور ان سے مدد مانگنے کا حکم	〃
معراج کی رات نبی علیہ السلام کہاں تک گئے ؟	〃
صحابہ کے لئے توہین آمیز الفاظ کہنے والے کی سزا	۳۵۱
کیا فاسق و فاجر مسلمان کے لئے لفظ "مرحوم" استعمال کر سکتے ہیں ؟	〃
غیر مسلم کے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھانے کا حکم	〃
کیا مسلمان کے لئے اللہ، رسول، قرآن وغیرہ کے منکر کے ہاتھ کا کھانا جائز ہے ؟	۳۵۲

عنوان	صفحہ
کن عقائد کی وجہ سے علامہ مشرقی کو کافر کہا گیا؟	۳۵۲
مذکورہ چند علماء وبزرگان دین کی اقتداء درست تھی یا نہیں	۳۵۳
بے نمازی کے باقی نیک اعمال قابل قبول ہیں	//
کرشن جی کے پیغام کے پرچار کو باعث برکت کہنے والے کا حکم	۳۵۵
کیا حجر اسود عام پتھروں کی طرح ایک پتھر ہے؟	//
نبی علیہ السلام کی طرف منسوب آثار کی عزت وتکریم کرنے کا حکم	۳۵۶
امت کا تہتر گروہوں میں تقسیم ہونے والی حدیث کی تحقیق	۳۵۹
حضور ﷺ اور صحابہ کی مکمل پیروی کرنے والا فرقہ کون سا ہے؟	//
شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو "قدوۃ الاولین، امام الصدیقین اور حاکم علی القدر والقضاء" کہنا ناجائز ہے	۳۶۰
صرف گناہ کے ارادے سے گناہ نہیں لکھا جاتا	۳۶۱
نیکی کے ارادے سے نیکی لکھی جاتی ہے	//
کیا درج ذیل شعر حضور ﷺ کی شان میں بے ادبی ہے؟	۳۶۲
افعال میں عقل دل کے تابع ہے	//
کیا مندرجہ ذیل عقائد اہلسنت والجماعت کے عقائد ہیں؟	۳۶۳
حضرات علمائے دیوبند کو گمراہ کہنا غلط ہے	۳۶۶
درج ذیل اشعار کے خلاف کوشش کرنا ثواب کا کام ہے	//
حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ودیگر علماء مقدس اور بزرگ ہیں ان کی تصنیفات معتبر ہیں	۳۶۷
من گھڑت وصیت ناموں پر یقین کرنا جہالت اور گناہ ہے	۳۶۸
کسی دینی کتاب میں قیامت کی تعیین کا ذکر موجود نہیں ہے	۳۶۹
شریعت کی روح سے درج ذیل اشعار کا حکم	۳۷۰
بغیر دلیل کھلے کسی پر زنا کی تہمت لگانا اور قرآن کی بے ادبی کرنا	۳۷۱

ابتدائیہ

از شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ، صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الحمدللّٰہ علی نعمہ الظاهرة والباطنة قديماً وحديثاً والصلاة والسلام على نبيه ورسوله محمد وآله وصحبه الذين ساروافي نصرة دينه سيراً حثيثاً وعلى اتباعهم الذين ورثوا العلم، والعلماء ورثة الانبياء اكرم بهم وارثاوموروثاً

اما بعد:

جس طرح قرآن مجید خدا کی آخری کتاب اور پیغمبر اسلام سلسلہ نبوت کی آخری کڑی ہے اسی طرح اسلام کا پیش کیا ہوا نظام حیات سب سے آخری ابدی اور مکمل دستور ہے، یہ نہ صرف اسلام کا دعویٰ ہے بلکہ ایک طویل تاریخ ہے جو اس کی تصدیق کرتی آرہی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں جو بھی انسان کے خود ساختہ نظام ہیں، ان میں قوانین کی تدوین میں موجود اسباب وقتی مسائل اور ذرائع کی رعایت کی جاتی ہے مسائل اور اسباب کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں ہمیشہ تبدیلی اور تغیر پیش آتا رہتا ہے اس لئے ان قوانین کا بھی حال یہ ہوتا ہے کہ ایک زمانہ گزرنے کے بعد دوسرے زمانے میں وہ فرسودہ اور بے کار ہو جاتے ہیں۔ اس کے برخلاف اسلامی قانون میں انسان اور اس کی فطرت کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

انسانی فطرت ہمیشہ یکساں رہتی ہے مثلاً: مسرت وغم، آرام وتکلیف، غصہ ورحم، دوستی ودشمنی اور مختلف واقعات پر منفی ومثبت ردعمل کھانے پینے اور معاشرت کی بنیادی ضرورتیں اور اس میں خوب سے خوب تر کی تلاش کا جذبہ، یہ چیزیں ہیں جو ابتدائے آفرینش سے انسان میں ہیں۔ اور جب تک انسان رہے گا اس کی یہ خصوصیات بھی قائم رہیں گی۔ اب فطری بات ہے کہ جس دستور حیات میں مرکزی حیثیت انہی امور کو دی جائے گی وہ خود بھی ابدی اور لافانی ہوگا۔

انسان کی زندگی کا کوئی بھی پہلو ایسا نہیں جس میں اسلام نے اس کی راہنمائی نہ کی ہو، پھر اسلام کے پاس فقہ وقانون کا جو ذخیرہ موجود ہے وہ قانونی دقیقہ سنجی اور ژرف نگاہی، مصالح کی رعایت اور انسانی فطرت سے ہم آہنگی کا شاہکار ہے اور دنیا کے کسی جدید سے جدید قانون کو بھی اس کے مقابلے میں پیش کرنا مشکل ہے۔

فقہائے اسلام نے اپنی بالغ نظری اور بلند نگاہی سے انسانی زندگی کے جزئیات کا اس قدر احاطہ کیا ہے کہ بجا طور پر آج کی اس نئی دنیا میں بھی ایسے کم کم ہی مسائل ملیں گے جن کے لئے فقہ کے اس قدیم ذخیرہ میں کوئی نظیر موجود نہ ہو۔ بالخصوص فقہائے احناف کے یہاں چونکہ فقہ تقدیری کا حصہ زیادہ ہے اس لئے ان کی کتب فقہ میں جامعیت اور وسعت اور بھی زیادہ ہے۔

برصغیر پاک وہند میں ماضی قریب کے زمانہ میں جو فتاویٰ مدوّن کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی اپنی

خصوصیت اور شان ہے، ''ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است'' کے پیش نظر ہر ایک کا اپنا ایک مقام ہے، لیکن حضرات علماء دیوبند کثر اللہ سوادہم کے فتاویٰ اور تحقیقات کو جو مقام اہل علم و تحقیق کے ہاں حاصل ہے اس کا انکار کوئی صاحب علم و عقل نہیں کر سکتا، آج وہ کونسی لائبریری یا دارالافتاء ہے جو فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، امداد الفتاویٰ، فتاوی محمودیہ، فتاویٰ خلیلیہ، اور کفایت المفتی وغیرہ سے خالی ہو یا جہاں ان مذکورۃ الصدر کتابوں کو چھوڑ کر کوئی مفتی فتویٰ دے سکتا ہو۔

ان ہی کتب فتاویٰ میں سے ایک ''کفایت المفتی'' ہے جو حضرت اقدس فقیہ ہند ابو حنیفہ ثانی مفتی محمد کفایت اللہ کے نام سے منسوب ہے اس کتاب میں مندرجہ فتاویٰ جات کی سند کے لئے حضرت مفتی صاحب موصوف کا نام ہی کافی ہے۔ آپ کے تحریر کردہ فتاویٰ کی عبارات کی جامعیت اور مانعیت سے وہی شخص واقف ہوگا۔ جس نے ایک طویل زمانہ فقہ و فتاویٰ کی کتب کے کھنگالنے میں صرف کیا ہو اور علم فقہ سے غیر معمولی مناسبت بھی رکھتا ہو، بقول حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کہ مفتی کفایت اللہ صاحب کی تحریروں کا ایک ایک لفظ موزوں اور مناسب ہوتا ہے اور قید احترازی کے طور پر ذکر کیا جاتا ہے، اس لئے مجھے ان کی کسی تحریر میں کتر وبیونت کی گنجائش معلوم نہیں ہوتی ....

اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحب کو جن خوبیوں سے نوازا ہے ان کا اعتراف وہی شخص کر سکتا ہے جس نے آپ کو دیکھا ہو یا آپ کے علوم کا مطالعہ کیا ہو، تاہم ''کفایت المفتی'' میں مندرج فتاویٰ حضرت مفتی صاحب کی مستقل تصنیف اور تحقیقات نہیں، بلکہ سائلین اور مستفتی حضرات کے سوالات کے جوابات ہیں، اس لئے ان میں قدرے اختصار سے کام لیا گیا ہے مصادر اور مأخذ کا ذکر نہیں کیا گیا ہے اہل علم و دانش کے مزید افادہ کے لئے ''دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی'' کے شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی کے اساتذہ اور متخصصین نے بڑی جانفشانی کیساتھ اس کی تخریج کی ہے اور ہر مسئلے کا عنوان قائم کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کو پڑھنے والوں کے لئے نافع، مقبول اور کام کرنے والوں کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے، آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی خیر خلقہ محمد و علی آلہٖ و صحبہ اجمعین

www.ahlehad.org

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ

مختصر سوانح، علمی مآثر و سیاسی کارناموں پر طائرانہ نظر

خاندانی پس منظر

تقریباً تین صدی پہلے جزیرۃ العرب کے جنوبی ساحلی خطہ میں بسنے والے اہل یمن بغرضِ تجارت بادبانی کشتیوں کے ذریعے ہندوستان آتے، بحرین سے موتی خرید کر یہاں لاتے اور تجارتی سامان و مسالہ جات لے کر عرب علاقوں میں فروخت کرتے، ایسی ہی بادبانی کشتی کو ساحل مراد سے پیشتر تند طوفانی موجوں نے آگھیرا، چند ثانیوں بعد یہ سفینہ طوفان کی تاب نہ لاکر شکست و ریخت اور اہل سفینہ دریا برد ہو کر آخرت کو سدھار گئے، کوئی ذی نفس زندہ نہ بچا سوائے اس کمسن بچے کے جو تختہ پر بہتا ہوا ساحل پہنچا بھوپال کا کوئی باشندہ اس کو ساحل سے اپنے ساتھ لے آیا یہ کمسن بچہ جس کا نام شیخ جمال تھا اور جو اس بدنصیب قافلہ کے سردار کا بیٹا تھا، اسی شخص کے زیر تربیت اور اسی کے سایہ شفقت میں پرورش پاتا رہا اس خداترس انسان نے اپنے خاندان کی دوشیزہ سے شادی کروا کے شیخ جمال کو اپنی فرزندی میں لے لیا، یہی شیخ جمال مفتی صاحب قدس سرہ کے مورثِ اعلیٰ ہیں۔

کچھ عرصہ بعد یہ خاندان بھوپال سے نقل مکانی کر کے شاہجہان پور میں آباد ہو گیا اور یہیں بود و باش اختیار کی، یہاں کے محلّہ ”سب زئی“ میں حضرت مفتی صاحبؒ ۱۲۹۲ھ میں پیدا ہوئے اور اسی محلّہ کو آپ کا منشائے طفولیت ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ آپ کے والد بڑے متقی، پرہیزگار، صالح اور صاحب نسبت بزرگ تھے، کثیر العیال تھے، تنگیٔ معاش کے باوجود بڑی عالی ہمتی و جفاکشی سے نامساعد حالات سے نبرد آزما رہے، اپنے فرزند جگر گوشہ کے بارے میں بڑے بلند الفاظ میں اظہار فرماتے کہ میں اس کو عالم دین بنانا چاہتا ہوں۔

تعلیم

پانچ برس کی عمر میں حافظ برکت اللہ صاحب کے مکتب میں تعلیم کا آغاز ہوا، قرآن مجید اسی مکتب میں ختم کر کے اردو و فارسی کی ابتدائی تعلیم حافظ نسیم اللہ کے مکتب واقع محلّہ ”درک زئی“ میں حاصل کی، مکتبوں سے فراغت و سیرابی کے بعد محلّہ خلیل شرقی میں مولوی اعزاز حسن خان کے مدرسۂ اعزازیہ میں داخلہ لیا، فارسی ادب کی کتاب ”سکندر نامہ“ اور عربی کی ابتدائی کتب ایک ماہر فن استاذ حافظ بدھن خان کے زیر سایہ شروع کیں، اسی مدرسے کے ایک اور استاذ محترم مولانا عبید الحق خان افغانی جو مولانا لطف اللہ علی گڑھی جیسے شہرۂ آفاق عالم کے شاگرد تھے، کے حضور زانوئے تلمذ طے کئے۔

مولانا عبید اللہ کی نگاہِ جوہر شناس سے آپ کے وہبی کمالات و فطری صلاحیتیں چھپی نہ رہ سکیں، جلد ہی آپ کو اندازہ ہو گیا کہ یہ لڑکا آگے چل کر بڑا نام پیدا کرے گا۔ بنابریں آپ کے والد کو مشورہ دیا کہ صاحبزادہ کو اعلیٰ تعلیم

کے لئے دیوبند بھیج دیں، والدین کو اپنی غربت وتنگ دامنی اور صاحبزادہ کی خرد سالی کی وجہ سے تردد ہوا اور وہ اس مشورہ پر رضامند نہ ہوئے، مفتی صاحب اس وقت اپنی عمر کی پندرہ بہاریں دیکھ چکے تھے۔ بالآخر فیصلہ یہ ہوا کہ مدرسہ شاہی مراد آباد میں سلسلہ تعلیم جاری رہے، چنانچہ آپ وہاں داخل ہوئے اور حضرت مولانا عبدالعلی میرٹھی مرحوم (تلمیذ رشید حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ) اور مولانا محمد حسن وغیرہ سے کسب فیض کیا، یہاں دو سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۳۱۲ھ میں آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے، اس زمانہ میں دارالعلوم کے مہتمم مولانا محمد منیر صاحب اور صدر مدرس شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب تھے۔ دیوبند میں درج ذیل اساتذہ سے تعلیم حاصل کی:

شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، مولانا خلیل احمد سہارنپوری، مولانا حکیم محمد حسن (مولانا محمود حسن کے چھوٹے بھائی)، مولانا منفعت علی مرحوم وغیرہ قیام دیوبند کے زمانہ میں شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ ان کے بھائی مولانا سید احمد فیض آبادی، مولانا عبدالخالق شاہجہانپوری وغیرہ ...... حضرت مفتی صاحب کے خصوصی رفقاء میں رہے، اسی طرح دورۂ حدیث کے سال مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ، مولانا محمد شفیع دیوبندیؒ (شیخ الحدیث مدرسہ عبدالرب دہلی)، مولانا ضیاء الحق اور مولانا امین الدین وغیرہ آپ کے شریک درس رہے۔

فراغت وتدریس

آپ تقریباً ۲۲ برس کی عمر میں ۱۳۱۵ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہو کر وطن مالوف واپس آگئے۔ وہاں آپ کے استاذ و مربی اول مولانا عبیدالحق خان صاحب مدرسہ اعزازیہ میں مبتدعین کے غلبہ سے دلبرداشتہ ہو کر ۱۳۱۴ھ میں مدرسہ عین العلم کی بنیاد ڈال چکے تھے، جب آپ شاہجہانپور پہنچے تو انہوں نے آپ کو اپنے مدرسہ میں مدرس مقرر کیا، حضرت مفتی صاحب مدرسہ عین العلم کے تمام انتظامی امور بحسن وخوبی انجام دیتے رہے...... اگرچہ مدرسہ کی مالی حالت روز بروز خراب ہوتی رہی اور اساتذہ کی تنخواہ میں بجائے ترقی، تنزل آتا گیا، لیکن آپ دنیا کے مال ومتاع سے تمام تر استغناء کے ساتھ اپنے استاذ مولانا عبیدالحق خان صاحب کی وفات بتاریخ رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ تک تقریباً پانچ سال پورے انہماک واخلاص کے ساتھ مسند تدریس پر رونق افروز رہے، مدرسہ عین العلم میں آپ سے مستفید ہونے والوں میں مولانا حافظ اعزاز علی (استاذ ادب وفقہ دارالعلوم دیوبند) اور مفتی مہدی حسن (مفتی دارالعلوم دیوبند) سرفہرست ہیں۔

اسی زمانہ میں آپ کے رفیق خاص مولانا امین الدین نے دہلی میں مدرسہ امینیہ کے نام سے ایک درسگاہ قائم کی جس کے صدر مدرس مولانا انور شاہ کشمیریؒ مقرر ہوئے تھے لیکن کچھ خانگی وجوہات اور والد محترم کے اصرار پر آپ کو وطن واپس جانا پڑا۔ ان کے جانے کے بعد مولانا امین الدین کے ایماء پر حضرت مفتی صاحب مدرسہ امینیہ دہلی تشریف لاکر مسند تدریس پر متمکن ہوئے۔ رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹۲۰ء میں مولانا امین الدین کا انتقال ہوا۔ انہی دنوں حضرت شیخ الہندؒ مالٹا سے رہا ہو کر ہندوستان تشریف لے آئے تھے...... انہوں نے اپنی موجودگی میں ۹ شوال ۱۳۳۸ھ میں ایک بڑے جلسے کے حضور آپ کو مدرسہ کا مہتمم بنایا۔

اسی طرح مدرسہ عالیہ فتح پور کے اہتمام کی ذمہ داری بھی آپ کو تفویض کی گئی، جس کے بعد مدرسہ نے حیرت انگیز ترقی کی اور اس کا تعلیمی معیار اس قدر بلند ہوا کہ مولوی فاضل کے امتحان میں اس مدرسہ کے طلبہ ہر سال اول درجہ پر کامیاب ہوتے اور پنجاب یونیورسٹی سے تمغہ حاصل کرتے۔

خانگی زندگی

آپ کی پہلی شادی مدرسہ عین العلم کی تدریس کے دوران ہوئی، اس زوجہ سے ایک لڑکا و ایک لڑکی تولید ہوئے، لیکن بچپن ہی میں فوت ہو گئے، کچھ عرصہ بعد رفیقہ حیات بھی داغ مفارقت دے گئی۔ بعد ازاں دوسرا عقد آپ نے جناب شرف الدین کی صاحبزادی سے کیا، ان سے سات اولادیں ہوئیں (جن میں دو لڑکے دو لڑکیاں اول بقید حیات رہیں)۔

دھلی میں مدرسہ امینیہ کی تدریس کے ساتھ آپ انجمن ہدایت الاسلام کے دفتر میں بطور محاسب کام کرتے رہے، لیکن کچھ عرصہ بعد آپ نے محض اس وجہ سے ملازمت کو خیر باد کہا کہ بعض غلط و ناجائز حسابات آپ کو لکھنے پڑتے تھے جس کی آپ کی دینی حمیت روادار نہ تھی۔ بعد ازیں ۱۳۲۴ھ میں حافظ زاہد حسن امروہوی کی شرکت میں کتابوں کی تجارت شروع کی، لیکن یہ شرکت بھی زیادہ دن نہ چلی۔ پھر مولوی عبدالغنی دہلوی کے ساتھ شرکت کی، جس کے نتیجہ میں کتب خانہ رحیمیہ قائم ہوا۔ یہ کتب خانہ آپ کی وفات اور اس کے بعد تک قائم رہا۔

دینی خدمات

حضرت مفتی صاحبؒ نے اپنی حیاتِ مستعار اسلام اور اہل اسلام کے لئے وقف کر لی تھی، تشنگان علوم شرعیہ کی سیرابی اور اسلام و مسلمانوں کی خدمت کے لئے آپ نے اپنا عیش و آرام تج دیا، اور اسی کو اپنا مطمح نظر اور ہدف زندگی قرار دیا۔ اسی کے ساتھ آپ نے اپنے فقہی خداداد ذوق کے ذریعے اسلام کی جو خدمت انجام دی وہ رہتی دنیا تک یاد رہے گی، مدرسہ عین العلم کی تدریس کے دوران ہی آپ نے فتویٰ نویسی کا شغل جاری فرما دیا تھا۔ سب سے پہلا فتویٰ جو بہت مدلل و مبسوط تھا اس کو شاہجہانپور کے تمام علماء اور خاص کر آپ کے استاذ مولانا عبیدالحق صاحب نے بہت سراہا۔ دھلی منتقل ہونے کے بعد دہلی کی تمام عدالتوں میں آپ کے فتویٰ کو معتبر سمجھا جانے لگا، اور آپ کی صاف و واضح تحریر سے عدالتوں کو کافی آسانی ہو گئی۔

خود فرماتے تھے کہ حصول تعلیم کے زمانہ میں، میں نے اگرچہ بہت کم محنت کی، مگر افتاء کے معاملہ میں بڑی احتیاط و حزم سے کام لیا کرتا تھا۔

فرقِ باطلہ کا تعاقب

حضرت مفتی صاحب اسلام بالخصوص دیوبندی مکتبۂ فکر کے عظیم ترجمان تھے، اسلامی عقائد کا دفاع اور مسلمانوں کو فرقِ باطلہ کے مکر و خداع سے بچانا نہ صرف آپ کا نصب العین بلکہ مقصد حیات تھا۔ تحریک خلافت کے

خاتمہ کے بعد ۱۹۲۲ء میں جب سوامی شردھانند نے شدھی کی تحریک شروع کی اور ہزاروں مسلمانوں کو مرتد بنایا تو آپ نے بحیثیت صدر جمعیت علماء ہند اس کی روک تھام کے لئے کوششیں شروع کیں، تبلیغی وفود بھیجے گئے اور جلسے جلوس کے ذریعے رائے عامہ کو منظم و بیدار کیا گیا' آپ نے اس پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ خود بھی ایک وفد لے کر بمقام اچھنیر پہنچے اور وہاں کے مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچایا۔

ردِ عسائیت

شدھی تحریک کی طرح آپ نے دوسری باطل تحریکوں اور فتنوں کی سرکوبی میں بھی کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا' عیسائی مشینریاں جو حکومت کی سرپرستی میں پورے ملک خاص کر مسلمانوں کو مرتد بنانا چاہتی تھیں حضرت مفتی صاحب نے ان کا مقابلہ کر کے نہ صرف پسپائی پر مجبور کیا بلکہ انہیں ملک بدر ہونا پڑا' مدرسہ عین العلم میں آپ درس و تدریس کے ساتھ عیسائیوں سے مناظرہ کرنے سے بھی نہ چوکتے تھے' مولانا اعزاز علیؒ اس زمانے کے ایک مناظرہ کا حال اس طرح بیان فرماتے ہیں:

> ''میں حضرت مفتی صاحب سے شاہجہانپور میں سکندر نامہ پڑھتا تھا کہ معلوم ہوا کہ سبزی منڈی میں عیسائیوں نے اسلام اور داعی اسلام کے خلاف ہفوات بکنا شروع کر دیا ہے، حضرت مفتی اعظمؒ اپنے ایک شاگرد کو لے کر مجمع میں جا گھسے اور ان بدزبانوں پر اعتراضات شروع کر دیئے، اول تو وہ یہ سمجھے کہ کوئی ناواقف بول رہا ہے۔ مگر اعتراضات کی اہمیت نے بتایا کہ معترض کوئی معمولی آدمی نہیں .... تو مناظرہ سے انکار کر کے گانا شروع کر دیا۔ حضرتؒ نے تقریباً دس قدم کے فاصلہ پر کھڑے ہو کر ان اعتراضات کا جواب دیا اور ان کے مسلمات ہی سے ان پر اعتراضات شروع کر دیئے۔ ہفتہ تک یہ سلسلہ چلتا رہا پھر ختم ہو گیا اور اس طرح ختم ہوا کہ عیسائیوں کی تقریر میں بجز میرے (کہ میں یادداشت مرتب کرنے کی غرض سے جایا کرتا تھا) سوا کوئی ایک متنفس بھی ان کے پاس نہ جایا کرتا تھا''

انگریزی سامراج نے برصغیر میں اپنی حکومت کی زندگی بڑھانے اور عیسائیت کی نشر و اشاعت کے لئے ان تحریکوں ہی کا سہارا نہیں لیا بلکہ بعض ایسے قانونی اقدامات بھی کئے جو اس کی پالیسی میں مددگار ثابت ہو سکتے تھے۔ ساردا ایکٹ ۱۹۲۹ء مخلوط شادیوں کا ایکٹ ایسے قانون مثال میں پیش کئے جا سکتے ہیں' حضرت مفتی اعظمؒ نے اس قانون کی مخالفت اور مسلمانوں کے دین و ایمان کے تحفظ کے لئے ۱۹۲۹ء میں ''مجلس تحفظِ ناموس شریعت'' کے نام سے ایک تنظیم قائم کی اور عام ایجی ٹیشن اور قانون شکنی کا اعلان کیا، خود بھی اس قانون شکنی میں شریک ہوئے۔ ''ساردا بل'' پر آپ کی معرکۃ الآراء تنقید کو اہل علم حلقوں میں زبردست پذیرائی حاصل ہوئی اور آپ کی یہ تحریک پورے طور کامیاب ہوئی۔

ردِ قادیانیت

آپؒ قادیانیوں کا تعاقب کر کے ان کے حقیقی چہرہ کو دنیا کے سامنے پیش کرنے اور ان کے بے بنیاد مذہب

کی حقیقت اور پس پردہ کارفرما عناصر کے مقاصد کو مسلمانوں پر واضح کرنے میں بھی پیش پیش رہے۔ چنانچہ شاہجہانپور میں ایک تاجر حاجی عبدالقدیر، حافظ سید علی اور حافظ مختار احمد کے ذریعے فتنہ قادیانیت نے ہاتھ پیر پھیلانے شروع کیے تو مولوی محمد اکرام اللہ خان مرحوم نے ان کے رد میں مضامین لکھے' حضرت مفتی صاحب نے اس کو ناکافی سمجھ کر خود ایک رسالہ ''البرہان'' جاری کیا جس کے مدیر آپ خود تھے۔ اس کا پہلا شمارہ شعبان ۱۳۲۱ھ میں شائع ہوا اور غالباً اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ آپ نے دہلی میں اقامت طے نہ فرمائی۔ اس رسالے میں قادیانیوں کے عقائد باطلہ کی زبردست تردید ہوتی تھی۔

فتویٰ نویسی

پہلے بتایا جاچکا کہ مفتی صاحب نے شاہجہان پور کے زمانے سے ہی فتویٰ نویسی کا کام شروع فرمایا تھا اور یہ سلسلہ دہلی میں بھی جاری رہا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریباً پچاس سال کے عرصے میں آپ نے لاکھوں فتاویٰ کے جوابات دیئے' اس طرح آپ کے فتاویٰ کا عظیم الشان ذخیرہ، جزئیات فقہ اسلامی کا لازوال خزانہ اور فقہ اسلامی میں بیش بہا اضافہ ہے۔

فتویٰ نویسی کیلئے آپ ہر وقت مصروف رہتے، عام طور پر تدریس سے فارغ ہونے کے بعد دوپہر کے کھانے سے پہلے ضروری مسائل کے جوابات تحریر فرمایا کرتے، لیکن اگر کوئی وقت مقررہ سے پہلے بھی آتا تو اسی وقت اپنا کام چھوڑ کر پہلے جواب تحریر فرما کر سائل کو رخصت فرماتے' ایسا بھی ہوا کہ آپ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ کوئی مسئلہ دریافت کرنے آیا تو آپ کھانا چھوڑ کر فتویٰ نویسی میں مشغول ہوگئے' کوئی اگر بازار میں مسئلہ آپ کے پاس آتا تو وہیں کسی کونے میں بیٹھ کر جواب تحریر فرماتے' آپ کے جوابات پر تمام علماء اور آپ کے اساتذہ کو کامل اعتماد تھا' چنانچہ جب انگریزوں سے ترک موالات کے زمانے میں لوگوں نے حضرت شیخ الہندؒ سے فتویٰ طلب کیا تو آپ نے اس مسئلہ میں فتویٰ دینے کے لئے جن تین حضرات کے نام تجویز کئے ان میں حضرت مفتی صاحب کا نام گرامی سرفہرست تھا' حضرت مفتی صاحب کے فتاویٰ کی یہ خصوصیت تھی کہ نہایت مختصر مگر مدلل اور عبارت واضح ہوتی کہ ہر ایک اس کو سمجھ سکے' اسی وجہ سے آپ کے فتاوی علماء عوام اور عدالتوں میں یکساں مشہور اور مقبول تھے۔

تصانیف

حضرت مفتی صاحب کے اوقات بہت مصروف رہتے، تدریسی اور سیاسی سرگرمیاں، فتویٰ نویسی کا کام، مختلف اداروں کی سرپرستی کی وجہ سے ہر وقت مشاغل میں گھرے رہتے، بایں ہمہ تصنیف و تالیف کے لئے وقت نکالنا بہت مشکل تھا لیکن اس کے باوجود آپ نے اس میدان کو بھی خالی نہ چھوڑا۔ آپ کی مشہور و معروف تالیف ''تعلیم الاسلام'' ہے جو آپ نے بچوں کے لئے سوال و جواب کی شکل میں تحریر فرمائی مگر حقیقت یہ ہے کہ بڑے بھی اس سے بے نیاز نہیں رہ سکتے۔

یہ کتاب نہایت ضروری اسلامی عقائد اور اعمال پر مشتمل اور پاک و ہند کے اسلامی مدارس میں داخل نصاب

ہے۔ اس کے کئی زبانوں میں ترجمے بھی ہو چکے ہیں۔ اور آج تک لاکھوں کی تعداد میں اس کے نسخے مفید عام و خاص ہو رہے ہیں۔

آپ کے جمع شدہ فتاویٰ بھی دنیائے تصنیف و تالیف کے آسمان کا روشن ستارہ ہیں، اس کے علاوہ آپ نے اپنے استاد حضرت شیخ الہندؒ کے حالات پر مشتمل ایک رسالہ تحریر فرمایا:

دوسرا رسالہ "مسلمانوں کے مذہبی و قومی اغراض کی حفاظت" کے عنوان سے ۱۹۱۷ء میں شائع ہوا، اس طرح مختلف مجلات میں خصوصاً ماہنامہ "البرہان" میں شائع شدہ آپ کے مضامین و مقالات اور خطبات و مکتوبات کا بہت بڑا ذخیرہ بھی موجود ہے۔

سیاسی خدمات

چمنستان قاسمؒ و رشیدؒ سے حضرت مفتی صاحب صرف درس و تدریس اور علوم دینیہ کے چند پھول لے کر نہیں نکلے تھے، بلکہ آپ بہت بہترین مدرس اور بے مثال مفتی ہونے کے علاوہ بحر سیاست کے تجربہ کار شناور اور اس کے طوفانوں اور طغیانیوں سے نبرد آزما ہونے کا تجربہ کامل رکھتے تھے۔

حضرت شیخ الہندؒ کا وہ تاریخی جملہ آج بھی مسلّم ہے:

> "جب آپ کے کسی شاگرد نے ہر سیاسی مسئلہ کے بارے میں مفتی صاحب سے مشورہ کرنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا، بیشک تم لوگ سیاستداں ہو لیکن مولوی کفایت اللہ کا دماغ سیاست ساز ہے"۔

حضرت شیخ الہندؒ کی گرفتاری کے بعد ہندوستان کی سیاست کا رخ بدلنا شروع ہوا۔

جب کانگریس اور مسلم لیگ کا سمجھوتہ "میثاق لکھنؤ" کے نام سے شائع ہوا تو جماعت علماء میں سے سب سے پہلے حضرت مفتی صاحب کی نگاہِ دور اندیش نے اس کی خامیوں اور مضرات کا اندازہ لگایا اور مسلمانوں کو اس سے آگاہ کیا، جس کے بعد ہندوستان کے مسلمانوں نے اس سمجھوتہ کو ناقابل قبول گردانا، علماء یہ خطرہ محسوس کر رہے تھے کہ اگر قومی و ملّی نقطہ نظر سے مسلمانوں کو صحیح رہنمائی نہ کی گئی تو آئندہ چل کر اس سے مزید غلطیاں سرزد ہونے کا قوی امکان ہے، چنانچہ ۱۹۱۹ء میں جمعیت علماء ہند کا قیام عمل میں آیا اور تمام ہندوستان کے علماء نے متفقہ طور پر آپ کو صدر منتخب کیا۔

جمعیۃ کا سب سے پہلا دفتر مدرسہ امینیہ دہلی میں آپ کے کمرہ میں قائم ہوا، کوئی محرر اور خادم نہیں تھا، بلکہ آپ خود اور مولانا احمد سعید صاحب (ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء ہند) اپنے ہاتھوں سے تمام کام کیا کرتے تھے۔

آپ کے بلند اخلاق اور پاکیزہ کردار اور مضبوط و محکم عزم و ارادہ کا نتیجہ تھا کہ مختلف الخیال علماء جو ہمیشہ جزوی مسائل میں الجھے رہتے تھے ایک جگہ جمع ہو کر مستقبل کے بارے میں سوچنے لگے۔

جمعیۃ علماء کی آپ نے اپنے ہاتھوں سے پرورش کی اور اپنی محنت و جانفشانی سے پروان چڑھایا۔

تقریباً ۲۰ برس آپ جمعیۃ علماء کے صدر رہے مگر تواضع و انکساری کا عالم یہ تھا کہ اس طویل عرصہ میں کبھی

سالانہ کانفرس کی صدارت نہیں فرمائی۔

قومی کاموں میں حتی الامکان اپنی جیب سے خرچ کرتے تھے۔

جمعیۃ علماء کے اجلاس پشاور ۱۹۲۸ء میں آپ کے صاحبزادے آپ کے ساتھ تھے، استقبالیہ کمیٹی کے بے حد اصرار کے باوجود آپ نے صاحبزادے کا سفر خرچ لینے سے یہ فرما کر انکار کیا کہ یہ صدر کا بچہ ضرور ہے، مگر جمعیۃ کا رکن نہیں ہے اس کا سفر خرچ لینے کا مجھے کوئی حق نہیں۔

۱۹۳۰ء کی تحریک سول نافرنی میں آپ کو بے انتہا باغیانہ اور خطرناک تقریریں کرنے کے جرم میں ۱/۱۱ اکتوبر ۱۹۳۰ مطابق ۷ اجمادی الاولیٰ ۱۳۴۹ھ کو اپنے دولت خانہ واقع کوچہ چیلان سے رات چار بجے گرفتار کیا گیا۔ چھ ماہ قید بامشقت کی سزا سنائی گئی اور اے کلاس دی گئی۔

کچھ دن دہلی جیل میں رہے اس کے بعد گجرات جیل میں منتقل کر دیا گیا جہاں ڈاکٹر احمد انصاری، مولانا احمد سعید دہلوی۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی وغیرہ آپ کے ساتھ رہے۔

دوسری گول میز کانفرس (۱۹۳۱ء) کی ناکامی کے بعد دوبارہ سول نافرمانی شروع ہوگئی، اس موقعہ پر جمعیۃ علماء ہند نے سول نافرمانی کی تحریک کا سب سے پہلا ڈکٹیٹر مفتی صاحب کو مقرر کیا۔ اور دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کے لئے ۱۱ مارچ ۱۹۳۲ بروز جمعہ جمعیۃ علماء کی طرف سے جلسہ وجلوس کا اعلان کیا گیا۔

مفتی صاحب جب اسٹیج پر کھڑے ہو کر اپنا طوفانی بیان پڑھنا چاہتے تھے تو پولیس نے بے تحاشہ لاٹھی چارج شروع کر دیا اور نہتے عوام کو بری طرح زدوکوب کیا جب عوام منتشر ہو گئے تو آپ کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا جیل میں عدالت قائم کی گئی اور آپ کو اٹھارہ ماہ قید بامشقت کی سزا دی گی پھر آپ کو نیو سنٹرل جیل ملتان میں رکھا گیا۔ وہاں مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا حبیب الرحمٰن، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، ڈاکٹر انصاری وغیرہ ساتھ تھے، جیل اور قید وبند کی صعوبتیں بھی آپ کے راستہ میں رکاوٹ نہ بن سکی چنانچہ آپ نے جیل ہی میں ایک طرف سے تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا، چنانچہ مولانا احمد سعید دہلوی لکھتے ہیں کہ فتح الباری شرح بخاری کا آخری پارہ میں نے حضرت مفتی صاحب سے گجرات جیل میں سراجی اور دیوان حماسہ ملتان جیل میں پڑھا اور دوسری طرف جیل میں موجود ہندوستان کے چند حضرات سے سیاسی گفتگو اور آئندہ کا پروگرام طے فرمایا۔

مولانا احمد سعید مزید لکھتے ہیں کہ قیدیوں کے پھٹے ہوئے کپڑے عام طور پر مفتی صاحب سیا کرتے تھے اور قیدیوں سے کام لینے کو جائز نہیں سمجھتے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ یہ لوگ بھی ہماری طرح کے قیدی ہیں ان سے ہم خدمت کس طرح لے سکتے ہیں۔

مُؤتمر حجاز

جب سلطان ابن سعود نے حجاز مقدس میں شریف مکّہ کی حکومت ختم کر دی تو دنیا اسلام کا ایک نمائندہ اجتماع منعقد کرنے کی تجویز پیش ہوئی اسی کے مطابق ایک موتمر عالم اسلامی مورخہ ۲۶ ذی القعدہ ۱۳۴۴ مطابق ۱۹۲۶ء کو

شریف عدنان کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں عام اسلامی ممالک کے منتخب وفود شریک ہوئے جمعیۃ علماء ہند کی طرف سے جو وفد بھیجا گیا اس کے صدر حضرت مفتی صاحب تھے اس عظیم الشان بین الاقوامی کانفرنس میں ہند، مصر، فلسطین، جاوا، بیروت، شام، سوڈان، نجد، حجاز، روس، ترکمانستان، افغانستان اور دیگر ممالک کے وفود نے شرکت کی، مؤتمر عالم اسلامی کی سبجکٹ کمیٹی میں چھ افراد کو شامل کیا گیا جن میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب بھی شامل تھے۔ حضرت مفتی صاحب نے مؤتمر اسلامی میں مرکزی کردار کے ساتھ کام کیا آپ نے حجاز کے علماء اور خود سلطان ابن سعود سے سرزمین حجاز کے انتظامی امور کے متعلق کئی اصلاحی تجاویز منظور کرائیں، آپ نے حجاز میں تمام مذاہب فقہیہ اور وفود کے آزادئ خیال و عمل کا مطالبہ کیا اور حجاز میں بردہ فروشی کے غیر شرعی رواج کے انسداد کی تجاویز پیش کیں ان کے علاوہ بعض دیگر اصلاحی تجاویز پیش کیں اور اپنی خداداد قوت استدلال سے منظور کرائیں۔

مصر کی مؤتمر فلسطین

جب برطانیہ نے فلسطین کو تقسیم کیا اور ایک حصہ میں یہودیوں کی حکومت قائم کردی تو فلسطین کے عربوں میں سخت بے چینی اور اضطراب پیدا ہو گیا اس لئے انہوں نے برطانیہ کے خلاف سخت تحریک چلائی جسے حکومت برطانیہ نے تشدد آمیز انداز میں ختم کرنے کی کوشش کی حضرت مفتی صاحب نے جمعیت علماء ہند کے زیر نگرانی مجلس تحفظ فلسطین قائم کی اور فلسطین کے مظلوموں کے لئے چندہ جمع کیا تقسیم فلسطین کے خلاف ۱۲۶ اگست ۱۹۳۸ء کو یوم فلسطین منایا گیا اس کے بعد قاہرہ میں عالم اسلام کی نمائندہ ایک کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز پیش ہوئی اور مورخہ ۱۱۷ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو قاہرہ میں جناب علی علویہ پاشا کی صدارت میں یہ مؤتمر فلسطین منعقد ہوئی جس میں عالم اسلام کے تقریباً ساڑھے تین ہزار نمائندے شریک ہوئے جمعیۃ علماء ہند کی طرف سے جو وفد بھیجا گیا اس کے صدر حضرت مفتی صاحب تھے، قاہرہ پہنچنے پر حضرت مفتی صاحب کا بہت شاندار اور مثالی استقبال کیا گیا مفتی اکبر زندہ باد ہندی وفد زندہ باد کے فلک شگاف نعروں کے ساتھ ایک عظیم الشان جلوس کی شکل میں آپ کو قیام گاہ تک لے جایا گیا۔ ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۸ کو شام کے پانچ بجے مؤتمر شروع ہوئی اتنے بڑے اجلاس میں یہ شرف آپ کے حصے میں آیا کہ صدر کے دائیں جانب کی کرسی آپ کے لئے مخصوص کی گئی سبجکٹ کمیٹی میں آپ کا نام سب سے پہلے رکھا گیا لیکن حضرت مفتی صاحب کی بیماری جو دوران سفر شروع ہوئی مصر پہنچ کر شدت اختیار کر گئی اور آپ شدید بیماری میں مبتلا رہے اس لئے خود مؤتمر میں شریک نہ ہو سکے اس لئے مولانا عبدالحق مدنی نے مؤتمر میں آپ کا بیان پڑھا اور آپ کی نمائندگی کی۔

جاہ و جمال سے لوح خاک تک، حضرت مفتی صاحب نے اپنی زندگی خدمت دین اور مذہب و وطن کی آزادی کے لئے وقف فرمائی تھی تاکہ اہل اسلام اس خطہ زمین میں سکون و اطمینان کے ساتھ تمام احکام شرعیہ کے مطابق زندگی بسر کر سکیں، لیکن یہ مجاہدین ملت اور شہیدان وطن کا خواب تھا جو آزادی کے بعد بھی پورا نہ ہوا اپنی

زندگی میں انہوں نے حصول مقصود کے لئے بڑی بڑی کٹھن منزلیں طے کیں، بڑی بڑی آفتیں جھیلیں، لیکن اس دنیائے کون وفساد سے کوچ کرنے سے پہلے خود اپنی آنکھوں سے اپنی آرزوؤں کا خون ہوتے ہوئے بھی دیکھ گئے یہ جگر کا ناسور وہ اپنے ساتھ لے گئے زندگی میں اس کو بہتے ہوئے کسی نے نہ دیکھا آپ تقریباً دس برس سے گوشہ نشیں اور ہر قسم کی سیاسی سرگرمی سے دستبردار ہو گئے تھے، الٰہ باد کے ہندو اخبار ''امرت پتریکا'' نے جب رحمۃ للعالمین کی شان میں گستاخی کی اور اس کے خلاف احتجاج کے طور پر ۱۱۴ اگست ۱۹۵۲ کو جامع مسجد شاہ جہانی کے سامنے جمعیۃ علماء کے اہتمام سے بہت بڑا عظیم الشان جلسہ ہوا اس کی صدارت آپ نے ہی فرمائی یہ دس برس گوشہ نشینی کے بعد پہلی اور آخری صدارت تھی اسی وقت سے آپ کی صحت گرنے لگی آپ ہر وقت اداس اور ملول رہنے لگے، ایک دن آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ ہم کو اپنی زندگی میں کیا کیا دیکھنا تھا کسی کو کیا خبر تھی کہ ملت اسلامیہ کے اس بوڑھے سپاہ سالار کے دل پر کیا گزر رہی ہے، آدھی صدی دینی وسیاسی جدوجہد میں گزار کر بوڑھا شہسوار زمانہ کی ناسازگاری سے تھک چکا تھا اب اسکو نیند وآرام کی ضرورت تھی۔

وفات

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت کا ایک جھونکا آیا اور ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۷۲ھ مطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۵۲ء رات کو ساڑھے دس بجے اور نئے عیسوی سال کی آمد سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ پہلے اس پیکر اخلاص ووفا کو ابدی نیند آ گئی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

یکم جنوری ۱۹۵۳ ستر کروڑ مسلمانوں کے مذہبی پیشوا کی خبر وفات جونہی شہر میں پھیلی ہر طرف سناٹا چھا گیا، شہر کے تمام مسلم علاقوں میں کاروبار بند ہو گئے نماز فجر کے بعد ہی مفتی صاحب کے مکان کے باہر لوگوں کا ہجوم ہو گیا سات بجے زیارت کے لئے چہرہ مبارک سے کفن ہٹا دیا گیا اور لوگ تقریباً پانچ گھنٹے تک مسلسل قطار لگا کر زیارت کرتے گئے یہ طے کیا گیا کہ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی نماز جنازہ پڑھائیں گے مگر وہ وقت پر دہلی نہ پہنچ سکے اس لئے حضرت مولانا احمد سعید صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں ایک لاکھ آدمی شریک ہوئے اس کے بعد جنازہ ''مہرولی'' لیجایا گیا اس وقت شیخ الاسلام مولانا مدنی، مولانا قاری محمد طیب، حضرت مولانا اعزاز علی اور حضرت مولانا ابراھیم صاحب بلیاوی بھی پہنچ گئے اور آخری دیدار کے لئے تشریف لائے اس کے بعد مولانا احمد سعید اور مولوی حفیظ الرحمٰن واصف نے (حضرت مولانا کے بڑے صاحبزادے) قبر میں اتر کر میت کو لحد میں رکھا، تقریباً مغرب کے وقت ہزاروں انسان اپنی اس جلیل القدر اور گراں مایہ دولت کو سپرد خاک کر کے واپس ہوئے۔

ہو گیا گل آہ دہلی کا چراغ

۱۳۷۲ھ

کے جملہ سے نکلتی ہے تاریخ وفات اور یہی مادہ تاریخ لوح مزار پر مرقوم ہے۔

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین حمد الشاکرین، والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد و علی الہ و صحبہ و تابعیھم باحسان الٰی یوم الدین۔

امابعد:

فتویٰ کی لغوی تعریف

لفظ ’’فتویٰ‘‘ فاء کے فتحہ کیساتھ بھی منقول ہے اور فاء کے ضمہ کے ساتھ بھی لیکن صحیح فاء کے فتحہ کے ساتھ ہے جس کے معنی ہیں: کسی بھی سوال کا جواب دینا، چاہے وہ کوئی شرعی سوال ہو یا غیر شرعی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

’’یَا اَیُّهَا الْمَلَأُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُؤْیَایَ اِنْ کُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ‘‘ (سورۂ یوسف ۱۲:۴۳)

ترجمہ: ’’اے دربار والو تعبیر کہو مجھ سے میرے خواب کی اگر ہو تم خواب کی تعبیر بتانے والے۔

’’یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ‘‘ (سورۂ یوسف ۱۲:۴۶)

’’اے یوسف! اے سچے! حکم دے ہم کو اس خواب میں سات گائیں موٹی۔

’’قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیَانِ‘‘ (سورۂ یوسف ۱۲:۴۱)

’’فیصل ہوا وہ کام جس کی تحقیق تم چاہتے تھے۔

’’یَآ اَیُّهَا الْمَلَأُ اَفْتُوْنِیْ فِیْٓ اَمْرِیْ‘‘ (سورۃ النمل ۲۷:۳۲)

اے دربار والو مشورہ دو مجھ کو میرے کام میں۔

مذکورہ بالا آیتوں میں لفظ فتویٰ مطلق جواب حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے کوئی شرعی حکم دریافت کرنے کے لئے نہیں۔

لیکن بعد میں لفظ ’’فتویٰ‘‘ شرعی حکم معلوم کرنے کے لئے خاص کیا گیا یعنی شرعی مسئلہ پوچھنے کو فتوی کہا گیا اور قرآن کریم میں بھی اسی معنی کے لئے استعمال کیا گیا، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

’’وَیَسْتَفْتُوْنَکَ فِی النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْکُمْ فِیْهِنَّ‘‘ (سورۃ النساء ۴:۱۲۷)

اور تجھ سے رخصت مانگتے ہیں عورتوں کے نکاح کی کہہ دو اللہ تم کو اجازت دیتا ہے۔

یَسْتَفْتُوْنَکَ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلٰلَةِ (سورۃ النساء ۴:۱۷۶)

حکم پوچھتے ہیں تجھ سے سو کہہ دے اللہ حکم بتاتا ہے تم کو کلالہ کا۔

احادیث مبارکہ میں بھی لفظ ’’فتویٰ‘‘ شرعی حکم معلوم کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

"اجرؤ کم علی الفتیا أجرؤ کم علی النار"
(اخرجه الدارمی فی سننه : ۱/۱۵۷)
"الاثم ما حاک فی صدرک و ان افتاک الناس و افتوک"

اصطلاحی تعریف:

الاخبار بحکم اللّٰہ تعالیٰ عن مسئلة دینیة بمقتضی الادلة الشرعیة لمن سائل عنه فی امر نازل علی جهة العموم و الشمول لاعلی وجه الالزام. (المصباح ص ۱۶)

فتویٰ کا تاریخی پس منظر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں فتوی

رسالت کے زمانہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود مفتی الثقلین تھے اور منصب افتاء پر فائز تھے، وحی کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتوی دیا کرتے تھے، اور آپ کے فتاویٰ جوامع الکلم تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فتاویٰ (یعنی احادیث) اسلام کا دوسرا ماخذ ہیں، ہر مسلمان کے لئے ان پر عمل کرنا ضروری ہے اور سرِ مو کسی کو انحراف کرنے کی گنجائش نہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

مَآ اٰتَا کُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَہَا کُمْ عَنْہُ فَانْتَہُوْا۔ (الحشر ۵۹:۷)

ترجمہ: رسول تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو روک دیں تم رک جایا کرو۔

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْئٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ

ترجمہ: پھر اگر کسی امر میں باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور رسول کے حوالہ کر دیا کرو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد زریں میں کوئی دوسرا فتویٰ دینے والا نہیں تھا، ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی صحابی کو دور دراز علاقوں کے لئے کبھی کبھی مفتی بنا کر بھیج دیتے، تو وہ منصب قضاء و افتاء پر فائز ہوتے اور لوگوں کی صحیح رہنمائی فرماتے، جیسے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف قاضی بنا کر روانہ فرمایا اور آپ ﷺ نے ان کو قرآن، حدیث اور قیاس و اجتہاد کے ذریعے سے فتوٰی دینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فتاویٰ کے ذریعے سے مسلمانوں کی ہر چیز میں یعنی عبادات میں معاملات، اخلاقیات و آداب، معاشرت سب چیزوں میں صحیح رہنمائی فرمائی، ہر بات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فتاویٰ و ارشادات موجود ہیں اور مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔

صحابہ کرام کے دور میں فتویٰ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دار فانی سے رخصت ہونے کے بعد فتوٰی کے کام اور ذمہ داری کو صحابہ کرام نے سنبھالا اور احسن طریقے سے انجام دیا، حضرات صحابہ کرام میں سے جو فتوی دیا کرتے تھے ان کی تعداد

ایک سو تیس سے کچھ زائد تھی، جن میں مرد بھی شامل ہیں اور عورتیں بھی۔

البتہ زیادہ فتویٰ دینے والے سات تھے جن کے نام یہ ہیں:

حضرت عمر بن الخطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عائشہ، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ان کے علاوہ وہ صحابہ کرام جو ان سے کم فتویٰ دیا کرتے تھے ان کی تعداد بھی بہت ہے ان میں سے چند کے نام درج ذیل ہے:

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت ام سلمہ، حضرت انس بن مالک، حضرت ابو سعید خدری، حضرت عثمان بن عفان، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سلمان فارسی، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت عمران بن حصین، حضرت ابوبکرہ، حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

تابعین کے دور میں فتویٰ

تعلیم و تربیت اور فقہ و فتویٰ کا سلسلہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بعد کہیں جا کر رکا نہیں، بلکہ اس ذمہ داری کو حضرات صحابہ کرام کے شاگردوں نے احسن طریقے سے سنبھالا اور دل و جان سے اس کی حفاظت کر کے آنے والی نسل تک کما حقہ پہنچایا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور مبارک میں بفضل خداوندی بہت فتوحات حاصل ہوئیں، اس وجہ سے حضرات تابعین مختلف بلاد اسلامیہ میں دین متین کی خدمت سر انجام دے رہے تھے۔

اکثر بلاد اسلامیہ میں ایسے لوگ مقرر تھے جو لوگوں کی رہنمائی کرتے، مدینہ منورہ میں حضرت سعید بن المسیب، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت عروۃ بن الزبیر، حضرت عبیداللہ، حضرت قاسم بن محمد، حضرت سلیمان بن یسار اور حضرت خارجہ بن زید، انہی کو فقہاء سبعہ بھی کہا جاتا ہے۔

بعض حضرات نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کی جگہ ابوبکر بن الحارث بن ہشام کا تذکرہ کیا ہے ان کے اسماء کو کسی شاعر نے شعر میں جمع کیا ہے:

"الا کل من لایقتدی بائمة، فقسمته ضیزیٰ عن الحق خارجه
فخذهم عبید الله عروة قاسم، سعید ابوبکر سلیمان خارجة"

مکہ مکرمہ میں عطا بن ابی رباح، علی بن ابی طلحہ اور عبدالملک بن جریج یہ کام کیا کرتے تھے۔

کوفہ میں ابراہیم نخعی ابن ابی سلیمان، عامر بن شراحیل شعبی، علقمہ، سعید اور مرہ ہمدانی، بصرہ میں حضرت حسن بصری، یمن میں طاؤس بن کیسان اور شام میں حضرت مکحول، ابو ادریس الخولانی، شراحبیل بن السمط عبداللہ بن ابی

زکریا الخزاعی، قبیصہ بن ابی ذویب الخزاعی، عبد بن امیہ، سلیمان بن الحبیب المحاربی، حارث بن عمیر الزبیدی، خالد بن معدان، عبدالرحمٰن بن غنم الاشعری، جبیر بن نفیر، عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر، عمر بن عبدالعزیز اور رجاء بن حیوۃ اس کام میں مصروف تھے۔

ان کے اکثر فتاویٰ جات، مؤطات، سنن، اور مسندات وغیرہ میں موجود ہیں۔

امام ابوحنیفہ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ بھی تابعین میں سے ہیں، آپ کی پیدائش کے وقت بہت صحابہ کرام کوفہ میں موجود تھے، اور وہ حضرات صحابہ کرام یہ ہیں: حضرت ابن نفیل، حضرت واثلہ، حضرت عبداللہ بن عامر، حضرت ابن ابی اوفیٰ، حضرت عتبہ، حضرت مقداد، حضرت ابن بسر، حضرت سہل بن سعد، حضرت انس، حضرت عبدالرحمٰن ابن یزید، حضرت محمود بن لبید، حضرت محمود بن الربیع، حضرت ابوامامہ، حضرت ابوالطفیل، حضرت عمرو بن حریث، حضرت عمرو بن سلمہ، حضرت ابن عباس، حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنا اجمعین۔

(ردالمحتار، مقدمہ، ج۱ص ۱۴۹، ۱۵۰ طبع جدید بیروت)

آٹھ صحابہ کرام سے آپ نے روایت نقل کی ہے اور وہ یہ ہیں:

حضرت انس، حضرت جابر، حضرت ابی اوفی، حضرت عامر، حضرت ابن انیس، حضرت واثلہ، حضرت ابن جزء، حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ تعالیٰ عنہا وعنہم اجمعین۔

علامہ شمس الدین محمد ابوالنصر بن عرب شاہ الانصاری الحنفی نے اپنی کتاب "جواہر العقائد و درر القلائد" میں ان صحابہ کرام کے نام کو شعر میں بیان فرمایا ہے جن سے امام صاحب نے روایت کی ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

معتقدا مذهب عظیم الشان، ابی حنیفة الفتی النعمان
التابعی سابق الأئمة، بالعلم والدین سراج الامة
جمعامن اصحاب النبی ادرکا اثرهم قداقتفی ومسلکا
طریقه واضحة المنهاج، سالمة من الضلال الداجی
وقدروی عن انس و جابر، وابن ابی اوفی کذاعن عامر
اعنی اباالطفیل ذا ابن واثلة، وابن انیس الفتی و واثلة
عن ابن جزء قدروی الامام، بنت عجرد هی التمام
رضی الله الکریم دائما، عنهم و عن کل الصحاب العظما

(الدر المختار، مقدمہ ص ۱۵۰، ۱۵۲)

کچھ اور بھی صحابہ ہیں جن سے امام صاحب کی روایت منقول ہے اور وہ درج ذیل ہیں

حضرت سہل بن سعد، حضرت سائب بن یزید بن سعید، حضرت عبداللہ بن بسر، حضرت محمود بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

علامہ شامی فرماتے ہیں:

”وزاد (ای ابن الحجر الهیثمی) علی من ذکر هنا ممن روی عنهم الامام فقال: منهم سهل بن سعد ووفاته: سنة ۸۸ وقیل بعد ها، ومنهم السائب بن یزید بن سعید، ووفاته سنة احدی او اثنتین او اربع و تسعین، ومنهم عبدالله بن بسر ووفاته سنه ۹۶، ومنهم محمود بن الربیع ووفاته ۹۹“ (رد المحتار، مقدمه، ج ۱، ص ۱۵۲)

استنباط مسائل میں امام ابوحنیفہؒ کا طریقہ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ استنباط مسائل میں حد درجہ احتیاط فرماتے تھے آپ زمانے کے علماء کرام کی ایک بڑی جماعت جمع کرتے اور اس جماعت میں ہر فن کے ماہر شریک ہوتے تھے جو اپنے علم وفن میں کامل دسترس رکھنے کے ساتھ خدا ترسی و فرض شناسی اور دیگر اوصاف حمیدہ کے ساتھ متصف تھے خود امام صاحب اس جماعت کے صدر کی حیثیت رکھتے، کوئی مشکل مسئلہ پیش آ جاتا تو سب ملکر بحث و مباحثہ اور غور وخوض کرتے تھے، جب سب علماء کسی مسئلے پر متفق ہو جاتے تو امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف کو فرماتے کہ اس کو فلاں باب میں داخل کرو۔

”روی الامام ابوجعفر الشیرابازی عن شقیق البلخی انه کان یقول: کان الامام ابوحنیفة من اورع الناس وأعبدالناس، اکرم الناس، اکثرهم احتیاطاً فی الدین، وابعدهم عن القول بالرأی فی دین الله عزوجل، وکان لایضع مسئلةً فی العلم حتی یجمع اصحابه علیها ویعقد علیهامجلساً فاذا اتفق اصحابه کلهم علی موافقتها للشریعة قال لأبی یوسف أوغیره ضعهافی الباب الفلانی اه کذا فی المیزان للامام الشعرانی قدس سرهٗ

ونقل ط عن مسند الخوارزمی: ان الامام : اجتمع معه الف من اصحابه، أجلهم و افضلهم اربعون قد بلغو احدا لاجتهاد فقربهم وأدناهم وقال لهم: انی الجمت هذا الفقه واسرجته لکم فأعینونی، فان الناس قدجعلونی جسرًاعلی الناس فان المنتهی لغیری واللعب علی ظهری فکان اذا وقعت واقعة شاورهم ناظرهم وحاورهم وسألهم، فیسمع ماعندهم من الاخیار والآثار ویقول ماعنده ویناظرهم شهراً او اکثر حتی یستقر آخر الاقوال فیثبتهٗ ابویوسف، حتی أثبت الأصول علی هذا المنهاج شوریٰ، لأنه تفرد بذلک کغیره من الائمة. اه“ (ردالمحتار، مقدمہ ج: ۱/۱۵۲ دار احیاء التراث بیروت)

امام صاحب کے شاگرد

اللہ تبارک وتعالیٰ نے امام صاحب کو ایسے شاگرد عطا فرمائے تھے جنہوں نے شاگردی کا حق ادا کر دیا اور امام صاحب کے علوم کو دنیا کے چاروں اطراف پہنچایا، ان اطراف میں امام صاحب کے علاوہ کسی دوسرے امام کے

مسلک سے لوگ واقف نہیں تھے۔

”حسبک من مناقبه اشهار مذهبه“

قوله اشتهار مذهبه ای فی عامة بلادالاسلام، بل فی کثیر من الاقالیم والبلاد لایعرف الا مذهبه کبلاد الروم والهند والسند وماوزالنهر و سمرقند

(ردالمحتار ج:۱/ ۱۴۰ ادار احیاء الترث بیروت)

علامہ شامیؒ کی تحقیق کے مطابق ان شاگردوں کی تعداد چار ہزار ہے۔

”وروی أنه نقل مذهبه نحو من أربعة آلاف نفر“ (حوالہ بالا)

فقہ حنفی بطور قانون

خلفائے عباسیہ کے دور سے لے کر گزشتہ صدی کے شروع ہونے تک اکثر اسلامی ممالک میں فقہ حنفی قانونی شکل میں نافذ ورائج رہی ہے۔ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:

فالدولة العباسية وان کان مذهبهم مذهب جدهم ، فاکثر قضاتها و مشايخ اسلامها حنفية يظهر ذلک لمن تصفح کتب التواريخ وکان مدة ملکهم خمسة سنة تقريباً واما السلجو قيون وبعد هم الخوارزميون فکلهم حنفيون وقضاة ممالکهم غالباً واما ملوک زماننا سلاطين آل عثمان ايدالله دولتهم ماکر الجديدان فمن تاريخ تسعمائة الیٰ يومنا هذا لا يولون القضاء و سائرمنا صبهم الا للحنفية

(ردالمحتار، مقدمہ ج:۱/ ۴۱ ادار احیا التراث)

اور آج اس پُرفتن دور میں الحمدللہ ثم الحمدللہ امارات اسلامی افغانستان میں بھی مذہب حنفی پر قانونی صورت میں عمل ہو رہا ہے۔

سلطنت مغلیہ کے بعد فتویٰ

سلطنت مغلیہ کے زوال اور انگریزی حکومت کے تسلط کے بعد فتویٰ کا کام مدارس دینیہ کی طرف منتقل ہو گیا اور اب بھی یہ کام دینی مدارس ہی میں ہوتا ہے اس لئے کہ دینی مدارس ہی دین اور تعلیمات نبویہ کے آماجگاہ ہیں۔

جنگ آزادی کے بعد اسلام کے تحفظ اور فتویٰ کے کام کو حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے جانشین علماء نے سنبھالا، ان میں اکابر علماء دیوبند حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری، حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہم اللہ تعالیٰ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں جن کے فتاویٰ مطبوعہ شکل میں موجود ہیں۔

فتویٰ کی اہمیت

افتاء کا منصب ایک عظیم الشان منصب ہے اس کی فضیلت واہمیت ہر شخص پر روز روشن کی طرح عیاں ہے اور فقہاء کرام اور مفتیان عظام کی وہ جماعت جنہوں نے اپنے آپ کو استنباط احکام اور استخراج مسائل کے لئے مختص کر دیا اور حلال وحرام کو معلوم کرنے کے لئے قواعد وضوابط مرتب کئے وہ تاریک رات میں ستاروں کے مانند ہیں اور یہی لوگ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی وارث ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

” العلماء ورثة الانبياء وان الأنبياء لم يورثوا دينا را ولا درهما وانما ورثوا العلم فمن أخذ به فقد أخذ بحظ وافر“

(رواہ الترمذی فی کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ، رقم ۲۶۸۲)

قرآن کریم میں ”اولو الامر“ کی اطاعت اور فرمانبرداری کو واجب اور ضروری قرار دیا گیا، ایک تفسیر کے مطابق ”اولوالامر“ سے مراد حضرات علماء اور فقہاء ہیں۔

علامہ ابوبکر الجصاص فرماتے ہیں:

”اختلف فی تأویل اولی الأ مرفروی عن جابر بن عبداللّٰہ وابن عباس روایة والحسن وعطاء ومجاھد انھم اولو الفقه والعلم“ (احکام القرآن باب فی طاعۃ اُولی الامر ج ۲/۲۱۰)

اس طرح بعض آیتوں میں علماء کی اتباع اور امور شرعیہ کے معلوم کرنے میں ان کی طرف مراجعت کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

”فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ“ الآية

ترجمہ: اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔

دوسری جگہ میں ہے:

وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ أَنَابَ اِلَيَّ الاية

ترجمہ: پیروی کر اس شخص کے راستے کی جس نے میری طرف رجوع کیا ہے۔

لہٰذا ہر شخص پر ضروری ہے کہ جب مسئلہ کے متعلق دینی رہنمائی مطلوب ہو تو حکم خداوندی معلوم کرنے کے لئے مفتیان کرام سے مراجعت کرلے جیسا کہ حضرات صحابہ کرام اپنے درپیش دینی مسائل میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مراجعت کیا کرتے تھے۔

امام بیضاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وفی الآیة دلالة علی وجوب المراجعة الی العلماء فیما لا یعلم.

فتویٰ کے کام کی عظمت واہمیت اس سے بھی واضح ہے یہ سنت الٰہی ہے، اللہ تعالیٰ نے فتویٰ کی نسبت اپنی طرف بھی کی ہے چنانچہ ”کلالہ“ کے متعلق امت کے استفتاء کے جواب میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

”یَسْتَفْتُوْنَکَ ، قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلَالَۃِ“ الآیۃ

اور عورتوں کے متعلق سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

”یَسْتَفْتُوْنَکَ فِی النِّسَآءِ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِیْھِنَّ وَمَایُتْلٰی عَلَیْکُمْ فِی الْکِتَابِ “ الآیۃ

یہ کام امام المفتین، محبوب رب العالمین، خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی زندگی بھر کیا اور بیشمار فتاویٰ صادر فرمائے، کتب احادیث آپ ﷺ کے فتاویٰ سے بھری پڑی ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

”وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَیْھِمْ وَلَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ “ الآیۃ

ترجمہ: اور اب یہ ذکر تم پر نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کے سامنے اس تعلیم کی تشریح وتوضیح کرتے جاؤ جو ان کے لئے اتاری گئی ہے اور تاکہ لوگ (خود بھی) غور وفکر کریں۔

اسی اہمیت وعظمت کے پیش نظر یہ ضروری ہے کہ امت کا ایک طبقہ قرآن وسنت اور تفقہ فی الدین میں مہارت حاصل کر کے امت کے باقی طبقات کی راہنمائی کے فرائض انجام دے اور آیت قرآن کریم:

”فَلَوْلَا نَفَرَمِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ مِّنْھُمْ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ “ الایۃ کا تقاضا بھی ہے۔

مفتی کا مقام

امام شاطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مقام مفتی پر طویل اور مفصل بحث فرمائی ہے اور اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مفتی امت میں افتاء تعلیم اور تبلیغ کے اعتبار سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

”المفتی قائم فی الأمة مقام النبی صلی اللہ علیه وسلم، والدلیل علی ذلک امور:

احدها: النقل الشرعی فی الحدیث: أن العلماء و رثة الأ نبیاء وبعث النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم نذیرًا. بقوله تعالی: ”فلولا نفرمن کل فرقة“

والثانی: أنه نائب فی تبلیغ الأحکام.

والثالث: ان المفتی شارع من وجه لأن مایبلغه من الشریعة اما منقول عن صاحبها واما مستنبط من المنقول، فالاول یکون فیه مبلغا، والثانی یکون فیه شارعا من وجه، فهو من هذا الوجه واجب اتباعه والعمل علی وفق ما قاله، وهذه هی الخلافة علی التحقیق، وقدجاء فی الحدیث: ان من قرأ القرآن فقد استد رجت النبوة بین جنبیة.

وعلی الجملة فالمفتی مخبرعن اللّٰہ تعالیٰ کالنبی ونأخذأمره فی الأمة بمنشور الخلافة کالنبی والذاسمّوا ”اولی الأ مر“وقرنت طاعتهم طاعة اللّٰہ و طاعة الرسول فی قوله تعالی: یا ایهاالذین امنوا أطیعوااللّٰہ و اطیعوا الرسول وأولی الأمرمنکم“

(الموافقات، ج:۴/ ۲۴۴، ۲۴۵)

مفتی کے شرائط

مفتی کے لئے حضرات علماء کرام نے چند شرائط بیان کئے ہیں، مفتی میں ان کا پایا جانا ضروری ہے، وہ شرائط درج ذیل ہیں:

۱...... مکلف ہو یعنی عاقل ہو بالغ ہو۔

۲...... ثقہ ہو۔

۳...... گناہ اور منکرات سے پوری طرح اجتناب کرنے والا ہو۔

۴...... بد اخلاق اور بے مروت نہ ہو۔

۵...... فقیہ النفس ہو۔

۶...... مسائل میں غور و فکر کی صلاحیت رکھتا ہو۔

۷...... بیدار مغز ہو۔

۸...... متقی اور پرہیز گار ہو۔

۹...... دیانت داری میں مشہور معروف ہو۔

۱۰...... مسائل غیر منصوصہ میں استنباط و تخریج پر قادر ہو۔

علامہ نووی المجموع شرح المہذب میں فرماتے ہیں۔

شرط المفتی کونه مکلفًا، مسلمًا ، ثقةً مأ مونا متنزّ هًا عن اسباب الفسق وخوارم المروة، فقیه النفس سلیم الذهن ، وصین الفکر، صحیح التصرف والاستنباط، متیقظاً......... (باب اداب الفتوی والمفتی والمستفتی، ج : ۱/ ۴۱)

فصل: قالوا وینبغی أن یکون المفتی ظاهر الورع مشهورًا. بالدّیانة الظاهرة والصیانة الباهرة. (باب آداب الفتوی والمفتی والمستفتی، ج : ۱/ ۴۱)

اسی طرح مفتی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس نے کسی ماہر مفتی کے زیر نگرانی کام کیا ہو اور قواعد فقہ، زمانہ کے عرف اور اس کے احوال سے واقف ہو اور اپنے امام کے مذہب پر پورا عبور رکھتا ہو اور اس کی ظاہری ہیئت بھی شرع کے موافق ہو۔

مفتی کا فریضہ:

مفتی چونکہ احکام خداوندی کا ترجمان اور اللہ تعالیٰ و مخلوق کے درمیان واسطہ ہے اس لئے اس پر لازم ہے کہ فتویٰ دیتے وقت پوری بصیرت سے کام لے اور اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے سوچ سمجھ کر جواب دیدے مسئلہ اگر معلوم نہ ہو تو محض اٹکل سے جواب دے کر اپنی آخرت خراب نہ کرے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"جو شخص کسی چیز کا علم رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ اسے بیان کرے اور جسے علم نہ ہو اسے کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کیونکہ یہ بھی علم ہے کہ جو بات نہ جانتا ہو اس کے متعلق کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا ہے: کہ آپ فرمادیں کہ میں تم سے اجرت کا خواہاں نہیں اور نہ تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔

"یایها الناس من علم شیئًا فلیقل به ومن لم یعلم فلیقل اللّٰه اعلم فان من العلم ان تقول لمالاتعلم اللّٰه أعلم . قال اللّٰه تعالیٰ لنبیه: قل ماأسئلکم علیه من أجر وما أنامن المتکلفین ، متفق علیه (مشکوٰة کتاب العلم)

اسی طرح مفتی کو چاہئے کہ جواب دیتے وقت خوف خدا اور خوف آخرت کو سامنے رکھتے ہوئے پوری تحقیق کے ساتھ جواب دے۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مفتی جب کسی سوال کا جواب دینا چاہے تو اسے چاہئے کہ جواب سے قبل اپنے آپ کو جنت اور دوزخ پر پیش کرے اور یہ سوچ لے کہ آخرت میں اس کی نجات کیسے ہوگی؟ پھر جواب تحریر کرے۔

"وکان مالک یقول: من أحب أن یجیب من مسئلة فلیعرض نفسه قبل أن یجیبه علی الجنة والنار ، وکیف یکون خلاصه فی الأخرة ثم یجیب"

(الموافقات للشاطبیؒ ج: ۴/۲۸۶)

فتویٰ دینے میں احتیاط

فتویٰ نویسی کا کام عظیم الشان اور باعث اجر وثواب ہونے کے ساتھ ساتھ نازک بھی ہے، اس لئے کہ مفتی اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان واسطہ ہے، اگر مسئلہ درست بتایا تو اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو کر اجر وثواب کا مستحق ہوگا اور اگر خدانخواستہ مسئلہ غلط بتایا تو مستفتی کے عمل کا وبال بھی اسی پر ہوگا، اسی بناء پر فتویٰ دینے میں احتیاط بہت ضروری ہے۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جو شخص بغیر حجت اور دلیل کے فتویٰ دے گا اس پر عمل کرنے والے کا گناہ بھی اسی مفتی پر ہوگا"

"عن أبی هریرةؓ رضی اللّٰه تعالیٰ عنه عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال: "من افتیٰ بفتیامن غیر ثبت فانّما اثمه علی من أفتاه"

أخرجه الدارمی فی باب الفتیا ومافیها من الشدة ج: ۱/۸۳، رقم: ۱۶۱ والحاکم فی کتاب العلم، ج: ۱/۱۲۶.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ علم کو (آخری زمانے میں) اس طرح نہیں اٹھالے گا کہ لوگوں (کے دل ودماغ) سے اسے نکال لے بلکہ علم

اس طرح اٹھالے گا کہ علماء کو (اس دنیا سے) اٹھالے گا یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا، تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے ان سے مسئلے پوچھنے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے لہذا وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

”عن عبداللّٰہ بن عمرو بن العاص قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: ان اللّٰہ لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزعه من الناس ولکن یقبضه بقبض العلماء حتی اذالم یبق عالمًا اتخذالناس رؤسًا جهالاً فسُئلوا فافتوا بغیر علم فضلّوا واضلّوا“

(اخرجه البخاری فی کتاب العلم، باب کیف یقبض العلم، ومسلم ج: ۲/۳۴۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا جو شخص ہر پوچھی گئی بات کا جواب دیدے تو وہ پاگل ہے

”ان من افتی الناس فی کل مایسئلونه عنه لمجنون (اعلام الموقعین، ج ۱/۱۲)

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے ابو الفرج کے حوالے سے مرفوع اثر نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص بغیر علم کے فتویٰ دیدے تو اس پر زمین آسمان کے فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔

”من أفتی الناس بغیر علم لعنته ملائکة السماء و ملائکة الأرض“

(اعلام الموقعین، ج ۲/۲۵۶)

امام شعبی، حسن بصری اور ابو حصین تابعی رحمہم اللہ سے منقول ہے وہ لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ تم لوگ بعض مرتبہ ایسے مسئلہ کے بارے میں فتوی دیتے ہو کہ اگر اس جیسا مسئلہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش آتا تو وہ اس کا جواب معلوم کرنے کے لئے تمام اہل بدر کو جمع فرماتے اور اکیلے اپنی رائے پر اعتماد نہ فرماتے۔

”وعن الشعبی والحسن ابی حصین بفتح الحاء) التابعین قالوا: ان أحدکم لیفتی فی المسئلة ولووردت علی عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنه لجمع لها اهل بدر“

(المجموع شرح المہذب، باب آداب الفتوٰی والمفتی والمستفتی ج:۱/۴۰)

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ اگر علم ضائع ہونے کا خوف اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ہرگز فتویٰ نہ دیتا کہ وہ عافیت میں ہوں اور بوجھ مجھ پر ہو۔

”وقال ابوحنیفة رحمه اللّٰہ تعالیٰ: لولا الفرق من اللّٰہ تعالیٰ أن یضیع العلم مأفتیت یکون لهم المهنأ وعلیّ الوزر“ (حوالہ بالا)

حضرت سفیان بن عیینہ اور حضرت سحنون رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لوگوں میں فتوی دینے پر سب سے زیادہ جسارت وہ شخص کرتا ہے جو سب سے کم علم رکھتا ہو۔

”وعن سفيان بن عيينة و سحنون: أجسر الناس على الفتيا أقلهم علمًا (حوالہ بالا)

خلاصہ کلام یہ کہ منصب افتاء کی نزاکت کا خیال رکھتے ہوئے اس راہ میں پھونک پھونک کر قدم اٹھانا چاہئے۔

”لا ادری“

تحقیق اور تتبع وتلاش کے بعد اگر مسئلہ کا حکم معلوم نہ ہو یا حکم معلوم ہو لیکن اس پر تشفی اور شرح صدر نہیں تو مفتی پر اس کا جواب دینا ضروری نہیں بلکہ مفتی صاف کہہ دے کہ مجھے اس کا جواب معلوم نہیں۔

اور اس طرح کہنے سے اس کی شان وعزت ومرتبہ میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی بلکہ اس سے اور شان بلند ہوگی اس لئے کہ یہ قلبی طہارت، دینی قوت اور تقویٰ کی واضح دلیل ہے۔

یہ اصطلاح خود سرور کائنات جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبرئیل علیہ السلام و دیگر بزرگوں سے مروی ہے تو ماو شما کون ہیں جو اس سے اعراض واجتناب کر کے اپنی طرف سے غلط سلط جواب دینے کی کوشش کریں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسی جگہ بری ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے یہی سوال کیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بھی ”لاأدری“ کہہ کر جواب دیدیا۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے پوچھا، اللہ تبارک وتعالیٰ سے جواب میں فرمایا کہ بازار بری جگہیں ہیں۔

سئل النبى صلى الله عليه وسلم: أىّ البلاد شرّ؟

فقال: لاأدرى، فسأل جبريل، فقال؛ لاأدرى، فسأل ربه عزوجل، فقال شرّ البلاد أسواقها. (رواه الامام احمد ج: ۴/ ۸۱ والحاكم فى المستدرک ج: ۲/ ۲ بسند حسن)

اسی طرح حدیث جبرئیل میں قیامت کے متعلق سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب ”ماالمسئول عنها بأعلم من السائل“ بھی اسی قبیل سے ہے۔

علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکیمانہ جواب سے یہ نکتہ مستنبط کیا ہے کہ اگر کسی عالم سے کوئی ایسا سوال کیا جائے جس کے جواب سے وہ ناواقف ہو تو اسے ”لا أعلم“ کہنا چاہئے اور یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ”لا أعلم“ کہنے سے وقعت ختم ہو جائے گی بلکہ درحقیقت یہ رفع منزلت کا باعث ہے۔

قوله صلى الله عليه وسلم: ماالمسئول عنهابأ علم من السائل، فيه ينبغى للعالم والمفتى وغيرهمااذاسئل عمالايعلم أن يقول: لا أعلم وأن ذالک لا ينقصه بل يستدل به علىٰ تقواه ووفور علمه. (الصحیح لمسلم مع شرحہ للنووی، کتاب الایمان ج:۱/ ۲۸ قدیمی کتب خانہ)

حضرت ابن عباسؓ اور محمد بن عجلان فرماتے ہیں جب کسی عالم ومفتی کو مسئلہ معلوم نہیں تھا اس نے

’’لاأدری‘‘ نہیں کہا بلکہ اٹکل سے جواب دیا۔ تو اس پر نفس وشیطان کی ایسی ضرب لگی ہے کہ گویا اسے قتل کر ہی دیا۔

’’وعن ابن عباس و محمد بن عجلان: اذا أخطاء العالم ’’لاأدری‘‘ أصیبت مقاتله.

(الموافقات للشاطبی ج: ۴/ ۲۱۸)

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے:

’’جنة العالم لا ادری اذا أغفله أصیبت مقاتله‘‘

ایک دفعہ امام مالک رحمہ اللہ سے اڑتالیس مسئلے پوچھے گئے، ان سے بتیس کے بارے میں آپ نے ’’لاادری‘‘ فرمایا اور ایک روایت ہے کہ آپ سے ایک مرتبہ چالیس مسئلے پوچھے گئے آپ نے صرف پانچ کا جواب دیا۔ بقیہ کے بارے میں فرمایا ’’لاأدری‘‘

’’وعن الهیثم بن جمیل: شهدت مالکاً سئل عن ثمان وأربعین مسئلة فقال فی اثنتین وثلاثین منها ’’لاأدری‘‘

وعن مالک ایضاً أنه ربما کان یسئل عن خمسین مسئلة فلایجیب فی واحدة منها وکان یقول: من أجاب فی مسئلة فینبغی قبل الجواب أن یعرض نفسه علی الجنة والنار و کیف خلاصه ثم یجیب. (المجموع شرح المهذب)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگرد حضرت اثرم کہتے ہیں کہ امام احمد صاحب کثرت کے ساتھ ’’لاادری‘‘ فرمایا کرتے تھے۔

’’وعن الاثرم: سمعت أحمد بن حنبل یکثر أن یقول ’’لاأدری‘‘

مفتی کفایت اللہ صاحب اور فتویٰ نویسی

اس سے پہلے جو کچھ تاریخ فتوی اور اس کی اہمیت وغیرہ کے بارے میں لکھا گیا وہ مقدمۃ العلم کی حیثیت رکھتا ہے اب مقدمۃ الکتاب کے طور پر حضرت مفتی صاحب کا فتوی نویسی، کفایۃ المفتی اور اس پر کام کی نوعیت کے بارے میں کچھ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جب دار العلوم دیوبند سے شعبان ۱۳۱۵ھ بمطابق ۱۸۹۸ء میں دورۂ حدیث سے فارغ ہو کر اپنے وطن شاہ جہاں پور تشریف لائے اور اپنے اولین استاذ حضرت مولانا عبید الحق خان قدس سرہ کے سایۂ عاطفت میں مدرسہ عین العلم میں درس و تدریس اور افتاء کی خدمت انجام دیتے رہے پھر مولانا موصوف کی وفات کے بعد شوال ۱۳۲۱ھ بمطابق دسمبر ۱۹۰۳ء میں صدر مدرس اور مفتی کے عہدے پر دہلی میں تشریف لائے اور پھر عمر مبارک کے آخری لمحات تک صبر و توکل کے ساتھ انہیں مشاغل میں مصروف و منہمک رہے، یعنی پچپن (۵۵) برس آپ نے تمام علوم و فنون کی تعلیم و تدریس کے ساتھ ساتھ افتاء کی خدمت بھی انجام

دی۔

اس نصف صدی سے زائد کے زمانے میں آپ کے فتاوٰی غیر منقسم ہندوستان کے علاوہ جاوہ، سماٹرا، برما، ملایا، چین، بخاری، سمرقند، بلخ، بدخشان، ختن، تاشقند، ترکستان، افغانستان، ایران، عرب، افریقہ، امریکہ، انگلستان غرضیکہ جہاں مسلمانوں کا وجود تھا وہاں تک پہنچے۔

آپ نے فتوٰی لکھنے کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں فرمایا، مدرسے میں، گھر میں، چلتے پھرتے، دن کو، رات کو، سفر میں، حضر میں یعنی ہر وقت، ہر حال اور ہر مقام میں آپ نے فتوٰی لکھا، حتی کہ بیماری کی حالت میں بھی فتوٰی لکھنے سے انکار نہیں فرمایا:

سہ روزہ الجمعیۃ اخبار میں مستقل ایک کالم ”حوادث واحکام“ کے عنوان سے آپ کے فتاوٰی کے لئے مختص تھا، اس میں آپ کے فتاوٰی شائع ہوا کرتے تھے۔

مفتی صاحب فتوٰی نویسی میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے، بروقت جواب دینا آپ کی عادت ثانیہ بن چکی تھی، فتاوٰی میں اصابت رائے آپ کا طرۂ امتیاز تھا، یہی وجہ تھی کہ آپ کے اساتذہ بالخصوص شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ تعالیٰ سے کوئی شخص فتوٰی طلب کرتا تو آپ اسے مفتی صاحب کی خدمت میں بھیج دیا کرتے تھے، جس وقت حضرت شیخ الہند کی خدمت میں انگریزوں سے ترک موالات کا استفتاء پیش کیا گیا تو غایت انکساری کے ساتھ فرمایا کہ مجھے انگریزوں سے غیر معمولی بغض ونفرت ہے ان کے بارے میں فتوٰی دینے میں مجھے اپنے نفس پر اعتماد نہیں کہ وہ حدود کی رعایت رکھ سکے اور اپنے مخصوص تلامذہ میں سے فتوٰی لکھنے کے لئے جن تین حضرات کا نام لیا ان میں اولین نام حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تھا، آپ کی یہ خصوصیت تھی کہ آپ کا فتوٰی ہمیشہ مختصر اور جامع ہوتا تھا ذیل میں اس کے چند نمونے پیش کئے جا رہے ہیں۔

تعزیہ اور ماتم

سوال: تعزیہ کو مذہب سے کیا تعلق ہے؟ ماتم کی حقیقت کیا ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت کے نزدیک تعزیہ بنانا ناجائز ہے۔ اور ماتم کرنا بھی خلاف شریعت ہے، کیونکہ خدا اور رسول نے اس کی تعلیم نہیں دی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ (کتاب العقائد)

سینمابینی

سوال: عام طور پر مسلمان سینمابینی کو معمولی گناہ سمجھتے ہیں، آیا یہ مکروہ ہے یا حرام؟

جواب: سینما دیکھنا حرام ہے، اس میں غیر محرم عورتوں کی نیم برہنہ تصاویر کا مظاہرہ اور بولتا ہوا ان کا گانا ہوتا ہے نیز اخلاقیات میں خلاف شریعت بہت سے افعال واعمال کی تمثیل ہوتی ہے جو اخلاق اسلامی پر بے حد مضر اثر ڈالتی ہے، اس لئے مجموعہ منہیات بن جاتا ہے، پھر اسراف سب پر مستزاد ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

کچھ کفایت المفتی کے بارے میں

حضرت مفتی صاحب جو فتاویٰ تحریر فرماتے تھے ان کے نقول کو محفوظ کرنے کا معقول انتظام نہیں کیا گیا نہ ہی ان کو لکھنے کے لئے مستقل کوئی محرر تھا بس جو طالب علم فن افتاء سیکھنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اکثر ان سے فتاویٰ نقل کرا لئے جاتے تھے پھر روزانہ ڈاک میں جو فتاویٰ روانہ کئے جاتے تھے سب کے سب رجسٹر پر نہیں چڑھائے جاتے تھے صرف اہم اور مفصل فتوے رجسٹر میں درج کئے جاتے تھے۔ ان رجسٹروں اور نقول فتویٰ کے بارے میں کفایت المفتی کے مرتب حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا حفیظ الرحمٰن واصف تحریر فرماتے ہیں“

”آپ نے ۱۳۱۶ھ بمطابق ۱۸۹۸ء سے فتویٰ لکھنا شروع کیا اور ۱۳۲۱ھ بمطابق ۱۹۰۳ء میں دھلی تشریف لائے، لیکن مدرسہ امینیہ میں نقول فتاویٰ کا سب سے پہلا رجسٹر ربیع الاول ۱۳۵۲ھ بمطابق جون ۱۹۳۳ء سے شروع ہوتا ہے، یعنی چھتیس برس فتویٰ لکھنے کے بعد مدرسے میں آپ کے حین حیات میں صرف پانچ عدد رجسٹر نقول فتاویٰ تیار ہوئے، چار رجسٹر بھرے ہوئے ہیں، چوتھے رجسٹر میں آخری فتویٰ مورخہ ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۶۳ھ بمطابق اکتوبر ۱۹۴۴ء کا ہے، اس کے بعد آپ کی وفات تک آٹھ برس کے زمانے میں پانچویں رجسٹر پر صرف پچیس (۲۵) فتوے درج ہوئے، ان رجسٹروں میں حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ نائب مفتی حضرت مولانا حبیب المرسلین صاحب اور دیگر نائبین وتلامذہ کے فتاویٰ بھی مخلوط ہیں، کل فتاویٰ کی تعداد تقریباً دو ہزار آٹھ سو چودہ (۲۸۱۴) ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نو جلدوں پر مشتمل مفتی صاحب کے فتاویٰ کا ذخیرہ کہاں سے آگیا اور کیونکر مہیا ہوا تو اس بارے میں مولانا حفیظ الرحمٰن واصف صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

> ”ضروری تھا کہ موجودہ ذخیرہ کے علاوہ مزید ذخیرہ جمع کیا جائے۔ چنانچہ بار بار اعلان کیا گیا، اشتہار طبع کرایا گیا جواب تک بھی مدرسے کی روزانہ ڈاک میں رکھ کر مستقل طور پر بھیجا جا رہا ہے، جب باہر سفر میں جانے کا اتفاق ہوا تو لوگوں کو توجہ دلائی گئی اور اس طرح بھی کچھ فتوے دستیاب ہوئے کچھ نقول فتاویٰ کی کتابیں گھر میں محفوظ تھیں، کچھ فتاویٰ مطبوعہ کتب میں تھے، غرضیکہ جو کچھ بھی جہاں سے ملا مجموعہ میں شامل کیا گیا اور اس مجموعہ فتاویٰ کا نام کفایۃ المفتی رکھا گیا“

آگے لکھتے ہیں:

> ”جو فتاویٰ جمع کئے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں:
>
> اول وہ فتاویٰ جو نقول فتاویٰ کے رجسٹروں میں سے لئے گئے ہیں ایسے فتاویٰ کی پہچان یہ ہے کہ لفظ ”المستفتی“ پر نمبر ہے اور مستفتی کا نام ومختصر پتہ اور تاریخ روانگی بھی درج ہے، بعض جگہ سوال نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ لفظ ”جواب دیگر“ کے اوپر مستفتی کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔
>
> دوسرے وہ فتاویٰ جو سہ روزہ ”الجمعیۃ“ سے لئے گئے ہیں ان میں لفظ سوال کے نیچے حوالہ لکھا گیا ہے۔

تیسرے وہ فتاویٰ جو گھر میں موجود تھے یا باہر سے حاصل کئے گئے یا مطبوعہ کتابوں میں سے لئے گئے۔

لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل شدہ فتاویٰ کی کل تعداد ظاہر کرنے کے لئے سیریل نمبر ہے"

کفایت المفتی پر کام کرنے کی نوعیت

واضح رہے کہ فتاویٰ کی کتابوں میں کفایت المفتی چونکہ تفصیلی کتاب تھی قدیم مسائل کے ساتھ اس میں پیش آمدہ مسائل کا حل بھی تھا، لیکن جوابات باحوالہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کی طرف زیادہ التفات نہیں کیا جاتا تھا، اسی طرح فہرست وعنوانات نہ ہونے کی وجہ سے ہر ایک کے لئے اس بحر زخار سے استفادہ ممکن نہیں تھا۔ اس لئے جامعہ فاروقیہ کے "لجنۃ المشرفین" نے مناسب سمجھا کہ اس پر کام کیا جائے اور پھر طبع کرایا جائے تا کہ عوام وخواص سب کے لئے یکساں طور پر مفید ہو۔

"لجنۃ المشرفین" کی طرف سے جو امور کفایت المفتی پر کام کرنے کے لئے منتخب ہوئے ان کا مختصر خاکہ درج ذیل ہے:

تخریج

کفایت المفتی میں اکثر و بیشتر فتاویٰ بغیر تخریج کے ہیں یعنی بے حوالہ ہیں، اگر کہیں حوالہ ہے تو وہ بھی کالمعدوم کے درجے میں ہے، اس لئے ان کی تخریج کی گئی اور ہر فتویٰ کا حوالہ لکھا گیا اور جو حوالہ جات پہلے سے موجود تھے ان کی دوبارہ مراجعت کر کے نئے ایڈیشنوں کے مطابق کتاب کا صفحہ، جلد، باب اور مطبع لکھا گیا۔

تخریج میں ایچ، ایم سعید سے طبع شدہ فتاویٰ شامیہ، مکتبہ ماجدیہ و مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ سے طبع شدہ فتاویٰ عالمگیریہ، قدیمی کتب خانہ اور ایچ، ایم سعید سے چھپے ہوئے صحاح ستہ کے نسخوں سے استفادہ کیا گیا ہے اور حاشیہ میں مطبع کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، ان کے علاوہ دوسری کتابوں سے حوالہ لکھنے میں ہر ایک کے ساتھ مطبع لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

عنوانات:

کفایت المفتی میں ہر مسئلے کا الگ عنوان نہیں تھا، بلکہ کتاب، باب اور فصل کے تحت متعلقہ مسائل درج کئے گئے تھے، اب ہر مسئلے کا الگ عنوان قائم کیا گیا تا کہ مطلوبہ مسئلے کا ملنا آسان ہو جائے اور اس سے استفادہ جلد ممکن ہو۔

بعض مقامات میں ایک سوال کے تحت مختلف سوالات ہیں ان میں سے ہر ایک کے لئے الگ الگ عنوانات قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

تفصیلی فہرست

فہرست میں صرف کتاب، باب اور فصل کا تذکرہ تھا، عنوانات نہ ہونے کی وجہ سے ہر مسئلے کا ذکر نہیں تھا اب چونکہ ہر مسئلے کا عنوان ہے اس لئے فہرست میں ہر مسئلے کا عنوان لکھا گیا تو تفصیلی فہرست مرتب ہوگئی۔

غیر مفتیٰ بہ فتاویٰ کی نشاندہی

بعض مسائل کا دارومدار عرف پر ہوتا ہے، عرف اور زمانہ تبدیل ہونے کی وجہ سے حکم تبدیل ہو جاتا ہے، اس لئے کفایت المفتی میں وہ فتاویٰ جو مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے زمانے میں مفتیٰ بہ تھے اب وہ غیر مفتی بہ ہیں یا کسی مسئلے کا ہندوستان میں الگ حکم ہے اور پاکستان میں الگ، تو ان مسائل کی وضاحت اور نشاندہی کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس محنت کو قبول فرمائے اور محنت کرنے والوں کے لئے اسے صدقہ جاریہ بنائے۔

آمین ثم آمین

فللّٰه الحمد اولًا و آخرًا، و ظاهرًا و باطنًا، و صلى اللّٰه تعالىٰ على سيدنا محمد و على آله و صحبه و بارك و سلم. والحمد للّٰه رب العالمين

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و نعت

از حضرت مفتی اعظم مولانا محمد کفایت اللہ رحمۃ اللہ

یَا خَالِقَ الْاَرْوَاحِ وَالْاَبْدَانِ
یَا مُنبِتَ الْاَزْهَارِ فِي الْبُسْتَانِ
اے وہ کہ تو نے ارواح واجسام کو پیدا کیا
اے وہ کہ تو نے چمن میں پھولوں کو اُگایا

یَا مُودِعَ الْاَلْوَانِ فِي الرَّيْحَانِ
وَمُزَيِّنَ الْاَفْلَاکِ بِالشُّهْبَانِ
پھولوں کو مختلف رنگ عطا کیے
آسمانوں کو ستاروں سے سجایا

یَا مُرْسِلَ النُّشُرِ اللَّوَاقِحِ رَحْمَةً
یَا مُنْزِلَ الْاَمْطَارِ بِالْهَطَلَانِ
ہواؤں کو حاملِ رحمت بنا کر بھیجا
موسلا دھار بارشیں نازل کیں

یَا سَاقِیَ الرَّوْضِ الْبَهِیِّ نَضَارَةً
یَا مُخْرِجَ الْاَثْمَارِ وَالْقِنْوَانِ
تروتازہ گلستانوں کو رعنائی سے سیراب کیا
پھل اور کھجور کے خوشے پیدا کیے

یَا حَاشِرَ الْاَجْسَادِ مِنْ بَعْدِ الْبِلٰی
یَا نَافِخَ الْاَرْوَاحِ فِی الْجُثْمَانِ
بوسیدہ اجسام کو از سرِ نو اٹھانے والا تو ہے
مجسمے میں روح پھونکنے والا تو ہے

حَمْدًا لَّکَ اللّٰهُمَّ رَبِّیْ بَالِغًا
اَقْصَی الْمَدٰی مِنْ قُوَّةِ الْاِنْسَانِ
اے اللہ میرے پروردگار تیری ستائش کی
کوشش کرتا ہوں۔ قوتِ انسانی کے آخری حُدود تک

حَمْدًا کَمَا اَنْتَ اصْطَفَيْتَ لِنَفْسِکَ
اَسْنَی الْمَحَامِدِ مُحْكَمَ الْاَرْكَانِ
ستائش ہے تیرے لیے جیسی کہ تو نے اپنے لئے
پسند کی ہے۔ تمام ستائشوں سے بالاتر پائدار

اَنْتَ الرَّقِيْبُ عَلَی الْعِبَادِ مُقِيْتُهُمْ
اَنْتَ الْعَلِيْمُ بِمَنْ يُّطِيْعُ وَجَانِی
تو اپنے بندوں سے باخبر اور ان کا نگراں ہے
تو طاعت شعاروں اور خطا کاروں کو جاننے والا ہے

شَهِدَتْ بِتَوْحِيْدِ الْاِلٰهِ سَمَائُهٗ
وَبُرُوْجُهَا کَالْجَدْیِ وَالْمِيْزَانِ
گواہ ہیں خدا کی یکتائی پر آسمان
اور اس کے بروج مثلاً جدی ومیزان

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ الْمُنِيْرُ بِضَوْئِهَا
وَنُجُوْمُهَا وَالْاَرْضُ ذَاتُ حِسَانِ
اور سورج اور اسی کی روشنی سے چمکنے والا چاند
اور تمام ستارے اور زمین جوہرِ حسن و جمال ہے

وَوِهَادُهَا وَجِبَالُهَا وَبِحَارُهَا
وَجَمِيْعُ مَافِيُهَا مِنَ الْحِيْتَانِ
اور گھاٹیاں اور پہاڑ اور سمندر
اور سمندر کی تمام مچھلیاں

شَهِدَتْ بِهٖ ذَرَّاتُ رَمْلٍ عَالِجٍ
وَنَبَاتُهَا وَالرَّوْضُ ذُوْاَفْنَانٍ
گواہ ہیں اس کی یکتائی پر ریگستانوں کے ذرّات
اور ان کی بُوٹیاں اور گھنے باغات

اَوْرَاقُهَا وَغُصُوْنُهَا وَثِمَارُهَا
اَزْهَارُهَا وَشَمَائِمُ الرَّيْحَانِ
باغوں کے پتّے، شاخیں اور پھل
پھول اور پھولوں کی خوشبوئیں

ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلَى الَّذِىْ قَدْ جَاءَ نَا
بِشَرِيْعَةٍ غَرَّاءَ ذَاتِ اَمَانٍ
اس کے بعد درود وسلام ہے اس پر جو ہمارے لئے
ایک روشن اور پُر امن شریعت لے کر آیا

بَيْضَاءَ صَافِيَةٍ نَّقِيٍّ لَّوْنُهَا
عَنْ وَصْمَةِ التَّحْرِيْفِ وَالنُّقْصَانِ
صاف ستھری شریعت جو تحریف
اور کمی بیشی کے عیب سے پاک ہے

اَلْهَاشِمِيِّ الْاَبْطَحِيِّ مُحَمَّدٍ
مَنْ حَوَّلَ الْاَعْدَاءَ كَالْاِخْوَانِ
محمد ہاشمی مکی (صلی اللہ علیہ وسلم) جس نے دشمنوں
کے دل پھیر کر ان کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا

اَلْحَامِدِ الْمَحْمُوْدِ اَحْمَدِنَا الَّذِىْ
نَجَّى الْوَرٰى مِنْ حُفْرَةِ النِّيْرَانِ
خدا کا حقیقی ثناگر اور خود قابلِ ستائش ہمارا احمد
جس نے مخلوق کو جہنم کے گڑھے سے نجات دلوائی

ثُمَّ الَّذِيْنَ اخْتَارَهُمْ مَوْلَاهُمْ
لِتَحَمُّلِ الْاَخْبَارِ وَالْقُرْآنِ
پھر سلام ہے ان پر جن کو ان کے پروردگار نے
حدیث اور قرآن کی امانت برداری کے لیے چُنا

حَازُوْا الْفَضَائِلَ ثُمَّ فَازُوْا بِالْمُنٰى
وَسُقُوْا شَرَابَ الْفَضْلِ وَالرِّضْوَانِ
جو اپنے اندر فضائل کو جمع کر کے مقاصد میں کامیاب اور
خدا کی مہربانی وخوشنودی کی شراب سے سرشار ہوئے

دیباچہ

جہاں جہاں نظر آئیں تمہیں لہو کے چراغ
مسافرانِ محبت! ہمیں دُعا دینا

ھوالموفق

سُبْحٰنَکَ لاَ عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا

بڑے طویل انتظار کے بعد ''کفایت المفتی'' کی پہلی جلد ہدیۂ ناظرین کی جارہی ہے۔ افسوس ہے کہ اس اہم کام کے انجام پذیر ہونے میں بہت تاخیر ہوئی لیکن بفحوائے کُلُّ اَمْرٍ مَّرْھُوْنٌ بِاَوْقَاتِھَا ۔ اس کے لیے یہی وقت مقدر تھا۔

حضرت العلامہ مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ نور اللہ مرقدہٗ کی ذاتِ گرامی محتاج تعارف نہیں۔ آپ کے علم وفضل اور تفقہ فی الدین کی امتیازی خصوصیت سے کون واقف نہیں۔ مبدأ فیاض نے آپ کو شروع سے ہی افتاء کا ذوق اور تفقہ فی الدین کا ملکۂ فاضلہ عطا فرمایا تھا۔

آپ دارالعلوم دیوبند سے شعبان ۱۳۱۵ھ مطابق دسمبر ۱۸۹۷ء میں فارغ التحصیل ہوکر اپنے وطنِ مالوف شاہ جہان پور تشریف لے گئے اور جاتے ہی اپنے اولین استاد حضرت مولانا عُبید الحق خان قدس سرہ کے سایۂ عاطفت میں ''مدرسہ عین العلم'' سے وابستہ ہو گئے۔ درس وتدریس اور افتاء کی خدمت انجام دینی شروع کر دی۔ اور پھر مولانا موصوف کی وفات کے بعد شوال ۱۳۲۱ھ مطابق دسمبر ۱۹۰۳ء میں شیخ الحدیث (صدر مدرس) اور مفتی کے عہدے پر ہی دہلی تشریف لائے۔ عمر مبارک کے آخری لمحات تک صبر وتوکل کے ساتھ انہیں مشاغل میں منہمک رہے۔ یعنی پچپن برس آپ نے تمام علوم وفنون کی تعلیم وتدریس کے ساتھ ساتھ خدمتِ افتاء انجام دی۔ اس نصف صدی سے زائد کے زمانے میں آپ کے فتاویٰ غیر منقسم ہندوستان کے علاوہ جاوا، سماٹرا، برما، ملایا، چین، بخارا، سمرقند، بلخ، بدخشاں، ختن، تاشقند، ترکستان، افغانستان، ایران، عرب، افریقہ اور انگلستان غرضیکہ جہاں بھی مسلمانوں کا وجود ہے، وہاں تک پہنچے۔ اندازہ نہیں کیا جاسکتا کہ اس طویل مدت میں آپ نے کتنے فتوے تحریر فرمائے۔ فتویٰ لکھنے کے لیے آپ نے کبھی کوئی وقت مقرر نہیں فرمایا۔ مدرسے میں، گھر میں، چلتے پھرتے، دن

کو، رات کو، سفر میں، حضر میں غرضیکہ ہر وقت میں، ہر حال میں، ہر مقام میں آپ نے فتویٰ لکھا، حتی کہ بیماری کی حالت میں بھی فتویٰ لکھنے سے انکار نہ فرمایا۔ اگر کم سے کم ایک فتویٰ روزانہ کا اوسط لگایا جائے، تب بھی بیس ہزار فتوے ہوتے ہیں۔

درس وتدریس کے علاوہ مدرسہ امینیہ اور مدرسہ عالیہ فتحپوری کے انتظام واہتمام کی ذمہ داریاں اور پھر سیاسی وملّی خدماتِ جلیلہ، جنگِ آزادی میں شرکت ورہنمائی اور قیدوبند کے مصائب۔ یہ سب مجاہدات بھی پورے انہماک سے جاری رہے اور خدمتِ افتاء بھی قائم رہی۔ مرضِ وفات میں بھی عیادت کے لیے حاضر ہونے والے حضرات کو مسائل بتانے اور سمجھانے کا مشغلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ وقت موعود آپہنچا اور مورخہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۷۲ھ (۳۱ دسمبر ۱۹۵۲ء) کو علومِ نبویہؐ کا یہ رازداں اور دینِ الٰہی کا خادم آغوشِ رحمت میں جاسویا۔ بَرَّدَ اللّٰہُ مَضْجَعَہٗ وَنَوَّرَضَرِیْحَہٗ ۔ آپ کا مزارِ مبارک مہرولی میں ظفر محل کے پھاٹک کے نزدیک درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے باہر واقع ہے۔

تقسیم ہند کے بعد احقر نے حضرت موصوفؒ کی سوانح عمری لکھنے کا ارادہ کیا تھا۔ کافی عرصے تک اس کے لیے مواد اور یادداشتیں جمع کرتا رہا۔ ارادہ یہ تھا کہ سوانح عمری مرتب کرنے کے بعد فتاویٰ کی جمع تبویب کا اہم کام بھی شروع کیا جائے گا۔ ان دونوں کاموں کے لیے سہ روزہ اخبار الجمعیۃ دہلی کے مکمل فائل کی بھی سخت ضرورت تھی۔ جمعیۃ علمائے ہند کے یومِ تاسیس سے ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹ء تک تقریباً بیس سال آپ اس کے صدر بھی رہے۔ سہ روزہ الجمعیۃ اُسی عہد مسعود کی یادگار ہے۔ علاوہ اس کے کہ آپ کی سیاسی وملّی خدمات کے تذکرے میں اُس سے کافی مدد ملتی ہے۔ ایک مستقل کالم فتاویٰ کے لیے بھی مخصوص تھا۔ ’’حوادث واحکام‘‘ کے عنوان سے آپ کے فتاویٰ اخبار مذکور میں شائع ہوتے تھے۔ اس کا مکمل فائل نہ تو اخبار کے دفتر میں موجود تھا، نہ جمعیۃ علمائے ہند کے دفتر میں۔ نہ کسی لائبریری میں۔ بہرحال اللہ کا نام لے کر اخبار کے پرچے جمع کرنے شروع کیے۔ اور کچھ نہ پوچھئے کہ کیسی مشکلوں سے پانچ چھ برس لگاتار دیوانہ وار جستجو میں لگے رہنے اور رقمِ کثیر صرف کرنے کے بعد فائل جمع ہوا۔

سوانح کی تسوید پہلے سے جاری تھی اور ابھی وہ ابتدائی منزلوں میں تھی کہ حضرت کی وفات کا سانحۂ جاں گداز پیش آیا اور دل ودماغ کی دنیا زیروزبر ہوگئی۔ آپ کی وفات کے بعد مدرسۂ امینیہ دہلی کی مجلس منتظمہ نے احقر کی عزت افزائی فرمائی۔ نائب مہتمم کا عہدہ تجویز فرما کر انتظامی خدمت تفویض فرمائی۔ اگرچہ ضابطے میں عہدہ

نائب مہتمم کا تھا مگر عملی طور پر اہتمام وانتظام کی پوری ذمہ داری احقر کے اوپر تھی۔ پھر تقریباً ڈھائی سال نائب مہتمم رہنے کے بعد باضابطہ مہتمم کا عہدہ تفویض کر دیا گیا۔ بگڑتے ہوئے حالات کی وجہ سے انتظامی مصروفیات میں بے انتہا زیادتی ہو چکی تھی اور سوانح نگاری کا کام پہلے ہی ملتوی ہو چکا تھا۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے احقر کا ارادہ تھا کہ فتاویٰ کی جمع وتبویب کا کام سوانح کی تکمیل کے بعد شروع کیا جائے گا۔ لیکن اب حالات بدل چکے تھے۔ بڑے غور وفکر کے بعد دل نے یہ فیصلہ کیا کہ چوں کہ سوانح بالکل نامکمل حالت میں ہے اگر اس کو جاری رکھا جائے تو طویل مدت درکار ہوگی اور اُس سے زیادہ اہم کام یعنی تبویب وجمع فتاویٰ میں بہت زیادہ تاخیر ہو جائے گی۔ لہٰذا اب پہلے یہی شروع ہونا چاہیے۔ چونکہ یہ کام خالص علمی کام تھا۔ رفقاء واقران سے استدعاء کی کہ اس اہم کام کو شروع کریں یا احقر کے ساتھ تعاون فرمائیں، مگر افسوس کہ ان کے کچھ اور ہی عزائم تھے۔ کسی نے ہامی نہ بھری۔ اپنی کم علمی وبے بضاعتی کی وجہ سے سخت تردد تھا اور ہمت پست ہوئی جارہی تھی۔ جب یاس اپنے نقطۂ کمال پر پہنچی تو موفق حقیقی کے فضل وکرم نے سہارا دیا۔ اس کی کارسازی پر بھروسہ کر کے فتاویٰ کو جمع کرنے اور مبوب کرنے کا عزم مصمم کر لیا اور یہ سوچ لیا کہ تبویب صحیح ہو یا غلط کم از کم اتنا تو ہوگا کہ فتاویٰ کا ذخیرہ یکجا ہو کر سامنے آجائے گا۔ اس طرح تائید غیبی نے شر میں خیر کی صورت پیدا کر دی۔ وَلَا خَیْرَ فِی مَنْ لَیْسَ یُعْرَفُ حَاسِدُہٗ

اب سوال یہ پیدا ہوا کہ فتاویٰ کا ذخیرہ کہاں سے حاصل کیا جائے اور کیونکر مہیا کیا جائے؟ مدرسہ امینیہ میں جو کچھ تھا وہ ناکافی تھا۔ افسوس کہ نقولِ فتاویٰ کو محفوظ رکھنے کا معقول انتظام کبھی نہیں کیا گیا۔ آپ نے ۱۳۱۶ھ ۱۸۹۸ء سے فتویٰ لکھنا شروع کیا اور ۱۳۲۱ھ ۱۹۰۳ء میں دہلی تشریف لائے۔ لیکن مدرسہ امینیہ میں نقولِ فتاویٰ کا سب سے پہلا رجسٹر ربیع الاول ۱۳۵۲ھ مطابق جون ۱۹۳۳ء سے شروع ہوتا ہے۔ یعنی چھتیس برس فتویٰ لکھنے کے بعد نقولِ فتاویٰ کا انتظام ہوا۔ مگر یہ انتظام بھی ناکافی اور ناقص تھا۔ مدرسے میں آپ کے حین حیات میں صرف پانچ عدد رجسٹر نقولِ فتاویٰ تیار ہوئے۔ چار رجسٹر بھرے ہوئے ہیں چوتھے رجسٹر میں آخری فتویٰ مورخہ ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۶۳ھ (اکتوبر ۱۹۴۴ء) کا ہے اس کے بعد آپ کی وفات تک آٹھ برس کے زمانے میں پانچویں رجسٹر پر صرف ۲۵ فتوے درج ہوئے ان رجسٹروں میں حضرت مفتی اعظم کے فتاویٰ کے علاوہ نائب مفتی حضرت مولانا حبیب المرسلین صاحب اور دیگر نائبین وتلامذہ کے فتاویٰ بھی مخلوط ہیں کل فتاویٰ کی تعداد تقریباً ۲۸۱۴ ہے۔

واضح ہو کہ آپ دارالافتائے مدرسہ امینیہ کے بھی اور دارالافتائے جمعیۃ علمائے ہند کے بھی صدر مفتی تھے

جب فتاویٰ کی آمد اور آپ کے مشاغل میں زیادتی ہوگئی تو دونوں جگہ نائبِ مفتی رکھے گئے جو آپ کی نگرانی میں کام کرتے تھے۔

اندراجِ فتاویٰ کے لیے کوئی مستقل محرّر کبھی نہیں رکھا گیا آپ کی خدمت میں جو تلامذہ فن افتاء سیکھنے کے لیے حاضر ہوتے تھے اکثر نقل فتاویٰ کی خدمت وہی انجام دیتے تھے۔ یا دیگر طلبہ سے یا محرر مدرسہ سے نقل کرا لیے جاتے تھے۔ روزانہ کی ڈاک میں جو فتاویٰ روانہ ہوتے تھے وہ سب کے سب رجسٹر پر نہیں چڑھائے جاتے تھے۔ صرف اہم اور مفصل فتوے درج رجسٹر ہوتے تھے۔ بعض اہم فتاویٰ آپ اپنے قلمِ مبارک سے بھی نقل فرماتے تھے آپ کے قلمِ مبارک کی کچھ نقول رجسٹروں پر بھی موجود ہیں اور علیحدہ کاغذوں پر بھی ہیں جو گھر کے کاغذات میں دستیاب ہوئیں۔

ضروری تھا کہ موجودہ ذخیرے کے علاوہ مزید ذخیرہ جمع کیا جائے۔ چنانچہ بار بار اعلان کیا گیا۔ اشتہار طبع کرایا گیا جواب تک بھی مدرسے کی روزانہ ڈاک میں رکھ کر مستقل طور پر بھیجا جا رہا ہے۔ جب باہر سفر میں جانے کا اتفاق ہوا تو لوگوں کو توجہ دلائی گئی اور اس طرح بھی کچھ فتوے دستیاب ہوئے۔ کچھ نقول فتاویٰ کی کتابیں گھر میں محفوظ تھیں۔ کچھ فتاویٰ مطبوعہ کتب میں تھے۔ غرضیکہ جو کچھ بھی جہاں سے ملا مجموعہ میں شامل کیا گیا۔ اور اس مجموعۂ فتاویٰ کا نام کفایت المفتی رکھا گیا۔

حضرت کی وفات کے بعد سے یہ کام اب تک جاری ہے۔ اور قارئین کرام متحیر ہوں گے کہ سولہ برس میں بھی کفایت المفتی منظرِ عام پر نہ آ سکا۔ اس کا ایک جواب تو محض اظہارِ ندامت اور اظہارِ افسوس ہے۔ لیکن کچھ نہ کچھ عذر پیش کرنا ہی پڑتا ہے۔ وَالْعُذْرُ عِنْدَ كِرَامِ النَّاسِ مُقْبُوْلٌ۔

لغزشیں واصف کی جو مشہورِ دوراں ہوگئیں   خوش نصیبی سے وہی فرصت کا ساماں ہوگئیں
ایک دو گھڑیاں ملی تھیں کام کی اس عمر میں   ناگہاں دیکھا کہ غفلت میں گریزاں ہوگئیں
مل گیا اے ہم نشیں! اخلاص و محنت کا صلہ   کیسی کیسی حسرتیں نذرِ حریفاں ہوگئیں
ہوگیا پامال اپنا جذبۂ فکر و عمل   دل کی ساری قوتیں مصروفِ طوفاں ہوگئیں
جلوہ افگن تھیں یہاں کیا کیا مبارک ہستیاں   دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے پنہاں ہوگئیں
اب کہاں واصف ملیں گی وہ گذشتہ صحبتیں   اب وہ باتیں سر بسر خوابِ پریشاں ہوگئیں

حقیقت یہ ہے کہ حضرت والد ماجد کی وفات کے بعد احقر کی ناتواں ہستی پر اس قدر پے در پے آفات

ومصائب کا نزول ہوا کہ زندگی کا نظام بالکل درہم برہم ہوگیا۔ اور خاص کر مدرسے کے ساتھ انتظامی تعلق بڑا ہی کٹھن اور حوصلہ شکن ثابت ہوا۔ یہ جُرعۂ مرد آزما پینے کو پی تو لیا۔ لیکن اس کے عواقب ونتائج نے دن کا چین اور راتوں کی نیند حرام کردی اور زندگی اجیرن بنادی۔ حالات ایسے پیدا کیے گئے اور حادثات ایسے پیش آئے کہ دل کی ساری قوتیں اور دماغ کی ساری صلاحیتیں مدرسے کو سنبھالنے اور حالات کا مقابلہ کرنے میں صرف ہوتی رہیں۔ اور جسم وروح کی تازگی وتوانائی غم واندوہ اور الم واضطراب کی نذر ہوتی رہی۔ وقت یہ تماشا دیکھتا رہا اور فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ گزرتا رہا۔ اِنَّمَآ اَشْکُوْبَثِّیْ وَ حُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ○

لیکن ان تمام حوادث وموانع اور تیرہ بختیوں کے باوجود نہاں خانۂ دل میں ایک چراغ جل رہا تھا۔ یعنی کفایت المفتی کا فکر ہر وقت تازہ تھا۔ اور یہی وہ فکر تھا جس نے شدید ترین صعوبتیں جھیل لینے اور کڑوے سے کڑوے گھونٹ پی جانے اور ہر قسم کی توہین وتحقیر برداشت کر لینے پر مجبور کردیا۔

یہ دنیا ساز گار آئے نہ آئے لیکن اے واصفؔ
بہر صورت ہمیں جینا یہاں یوں بھی ہے اور یوں بھی

تبویب تو احقر نے حضرت کی وفات کے بعد شروع کردی تھی۔ اور تبویب کے مطابق مسودہ کا کام بھی بہت کچھ نمٹایا جا چکا تھا۔ پانچ سال کام کرنے کے بعد ملتوی کرنا پڑا۔ بہت عرصے تک ملتوی رہا۔ ایک اور صاحب کے بھی سپرد کیا گیا مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ شروع ہوا پھر ملتوی ہوا۔ پھر شروع ہوا پھر ملتوی ہوا۔ بار بار ایسا ہوتا رہا۔ غرضکہ آٹھ سال تک تسلسل قائم نہیں رہ سکا۔

رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل بودم وصد سالہ راہم دور شد

آخر میں اب سے چار سال قبل پھر احقر نے بتوفیقِ ایزدی ہمت کر کے کام شروع کیا۔ اور کارسازِ حقیقی کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ پہلی جلد قارئین کے پیشِ نظر ہے۔ اس کے بعد انشاء اللہ بہت جلد دوسری جلد شائع ہوگی۔ پوری کتاب نو جلدوں میں شائع ہوگی، اور جو فتاویٰ اس اثناء میں دستیاب ہوں گے ان کو بھی شامل کرلیا جائے گا۔ اور جو طباعت کے بعد موصول ہوں گے ان کو آئندہ ایڈیشن میں شامل کرنے کے لیے محفوظ رکھا جائے گا۔

فتاویٰ کو مہیا کرنے اور جمع کرنے کے علاوہ تسوید کے وقت بڑی دشواریاں اور مشکلات پیش آئیں رجسٹروں پر جن لوگوں نے فتاویٰ درج کیے تھے اُن میں سے اکثر نہایت بدخط تھے۔ اُن کے لکھے کو پڑھنے میں سخت محنت کرنی پڑی۔ بعض مرتبہ تو ایسا ہوا ہے کہ ایک ہی فتوے کو پڑھنے اور سمجھنے میں کئی کئی گھنٹے لگ گئے۔ عربی عبارتوں میں ناقلین نے اکثر غلطیاں کی ہیں۔ اُن عبارتوں کو اصل کتابوں سے درست کیا گیا۔ حضرت مفتی اعظمؒ نے جہاں

حوالہ میں صرف کتاب کا نام تحریر فرما دیا ہے صفحہ و باب وغیرہ نہیں لکھا اُن حوالوں کو اصل کتاب سے نکالنے میں بھی بہت وقت صرف ہوا۔ بہر حال کہیں عربی عبارت میں کچھ شک ہوا یا بدخطی کی وجہ سے صاف پڑھی نہیں گئی حتی الامکان اس کو اصل کتاب میں تلاش کر کے درست کر دیا گیا ہے۔ اور حوالہ کا صفحہ بھی درج کر دیا گیا ہے۔

فتاویٰ کو درج کرنے میں بہت احتیاط برتی گئی ہے۔ جو فتاویٰ باہر سے حاصل ہوئے اُن میں سے صرف اُنہیں فتاویٰ کو شامل مجموعہ کیا گیا ہے جو خاص حضرت مفتی اعظمؒ کے قلم مبارک کے تحریر کیے ہوئے تھے۔ اگر کسی نے نقل بھیجدی تو اس کو مجموعہ میں شامل نہیں کیا گیا۔ حضرت مفتی اعظمؒ کا اندازِ نگارش اور ان کے ہاتھ کی تحریر کو احقر خوب اچھی طرح پہچانتا ہے۔ تالیف کے وقت اگر کسی تحریر کے متعلق پورا یقین حاصل نہیں ہوا اس کو الگ کر دیا گیا۔ جن سوالات کی عبارتیں بہت طویل تھیں ان کو حتی الامکان مختصر کر دیا گیا ہے۔ لیکن صرف اسی قدر کہ سائل کا مقصود فوت نہ ہونے پائے۔ اگر کسی فتوے میں مختلف قسم کے چند سوالات و جوابات تھے تو اُن کو الگ الگ متعلقہ ابواب میں درج کر دیا گیا ہے۔ اس طرح ایک فتوے کے کئی فتوے بن کر شمار میں آئے ہیں۔

جو فتاویٰ عربی یا فارسی زبان میں ہیں اُن کا ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے۔ تبویب کے لیے عنوانات قائم کرنے میں اس امر کا خیال رکھا گیا ہے کہ عام فہم ہوں۔ جزئیات کو زیادہ سے زیادہ عنوانات پر تقسیم کیا گیا ہے تا کہ مسائل کو تلاش کرنے میں سہولت ہو۔

اس مجموعے میں سب سے قدیم فتویٰ جو دستیاب ہو سکا وہ ۱۳۱۹ھ کا ہے جب کہ آپ مدرسہ عین العلم شاہجہانپور میں مدرس تھے۔ اس پر آپ کے اولین استاد مولانا عبید الحق خان اور دیگر علمائے شاہجہانپور کے دستخط اور مہریں ثبت ہیں۔ یہ فتویٰ سنتِ فجر کے متعلق ہے۔ جو انشاء اللہ تیسری جلد میں آئے گا۔

جو فتاویٰ جمع کیے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ اول وہ فتاویٰ جو نقولِ فتاویٰ کے رجسٹروں میں سے لیے گئے ہیں، ایسے فتاویٰ کی پہچان یہ ہے کہ لفظ المستفتی پر نمبر بھی ہے اور مستفتی کا نام و مختصر پتہ اور تاریخ روانگی بھی درج ہے۔ بعض جگہ سوال نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ لفظ ''جواب دیگر'' کے اوپر مستفتی کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔

دوسرے وہ فتاویٰ جو سہ روزہ ''الجمعیۃ'' سے لیے گئے ہیں۔ ان میں لفظِ سوال کے نیچے حوالہ لکھا گیا ہے۔

تیسرے وہ فتاویٰ جو گھر میں موجود تھے یا باہر سے حاصل کئے گئے یا مطبوعہ کتابوں میں سے لیے گئے لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل فتاویٰ کی کل تعداد ظاہر کرنے کے لئے سیریل نمبر ہے۔

یہ جلد اول جو آپ کے پیش نظر ہے اس میں کل فتاویٰ چار سو انیس ہیں۔

تفصیل اقسام یہ ہے

رجسٹروں سے ۲۸۴	الجمعیۃ سے ٦٦	متفرق ٦٩	کل ۴۱۹

ابواب وعنوانات کے لیے علیحدہ علیحدہ سادہ کاغذ کی کتابیں بنائی گئی تھیں۔ ہر ایک مسئلے کو اُسی باب وعنوان کے تحت درج کیا گیا جس سے اُس کا تعلق تھا۔ اس طرح مسودہ تیار ہوا جو فل اسکیپ سائز کے تین ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے تیار ہونے کے بعد اس کی تصحیح اور مقابلہ بامعان نظر کیا گیا۔

احقر نے مسودہ کو لفظاً لفظاً پڑھا اور مقابل نے اصل کو دیکھا۔ تصحیح اور مقابلہ میں احقر کی رفیقۂ حیات نے باحسن وجوہ شرکت اور پورا تعاون کیا۔ اور کبھی کبھی فرزندِ سعید برخوردار مولوی انیس الرحمٰن فاضلِ دیوبند شریکِ کار رہے۔ اور یہ تصحیح ومقابلہ کا کام تقریباً ایک سال میں مکمل ہوا۔

غرضکہ اب پھر دوبارہ تقریباً چار سال تک مسلسل محنتِ شاقہ اور عرق ریزی کے بعد مسودہ پورا ہوا۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَنِّهٖ وَ كَرَمِهٖ وَ الشُّكْرُ لَهٗ اَوَّلاً وَّ اٰخِرًا۔

هنر واصف کا اس میں کچھ نہیں ہے   وہ کوئی اور ہی خلوت نشیں ہے
وہ اپنا کام لے لے جس سے چاہے   کہ می باید سبد راہم گیا ہے
بایں کم مائیگی اس کا کرم ہے   یہاں کیا ہے بزرگوں کا بھرم ہے
تری توفیق سے فائز ہے بندہ   خدایا شکر سے عاجز ہے بندہ

اب حضرات اہل علم اور ارباب کمال کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر کہیں ترجمہ میں کوئی لغزش وکوتاہی نظر سے گزرے۔ نیز تبویب میں اگر کوئی مسئلہ غلط جگہ درج ہوگیا ہو یا فرہنگ اصطلاحات میں کوئی غلطی ہو تو احقر کی کم علمی اور قصورِ فہم پر محمول فرمائیں اور احقر کو آگاہ فرمائیں

اور نکتہ چینوں سے میں کچھ عرض کرنا نہیں چاہتا۔

دشمنوں کی حرف گیری سے نہ ہو واصف ملول   نقد دل بازارِ رُسوائی میں پرکھا جائے گا

آخر میں قارئین کرام سے گزارش ہے کہ حضرت مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی جلیل القدر خدمات کے پیشِ نظر اپنے مخصوص اوقات کی دعاؤں میں ان کی ذاتِ گرامی کو یاد رکھیں اور ایصالِ ثواب فرمائیں۔

اور اگر چہ اس موقع پر اپنا نام لینا بے ادبی ہے مگر حضرت سلیمان علیہ السلام کے تذکرے کے ساتھ ایک

مورِ بے مایہ کا تذکرہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی عظمت میں کسی قسم کے نقص کا موجب نہیں۔ احقر بے انتہا محتاج ہے آپ حضرات کی دعاؤں کا کہ بالکل بے بضاعت اور فقیر ہے۔

یہ عمرِ چند روزہ رائیگاں یوں بھی ہے اور یوں بھی رہے دنیا سے بھی محروم اور عقبیٰ سے بھی غافل

البتہ بفحوائے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ایک شمعِ شوق و تمنا سیہ خانۂ دل میں روشن ہے اور انشاء اللہ روشن رہے گی۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ۔

احقر حفیظ الرحمان واصفؔ ابن حضرت علامہ مفتی اعظم مولانا کفایت اللہؒ
مدرسہ امینیہ اسلامیہ کشمیری دروازہ دہلی
مورخہ ۲۴ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ
(مئی ۱۹۶۹ء)

تاریخ تکمیل مسودہ

اے وہ کہ تیرا دامن ہے بیکسوں کا ماویٰ اے وہ کہ تیری رحمت ہر درد کا مداوا
تیرے کرم سے میری مشکل ہوئی ہے آسان سب ہو گئے مرتب بکھرے ہوئے فتاویٰ
عبرت فزا ہیں بیحد اس ناتواں کے حالات غفلت کا معصیت کا آنکھوں پہ ہے غشاوہ
ہمت بھی ہے شکستہ منزل بھی بے نشاں ہے چاروں طرف سے غم نے دل پر کیا ہے دھاوا
لیکن یہ ہے کرشمہ تائید ایزدی کا رحمت نے ہر قدم پر دل کو دیا بڑھاوا
سولہ برس سے پیہم اپنا سفر ہے جاری بھولا نہیں ہے دم بھر اس راہ میں کجاوہ
بارے بفضل باری منت کی کاوشوں سے تیار ہو گیا یہ مجموعۂ فتاویٰ
تخریج وتحشیہ بھی تصحیح وترجمہ بھی کافی ہوئی ہے محنت تبویب کے علاوہ
ہے ایک یادگار مفتی کفایت اللہ کیا خوب سال ہجری ہے ارخ الفتاویٰ
۸۵ ھ ۱۳ ۸۹ ۱۳
کیا لا سکے گا واصف جز تحفۂ ندامت
باایں حیات ہرزہ باایں کلام یاوہ

پہلا باب
دارالاسلام اور دارالحرب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العٰلمين والعاقبة للمتقين والصلوٰة والسلام علیٰ رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين۔ امابعد۔

دارالحرب میں بینک کی ملازمت

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ بینک کی وہ ملازمت جس میں سود کا حساب کتاب و عملدرآمد وصول باقی کرنا پڑتا ہے، یہ ملازمت اہل اسلام کے لئے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

المستفتی۔ احقر العباد محمد یوسف تھانوی گلی لوہاران اجمیری گیٹ دہلی۔ مورخہ ۱۷؍ رمضان المبارک ۱۳۴۲ھ م ۲۲؍ اپریل ۱۹۲۴)

(جواب ۱) سرکاری بینک کی ملازمت اس حیثیت سے کہ اس میں سودی کاروبار ہوتا ہے ناجائز نہیں ہے کیونکہ بحالت موجودہ گورنمنٹ برطانیہ محارب ہے اور ہندوستان دارالحرب ہے (۱) اور اس میں گورنمنٹ سے سود لینا ناجائز نہیں ہے۔ (۲) لیکن سرکاری بینکوں میں قصداً روپیہ جمع کرنا اور اس کے ذریعے سے ایک قسم کی امداد پہنچانی درست نہیں (۳)۔ فقط۔

ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالامن؟

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۷ رجب ۱۳۴۴ھ مطابق ۲۲ جنوری ۱۹۲۶ء

(سوال) واقعات حاضرہ سے دریائے اضطراب اس ہستی ناپائیدار میں جس قدر زور و شور سے لہریں مار رہا ہے اس کا خاکہ زمین شعر و سخن ذیل پر کشید کر کے متمنی ہوں کہ ازراہ شفقت مفصل و مشرح دلائل سے جواب مرحمت

۱۔ ہندوستان کے دارالحرب ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہے، ایک جماعت کی رائے یہی ہے جو حضرت مفتی صاحبؒ نے تحریر فرمائی ہے، ان حضرات کا مستدل مندرجہ عبارت ہے: (لا تصير دارالاسلام دارالحرب الا بامور ثلاثة الخ) وفى الشامیه" وقالا بشرط واحد لاغير، وهو اظهار حكم الكفر (رد المحتار مع التنوير و شرحه ۱۷۴/۴) (ایچ ایم سعید) جبکہ دوسرے حضرات کی رائے اس کے خلاف ہے۔ تفصیل کے لئے (اعلاء السنن: ۱۴/ ۳۶۵)

۲۔ "لاربا بين المسلم والحربى فى دارالحرب (نصب الراية: ۴۴/۴) دارالمامون الطبعة الاولىٰ۔ ذكر عن مكحول عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لاربا بين المسلمين وبين أهل دارالحرب فى دارالحرب (اعلاء السنن ۳۳۳/۱۴) یہ امام صاحب اور امام محمد کا قول ہے بعض علماء نے اس پر فتویٰ دیا ہے۔ امام ابو یوسف اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک دارالحرب میں بھی سود لینا جائز نہیں۔ دیکھئے امداد الفتاویٰ (۳ / ۱۵۵) امداد الاحکام ۱/ ۴۷۱، "اعلاء السنن": ۱۴/ ۲۳۲

۳۔ "ولاتعاونوا على الاثم والعدوان" (المائدہ: آیۃ: ۲)

فرما کر مضطرب قلوب کو موقع تشکر عطا فرمائیں۔ رباعی :

مشرک کے جور و ظلم سے مسلم غضب میں ہے، بیتاب اہل ہند ہیں خدشہ عرب میں ہے
گھر ہے امن کا ہند کہ دارالحرب ہے ہند، اے عالمو! بتادو لکھا کیا کتب میں ہے

پریشان خاطر شاد صابری انبہٹوی از بمبئی

(جواب ۲) بہتر یہ تھا کہ سوال کو نثر کے ایک مختصر فقرے میں کہ "ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالامن ؟" اد کر دیا جاتا۔ مگر خیر جواب عرض کیا جاتا ہے۔ ہندوستان کے دارالحرب ہونے نہ ہونے میں علماء کا اختلاف ہے(۱) اور میرے نزدیک نہ پورا دارالحرب ہے نہ پورا دارالاسلام۔ بعض احکام میں مثلاً جواز جمعہ و عیدین وغیرہ میں دارالاسلام ہے(۲) اور بعض احکام مثلاً محارب گورنمنٹ سے سود لینے میں دارالحرب ہے۔ اگرچہ اختلاف علماء کی وجہ سے احتیاط اسی میں ہے کہ مسلمان سود لینے کا ارادہ کر کے گورنمنٹ کے بنکوں میں روپیہ جمع کرنے کی عادت نہ ڈالیں،(۳) تاہم جمع شدہ روپے کا سود گورنمنٹ کے پاس چھوڑیں بھی نہیں۔(۴) محمد کفایت اللہ غفرلہٗ

دارالحرب کے کفار سے سود لینے کا فتویٰ۔

(سوال) دارالاسلام اور دارالحرب کی کیا تعریف ہے ؟ دارالحرب میں اہل کتاب کفار وغیرہ سے سود لینا جائز ہے یا نہیں ؟ زید اور بکر اخذ ربوا من غیر المسلمین میں باہم مختلف ہیں۔ زید کہتا ہے کہ ہندوستان میں جملہ شعار کفر بلا خوف کھلم کھلا علی الاعلان کئے جاتے ہیں۔ دوسرے اجرائے حدود و قصاص و قتل مرتد کی طاقت نہیں۔ تیسرے سارداایکٹ اور فریضہ حج میں ناجائز قیود کے ذریعہ گورنمنٹ نے مداخلت فی الدین شروع کر دی ہے۔ تحریک کشمیر وغیرہ میں محض اعلائے کلمۃ الحق و تبلیغ کلمۃ اللہ کے جرم میں سینکڑوں علمائے راسخین اسیر ہوئے، لہذا ہندوستان دارالحرب ہے، اس میں اہل کتاب وغیرہ کفار سے اخذ ربوا جائز ہے۔ عمرو کہتا ہے کہ ہم اذان دیتے ہیں، نماز، جماعت، جمعہ، عیدین ادا کرتے ہیں۔ لہذا یہ دارالاسلام ہے اور اخذ ربوا ناجائز ہے۔ زید جواب میں کہتا ہے کہ ان اعمال صالحہ میں اس وقت تک آزادی ہے جب تک کہ یہ امور تعزیرات ہند کے کسی قانون سے نہ ٹکرائیں۔ اگر دفعہ ۱۴۴ وغیرہ آرڈیننس کے ذریعہ حکومت ان کاموں کو روکنا چاہے تو مسلمانان ہند میں اتنی سیاسی قوت نہیں جس کے بھروسہ پر وہ مقابلہ کر سکیں۔ جیسا کہ سارداایکٹ کے معاملے میں اور حرار کی تحریک میں اور معاملہ فریضہ حج میں مسلمان باوجود انتہائی کوشش کے کامیاب نہ ہو سکے۔

المستفتی نمبر ۲۷۳ بشیر احمد صاحب خطیب مسجد جامع پسرور۔ ۲۰ محرم ۱۳۵۳ھ ۵ مئی ۱۹۳۴ء۔

نوٹ :۔ فتاویٰ سے استفادہ کرتے وقت تاریخوں کے تقدم و تاخر کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ واصف

۱۔ دیکھئے : اعلاء السنن : ۱۴/ ۳۶۵ ادارۃ القرآن کراچی

۲۔ واما فی بلاد علیها ولاة کفار، فیجوز للمسلمین اقامة الجمع والاعیاد. (الشامیه : ٤ / ۱۷٥ سعید)

۳۔ وقد اتفقت الائمة علی ان الخروج من الخلاف مستحب قطعاً (اعلاء السنن : ۱٤ / ۳٦٦)

۴۔ اس رقم کا ان کے پاس چھوڑنا معصیت پر تعاون ہے، جو کہ درست نہیں۔ مواضع تعارض حلت و حرمت میں احتیاط اولیٰ ہے۔

(**جواب ۳**) ہندوستان کے دارالحرب ہونے میں تو زید کا بیان صحیح ہے۔(۱) لیکن سود لینے کا فتویٰ علی الاطلاق دینا مسلمانوں کے لئے خطرناک ہے کہ سود کی حرمت کی اہمیت ان کے ذہن سے نکل جائے گی۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دارالحرب میں قائم کفار کی کمپنی سے بیمہ کرانا

(**سوال**) زید ایک ہندوستانی مسلمان ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ اپنے اہل وعیال کی آئندہ بہبودی کے لئے اپنی جان کا بیمہ کرائے۔ جس بیمہ کمپنی میں وہ بیمہ کرانا چاہتا ہے وہ انگلستان میں ہے کمپنی کے حصہ دار، اس کے ڈائریکٹر وغیرہ بھی انگریز ہیں۔ ہندوستان میں کاروبار کے لئے کمپنی کی ایک شاخ ہے۔ شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۶۷۱ محمد حسین بی، اے بی ٹی علیگ فراشخانہ دہلی۔ ۱۱ شعبان ۱۳۵۴ھ م ۹ نومبر ۱۹۳۵ء

(**جواب ٤**) ہندوستان کے دارالحرب ہونے کی بنا پر زید کو جائز ہے کہ وہ انگلستان کی کمپنی میں زندگی کا بیمہ کرالے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

دارالحرب میں جمعہ عیدین اور سود لینے کا حکم

(**سوال**) ہمارے پٹھان لوگ آپس میں جھگڑتے ہیں کہ یہ ملک دارالحرب ہے یا نہیں۔ کیونکہ اگر دارالحرب ہو تو بیاج یا ربوا جو کہ پٹھان لوگ لیتے ہیں آزاد ہے اور اگر دارالاسلام ہو تو بند ہے۔ نیز جمعہ کی نماز اس ملک میں جائز ہے یا نہیں۔ اگر جمعہ کی نماز جائز ہے تو احتیاطی چار رکعات وہ بھی جائز ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۵۱ لال محمد خاں پٹھان (بمبئی) ۲۵ شوال ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۱ جنوری ۱۹۳۶ء

(**جواب ٥**) اگر دارالحرب بھی ہو جب بھی غیر مسلموں سے ربوا لینا (ان کی رضامندی سے) جائز ہے۔(۴) مسلمانوں سے یا جبراً غیر مسلموں سے لینا روا نہیں(۵) جمعہ کی نماز جائز ہے(۶) ظہر احتیاطی پڑھنا نہیں چاہئے۔(۷)

محمد کفایت اللہ

۱۔ھی البلاد التی لیس للمسلمین علیها ولایة، وسلطان، ولاتقام فیها اکثر شعائر الاسلام (حاشیۃ الفقہ الاسلامی وادلتہ : ۸ ۳۹) المکتبۃ الحقانیہ) یہ ایک رائے ہے، دوسری رائے اس کے خلاف ہے

۲۔قد اتفقت الائمہ دیکھئے اعلاء السنن ١٤/ ٣٦٥ علی ان الخروج من الخلاف مستحب قطعاً (اعلاء السنن ١٤ / ٣٦٦)

۳۔بیمہ سود اور قمار سے مرکب ہے دارالحرب میں ان عقود فاسدہ کے جواز کے قول کو بنیاد بنا کر یہ فتویٰ دیا گیا ہے، دوسرے حضرات اس کو دارالحرب میں بھی ناجائز کہتے ہیں، دیکھئے امداد الفتاوی ۳ ١٦١

٤۔لان ماله ثمه مباح فیحل برضاه مطلقا ("درمختار" : ٤/ ١٧٥)

٥۔احترز بالحربی عن المسلم الاصلی، والذمی، وکذا عن المسلم الحربی اذا ھا جر الینا. الخ ("الشامیة: ٥/ ١٨٦) (س)

٦۔واما فی بلاد علیها ولاة کفار فیجوز للمسلمین اقامة الجمع والاعیاد. (الشامیة : ٥/ ١٧٥ سعید)

٧. فی البحر قد أفتیت مرارا بعدم صلوة الاربع بعدها بنیة أخر ظهر." (درمع الرد : ٢/ ١٣٧ سعید)

ہندوستان کا دارالحرب ہونا قوی اور راجح ہے

(سوال) حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے لحاظ سے ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام ؟ نیز شیخینؒ کی رائے کے لحاظ سے بھی ؟ اور فتویٰ کس پر ہے ؟

المستفتی نمبر ۷۴۰ ۔ عمر الحق (کاٹھیاواڑ) ۱۴ ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ م ۸ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ٦) اب ہندوستان کے دارالحرب ہونے کی رائے قوی اور راجح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے ۔(۱) محمد کفایت اللہ

دارالحرب میں کفار سے سود لینا اور اس کو فقراء اور مساکین پر خرچ کرنا

(سوال)

(۱) ہندوستان دارالحرب ہے یا نہیں ؟

(۲) اگر دارالحرب ہے تو کافروں سے مسلمان سود لے سکتا ہے یا نہیں ؟

(۳) (الف) جس مسلمان کی رقم ڈاکخانہ میں رکھی ہوئی ہے وہ ۱۳۵۱ اپنی رقم سود ڈاک خانہ سے لے سکتا ہے یا نہیں ؟ (ب) اگر لے سکتا ہے تو اس سود کو اپنی ذات پر یا کسی اسلامی ادارہ پر یا غیر مستطیع طلبہ پر خرچ کر سکتا ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۰۱۳ حبیب احمد (کیتھل ضلع کرنال) ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۳ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۷) (۱) ہندوستان بقول راجح دارالحرب ہے ۔(۲)

(۲) ہاں حربی کافروں سے دارالحرب میں مسلمان کو سود لینا مباح ہے ۔(۳) مگر چونکہ ہندوستان کے دارالحرب ہونے میں اختلاف ہے ، اس لئے مسلمانوں کو رباخوری سے بچنا احوط ہے ۔(۴)

(۳) ڈاک خانہ سے ضرور سود کی رقم لے لے اور مساکین و یتامی پر خرچ کر دے یا طلبہ کو دے دے ۔(۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ہندوستان سے ہجرت کرنا ضروری ہے نہ اس میں مسلمانوں کا آپس میں سودی لین دین جائز ہے

(سوال) کیا ہندوستان اور بلوچستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام ۔ اور کیا دارالحرب سے مسلمانوں کو الی دارالاسلام ہجرت کرنا واجب اور لازمی ہے یا نہیں ۔ اور کیا ربوا یعنی سودی کاروبار کرنا دارالحرب میں بعض مسلمانوں کا بعض مسلمانوں سے جائز ہے یا نہیں ؟

---

۱ "وقالا : بشرط واحد لاغیر وھو اظھار حکم الکفر وھو قیاس" (الشامیۃ ٤ / ١٧٤ سعید) بعض علماء نے دوسرے قول کو ترجیح دی ہے ۔ دیکھئے (اعلاء السنن : ۱۴ / ۳٦۵)

۲۔ "وقالا : بشرط واحد لا غیر وھو اظھار حکم الکفر وھو قیاس ." (الشامیہ ٤ / ١٧٤ سعید) بعض علماء نے دوسرے قول کو ترجیح دی ہے ۔ دیکھئے (اعلاء السنن : ۱۴ / ۳٦۵)

۳۔ "لان مالہ ثمہ مباح فیحل برضاہ مطلقا" ("الرد مع الدر" : ٥ / ١٨٦ سعید) یہ ایک قول ہے دوسرا قول عدم جواز کا ہے ۔ دیکھئے امداد الفتاوٰی ۳ / ۵۵ ، امدادا لا حکام : ۱ / ٦٤٧

۴۔ دیکھئے "اعلاء السنن" : ۱۴ / ۳٦۵ ۔ ۳٦٦

۵۔ یہ رقم عیسائی مشنریوں کو دی جاتی تھی اور وہ اس کو کفر کی تبلیغ کے لئے استعمال کرتے تھے اس لئے یہ فتوی دیا جاتا تھا ۔

المستفتی نمبر ۱۱۱۶ مولوی عطاء اللہ صاحب کوئٹہ (بلوچستان) ۱۹ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۸ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۸) ہاں ہندوستان اور بلوچستان جو حکومت انگریزی کے ماتحت محکوم ہیں دار الحرب ہیں(۱) اور دار الحرب میں عقود ربویہ حربی کافروں کے ساتھ جائز ہیں۔(۲) مگر ہجرت اس لئے فرض نہیں کہ ادائیگی فرائض ممکن ہے(۳) لیکن مسلمانوں کو عقود ربویہ کی اجازت دو وجہ سے دینا مشکل ہے۔ اول یہ کہ دار الحرب ہونے میں بعض علماء کا اختلاف ہے، اس لئے شبہ ربوا کا متحقق ہو سکتا ہے۔(۴) دوئم یہ کہ دار الحرب میں بھی مسلمانوں کو آپس میں سود لینا دینا بقول راجح جائز نہیں ہے۔(۵) اور ربوا کی مروجہ صورتوں میں مسلمانوں کی شرکت اکثری طور پر لازمی ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

ہندوستان دار الحرب ہے

(سوال) ہندوستان واقعی اس وقت دار الحرب ہے؟ اگر ہے تو کیوں؟ اگر نہیں تو کیسے؟

المستفتی نمبر ۱۱۹۱ محمد دانیال صاحب (لاہور) ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۱۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۹) ہندوستان دار الحرب ہے۔(۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

دار الحرب کی تعریف اور ہندوستان کے مسلمانوں کی ذمہ داریاں

(سوال) (۱) دار الحرب سے کیا مطلب ہے (۲) آیا اس وقت ہندوستان دار الحرب ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں (۳) اگر ہے تو مسلمانوں پر کیا فرض ہے۔

المستفتی محمد رفیع صاحب (آلہ آباد) ۲۴ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۹ء

(جواب ۱۰) (۱) دار الحرب وہ ملک ہے جس میں کفار کی خود مختار حکومت ہو جو اپنی مرضی کے موافق احکام جاری کرنے پر قادر ہو۔(۷)

(۲) ہندوستان یقیناً دار الحرب ہے۔

(۳) مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ حسب استطاعت امارت شرعیہ قائم کرنے اور اسلامی حکومت[ط] کے اجراء میں آزادی حاصل کرنے کی کوشش کریں اور مسلسل جدوجہد جاری رکھیں۔(۸) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

[ط] یہ نقل مطابق نقل ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہاں اصل میں لفظ اسلامی حکومت کے بجائے "اسلامی حدود" ہوگا۔ واصف عفی عنہ۔

……

۱۔ وقال ابو یوسف ومحمد: بشرط واحد لا غیر، وھو اظھار احکام اھل الکفر وھو القیاس" (ھندیہ: ۲/۲۳۲ ماجدیہ) (اعلاء السنن ۱۴/۳۶۵ ادارہ القران)

۲۔ لان مالہ ثمہ مباح فیحل برضاہ مطلقا" (الشامیۃ ۵/ ۱۸۶ سعد)، دیکھئے، امداد الفتاوی ۲/ ۱۵۵

۳۔ والثانی: قادر لکنہ یمکنہ اظھار دینہ واداء واجبتہ ومستحبہ" (تکملہ فتح الملھم ۳/ ۳۷۳)

۴۔ دیکھئے اعلاء السنن حوالہ سابقہ

۵۔ "فان مدلولہ جوازا لربا بین مسلم اصلی مع مثلہ، اومع الذمی ھنا وھو غیر صحیح" ("الشامیۃ": ۵/ ۱۸۶ سعید)

۶۔ دیکھئے حاشیہ نمبر ۱

۷۔ ھی البلاد التی لیس للمسلمین علیھا ولایۃ، ولایقام فیھا اکثر شعائر الاسلام حاشیہ الفقہ الاسلامی وادلتہ (۸/ ۳۹ مکتبہ حقانیہ)

۸۔ اما فی البلاد علیھا ولاۃ کفار …… ویجب علیھم طلب" وآل مسلم." (الشامیۃ ۴/ ۱۷۵)

دار الحرب ہونے کی شرائط اور دار الحرب میں سودی لین دین

(سوال) (۱) ہندوستان دار الحرب ہے یا نہیں؟

(۲) دار الحرب میں کفار سے بیاج لینا یا ان کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) دار الحرب ہونے کی کون کون سی شرط ہے؟

المستفتی۔ نمبر ۲۶۳۴ محمد ولی شمس الدین صاحب (گجرات) ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ ۱۷ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۱) (۱) ہندوستان دار الحرب ہے مگر دار الحرب کے تمام احکام یہاں جاری نہیں(۱)

(۲) ہندوستان میں مسلمانوں کو سود لینا یا دینا بوجہ شبہ کے جائز نہیں۔ یعنی ہندوستان کے دار الحرب ہونے میں علماء کے اختلاف کی وجہ سے شبہ پیدا ہو گیا ہے۔(۲)

(۳) جو ملک ایک بار دار الاسلام ہو چکا ہو اس کے دار الحرب بننے میں امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک تین شرطیں ہیں۔ اول یہ کہ اس میں حکومت سابقہ کی کوئی شرط امن و ذمہ داری یا معافی باقی نہ رہے۔ دوم یہ کہ احکام اسلامی جاری نہ رہیں۔ تیسرے یہ کہ اس کا دار الاسلام سے اتصال باقی نہ رہے۔(۳) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی**

ہندوستان میں سود کا جواز

(سوال) ہندوستان کے دار الحرب ہونے میں اب تو کوئی شک نہیں معلوم ہوتا۔ تو کیا اب سود لینا جائز ہو گا۔ اور اس کا استعمال جائز ہو گا؟

المستفتی۔ نمبر ۲۸۱۴ سلیمان موسیٰ حافظ فی بارڈولی ضلع سورت۔ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۷۰ھ (۲۸ دسمبر ۱۹۵۰ء)

(جواب ۱۲) ہندوستان اگرچہ پہلی حالت میں نہیں رہا، مگر دار الحرب نہیں بنا۔ بلکہ یہاں کی حکومت قانوناً مشترک حکومت ہے۔ جس میں مسلمان ممبر بھی شامل ہیں۔ اس لئے سود کا جواز سمجھ میں نہیں آتا۔(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

۱۔ کیونکہ دار الحرب کی تعریف میں یہ قید موجود ہے کہ:
"لاتقام فیها اکثر شعائر الاسلام" اور ہندوستان ایسا نہیں ہے۔

۲۔ دیکھئے (اعلاء السنن: ۱۴/ ۳۶۵)

۳۔ لا تصر دار الاسلام دار حرب الا بامور ثلاثه احدها باجراء احکام اهل الشرك علی سبیل الا شتهار وان لایحکم فیها بحکم الا سلام و الثانی: ان تکون متصله بدار الحرب ولا یتخلل بینهما بلد من بلاد الا سلام الثالث: ان لا یبقی فیها مومن ولا ذمی آمنا بامانه الا ول. (هندیه ۲/ ۲۳۲ ماجدیه کوئٹه)

۴۔ "لو اجریت احکام المسلمین و احکام اهل الشرك لا تکون دار الحرب." (طحطاوی علی الدر: ۲/ ۴۶۰) طبع دار المعرفه بیروت

دوسرا باب
اسباب نجات

نیکو کار کافر و مشرک کی نجات نہ ہوگی۔

ایک شخص خاندانی مسلمان ہے اور خود بھی نہایت پابند صوم و صلوٰۃ ہے۔ تہجد گزار ہے ذکر و شغل کا بھی عادی ہے۔ وضع ظاہری بھی شریعت اسلام کے مطابق رکھتا ہے۔ لیکن زندگی اس کی مکر و فریب، کذب و افتراء ایذاء رسانی و قطع رحم میں بسر ہوتی ہے۔ دوسرا شخص قوم کا برہمن پشتینی کافر و مشرک ہے، اس کے گلے میں بتوں کی ہیکل پڑی رہتی ہے، رات دن پوجا پاٹ کرتا رہتا ہے، مگر اسی کے ساتھ اس کی زندگی ابنائے جنس کی خدمت، یتامی کی پرورش، بیواؤں کی ہمدردی میں بسر ہوتی ہے اور اس کی ذات یکسر امن و سکون ہے۔ براہ کرم مذہب اسلام کے نقطہ نظر سے بتایئے کہ ان دونوں میں کون ناجی ہے اور کون ناری؟ یا دونوں ناجی ہیں یا دونوں ناری؟ اگر آپ چاہیں تو استناداً قرآن، حدیث و اقوال اکابر کا حوالہ دے دیں، ورنہ اس کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

مجھے صرف جناب کی رائے بحیثیت ایک عالم دین ہونے کے درکار ہے۔ میں پندرہ دن تک جناب کے فتویٰ کا انتظار کروں گا۔

المستفتی نیاز فتحپوری ایڈیٹر رسالہ نگار لکھنو۔

(جواب ۱۳) اسلامی اصول کے موافق نجات کے لئے ایمان لازم ہے۔ مشرک کے لئے نجات نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ہے :۔

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذٰلک لمن یشآء (نساء) (۱)

یعنی اللہ اس کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے، اور اس کے علاوہ جسے چاہے گا بخش دے گا۔ یعنی مشرک کی مغفرت کے ساتھ مشیت ایزدی متعلق ہی نہ ہوگی۔ خازن میں ہے۔

ومعنی الایۃ ان اللہ لایغفر لمشرک مات علیٰ شرکہ ویغفر مادون ذٰلک لمن یشاء یعنی ویغفر مادون الشرک لمن یشاء من اصحاب الذنوب والاٰثام۔ (خازن ص ۴۵۳ مصر ج ۱)

آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ مشرک کو جو مشرک ہونے کی حالت میں مرجائے نہیں بخشے گا اور شرک کے علاوہ دوسرے گناہ اور جرائم والوں میں سے جسے چاہے گا بخش دے گا (خازن صفحہ ۴۵۳ مطبوعہ مصر جلد اول)

اور حدیث میں ہے : **ثم امر بلالاً فنادیٰ فی الناس انہ لایدخل الجنۃ الانفس مسلمۃ** ۔ (بخاری جلد اول ص ۴۳۱) (۲)

یعنی پھر حضور انور ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا تو انہوں نے لوگوں میں پکار کر کہہ دیا کہ جنت میں صرف نفوس مسلمہ داخل ہوں گے۔

۱۔ (آیت ۱۱۴)
(بخاری شریف ۱/۴۳۱) قدیمی کتب خانہ

ہاں جو مسلمان کہ ایمان واسلام کے ساتھ گناہوں کا مرتکب بھی ہوگا اگر توبہ کر کے نہ مرے تو اس کو گناہوں کے بدلے جہنم کا عذاب دیا جائے گا۔ یعنی وہ عذاب دیئے جانے کا مستحق ہے اگر حق تعالیٰ چاہے تو اس کو بغیر عذاب دیئے بخش دے اور چاہے عذاب دے کر بالآخر نجات دے۔(۱) کافر اور مشرک کے پاس نجات کی اساسی شرط اور رضائے حق تعالیٰ کی کلید یعنی ایمان نہیں۔ اس لئے وہ نجات جس کو رضائے مولیٰ کے حصول یا وصول الی اللہ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے نہیں پاسکتا۔ نہ نجات کا مستحق قرار دیا جاسکتا ہے۔(۲)

انسانی روح کی منزل مقصود رضائے مولیٰ یابالفاظ دیگر وصول الیٰ اللہ ہے۔ اس منزل مقصود تک سفر کے لئے جس قوت کی ضرورت ہے وہ ایمان کی قوت (اسٹیم) ہے۔ اعمال حسنہ اس قوت کے معین ہو سکتے ہیں، لیکن اصل قوت کا کام نہیں دے سکتے۔ مثلاً ایک مقام پر دو ٹرینیں کھڑی ہیں۔ ایک ٹرین کے ڈبے نہایت نفیس صاف شفاف، اعلیٰ درجہ کے ہیں۔ ڈبوں میں ہر قسم کے راحت کے سامان فواکہ الوان طعام سب موجود ہیں۔ اس میں بیٹھنے والے نہایت راحت و آرام پاتے ہیں۔ کھانا کھاتے اور مٹھائیوں اور میووں سے لذت حاصل کرتے ہیں۔ دوسری ٹرین کے ڈبے نہایت میلے کچیلے، خراب خستہ، ٹوٹے پھوٹے۔ نہ کسی قسم کی راحت کا سامان نہ کھانے پینے کا آرام۔ اس کے پرزے بھی پرانے گھسے ہوئے۔ مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی ٹرین میں اسٹیم کا انجن نہیں ہے۔ اور دوسری میں اسٹیم والا انجن لگا ہوا ہے۔

ظاہر ہے کہ دوسری خراب خستہ ٹرین باوجود اپنی تمام قباحتوں اور خرابیوں کے واصل الی المقصود (ناجی) ہوگی۔ اور پہلی نفیس اور صاف شفاف ٹرین باوجود اپنی تمام خوبیوں بلکہ راحت پاشیوں اور فائدہ رسانیوں کے غیر واصل الی المقصود (غیر ناجی) ہوگی، اس میں شک نہیں کہ اگر اس ٹرین میں سٹیم کا انجن لگادیا جائے تو اس کی سیر الی المقصود اعلیٰ واکمل ہوگی۔ لیکن جب تک اصل قوت یعنی اسٹیم کا انجن نہ ہو اس کی تمام خوبیاں فائدہ رسانیوں زرپاشیاں، ڈبوں کی صفائی پرزوں کی خوبی و مضبوطی سب بے کار ہے۔ یہی مطلب اس آیۃ کریمہ کا ہے۔

ان الذین کفرواوما توا وھم کفار فلن یقبل من احدھم مل ء الارض ذھباً ولوافتدیٰ بہ (آل عمران)(۳)

یعنی جو لوگ کافر ہوئے اور کفر کی حالت میں مر گئے تو ان میں سے کسی کی طرف سے زمین بھر سونا بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ اگرچہ اس نے یہ سونا فدیہ خسران (یعنی فدیہ عدم نجات) کے طور پر پیش کیا ہو۔

مراد یہ ہے کہ چونکہ اس نے وصول الیٰ اللہ کی اصل قوت محرکہ و موصلہ حاصل نہیں کی (یعنی ایمان) تو اگرچہ دنیا میں اس نے زمین بھر سونا بھی خرچ کیا ہو مگر یہ اس کے لئے ایمان (یعنی اصلی قوت موصلہ) کے قائم مقام نہ ہوگا۔

۱۔ "ویغفر لمن یشاء، ویعذب من یشاء وکان اللہ غفوراً رحیماً (الفتح : ۱۴)

(۲) ان اللہ لایغفر ان یشرك به، ویغفر مادون ذلك لمن یشاء" (النساء : ۱۱۶)

۳۔ (آل عمران : ۹۱)

جس طرح کہ مثال مذکور میں پہلی ٹرین کی خوبصورتی، صفائی، مضبوطی، فائدہ وراحت رسانی وصول الیٰ مقصود کے لئے کام نہ آئی کیونکہ ان میں سے کوئی چیز بھی قوت موصلہ کا کام نہیں دے سکتی اور جب تک قوت موصلہ نہ ہو، ہر ایک کا وجود بے کار ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات مالکیت، خالقیت، ربوبیت، رزاقیت وغیرہ پر ایمان رکھتے ہیں ان کے لئے تو اس امر کو سمجھ لینا کچھ مشکل ہی نہیں کہ اسلام نے نجات کے لئے ایمان باللہ کو کیوں لازم قرار دیا ہے۔

بادشاہ سے بغاوت ایسا جرم ہے اس کے ہوتے ہوئے مجرم کی تمام صفاتِ حسنہ اس کے بچانے کے لئے کافی نہیں ہوتیں بالخصوص جب کہ بادشاہ نے یہ اعلان بھی کر دیا ہو کہ باغی کا جرم بغاوت معاف نہیں کروں گا باقی جرائم کو چاہوں گا تو معاف کر دوں گا۔

یہ شبہ کہ جس شخص کی زندگی ابنائے جنس کی خدمت یتامی کی پرورش، بیواؤں کی ہمدردی میں بسر ہوئی ہے اس کا ناجی نہ ہونا اس امر کو مقتضی ہے کہ یہ اعمال حسنہ بے کار اور ضائع ہو جائیں اور یہ بات غیر معقول ہے، اس امر پر مبنی ہے کہ اعمال حسنہ کو نجات کے لئے موجب بالذات مانا جائے اور یہ غلط ہے۔ کیونکہ نجات یعنی وصول الی اللہ کا تصور بغیر اللہ تعالیٰ کے اعتراف اور ایمان باللہ کے نہیں ہو سکتا اور کافر جب کہ بت پرست عابد صنم ہے مومن باللہ اور مصدق بالصفات موحد قرار نہیں دیا جا سکتا۔ تو اس کے افعال حسنہ بہ نیت تقرب الی اللہ (یعنی سیر الی اللہ) ہو ہی نہیں سکتے اور ان کو حقیقۃً افعال حسنہ کہنا ہی صحیح نہیں ہے، اس لئے یہ لازم ہی نہیں آیا کہ افعال حسنہ بے کار ہو جائیں۔

دوم یہ کہ ایسا شخص جو نیک کام کرتا ہے اس کی منزل مقصود حصول نیک نامی ہوتی ہے اور یہ مقصد اسے حاصل ہو جاتا ہے۔ **من سمّع سمّع اللّٰہ بہ** ۔(۱) پس اس کے اعمال کا ابطال وضیاع لازم نہیں آیا۔

تیسرے یہ کہ باوجود کفر اور شرک کے اس کے اعمال صالحہ میں اگر ادنیٰ سے ادنیٰ شائبہ بھی اعتراف و ایمان باللہ کا ہوگا اور کسی درجہ میں بھی وہ حصول رضائی مولیٰ تعالیٰ کا قصد رکھتا ہوگا تو حضرت حق تعالیٰ اس کے انہیں اعمال صالحہ کو اس کے لئے وسیلہ ایمان باللہ بنا دے گا۔ اور اس کے لئے سیر الی اللہ کی اصلی قوت (سٹیم) مہیا و میسر فرما دے گا۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد **اسلمت علی ماسلف**(۲) **لك من خیر** سے مفہوم ہوتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور انور ﷺ سے دریافت کیا تھا کہ اسلام لانے سے پہلے میں نے جو اعمال صالحہ (مثلاً صدقہ، غلام آزاد کرنا صلہ رحمی وغیرہ) کئے ہیں کیا مجھے ان کا بھی کچھ ثواب نہ ملے گا؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ انہیں اعمال کے صلے اور نتیجے میں تو تم کو ایمان واسلام کی توفیق نصیب ہوئی۔(۳)

۱۔ مسلم شریف ۲ / ۴۱۲

۲۔ مرجع بالا : ۲ / ۷۶

۳۔ یہ حدیث حضرت عمر کی نہیں بلکہ حضرت حکیم بن حزام کی ہے۔ مسلم شریف میں ہے عن حکیم بن حزام أنه قال لرسول الله ﷺ أی رسول الله أرایت أمورا أتحنث بها فی الجاهلیة من الصدقة أو عتاق أو صلة رحم أفیها أجر فقال رسول الله ﷺ أسلمت علی ما أسلفت من خیر (مسلم ۱ / ۷٤) قدیمی

اس مختصر تشریح کے بعد آپ کے سوال کا مختصر جواب یہ ہے کہ مومن عاصی آخر کار ضرور ناجی یعنی واصل الی اللہ ہے۔ اس کے ایمان کا مقتضی یہ ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اس کو اطاعت وانقیاد کے صلے میں آخر کار ضرور مندی کا تمغہ عطا فرمائے۔ اگرچہ وصول الی اللہ کے سفر میں اس کو اپنی خرابی خستگی کمزوری (جرائم معاصی) کی وجہ سے کتنی ہی دیر لگے اور کتنی ہی تکالیف اور مصائب برداشت کرنی پڑیں۔ مگر چونکہ قوت موصلہ (ایمان کی سٹیم) موجود ہے، اس لئے ایک نہ ایک دن ضرور منزل تک پہنچ کر رہے گا۔(۱)

اور کافر نیکوکار ناجی نہیں۔ یعنی واصل الی اللہ وفائز برضاء اللہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں دنیا میں اس کے اعمال صالحہ کا بدلہ یعنی نیک نامی منقبت مقبولیت شہرت یا دولت وثروت مل جائے لیکن مالھم فی الاخرۃ من خلاق۔(۲) آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ دہلی۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۹ء

مکتوب حضرت مفتی اعظمؒ بنام نیاز فتحپوری ایڈیٹر رسالہ نگار لکھنو۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۳۱ء

جناب عالی دام مجدہم۔ سلام مسنون!

آپ کا خط اور نومبر و دسمبر کے نگار کے پرچے اور اخبار حقیقت کا کٹنگ مولانا عارف صاحب کی معرفت پہنچا۔ میں نے آپ کی تحریر پر جو اخبار "حقیقت میں چھپی ہوئی ہے اعتماد کرتے ہوئے مسلمانوں کو تعرض نہ کرنے کا مشورہ دے دیا ہے۔ مرسلہ پرچے تفصیلی طور پر میں نہیں دیکھ سکا۔ اجمالی طور پر بعض مقامات دیکھے۔ میں آپ سے یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت حق جل شانہ انبیائے کرام علیٰ نبینا وعلیہم السلام۔ صحابہؓ و اولیائے امت رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ دین اسلام والٰہیات واسلامیات کا احترام و تقدیس ہر مسلمان کا مذہبی واخلاقی فریضہ ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمان ہوئے اور مسلمان رہنے کا پر زور اعلان فرماتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ اس اعلان کی ذمہ داری کو بھی آپ اچھی طرح محسوس فرماتے ہوں گے۔ اسلام اور مسلمان قوم آپ کا اصلی سرمایہ اور ذخیرۂ شرف ہے اور یہی ہونا اور رہنا چاہئے۔ مجھے معلوم نہیں کہ مسلمان میرے مشورے کو قبول کریں گے یا نہیں، لیکن یہ یقینی ہے کہ آپ کا آئندہ طرز عمل مسلمانوں کے آئندہ طرز عمل کا مدار ہوگا۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔ دہلی۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۳۱ء م ۵ شعبان ۱۳۵۰ھ

وہ اہل کتاب جن کو آپ ﷺ کی دعوت پہنچ جائے پھر بھی آپ پر ایمان نہ لائے ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

(السوال) اہل کتاب سے جو شخص آج کل موحد ہو، اچھے کام کرتا ہو، برے کاموں سے روکتا ہو، پیشتر کے پیغمبروں کو مانتا ہو، ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو نہ مانتا ہو اور ہمارے قرآن وحدیث پر عمل نہ کرتا ہو، ایسا شخص اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد جنتی تک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

۱۔ "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : اذا دخل أھل الجنۃ الجنۃ ، وأھل النار النار یقول اللہ تعالی : من کان فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من ایمان فاخرجوہ فیخرجون قدا متحشوا وعادو حماً فیلقون فی نھر الحیوۃ فینبتون کما تنبت الحبۃ فی حمیل السیل الم تروا انھا تخرج صفراء ملتوبۃ ." (مشکوۃ المصابیح : ۴۹۰) قران محل

۲۔ البقرۃ : ۱۰۲

المستفتی نمبر ۶۵ مولوی عبدالرحیم کانپور۔ ۲۴ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ م ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ١٤) جو شخص کہ حضرت نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہ لائے اور حضور ﷺ کی تصدیق نہ کرے حالانکہ اس کو حضور ﷺ کی دعوت پہنچ چکی ہو، آخرت میں اس کی نجات نہیں ہوگی۔

قرآن مجید میں ہے:

و من اظلم ممن ذکر بایٰت ربه ثم اعرض عنها. انا من المجرمین منتقمون۔(۱)

دوسری جگہ ہے:

و من اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا و نحشره یوم القیامة اعمیٰ. الیٰ قوله تعالیٰ. و کذلك نجزی من اسرف و لم یؤمن بایٰت ربه و لعذاب الاٰخرة اشد وابقیٰ۔(۲)

ایک اور جگہ فرمایا:

و من یکفر به فاو لٰئك هم الخسرون.(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ایمان کے بغیر اعمال صالحہ جنت تک نہیں پہنچا سکتے۔

(سوال) ایک شخص ہندو ہے اور سخی بہت ہے۔ مردم آزاری سے بچا ہوا ہے۔ اس کو بو بہشت کی پہنچے گی یا نہیں جو بوئے بہشت مسلمانوں کو پانچ سو کوس دور سے پہنچے گی، اس ہندو کو بھی پہنچے گی یا کہ نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۴۳۶ چودھری خیر الدین صاحب راجپوت (ضلع انبالہ) ۷ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ

(جواب ١٥) کافر کے لئے جنت یا جنت کی بو پہنچنے کی کوئی سبیل نہیں۔ ایمان کے بغیر اعمال صالحہ (سخاوت ومدارات وغیرہ) بھی جنت تک نہیں پہنچا سکتی۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

۱۔ الم السجدۃ: ۲۲

۲۔ طٰہٰ: ۱۳۴

۳۔ البقرۃ: ۱۲۱

۴۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: والذی نفس محمد بیدہ لایسمع بی احد من ہذہ الامة یہودی ولانصرانی ثم یموت ولم یؤمن بالذی ارسلت به الا کان من اصحاب النار، مشکوٰۃ المصابیح: ۱۲ (قرآن محل مولوی مسافر خانہ)

کفار و فساق کے معصوم بچے نیز حالت جنون میں بالغ ہو کر مرنے والا شخص جنتی ہے۔

(۱) مشرک و کافر کے معصوم بچے جو فوت ہوتے ہیں کیا یہ سب بلا حساب و کتاب جنت میں داخل کئے جائیں گے اور کیا یہی بچے جنت میں ہمارے خدمت گار ہوں گے ؟

(۲) زانی کے مجہول النسب و نیز سود خوار کے معصوم بچوں کا کیا حشر ہو گا ؟

(۳) ایک مشرک جو پیدائشی مجنون و مختل دماغ ہو اور ایسی ہی حالت میں بالغ ہو کر مر گیا ہو تو ایسی حالت میں اس کا کیا حشر ہو گا ؟ (المستفتی نمبر ۲۰۸۵۔ شیخ عبداللہ مولا بخش چکی والے (بمبئی ۸) ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ مطابق یکم دسمبر ۱۹۳۷ء)

(جواب ۱۶) (۱) ہاں قول راجح یہی ہے کہ مشرکین و کفار کے معصوم بچے جنت میں جائیں گے۔(۱)

(۲) سود خوار کے معصوم بچے اور ولد الزنا بھی جو قبل بلوغ مر جائیں دوسرے نابالغ بچوں کی طرح جنتی ہوں گے۔(۲)

(۳) جو شخص جنون کی حالت میں بالغ ہو کر مر گیا وہ بھی جنتی ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

---

[۱] ان الاصح انهم من اهل الجنة :" مرقاة المفاتيح : ۱۶۶/۱ مكتبه امداديه ملتان

[۲] عن محمد انی اعلم ان الله لايعذب احداً بغير ذنب .الخ (البحرا الرائق : ۲۰۵/۲ بيروت)

[۳] "ان الله لايظلم مثقال ذرة" (النساء : ۴۰) اس کو اللہ تعالیٰ جہنم میں نہیں بھیجیں گے جس کا کوئی قصور نہیں۔

تیسرا باب

موجبات کفر

دین کو ماننے سے انکار کرنا یا اس کی کسی بات کا مذاق اڑانا کفر ہے

(السوال) ایک مقام پر بہ تقریب شادی منجملہ دیگر اہل اسلام کے چند علماء بھی جمع تھے۔ جب دلہن کے مکان پر مولوی صاحبان تشریف لے گئے اور راگ وباجے سے منع فرمانے لگے تو مالک مکان نے کہا کہ ہم برابر راگ وباجہ بجوائیں گے۔ علماء نے کہا کہ قرآن وحدیث میں راگ وباجہ کی سخت ممانعت آئی ہے، یہ فعل ہرگز نہ کرو۔ اس کے جواب میں ان مسلمانوں نے یہ کہا کہ ہم قرآن وحدیث کو نہیں مانتے ہم راگ وباجہ ضرور بجوائیں گے۔ بعدہٗ وہی شخص دوسرے گاؤں شادی کرنے گیا اور باجہ ہمراہ لے کر دلہن کے مکان پر پہنچ کر باجہ بجوانا شروع کر دیا۔ دلہن کے والد نے کہا کہ باجہ مت بجواؤ، یہ رسم کفار کی ہے تو اس کے جواب میں کہنے لگا کہ ہم کافر ہیں، ہم کافر ہیں، ہم کافر ہیں، تین بار کہا اور جو کوئی ہم سے رشتہ داری ومیل رکھے گا وہ بھی کافر ہے، لہذا شریعت میں ایسے اشخاص کے واسطے کیا حکم ہے؟

(جواب ۱۷) کسی شخص کا یہ کہنا کہ ہم قرآن وحدیث کو بالکل نہیں مانتے یا کسی ایسی بات کا زبان سے نکالنا جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسل وکتب کی حقارت ہوتی ہو، صریح کفر ہے۔ ایسے الفاظ کے استعمال کرنے سے مسلمان مرتد ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگوں سے اہل اسلام جیسا برتاؤ رکھنا درست نہیں۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے : **اذا وصف اللہ بما لایلیق بہ اوسخر اسما من اسمائہ او بامر من اوامرہ اوانکر وعدا اووعیدا کفر ولو قال من خدا ایم یکفر**[۱] . **انتھی. واللہ اعلم۔** محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

رضی بالکفر کفر ہے۔

(سوال) ایک مسلمان عورت کسی کافر کے ساتھ کفر کے رسم ورواج کے موافق نکاح کر کے رہی اور اس کافر کے ساتھ اس کے بت خانے میں جا جا کر مذہبی رسوم پوجا پاٹ ادا کرتی رہی، ایسی عورت کے مرنے پر نماز جنازہ پڑھنا اور اسے مقابر مسلمین میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

(جواب ۱۸) بت خانہ میں جانا اور بت پرستی کے رسوم ادا کرنا بتوں کو سجدہ کرنا کفر ہے اور چونکہ یہ کام اس نے خوشی اور رضامندی سے کئے ہیں اور رضا بالکفر بھی کفر ہے[۲]، اس لئے وہ عورت کافرہ ہے۔ لہذا اس کے جنازہ پر نماز پڑھنا اور مقابر مسلمین میں دفن کرنا جائز نہیں۔ **وکما لو سجد الصنم اووضع مصحفا فی قاذورۃ فانہ یکفر وان کان مصدقاً لان ذلک فی حکم التکذیب کما افادہ فی شرح العقائد**[۳] الخ (رد المحتار)

---

۱. بزازیۃ علی ھامش ھندیہ ۷/۳۲۳ مکتبہ ماجدیہ

۲. قال! ھو یھودی اونصرانی لانہ رضاء بالکفر وھو کفر وعلیہ الفتویٰ (جامع الفصولین ۲/۳۰۱ اسلامی کتب خانہ

۳. "کما فرضنا ان احدا صدق بجمیع ماجاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اُقر بہ وعمل مع ذلک شد الزنا بالاختیار اوسجد الصنم بالاختیار نجعلہ کافرا، لما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعل ذلک علامۃ التکذیب وانکار." (شرح العقائد ۱۹۵ ایچ ایم سعید)

اور چونکہ یہ مردہ ہے اس لئے اسے غسل دینا بھی جائز نہیں۔ ویغسل المسلم ویکفن ویدفن قریبه کحاله الکافر الاصلی اما المرتد فیلقی فی حفرة کالکلب انتھیٰ (در مختار ولا یغسل ویکفن ولا یدفع الی من انتقل الی دینھم. بحرعن الفتح (ردالمحتار)(١)

اسلامی قانون وراثت کے کسی خبر کا انکار کرنا یا غیر شرعی قانون کو اس پر ترجیح دینے کا حکم۔

(السوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس جماعت کے بارے میں جو کچھ عرصے سے مسلمان ہوئے ہیں او تمام احکام شریعت کو وہ تسلیم کرتے ہیں مگر قانون وراثت شرعی کو بالکل نہیں مانتے اور اپنے آبائے قدیم ہنو کے قانون کو صراحۃً اپنا قانون بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اپنے آبائے قدیم ہنود کے اس قانون وراثت نہیں چھوڑ سکتے۔ اور عدالت میں کہہ دیا ہے کہ ہم مسلمان ہیں مگر شریعت محمد کے قانون وراثت کو ہم نہیر تسلیم کرتے بلکہ ہندوا یعنی قانون وراثت اہل ہنود کو اپنا قانون تسلیم کرتے ہیں۔ اس آیۃ شریفہ کا حکم ان عائد ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئك هم الكٰفرونْ۔

(جواب ١٩) قانون وراثت کا اکثری حصہ نص قرآنی سے ثابت ہے، اس ثابت شدہ حصے کے کسی جزو کو تسلیم کرنا کسی دوسرے قانون کو اس پر ترجیح دینا قطعاً کفر ہے۔ پس جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ شریعت محمدی کے قانور وراثت کو ہم تسلیم نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔ اور جب وہ کافر ہیں تو او قاف شرعیہ کی تولیت کا انہیں کوئی استحقاق نہیں۔ فی البزازیة انکرایة من القران اوسخر باٰیة منه یکفر انتھیٰ.(٢)وفی اعلام بقوا طع الاسلا ویکفر من کذب بشی مما صرح به القرآن من حکم او خبرا وجملة التوراة والانجیل وکتب الل المنزلة او کفربھا اولعنھا اوسبھا اواستخفھا. انتھی .(٣)وفی الفصول العمادیة اذا انکرایة مر القرآن اوسخرباٰیة منه کفرالخ (٤)

ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں جو نبوت رسالت اور قرآن کے منکر کی نجات کا عقیدہ رکھتا ہو۔

(السوال) زید توحید ورسالت اور جمیع ضروریات دین کو تسلیم کرتے ہوئے اور اس پر عمل کرتے ہوئے یہ عقیدہ بھی رکھتا ہے کہ جو شخص صرف توحید کا قائل ہو اور رسالت اور قرآن کو نہ مانتا ہو وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا، بلکہ آخر میں اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی۔ زید کا امام بنانا جائز ہے۔ یا نہیں؟

المستفتی۔ نمبر ٩٢ محمد ابراہیم خان ضلع غازی پور ٩ رجب ١٣٥٢ھ م ٣٠ اکتوبر ١٩٣٣ء

---

١. ٢/ ٢٣٠ سعید

٢. بزازیه علی هاش هندیه : ٦ / ٣٤٢ مکتبه ماجدیه

٣۔ دیکھئے الا علام بقواطع الا سلام : ٤٧ مصر لابن حجر المکی

٤. جامع الفصو لین ٢ / ٣.٤ اسلامی کتب خانه

(جواب ۲۰) جو شخص آنحضرت ﷺ کی رسالت و نبوت کو نہ مانے اور قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی کتاب تسلیم نہ کرے وہ جماہیر امت محمدیہ علی صاحبہا زکی السلام والتحیہ کے نزدیک ناجی نہیں ہوگا(۱) ایسے شخص کو جو اس کی نجات کا عقیدہ رکھتا ہو، امام بنانا جائز نہیں ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

غیر اللہ کو پوجنا کفر ہے ایسے افعال کا مرتکب شخص امامت کا قابل نہیں۔

(السوال) زید نے (جو مسلمان ہے) اپنے لڑکے کی شادی میں رسم ہنود ماتادیوی کی پوجا باجے کے ساتھ کی۔ جب اہل اسلام کی طرف سے متنبہ کیا گیا تو اس نے تین ارکین اسلام کے خلاف۔ عدالت میں استغاثہ پیش کر کے مقدمہ چلایا اور خود بھی عدالت میں حلفاً بیان دیا اور بکر سے بھی جو پیش امام ہے خفیہ بیان دلوایا کہ مسلمان لوگوں میں ضرورت کے وقت ماتا پوجی جاتی ہے اور میں نے ماتا پوجی ہے۔ ایسے آدمیوں سے تعلق رکھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی۔ نمبر ۳۱۷ محبوب خان ولد مصطفےٰ خاں (مالوہ) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۱۷ جون سن ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۱) زید کا فعل ماتا کی پوجا کرنا اور بکر کا بیان کہ مسلمانوں میں ضرورت کے وقت ماتا پوجی جاتی ہے اسلام کے خلاف ہے اور شریعت میں بت پرستی اور اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت اور پوجا کرنے کی کسی حالت میں اجازت نہیں۔ بکر امامت کے قابل نہیں رہا۔(۳) دونوں سے توبہ کرانی چاہئے اور دونوں کے نکاح از سر نو پڑھائے جائیں۔(۴) اگر وہ توبہ نہ کریں اور تجدید نکاح نہ کریں تو مسلمان ان سے قطع تعلق کرلیں۔(۵)

اللہ کے نام کی توہین کفر ہے

(سوال) خدا کے نام کی ہتک و بے عزتی کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

المستفتی۔ نمبر ۴۱۴ فقیر محمد (ضلع ہزارہ) ۷ جمادی الثانیہ ۱۳۵۳ھ م ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۲) خدا کے نام کی ہتک اور توہین کرنی کفر ہے۔(۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

اسلامی احکامات کے ماتحت بت گرانا واجب ہے اور اس کو بنانے والا مستحق ملامت و تعزیر ہے۔

(سوال) ضلع مظفر گڈھ پنجاب قصبہ خان گڈھ کے قریب ایک مشہور بزرگ جناب میران حیات رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ شریف کے احاطہ کے اندر ۵۔۶ فٹ کے فاصلہ پر مزار مبارک کے عین سامنے ایک مجسمہ

۱۔ یکفر اذا انکر آیۃ من القرآن (البحر الرائق : ۵ / ۱۳۱ بیروت)

۲۔ "وان انکر بعض ماعلم من الدین ضرورۃ کفر بھا ...... فلا یصح اقتداء بہ اصلاً." (الشامیہ ۱ / ۵۶۱، ۵۶۲)

۳۔ کما لو سجد لصنم ...... فانہ یکفر (الشامیہ : ۴ / ۲۲۲ سعید)

۴۔ ویبطل منہ النکاح، (تنویر مع الرد وشرحہ ۴ / ۲۵۹) سعید

۵۔ فاما من جنی علیہ، عصی ربہ فجاء ت الرخصۃ فی عقوبتہ بالھجران کالثلاثۃ المتخلفین ...... وقال احمد :لا یبرأ من الھجرۃ الا بعودہ الی الحالۃ التی کان علیھا اولاً" (عمدۃ القاری : ۲۲ / ۱۳۷ بیروت)

۶۔ او سخرا سما من اسمائہ تعالیٰ ...... یکفر" (بزازیہ علی ہامش ہندیہ : ۶ / ۳۲۳ ماجدیہ)

اونٹنی کا بنار کھا تھا۔ اس بت کی کرامات بیان کرتے تھے۔ ہار سنگار، تیل پھلیل، نذر نیاز، چومنا اور کئی قسم کے چڑھاوے چڑھانا جائز سمجھتے تھے۔ وہ بت میاں میلو کے نام سے بہت متبرک مشہور ہو گیا تھا۔ ایک غیرت مند مسلمان عالم نے وہاں جاکر دیکھا کہ بہت لوگ گمراہ ہو رہے تھے۔ اللہ اکبر کا نعرہ کہہ کر اس نے اس بت کو مسمار کر کے صاف زمین کر دی۔ اس کی یہ بت شکنی جائز ہے یا نہیں ؟

المستفتی۔ نمبر ۴۳۹ محمد حبیب اللہ (خان گڈھ) ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ م ۳ اپریل ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۳) یہ بت بنانا اور اس کی پوجا کرنا، نذر نیاز چڑھانا شریعت اسلامیہ کے احکام کی صریح خلاف ورزی اور شرک وبت پرستی کی ترویج ہے۔(۱) ایک بزرگ کے مزار کے پاس یہ مشرکانہ افعال کرنا اور اس بزرگ کے نام کے ساتھ اس کو منسوب کرنا اس مزار اور صاحب مزار کی بھی اسلامی عقیدے کے بموجب توہین ہے۔ اسلامی احکام کے ماتحت وہ بت۔ واجب الہدم اور اس کو بنانے والے مستحق ملامت وتعزیر تھے۔ اگر اسلامی حکومت ہوتی توڈھانے والے کو انعام اور بنانے والے کو سزادی جاتی۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ الجواب صحیح۔ حبیب المرسلین عفی عنہ

پیر کو خدا سمجھنا کفر ہے۔

(السوال) جو شخص کہتا ہے کہ خدا کیا ہے میرا تو پیر خدا ہے مجھ کو پیر نے بتایا ہے، خدا نے کیا بتایا ہے اور میں اپنے پیر کے حکم سے مردے کو زندہ کر سکتا ہوں۔ اور میں نماز خدا کی نہیں پڑھتا ہوں۔ اور خدا کے ذکر کے بجائے اپنے پیر کا ذکر کرتا ہے یاوارث، یاوارث کرتا ہے غسل میت کے فرض واجب نہیں جانتا ہے۔ اور اپنے آپ کو لوگوں میں ولی ظاہر کرتا ہے۔ ایسے آدمی کو مسجد میں جاروب کش یا مؤذن مقرر کرنا یا اس سے میت کو غسل کرانا جائز ہے یا نہیں ؟

المستفتی۔ نمبر ۴۶۲ محمد حسین صاحب (سابر متی) ۱۵ محرم ۱۳۵۴ھ م ۲۰ اپریل ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۴) یہ کلمات موجب کفر ہیں،(۳) اس کو ان کلمات سے توبہ کرنی چاہیئے۔ ورنہ مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس کو علیحدہ کر دیں۔ اگر میت کے غسل کا طریقہ اسے معلوم نہیں تو اس سے میت کو غسل نہ دلوایا جائے۔(۲)

فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

ہم خدا اور رسول کا حکم نہیں مانتے کہنے والے کا حکم۔

(السوال) قاضی صاحب نے اپنے گاؤں کے مسلمانوں کو زلزلہ کے موقع پر مجتمع کر کے استغفار و توبہ کی

۱۔ قال ابن کثیر : تحت قولہ تعالی واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئاً ...... یا مرتبارك وتعالیٰ لعبادتہ وحدہ ...... ولا یشرك بہ شیاًمن مخلوقاتہ" تفسیر ابن کثیر : ۱ / ۴۹۳ سہیل اکیڈمی لاہور

۲۔ "من رای منکم منکراً الخ (مسلم : ۱ / ۵۱ قدیمی کتب خانہ)

۳۔ اذا وصفہ اللہ تعالی بما لایلیق ...... یکفر اذا کان الجزاء ثابتا (بزازیۃ علی ہامش ہندیہ : ۶ / ۳۲۳)

۴۔ اسے بالکل غسل دلوانا ہی نہیں چاہئے۔ کیونکہ اس کے غسل دینے سے مسلمانوں کے ذمہ سے واجب ساقط نہیں ہوتا اور نہ ان کو ثواب ملتا ہے۔ دیکھئے (الشامیہ : ۲ / ۱۹۹ سعید)

ترغیب دی اور خدا اور رسول ﷺ کے احکام کی تعمیل کرنے پر متوجہ کیا۔ بعض سود خوار مسلمانوں نے قاضی صاحب کی باتوں پر عمل کرنے اور توبہ کرنے سے انکار کیا۔ بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ ہم خدا رسول ﷺ کا حکم نہیں مانتے۔ قاضی صاحب نے بہت کچھ سمجھایا، مگر وہ شریک نہیں ہوئے۔ لہذا ان لوگوں کو وہاں کے مسلمانوں نے جماعت سے خارج کر دیا۔ جائز ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۵۱۸ قاضی محمد خالق (ضلع بنگلور) ۶ ربیع الثانی سن ۱۳۵۴ھ م ۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۵) دعاء واستغفار کے اجتماع میں شریک ہونا فرض وواجب نہیں تھا۔ صرف جائز تھا۔ اس لئے شرکت سے انکار کرنے والوں پر کوئی شرعی مواخذہ نہیں تھا۔ مگر نہ شریک ہونے والوں کے یہ الفاظ کہ "ہم خدا و رسول ﷺ کا حکم نہیں مانتے۔" اگر اس سے مراد یہ تھی کہ خدا و رسول ﷺ کے احکام جو خدا اور رسول ﷺ کے احکام ہیں انہیں ہم نہیں مانتے، تو یہ لوگ کافر ہو گئے۔ ان کو تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہے۔(۱) اور اگر یہ مطلب ہو کہ قاضی صاحب جو ہمیں خدا اور رسول ﷺ کی طرف سے یہ احکام بتاتے ہیں کہ ایک جگہ جمع ہو، توبہ کرو۔ تو ہم ان احکام کو خدا اور رسول ﷺ کا حکم نہیں مانتے اور اس لئے اس کی تعمیل نہیں کرتے۔ تو اس صورت میں ان کی تکفیر میں احتیاط کی جائے۔(۲) مگر زجراً توبہ کرنے تک ان سے تعلقات ترک کر دیئے جائیں۔(۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

ہم شریعت محمدی کے پابند نہیں کہنے سے کفر کا قوی خطرہ ہے۔

(السوال) زید عدالت میں یہ کہہ کر کہ جو کہوں گا ایمان سے سچ کہوں گا کہتا ہے، میں یا ہم شریعت محمدی ﷺ کے پابند نہیں ہیں۔ رسم و رواج کے پابند ہیں۔ زید کی ان الفاظ کے بقائمی ہوش و حواس ادا کرنے سے کفر لازم آتا ہے کہ نہیں۔ ایسے شخص کے لئے تجدید اسلام کی ضرورت ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۶۲۴ ملک محمد امین صاحب (جالندھر) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۶) "ہم شریعت محمدی ﷺ کے پابند نہیں ہیں۔" یہ جملہ بہت سخت گناہ کا موجب ہے، اس کا مفہوم شریعت محمدی کی تعمیل کا ترک اور رواج کی پابندی کا التزام ہے جو فسق تو یقیناً ہے اور کفر کا قوی خطرہ ہے، مگر چونکہ اس سے اعتقاد حقانیت شریعت کا انکار صاف طور سے ثابت نہیں ہوتا، اس لئے تکفیر میں احتیاط کی جاتی ہے۔(۴) لیکن اگر کوئی یہ کہدے کہ میں رواج کو شریعت سے بہتر سمجھتا ہوں، تو اس کی تکفیر میں تامل نہیں(۵) اور پہلی صورت میں بھی تجدید اسلام و تجدید نکاح احتیاطاً لازم ہے۔(۶) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

۱۔ "مایکون کفراً اتفاقا یبطل العمل والنکاح." (الشامیہ : ٤ / ٢٤٦ سعید)
۲۔ "وقد سئل فی الخیریۃ عمن قال له الحاکم: ارض بالشرع لا اقبل...... فأجاب بانه لاینبغی للعالم ان یبادر بتکفیر اھل الاسلام". (الشامیہ : ٤ / ٣٢٠ سعید)
۳۔ اما من جنی علیه وعصی ربه فاثت الرخصة فی عقوبة بالهجران کالثلاثه المتخلفین علیها اولا. (عمدۃ القاری : ٢٢ / ١٣٧ بیروت)
۴۔ اذا کان فی المسئلة وجوه توجب الکفر ووجه یمنع فعلی المفتی ان یمیل الی ذٰلک الوجه. (هندیه : ٢ / ٢٨٣ ماجدیه)
۵۔ "قال: لخصمه آنچه حکم شریعت است بر آن رویم ، فقال خصمه : من سیاست کار کنم بشرع نی ، کفر." (بزازیه علی هامش هندیه : ٦ / ٣٣٨ ماجدیه) ۶۔ دیکھئے الشامیہ : ۴ / ۲۴۷ سعید

یا اللہ تو نے بڑا ظلم کیا انتہائی صدمے کی حالت میں کہنا۔

(السوال) زید نے فرط غم اور انتہائی صدمہ کی حالت میں مثلاً کسی کی موت یا کسی چیز کے فوت پر کہا یا اللہ تو نے بڑا ظلم کیا۔ زید کی دماغی حالت متعدد اولادوں کے فوت ہونے، بال بچوں کی علالت اور تیمار داری، اپنوں اور غیروں کی بد سلوکی وایذاء رسانی و کثرت صدمات سے اچھی نہ تھی۔ بعض اوقات بلکہ اکثر اوقات تو اس وقت کی حالت پر غور کرنے سے یہ خیال ہوتا ہے کہ دماغ صحیح ہی نہ تھا۔ لیکن بعض اوقات یہ خیال ہوتا ہے کہ بے اختیار محض تو نہ تھا کہ ان کلمات کا حسن و قبح نہ سمجھتا ہو اور اکل و شرب و حوائج و ضروریات سے بے خبر ہو۔

ہاں سالہا سال کے متواتر صدمات و ہموم و غموم وافکار و ترددات اور نا قابل برداشت پریشانیوں اور اس پر سے کسی صدمہ عظیم کا باریکبارگی دماغ پر پڑ جانے سے ایک مغلوبیت کی حالت تھی۔ بہر حال زید کی حالت ایک عجیب شش و پنج اور حیص بیص کی حالت ہے کہ وہ پورے طور سے یہ بھی فیصلہ نہیں کر سکتا کہ دماغی حالت درست بھی تھی یا نہیں۔ اور بحالت موجودہ بھی دماغی امراض و عوارض میں مبتلا رہتا ہے اور دوا علاج کرتا رہتا ہے ۔ لہذا ایسی حالت میں زید پر کفر لازم آتا ہے یا نہیں اور اس کا نکاح درست ہے یا نہیں۔ حالت اوائل غم میں ایک بار اور تجدید نکاح کی تھی یہ تو ہے کہ کوئی معاملہ طلاق وغیرہ کا نہ تھا نہ کوئی ایسا لفظ زبان سے نکالا تھا اور الفاظ کفریہ ہی کی بنا یا شبہ پر تھا یا احتیاطاً تھا اور کوئی واقعہ یاد نہیں۔ پس ایسی حالت میں زید کا نکاح درست ہے یا نہیں۔ اور تجدید نکاح کرے یا نہیں ؟۔

المستفتی۔ نمبر ۱۶۹۲ مولوی محمد یوسف صاحب شہر سلطان پور (اودھ) ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۶۵ھ ۲۴ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۷) اگر اس کی دماغی حالت درست نہ ہو۔ معتوہ مغلوب العقل کی حالت ہو تو کفر عائد نہیں(۱) احتیاط یہی ہے کہ توبہ کرے اور تجدید نکاح کرے۔ اگر پہلے تجدید نکاح اسی بنا پر یعنی شبہ کفر کی بناء پر ہو چکی ہو تاہم اب پھر تجدید جائز ہے اور احوط ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

اسلام، اہل اسلام، اور خدائے پاک کے متعلق مغلظات بکنے والے شخص کا حکم۔

(السوال)(۱) جہانیا منڈی ضلع ملتان میں سر بازار بھرے مجمع میں چودھری دلدار خاں ولد صوبے دار بلندے خاں نمبر دار جہانیاں نے مذہب اسلام کے متعلق کہا "اسلام تیل لے گیا۔"

(۲) مسلمانوں کے متعلق کہا "سب مسلمان اپنی مائیں چدوا کے میرے ساتھ حقہ پویں گے۔ اور جب پھر اس سے کہا کہ کیا تم نعوذ باللہ خدا بن بیٹھے ہو تو اس نے کہا "خدا کی ایسی تیسی۔" مذہب اسلام سب مسلمانوں اور خدا کے متعلق اس قسم کے مغلظات کہنے والا کیا از روئے شریعت مسلمان ہے اگر وہ مسلمان نہیں رہا

۱۔"فلا تصح ردة مجنون و معتوه "(الشامية : ٤ / ٢٢٤ سعيد)

٢۔وما فيه خلاف يومر بالا ستغفار والتوبة و تجديد النكاح، (الشاميه: ٤/ ٢٤٧)

تو اس کے ساتھ میل جول رکھنا کیا حکم رکھتا ہے۔

المستفتی۔ نمبر ۲۰۵۴ غلام محمد لودھیانوی (ملتان) ۱۵ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۸) یہ الفاظ یقیناً موجب استخفاف و توہین ہیں اور کہنے والا اس کا مرتکب کبیرہ ہے اور آخری فقرہ (خدا کی ایسی تیسی) صراحۃً موجب کفر ہے(۱) جب تک یہ شخص توبہ نہ کرے اس سے مقاطعہ کر لیا جائے۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

"میں ایسے شرعی فتوے کو نہیں مانتا" کہنے والا کا حکم؟

(السوال) ایک فتوٰی قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ ﷺ کے مطابق علماء دین نے دیا جس کو ایک مسلمان کہتا ہے کہ میں ایسے شرعی فتوے کو نہیں مانتا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ شخص اسلام میں رہا یا نہیں اگر اسلامیہ حکومت ہو تو یہ شخص واجب القتل ہے یا نہیں؟ اور اگر کفار کی حکومت ہے پھر ایسے شخص کے واسطے کیا حکم ہے؟

المستفتی۔ نمبر ۲۳۵۹ انوار احمد صاحب دہلی ۷ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ م ۶ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب) از مفتی مظہر اللہ صاحب)۔ اگر فتوی صحیح ہے اور یہ شخص اسی اعتبار سے کہ وہ شرعی حکم ہے اس کے ماننے سے انکار کرتا ہے تو بے شک یہ کفر ہے(۳) اور اگر کسی تاویل کی گنجائش نہ ہو تو یہ بھی صحیح ہے کہ ایسا شخص واجب القتل ہے(۴) جس کا حکم ہندوستان میں یہ ہے کہ کسی مسلمان کو اس سے کسی قسم کا تعلق رکھنا بھی جائز نہیں۔ لیکن چونکہ یہ حکم انتہاء درجہ کی تحقیق کے بعد لگایا جاسکتا ہے۔ اس لئے جب تک علماء کے سامنے اس شخص کو اور اس واقعہ کی نوعیت کو پوری طرح سے پیش کر کے حکم حاصل نہ کیا جائے مسلمانوں کو اس سے انقطاع جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد مظہر اللہ غفرلہ امام مسجد جامع فتحپوری دہلی۔

(جواب ۲۹) (از حضرت مفتی اعظمؒ) کسی فتوے کے ماننے سے انکار کرنا دو طرح پر ہے۔ اول یہ کہ منکر اس فتوٰی کو شرعی. صحیح فتوٰی جانتے ہوئے ماننے سے انکار کردے تو یہ توحقیقۃً شریعت کا انکار ہے اور یہ کفر ہے۔(۵) دوم یہ کہ منکر اس فتوے کو صحیح شرعی فتویٰ نہ سمجھے اور اس بناء پر ماننے سے انکار کردے تو یہ شریعت کا انکار نہیں ہو بلکہ اس شخصی فتوے کا انکار ہوا۔ پھر اگر وہ فتویٰ کسی فرض قطعی یا ضروریات دین میں سے کسی ضروری چیز کے متعلق تھا تو اس کا انکار مستلزم انکار شریعت ہو جائے گا اور یہ بھی منجرّ بکفر ہوگا: اور اگر وہ فتویٰ کسی قطعی اور ضروری چیز کے متعلق نہ تھا بلکہ کسی مجتہد فیہ امر کے متعلق تھا تو اس کا انکار کفر نہیں۔(۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

۱۔" اذا وصف اللّٰه بمالا يليق يكفر " (بزازية على هامش هنديه : ٦ / ٣٢٣ ماجديه)

۲۔" وان جنى عليه وعصى ربه...... قال احمدبيرأمن الهجرة الا بعوده الى الحالة التى كان عليها." (عمدة القارى : ٢٢/ ١٣٧ بيروت)

٣. ولو نظر الى الفتوى وقال : "بازنامه فتوى آوردى" يكفر ان ارادبه الا ستحفاف بالشريعة" (هنديه : ٢ / ٢٧٢)

٤ . "من بدل دينه فاقتلوه " (مشكوٰة : ٣٠٧ ، محمد سعيد اينڈ سنز)

۵۔ ہندیہ حوالہ سابق

٦۔" والا صل ان من اعتقد الحرام حلالاً ...... وان كان دليله قطعيا كفر والا فلا" (الشاميه : ٤ / ٢٢٣ سعيد)۔ عہ یہ بھی کفر تک پہنچا دیتا ہے۔

جو شخص توحید کا قائل مگر رسالت کا منکر وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا؟

(السوال) (۱) ایک شخص توحید کا قائل ہے اور خدا تعالیٰ کو وحدہ لاشریک سمجھتا ہے۔ نیز اعمال صالحہ کرتا ہے اور افعال شنیعہ سے بچتا ہے، مگر رسالت کا منکر ہے یعنی آنحضرت **محمد** ﷺ کی رسالت پر ایمان نہیں رکھتا ہے کیا ازروئے شرع شریف یہ شخص ابدی جہنمی ہے؟

(۲) زید مسلمان ہے، توحید و رسالت کا قائل ہے۔ مذکورہ بالا شخص کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ رسالت کا منکر کافر ہے اور اس انکار کی وجہ سے ایک عرصہ تک جہنم میں سزا بھگتنے کے بعد آخر کار جنت میں ضرور داخل ہوگا اور اپنے اس خیال کی تصدیق میں یہ آیت کریمہ پیش کرتا ہے۔ **ان اللّٰہ لا یغفران یشرك بہ ویغفر مادون ذٰلك لم یشآء** ۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسا خیال رکھنے سے زید کے ایمان میں کوئی خرابی واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

المستفتی۔ نمبر ۲۳۶۱ منظور احمد خان۔ نیو دہلی۔ ۸ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ م ۷ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۰) جو شخص آنحضوت ﷺ کی نبوت کا منکر ہے وہ اگرچہ توحید کا قائل ہو، خلود فی النار سے نہیں بچے گا۔(۱) آیت کریمہ میں لفظ شرک سے مراد کفر ہے یعنی جو کفر کرے گا وہ بخشا نہیں جائے گا کیونکہ بہت سی آیات قرآنیہ کفار کے لئے خلود و دوام فی النار۔ پر صراحۃً دلیل ہیں مثلاً **والذین کفروا وکذبوا بایاتنا اولئك اصحٰب النار هم فیها خلدون. ای لا یخرجون منها ولا یموتون فیها (خازن)** ۔(۲) دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ **وما هم بخارجین من النار** (۳) کہ کافر دوزخ سے نکالے نہ جائیں گے اور آیۃ کریمہ۔ **ویغفر مادون ذلك لمن یشاء** (۴) میں کفر کی مغفرت مراد نہیں ہے کیونکہ کفر کی جزا تو خلود فی النار قرآن مجید کی بہت سی آیات میں بتصریح وارد ہے۔

پس جو شخص توحید کا قائل ہے اور رسالت کا منکر ہے وہ یقیناً کافر ہے اور آیت منقول بالا کے بموجب اس کی سزا خلود ہے۔ **والمراد بالشرك فی هذه الآیة الکفر لان من جحد نبوة محمد صلی الله علیه وسلم مثلاً کان کافرا و لولم یجعل مع الله الهًا آخر و المغفرة منتفیة عنه بلا خلاف** (فتح الباری انصاری جزاول صفحہ ۴۵) (۵) اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کی نبوت کا انکار کردے وہ کافر ہے اگرچہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو اور اس کی مغفرت نہ ہونا متفق علیہ ہے۔

موحدین کا دوزخ میں ہمیشہ نہ رہنا اور آخر الامر نکالا جانا اگرچہ بعض روایات میں حضرت عمر اور حضرت ابن مسعودؓ کی طرف نسبت کیا گیا ہے مگر اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ مذہب صحیح نہیں ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری پارہ ۲۷ مطبوعہ انصاری صفحہ ۱۸۷ میں اس کو مذہب ردی مردود علی قائلہ فرمایا ہے۔ اور کفار کے

۱۔ عن ابی هریرةؓ والذی نفس محمد بیده لا یسمع بی احد من هذه الامة من یهودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یومن بالذی ارسلت به الا کان من اصحاب النار " (مشکوة : ۱۲)

۲۔ (خازن : ۱ / ۴۴ مصر)

۳۔ البقرة : ۱۶۷)

۴۔ النساء : ۴۸)

۵۔ فتح الباری : ۱ / ۷۹ مصر)

خلود فی النار کو اہل سنتہ کا اجماعی مذہب بتلایا ہے (۱) اور کفار میں وہ موحدین بھی شامل ہیں جو انکار نبوت کی وجہ سے باوجود عقیدہ توحید کے کافر ہوئے ہیں۔ (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

مسلمان کے لئے موجب کفر اقوال وافعال سے بچنا ضروری ہے .

(السوال) ایک شخص ہے جس کو مشرف باسلام ہوئے عرصہ تقریباً بیس برس کا گذر چکا ہے اور اس کی زندگی کا نصب العین یہ ہے جو اس نے اپنی زبان سے بیان کیا ہے کہ :۔

(۱) میرے یہاں گھر میں جملہ رسومات ہندوانی ہوتی ہیں (۲) اور میں روزہ نماز کا پابند ہوں۔ (۳) اور میں اپنی برادری میں چماروں کو سمجھتا ہوں (۴) اور میں مسلمانوں کو اپنی برادری میں نہیں سمجھتا ہوں (۵) اور میں دونوں طرف ہوں۔ (۶) جو لڑکا کہ میرے مشرف باسلام ہو جانے کے بعد پیدا ہوا ہے اس بیٹے کی ختنہ نہیں کراؤں گا اس لئے کہ ختنہ کرانے سے مسلمان تھوڑا ہی ہوتے ہیں (۷) اور شخص مذکور نے اپنی بیٹی کو جو مشرف باسلام ہو جانے کے بعد پیدا ہوئی۔ اس بیٹی کی منگنی جاٹب یعنی چمار کے ساتھ کر دی اور اسی جاٹب کے ساتھ شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

المستفتی ۔ نمبر ۲۷۲۲ عبدالرشید خاں (آگرہ) ۲۹ جمادی الاول ۱۳۶۱ھ م ۱۴ جون ۱۹۴۲ء

(جواب) نمبر ۱ کا اگر یہ مطلب ہے کہ میرے گھر میں جملہ رسومات ہندوانہ ہوتی ہیں اور میری رضامندی سے ہوتی ہیں ان کو منع نہیں کرتا بلکہ پسند کرتا ہوں تو ظاہر ہے کہ یہ بات ایک سچے مسلمان سے نہیں ہو سکتی (۳) نمبر ۳ کا اگر مطلب یہ ہے کہ میں جاٹب یعنی چماروں کو اپنا بھائی بند سمجھتا ہوں اور ان کے ساتھ برادرانہ تعلقات رکھتا ہوں یا رکھنا پسند کرتا ہوں تو یہ بھی سچے مسلمان سے نہیں ہو سکتا (۴) اور نمبر ۵ کہ میں دونوں طرف ہوں، اس کا مطلب کیا ہے یعنی مذہب کے لحاظ سے دونوں طرف ہوں، اگر یہ مطلب ہو تو یہ شخص مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ (۵) اور نمبر ۶ یعنی جو لڑکا کہ میرے مسلمان ہونے کے بعد پیدا ہوا ہے اس کی ختنہ نہیں کراؤں گا۔ یہ بات بہت شبہ میں ڈالتی ہے

کیونکہ اگرچہ ختنہ کرانا فی حد ذاتہ فرض نہیں ہے، لیکن مسلمانوں کا خاص شعار ہے۔ (۶) اور نمبر ۷ یعنی اپنی مسلمان لڑکی کی بیاہ جاٹب سے کروں گا۔ اگر جاٹب مسلمان ہے تو خیر مضائقہ نہیں، لیکن اگر وہ غیر مسلم ہے تو

۱۔ "السابع يزول عذابها ويخرج اهلها منها جاء ذلك من بعض الصحابة ...... وهو مذهب ردی مردود على قائله ." (مرجع بالا ۱۱ / ۳۶۳ مصر)

۲۔ لان الكفار اصناف خمسة ...... ينكر بعثة الرسل كالفلا سفة .(الشاميه ٤ /۲۲٦ سعيد)

۳۔ "ويكفراى شى اصنع ...... و كذامن حسن رسوم الكفرة." (البحر الرائق: ٥/ ١٣٤ بيروت)

۴۔ "لا يتخذ المؤمنون الكافرين اولياء من دون المومنين ." نهى تبارك وتعالىٰ عباده المؤمنين ان يوالو الكافرين ، وان يتخدوهم اولياء." (تفسير ابن كثير : ١ / ٣٥٧ سهيل اكيڈمى لاهور)

۵۔ "من اعتقد ان الايمان والكفر واحد كفر" (جامع الفصولین : ۲ / ۲۹۶ اسلامی کتب خانہ کراچی)

٦. والاصل ان الختان سنة كما جاء فى الخبر وهو من شعائر الا سلام وخصائصه فلوا جتمع اهل بلدة على تركه حاربهم الا مام، فلا يترك الا لعذر .(الدر المختار الرد ٦ / ٧٥١ سعيد)

مسلمان لڑکا کا نکاح غیر مسلم سے حرام ہے۔(۱) بہر حال یہ اقوال اس شخص کے مسلمان ہونے میں شبہ پیدا کرتے ہیں۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

کتب فقہ سے بعض منتخب مسائل کی صحت کے بارے میں استفسار .

(السوال) میں در مختار ، فتاویٰ عالمگیری ، بہار شریعت وغیرہ کتابوں میں سے کچھ مسائل مسجد میں بیان کردیا کرتا ہوں۔ مندرجہ ذیل چند مسائل جو میں نے بیان کئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ مسائل غلط ہیں (۱) محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسجد اللہ کا گھر ہے یہاں اللہ ورسول ﷺ کا ذکر کرنا جائز ہے کوئی ممانعت نہیں اور کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔(۳)

(۲) اگر کوئی شخص اللہ ورسول ﷺ کے فرمان کے خلاف مسجد میں ذکر کرے اسے روکنا جائز ہے(۴)

(۳) اگر کوئی یوں کہے کہ ہم تمہارے مسئلے وغیرہ نہیں سنتے ، یہ کفر ہے۔(۵)

(۴) شرعی مسائل کا مذاق اڑانا یا ہنسنا کفر ہے۔(۶)

(۵) علمائے دین کا فتویٰ نہ ماننا کفر ہے۔(۷)

(۶) مسئلہ کی ایک بات مسلمان بھائی کو سنانا لاکھ درم دینے سے بہتر ہے۔(۸)

(۷) کوئی شخص کہے کہ شرع سے یہ حکم ہے اور سننے والا کہے کہ ہم شرع درع نہیں مانتے یہ کفر ہے(۹)

(۸) کسی نے کہا گناہ مت کرو ، خدا جہنم میں ڈالے گا ، وہ کہے ہم جہنم سے نہیں ڈرتے یہ کفر ہے(۱۰)

(۹) ڈاڑھی منڈے مذاق کرتے ہیں کلا سوف تعلمون۔ یہ مذاق کرنا کفر ہے۔(۱۱)

۱۔ "ولا تنکحوا المشرکین حتی یومنوا" (البقرۃ : ۲۲۱)

۲۔ اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر و وجہ یمنع فعلی المفتی ان یمیل الی ذلک الوجہ (ہندیہ : ۲ / ۲۸۳ ماجدیہ)

۳۔ "انما ھی الذکر اللہ والصلوۃ وقراءۃ القرآن" (مسلم : ۱ / ۱۳۸ قدیمی کتب خانہ)

۴۔ من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ ، فان لم یستطع فبلسانہ ، فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان ، (مشکوۃ : ۴۳۶)

۵۔ اگر بطور اہانت کے کہے تو کفر ہے۔

۶۔ "ھکذاء استھزاء باحکام الشرع کفر" (ہندیہ ۲ / ۲۸۱ ماجدیہ)

۷۔ نہ ماننے کی دو صورتیں (ا) اسے مسئلہ شرعی نہ سمجھے اس خیال سے کہ علماء نے غلط فتویٰ دیا ہے اس صورت میں کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا (ب) دوسری صورت یہ ہے کہ مسئلہ سمجھ کر انکار کرے تو اگر مسئلہ قطعی دلائل سے ثابت ہے تو کافر ہو جائے گا ورنہ نہیں۔
ورد النصوص بان ینکر الاحکام التی دلت علیھا النصوص القطعیہ من الکتاب والسنۃ کحشر الاجساد ، یکفر ، لکونہ تکذیبا صریحاً للہ ورسولہ (شرح العقائد : ۲۴۵ ایچ ایم سعید)

۸۔ "قول معروف ومغفرہ خیر من صدقۃ" (البقرہ : ۲۶۳)

۹۔ "قال : "این چہ شرع است" یکفر ، لانہ ردحکم الشرع." (بزازیہ علی ھامش ھندیہ : ۶ / ۳۳۷ ماجدیہ)

۱۰۔ اوقال : لا اخاف القیامہ یکفر ھندیہ : ۲ / ۲۷۴ ماجدیہ

۱۱۔ " ویکفر ...... المزاح بالقرآن " البحر الرائق : ۵ / ۱۳۱ بیروت

(۱۰) شراب پیتے وقت یا زنا کرتے وقت یا جوا کھیلتے وقت بسم اللہ کہنا کفر ہے۔(۱)

(۱۱) کوئی حضور ﷺ کی توہین کرے، آپ ﷺ کا لباس، ناخن وغیرہ خراب بتلادے یا عیب لگادے یہ کفر ہے۔ ان مسائل کے متعلق فتویٰ صادر فرمائیں۔(۲)

المستفتی نظر الدین امیر الدین (املیزہ ضلع مشرقی خاندیس)

(**جواب ۳۲**) یہ گیارہ مسئلے جو سوال میں لکھے ہیں صحیح ہیں۔ ان کو سنانا اور مسلمانوں کو بتانا ثواب کا کام ہے(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسلمان بہر حال کافروں سے بہتر ہے .

(**سوال**) متعلقہ افضلیت مؤمن

(**جواب ۳۳**) کافر، مسلمان سے کسی حال میں اچھا نہیں ہو سکتا۔ مسلمان بہر حال کافروں سے بہتر ہے(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

پنچائیت کے الفاظ ”کس سسرے نے شرع بنائی ہے“ حکم شرعی بیان کرنے میں تحقیق طلب ہے .

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲نومبر ۱۹۲۶ء)

(**سوال**) ایک پنچ نے پنچایت میں یہ الفاظ کہے کہ کس سسرے نے ایسی شرع بنائی۔ اس کا کیا حکم ہے۔

(**جواب ۳۴**) جس شخص نے مذکورہ الفاظ کہے ہیں اس کا پورا واقعہ معلوم ہونا چاہئے کہ کس بات پر اور کس موقع پر اس نے یہ کہا ہے تاکہ معلوم ہو کہ آیا اس کے یہ الفاظ شریعت اور شارع کی توہین قرار دیئے جا سکتے ہیں یا نہیں ؟(۵)

محمد کفایت اللہ غفر لہ

اگر رسول اللہ بھی اس معاملے میں مجھے کہیں گے تو میں ہرگز نہیں مانوں گا“ کے قائل کا حکم۔

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۶نومبر ۱۹۲۷ء)

(**سوال**) ایک شخص کو لین دین کے بارے میں سمجھا رہے تھے کہ جس کا تم نے دینا ہے اس کے ساتھ فیصلہ کرلو، تو اس شخص نے ایک نہیں بلکہ کئی بار یہ الفاظ کہے کہ ”اگر رسول اللہ بھی اس معاملے کے بارے میں مجھے کہیں گے تو میں ہرگز نہیں مانوں گا“ (نعوذ باللہ) اور علاوہ ازیں نمازیوں کو ہر وقت بد زبانی سے یاد کرتا رہتا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مذکورہ الفاظ کہتے وقت اس سے کہہ دیا گیا تھا کہ یہ کلمات کفر ہیں مگر پھر بھی باز نہ آیا۔

۱۔ و كذا لو قال عند الشرب الخمر ا والزنا : بسم الله . شرح العقائد: ۲۴۷

۲۔ ” لو عاب نبياً بشي ...... كفر .“ جامع الفصولين : ۲/ ۳۰۲ اسلامی کتب خانہ

۳۔ ان الله وملائكته ، واهل السموٰت ، والارض حتىٰ النملة فى حجرها وحتىٰ الحوت يصلون علىٰ معلم الناس الخير“ مشکوٰۃ: ۳۴ ایچ ایم سعید۔

۴ . ”ولعبد مؤمن خير من مشرك ولواعجبكم ، لما له وجماله“ تفسير جلالين: ۳۳

۵۔ ”واعلم انه لا يفتى بكفر مسلم أمكن حمل كلا مه على محمل حسن.“(تنویر مع شرحہ : ۴/ ۲۲۹ سعید)

(جواب ۳۵) اگر یہ الفاظ کہنے سے اس کی نیت یہ تھی کہ "میرا معاملہ سچا ہے اور میں حق پر ہوں، اگر بالفرض رسول اللہ ﷺ بھی اس معاملے میں میرے اوپر صلح کرنے کا دباؤ ڈالیں جب بھی نہیں کروں گا۔" تو یہ کلمات کفر نہ ہوں گے۔(۱) مگر بہر صورت ان کلمات کا ظاہر مفہوم بُرا ہے اور اطاعت رسول اللہ ﷺ سے انکار مفہوم ہوتا ہے۔ اس لئے باوجود حکم کفر نہ کرنے کے احوط یہی ہے کہ شخص مذکور کو توبہ کا حکم دیا جائے اور جب تک وہ توبہ نہ کرے اس سے تعلقات اسلامیہ ترک کر دیئے جائیں۔(۲) **محمد کفایت اللہ غفر لہ**

عالم دین کی توہین کفر ہے۔

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۱ء)

(السوال) کسی عالم کی توہین و بے حرمتی کرنے کے بارے میں شرع شریف کا کیا حکم ہے ؟

(جواب ۳۶) کسی عالم دین کی بحیثیت عالم دین ہونے کے توہین کرنا موجب کفر ہے۔ اگر توہین اس جہت سے نہ ہو بلکہ کسی اور دنیاوی معاملہ کی وجہ سے ہو تو موجب کفر نہیں ہے۔(۳)

۱۔ اذا کان فی المسئلة وجوہ توجب الکفر و وجه یمنع فعلی المفتي ان یمیل الی ذلك الوجه "(ہندیہ: ۲/ ۲۸۳ ماجدیہ)

۲۔ قال کعب بن مالك : حین تخلف عن النبی ﷺ ونهی النبی ﷺ المسلمین عن کلامنا و ذکر خمسین لیلة . (بخاری شریف: ۲/ ۸۹۷ قدیمی کتب خانہ)

۳. الا ستخفاف بالعلماء لکونه علماء استخفاف بالعلم والعلم صفة الله تعالیٰ منحه فضلاً علیٰ خیار عباده لید لوا خلقه علی شریعته نیا بة عن رسله فاستخفافه بهذا یعلم انه الی من یعود "! (بزازیہ علیٰ ہامش ہندیہ: ۲/ ۳۳۶)

چوتھا باب

مسئلہ ارتداد

مرتد کے لئے توبہ کی شرائط

(سوال) (۱) مرتد فطری دین اسلام میں واپس آسکتا ہے یا نہیں؟

(۲) اگر واپس آسکتا ہے تو اس کے کیا شرائط ہیں؟

(۳) اگر کوئی شخص اپنی ملازمت کے تعلق سے ظاہرا اپنا ہندو ہو جانا ظاہر کرے مگر دل یا زبان سے ہندو ہو جانے کا اقرار نہ کیا ہو (جیسا کہ سی آئی ڈی پولیس کے ملازمان اکثر حسب ضرورت اپنے کو ہندو عیسائی وغیرہ ہونا دکھلاتے ہیں، اس صورت میں کوئی ثبوت عینی شہادتوں وغیرہ کا بھی اس کے خلاف رسوم یا عبادت بطور ہندواں ادا کرنے کا بھی نہ ہو تو اس شخص کو مسلمان ماننا چاہئے یا نہیں؟

المستفتی ۔ نمبر ۷۰ اسید ناظم حسین (ریاست الور) ۱۰ رمضان ۱۳۵۲ھ م ۲۸ دسمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۷) (۱) اگر کوئی شخص مرتد ہو جائے تو وہ بھی توبہ کر کے اسلام میں واپس آسکتا ہے(۱)۔

(۲) اس کی صورت یہ ہے کہ وہ اسلام کا کلمہ پڑھے اور سوائے اسلام کے باقی دینوں سے اپنی بیزاری کا اعلان کرے۔(۲)

(۳) جب تک یہ نہ بتایا جائے کہ اس کو کس فعل کی بناء پر ہندو سمجھا گیا، اس کے متعلق کوئی حکم نہیں دیا جاسکتا۔ اور بہر صورت ہندو ہو جانے کے بعد بھی توبہ اور تجدید اسلام کر کے وہ شخص مسلمان ہو سکتا ہے۔(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

کسی شخص پر دین تبدیل کرنے کا بہتان لگانا سخت گناہ ہے۔

(سوال) منکہ مسمی محمد امیر ولد سمندر (قوم دربودال) ساکن موضع کفری ضلع سرگودھا کا ہوں، میرے متعلق نہ معلوم کس وجہ سے لوگوں نے یہ بات مشہور کر دی کہ خدانخواستہ میں کرسٹان ہو گیا ہوں حالانکہ اس چیز کی کوئی اصلیت نہیں۔ واقعہ صرف اتنا ہے کہ میرے چچا کے لڑکے مسمی اللہ دتہ جو کسی وجہ سے کرسٹان ہو گیا تھا وہ جب خدا کی توفیق سے مشرف باسلام ہو گیا اور ارتداد سے واپس آگیا تو میں اور وہ دونوں پاس اٹھتے بیٹھتے تھے، اور جس زمانے میں وہ مرتد رہا، اس زمانے میں اس کے ساتھ میرا کچھ سروکار نہ تھا۔ اب میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ اقرار کرتا ہوں کہ میں نے نہ کبھی دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا ارادہ کیا اور نہ خارج از اسلام ہوا ہوں اور نہ آئندہ ہونے کا ارادہ۔ پس ایسی صورت میں جب کہ میرا قطعاً کوئی ارادہ ظاہری و باطنی طور پر اسلام سے خارج ہونے کا نہ تھا اور نہ ہے، لوگوں کا مجھ پر یہ اتہام لگانا کہ تم کرسٹان ہو گئے ہو کہاں تک صحیح اور قابل تسلیم ہے میرے اس اقرار کے بعد بھی اگر کوئی شخص نہ مانے اور مجھ کو کرسٹان ہی

(۱، ۲، ۳) "اسلامه ان یبرأ عن الادیان سوی الا سلام، او عما انتقل الیه." (تنویر الابصار مع شرحہ : ۴/ ۲۲۶)

کہتا رہے تو اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی۔ نمبر ۵۷۶ محمد امیر (ضلع سرگودھا) ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ ۱۳ اگست ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۸) جب کہ مسمی محمد امیر کرسٹان ہونے سے حلفیہ انکار کرتا ہے اور اسلام پر قائم رہنے کا اقرار کرتا ہے اور اسلام کے سوا دوسرے دینوں سے بیزاری ظاہر کرتا ہے اور جو لوگ اس پر کرسٹان ہونے کا الزام لگاتے ہیں ان کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ تو محمد امیر کے ساتھ اسلامی برادری کے تعلقات رکھنا جائز ہے اور بلاوجہ اور بغیر ثبوت کسی مسلمان پر تبدیل مذہب کی تہمت نہیں لگانی چاہئے کہ یہ سخت گناہ ہے۔(۱)

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

مذہبی معاملات میں ہندوں کا تعاون کرنا درست نہیں۔

(سوال) (۱) ایک عورت کافرہ (ہندو) مسلمان ہو گئی۔ ایک مسلمان لوہار کے ساتھ نکل گئی، بغیر نکاح کے اس کے ساتھ رہی۔ تقریباً عرصہ ۲ دو سال اس کے ہمراہ مسلمان رہی۔ کسی وجہ سے ناراض ہو کر بلکہ ورغلا کر پھر اس کو ہندو بنا لیا گیا اور پھر واپس اپنے سابقہ خاوند ہندو کے گھر آگئی۔ ہندو ترکھان برادری اکٹھی ہو گئی اور اس عورت کو اس بدلے میں کہ وہ مسلمان ہو گئی تھی بہت برا بھلا کہا گیا اور اس کے خاوند ہندو کو اس کی پاداش میں کفارہ یہ مقرر کیا کہ اول تو دونوں میاں بیوی بمعہ ایک زائد ہندو کے گنگا اشنان کر کے آویں اور پھر کسی رفاہ عام کی جگہ پر ایک کنواں لگوائیں اور ۲۵ روپے نقد خیرات کریں۔ جب یہ شرطیں پوری ہو جائیں پھر برادری کو اکٹھا کرکے اس وقت اگر برادری کی منشاء ہوئی تو اصلی ہندو خاوند کی بیوی بنائی جاوے گی۔

(۲) یہ کنواں صرف مسلمان ہونے کی سزا ہے۔ ایسے کنویں کا پانی پینا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اگر جائز نہیں تو ایسا کنواں لگانے کے لئے کسی مسلمان کا جگہ دینا جائز ہے یا نہیں اور جگہ بھی مفت دینا۔

(۴) اس کنویں کے لگانے میں مسلمانوں کو مدد کرنی جائز ہے یا نہیں۔؟

(۵) اگر جائز نہیں تو جگہ دینے والے اور مدد کرنے والے مسلمانوں کے لئے کیا حکم ہے یعنی جو مدد کر چکے ہیں۔

(۶) ان لوگوں کے لئے جن کو منع بھی کیا گیا ہو کہ یہ اسلام کے لئے بدنما داغ ہے پھر بھی مدد کریں تو ان کے لئے کیا حکم ہے؟

(۷) اور اگر منع کرنے سے کوئی مسلمان باصرار اس کی مدد کرے تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(۸) اور اگر جگہ دینے والے شخص کو منع کیا جائے اور وہ کہے کہ کچھ بھی ہو میں ضرور جگہ دوں گا۔

(۹) اس مسلمان لوہار کو جو اس عورت کو بغیر نکاح لئے پھرتا رہا کیا حکم ہے۔؟

(۱۰) اگر یہ مسلمان لوہار بھی کوئی کنواں یا نلکا لگوائے اس کا پانی پینا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۱) اس کی مدد کرنا کیسا ہے؟

(۱۲) اگر یہ مسلمان لوہار اس ہندو کے کنویں کے مقابلہ میں کوئی نلکا یا کنواں لگوائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

۱۔ "عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: أیما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بھا (ای رجع باثم تلک المقالۃ) احدھما" (مرقاۃ: ۹ / ۴۷ ۳ المکتبۃ امدادیہ ملتان)

(۱۳) اس مسلمان لوہار کے ساتھ میل جول کرنا کیسا ہے اور ہندو ترکھان کے ساتھ میل ملاقات کرنی کیسی ہے؟

المستفتی۔ نمبر ۱۶۳۳ یوسف علی خاں لائل پور۔ ۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۵ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب) (از مولوی محمد مسلم صاحب لائلپور)۔ (۱) باللہ التوفیق۔ چونکہ ہندو برادری کے تقاضہ پر مسلمان ہونے کی سزا میں کنواں وغیرہ تجویز کیا گیا ہے اس لئے اسلامی توہین ہونے کی وجہ سے کسی مسلمان کو اس میں شریک نہ ہونا چاہئے۔ قیمتاً زمین دینا بھی اس موقع میں جائز نہیں۔ مفت امداد کرنا تو مذہبی توہین میں شریک ہونا ہے جو کسی طرح بھی شرعاً جائز نہیں ہو سکتا۔

(۲) زمین دینے پر اصرار کرنے والا مسلمان گنہگار ہے۔ اسے اس بات سے باز آجانا چاہئے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کو اس کام سے روکنے کی کوشش کریں۔ اسلام کی توہین کر کے مسلمان رہنے والے کی مسلمانوں کو ضرورت نہیں۔

(۳) لوہار کو توبہ کرنی چاہئے۔ اگر وہ کنواں بنواتا ہے تو بنوائے۔ اس سے پانی پینا جائز ہے۔

کتبہ محمد مسلم کان اللہ لہ صدر مدرس مدرسہ عربیہ لائل پور۔

الجواب صحیح۔ احقر محمد یونس عفا اللہ عنہ۔ خطیب جامع مسجد لائل پور۔ ۷ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ۔

(جواب ۳۹) (از حضرت مفتی اعظمؒ) عورت کا اسلام لانا اور پھر مرتد ہو جانا اور اسلام کی حالت میں بے نکاح زنا کاری میں مبتلا رہنا مسلمانوں کے لئے کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ اسلام تو بہر حال مقبول ہوتا۔ لیکن اب تو وہ مرتد ہو گئی۔ اور اس کی غیر مسلم برادری نے اس کے خاوند پر جو تعزیر لگائی وہ عورت کے مسلمان ہونے کی وجہ سے نہیں۔ اگر یہ وجہ ہوتی تو اس کے مرتد ہونے سے پہلے ہی لگائی جاتی۔ اب مرتد ہونے کے بعد اس کو پھر ہندو برادری میں شامل کرنے کی یہ شرط ہے کہ وہ کوئی رفاہ عام کا کام کرے تو ہندو برادری میں شامل ہو سکے گی اور اس کا خاوند اس کو رکھ سکے گا تو اس میں اسلام کی توہین نہیں ہے، بلکہ ایک ہندو مرتد عورت کو اپنے ساتھ ملانے کی شرط ہے، اس سے مسلمانوں کو کیا واسطہ۔ البتہ مسلمانوں کے لئے ان کے اس فعل میں کسی قسم کی شرکت اور مدد کرنی مناسب نہیں ہے۔ (۱) بہتر صورت یہ ہے کہ مسلمان جس نے زمین دی ہے وہ ہندوؤں کی لاگت خود یا مسلمانوں کی امداد سے ادا کرے اور کنویں کو رفاہ عام کے لئے وقف کر دے۔ ایک بدکار عورت مرتدہ کی خاطر ایک اچھے خاصے مسلمان کو اتنا تنگ کرنا کہ وہ مرتد ہونے پر آمادہ ہو جائے خطرناک فعل ہے۔ وہ عورت تو مسلمان بھی نہیں رہی۔ اور ایک مسلمان خدانخواستہ اور مرتد ہو گیا تو یہ مسلمانوں کے لئے خوشی کی بات نہ ہو گی۔

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

---

[۱] "تعاونوا علی البر و التقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان یامر اللہ تعالیٰ عبادہ المؤمنین ینہاہم التناصر علی الباطل و التعاون علی الاثم والمحارم" (تفسیر ابن کثیر: ۲/۶ سہیل اکیڈمی لاہور)

آنحضرت ﷺ کی شان میں اعلانیہ گستاخی ناقابل برداشت ہے۔

(سوال) علماء دین اس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں :۔

(۱) جس نے جوانی میں ختنہ کرائی تکلیف ہونے پر رسول اللہ ﷺ کو متواتر ایک ماہ تک گالیاں دیتا رہا (نعوذ باللہ من ذلک)

(۲) رمضان المبارک میں دوستوں کو ہمراہ لے کر علانیہ کھاتا پیتا رہا، ایک شخص کے ٹوکنے پر جواب دیا کہ ہم کیا مفلس ہیں جو بھوکے مریں۔

(۳) اس کے اس بات کے جواب میں کہ تم نے ماہ صیام کی توہین کی ہے توبہ کرو۔ اس شخص نے آنحضرت ﷺ کو فحش گالیاں کئی مسلمانوں کے سامنے دیں۔

(۴) ان مسلمانوں کے شور وغل کرنے پر کہ تم توبہ کرو۔ یہ توہین ہم برداشت نہیں کرتے اس نے اور اس کے تین چار ساتھیوں نے جواب دیا کہ تم لے آؤ شریعت کو ہم منہ پھوڑ کر رکھ دیں گے (نعوذ باللہ منہ)

(۵) یہ تنازعہ تین دن ہوتا رہا، وہ نہ تائب ہوئے نہ نادم ہوئے بلکہ اور زیادہ کفر کرتے رہے۔

(۶) پھر اپنے آپ کو سکھ مشہور کرنے لگا، کہ میں اسلام ترک کر کے سکھ ہو گیا ہوں، سکھوں کا شعار اختیار کیا، کیا شریعت کی اس طرح توہین کرنے والا اور رسول اکرم (فداہ ابی وامی) ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی اور سب وشتم کرنے والا اور مصر علی الارتداد مستحق عفو ہے۔ ایسے مردود پر مقدمہ چلانا چاہئے یا نہیں ؟ کیا مسلمانوں کو گورنمنٹ وقت سے عبرتناک سزا کے لئے قانون پاس کرانا چاہئے یا نہیں ؟۔ سکھ لوگ اس کی مدد کرتے ہیں۔ کیا ایسے شخص کی توبہ قبول ہوتی ہے، وہ توبہ کی طرف خود بھی نہیں آتا، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس کو دھمکا کر جرمانہ کر کے معاف کر دینا چاہئے اور تحریری معافی نامہ لے لینا چاہئے۔ مقدمہ وغیرہ کی حاجت نہیں، ان کا کیا حکم ہے ؟

المستفتی ۔ نمبر ۲۱۵۵ مولوی محمد لائل پوری دیوبندی رائے کوٹ (لدھیانہ) ۲۶ شوال ۱۳۵۶ھ م ۳۰ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۰) آنحضرت ﷺ کی شان اقدس میں یہ انتہائی گستاخی اور توہین مسلمانوں کے ضبط و تحمل سے باہر ہے ان کو انتہائی چارہ جوئی اور عدالتی کارروائی کرنی لازم ہے اور جب کہ وہ خود ندامت ظاہر نہیں کرتا اور توبہ پر آمادہ نہیں تو توبہ قبول ہونے نہ ہونے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔**

گواہوں کی گواہی کب بے اثر ہو گی ؟

(سوال) جناب کے حافظہ اور مجموعہ فتاویٰ میں یہ سوال وجواب ہو گا کہ زید نے کہا کہ ”میں نے زمین وآسمان پیدا کیا۔“ وغیر ذالک۔ پھر آٹھ ماہ کے بعد شہادت ہوتی ہے اور زید کے دعوائے خدائی کا تذکرہ جس پر تجدید ایمان اور نکاح کا سوال پیدا ہوا جس کی پوری تفصیل آپ کے پاس جا چکی ہے اور جناب نے یہ جواب مرحمت فرمایا تھا کہ ”زید کا قول معتبر ہو گا، ان لوگوں کا قول جو آٹھ دس مہینے کے بعد اس کا اظہار کرتے ہیں نا قابل

التفات ہے۔

لہذا گزارش ہے کہ جناب تھوڑی سی وقت کی قربانی دے کر شاہدین کی شہادت کے ناقابل التفات ہونے کی جو بنیاد ہے اور دلیل شرعی مع عبارات کتب مرحمت فرمادیں تاکہ متردّدین و منکرین کے سامنے مسئلہ اپنی پوری روشنی میں آجائے اور ہر ایک کے لئے بلاریب و شک باعث طمانیت ہو۔

(جواب ٤١) زید کا قول معتبر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا قول مع حلف کے معتبر ہوگا۔ اور شہود کی شہادت معتبر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ شہادت دیانت اور حسبۃ یعنی للّٰہیت پر مبنی ہے اور ایسی شہادت بلاوجہ معقول تاخیر کرنے سے نامقبول ہو جاتی ہے۔ **ومتی اخر شاھد الحسبة شھادته بلا عذر فسق فترد (درمختار)**. (١) اس کے علاوہ یہ شہادت ردۃ پر ہے۔ اور اس میں جب مشہود علیہ انکار کردے اور شہادتین کا اقرار کرلے تو شہادت بے اثر ہو جاتی ہے۔ **شھدوا علیٰ مسلم بالردة وھو منکر لایتعرض له (درمختار)(٢)**۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

ارتداد سے توبہ کرنے والے سے نفرت اور تعلقات ختم کرنا جائز نہیں

(السوال) میں مسماۃ جنت خاتون دختر الا ذات تیلی ساکن قصبہ راہوں ضلع جالندھر کی خانہ جنگی عرصہ پانچ چھ سال سے خاوند خود سے رہی اور میری بے کسی اور بے بسی کی داستان قوم کے کسی آدمی نے نہیں سنی۔ میں نے مجبوراً جناب مولوی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند سے اپنی ساری داستان عرض کرکے فتویٰ طلب کیا۔ ان کے حکم فرمانے پر خلع کیلئے میں نے دو سو روپے پیش کئے کہ مجھے اس تلخ زندگی سے رہا کرایا جائے پھر بھی قوم نے کوئی توجہ نہیں دی میں نے تنگ آکر مذہب عسائیت اختیار کیا۔ مسلمان حاکم نے نکاح فسخ قرار دیا۔ فسخ ہونے پر میں نے پھر پوری ندامت سے توبہ کرکے اسلام قبول اور فتویٰ طلب کیا اور جمعیۃ علماء ہند سے مندرجہ ذیل جواب آیا۔

”جب کہ مسماۃ جنت خاتون اپنے اس گناہ عظیم یعنی ارتداد سے نادم ہو کر توبہ کرچکی ہیں اور دوبارہ اسلام میں داخل ہوچکی ہے تو مسلمانوں کا اس سے اور اس کے والدین سے نفرت کرنا یا طعنہ زنی کرنا نامناسب ہے۔ مسلمانوں کو اس لعن طعن سے اجتناب کرنا چاہئے۔“

اس کے بعد مورخہ .... کو قوم تیلیاں نے تقریباً نوے ٩٠ گاؤں کے لوگوں کو جمع کرکے میرے والدین سے مقاطعہ کلی طے کردیا۔ اب گذارش ہے کہ کیا میری توبہ قبول نہیں؟ کیا میں مقولہ ھذا کا مصداق نہیں ہوں۔ **التائب من الذنب کمن لاذنب له** ۔ کیا میں اور میرا خاندان پھر داخل عیسائیت ہو جاؤں، جب کہ مجھے اسلام سے علیٰحدہ کیا جاتا ہے۔ میں تعلیم یافتہ ہوں، اگر مجھے اسلام نے سہارا دیا تو غیر مذاہب میرے خیر مقدم کے لے تیار ہیں۔

١۔ الدر المختار مع رد المحتار: ٥ / ٤٦٣ ایچ۔ ایم سعید

٢۔ مرجع بالا: (٤/ ٢٤٦)

المستفتی ۔ نمبر ۱۹۷۷ جنت خاتون (ضلع جالندھر) ۲۷ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۲) ارتداد بہت بڑا گناہ اور جرم عظیم ہے۔(۱) مگر جب کہ مرتدہ نے صدق دل سے توبہ کرلی ہے اور داخل اسلام ہو گئی ہے تو اب مسلمان اس کو اپنے میں شامل کرلیں۔(۲) پھر اس کے والدین کا اس میں کیا قصور ہے کہ ان سے مقاطعہ کرلیا گیا۔(۳) پنچایت کو اپنا فیصلہ بدلنا چاہئے اور ان سب کو اسلام کے دامن کے نیچے پناہ دینی چاہئے۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی**

بے اختیاری کی حالت میں کفریہ الفاظ کہنے کا حکم .

(سوال) متعلقہ حکم ارتداد بتلفظ الفاظ کفریہ بخواب (سوال دستیاب نہیں ہوا)

(جواب ۴۳) سوال میں صاحب واقعہ کے دو واقعہ مذکور ہیں ، ایک حالت خواب کا دوسرا حالت بیداری کا۔ حالت خواب کے واقعہ کا تو اصول شرعیہ کے موافق حکم صاف ہے کہ حسب ارشاد **رفع القلم عن ثلا ثة الخ**(۴) نائم مرفوع القلم ہے ، حالت نوم کا کوئی فعل اور کلام شرعاً معتبر نہیں بلکہ حالت نوم کا کلام کلام طیور کے مشابہ اور اسی حکم میں ہے۔ **وفی التحریر و تبطل عبادته من الا سلام والردة والطلاق ولم توصف بخبرو لا انشاء و صدق و کذب کالحان الطیور راه و مثله فی التلویح فهذا صریح فی ان کلام النائم لایسمی کلاماً لغة ولا شرعاً بمنزلة المهمل** (ردالمحتار)(۵) پھر اس خواب کے واقعہ کی حکایت ایک ایسے واقعہ کی حکایت ہے کہ وہ کفر نہیں تھا۔ اگرچہ الفاظ کفریہ ہیں۔ لیکن الفاظ کفریہ کی محض نقل کافر نہیں بناتی۔

اگر کوئی کہے کہ نصاریٰ کہتے ہیں کہ خدا تین ہیں تو اس کہنے والے پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ الفاظ کفریہ کی نقل تو قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔ **قال اللہ تعالیٰ وقالت الیهود عزیرا بن اللہ وقالت النصاری المسیح ابن اللہ .** (۶) یہ الفاظ کہ ”عزیر علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں اور مسیح علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں۔“ یقیناً کفر کے کلمات ہیں ، اور مسلمان انہیں رات دن تلاوت قرآن مجید اور نماز میں پڑھتے ہیں اور یہود و نصاریٰ کے یہ کلمات نقل کرتے ہیں تو جب کہ ان کلمات کا نقل کرنا باوجود یہ کہ منقول عنہم نے ان کا تکلم بحالت اختیار کیا تھا اور ان پر انہیں کلمات کے تکلم کی وجہ سے کفر کا حکم کیا گیا۔ **کما قال اللہ تعالیٰ . لقد کفر**

۱۔ جیسے ایمان سب سے بڑی نیکی ہے ، اس کا ترک یعنی ارتداد سب سے بڑا جرم ہوگا ، قرآن مجید میں ہے **ان الذین اٰمنوا ثم کفروا ثم اٰمنوا ، ثم کفروا ، ثم ازدادوا کفرا لم یکن اللہ لیغفرلهم ، ولالیهد یهم سبیلاً** (النساء : ۱۳۷)

۲۔ **الا الذین تابوا واصلحوا وبینوا فاولئك اتوب علیهم وانا التواب الرحیم .** (البقرة : ۱۶۰)

”**انما المؤمنون إخوة ای الجمیع اخوة فی الدین**“ (تفسیر ابن کثیر : ۴ / ۲۱۱ سہیل اکیڈمی لاہور)

۳۔ ”**ولا تزر وازرة وزر اخری**“ (اسراء : ۱۵) اور حدیث شریف میں ہے ”**لا یحل لمسلم ان یهجر اخاه فوق ثلث ایام .**“ (بخاری شریف : ۲ / ۸۹۶ ...... قدیمی کتب خانہ

۴۔ (ابوداؤد : ۲ / ۲۵۶ مکتبہ امدادیہ ملتان)

۵۔ الشامیہ : ۳ / ۲۴۵ سعید)

۶۔ (التوبہ : ۳۰)

خوشی غلبہ حزن فرط محبت وغیرہ بھی زوال عقل یا زوال اختیار کے سبب بن سکتے ہیں۔ اور جہاں زوال عقل یا زوال اختیار ہو وہاں حکم ردۃ ثابت نہیں ہو سکتا۔

(۱) در مختار میں ہے . **وما ظهر منه من كلمات كفرية يغتفر فى حقه ويعامل معاملة موتى المسلمين حملا على انه فى حال زوال عقله انتهى**(۱)۔ یعنی قریب موت و نزع روح اگر محتضر سے کچھ کلمات کفریہ ظاہر ہوں تو انہیں معاف سمجھا جائے اور اس کے ساتھ اموات مسلمین کا سا معاملہ کیا جائے اور ظہور کلمات کفریہ کو زوال عقل واختیار پر محمول کیا جائے۔

اس عبارت سے صرف یہ غرض ہے کہ اسباب مذکورہ معلومہ میں سے یہاں کوئی سبب نہیں پھر بھی ایک اور چیز یعنی شدت مرض یا کلفت نزع روح کو زوال عقل کے لئے معتبر کیا گیا اور میت کے ساتھ مرتد کا معاملہ کرنا جائز نہیں رکھا گیا۔ اگرچہ نزع کی سخت تکلیف کی وجہ سے ایسے وقت زوال عقل متصور ہے لیکن یقینی نہیں ہے۔ صرف **تحسیناً للظن بالمسلم** احتمال زوال عقل کو قائم مقام زوال عقل کر لیا گیا ہے۔

(۲) صحیح مسلم کی روایت میں آنحضرت ﷺ سے مروی ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے گنہگار بندے کے توبہ کرنے پر اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جیسے کہ ایک مسافر کا جنگل میں سامان سے لدا ہوا اونٹ گم ہو جائے اور وہ ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر نا امید ہونے کے بعد مرنے پر تیار ہو کر بیٹھ جائے اور اسی حالت میں اس کی آنکھ لگ جائے تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھلے تو دیکھے کہ اس کا اونٹ مع سامان اس کے پاس کھڑا ہے۔ اسی روایت میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اس شخص کی زبان سے غایت خوشی میں بے ساختہ یہ لفظ نکل جاتے ہیں۔ **انت عبدی وانا ربك.** یعنی خدا تعالیٰ کی جناب میں یوں بول اٹھا کہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا خدا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں **خطا من شدة الفرح**۔ یعنی شدت خوشی کی وجہ سے اس سے خطا یہ لفظ نکل گئے۔(۲)

اس حدیث سے صراحۃً ثابت ہو گیا کہ شدت فرح بھی زوال اختیار کا سبب ہو جاتی ہے۔ اور چونکہ آنحضرت ﷺ نے اس کے بعد یہ نہیں فرمایا کہ الفاظ کفریہ کا یہ تکلم جو خطا ہوا تھا جب کفر اور مزیل ایمان تھا، اس لئے آپ کے سکوت سے معلوم ہو گیا کہ الفاظ کفر کا تلفظ جو خطا کے طور پر ہو مثبت ردۃ نہیں۔

(۳) صلح حدیبیہ کے قصے میں جو صحیح بخاری وغیرہ میں مروی ہے ذکر کیا گیا ہے کہ جب صلح مکمل ہو گئی آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم فرمایا کہ سر منڈاؤ اور قربانیاں ذبح کرو تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بوجہ فرط حزن و غم کہ اپنی تمنا و آرزو کے خلاف خانہ کعبہ تک نہ جا سکے۔ ایسے بے خود ہوئے کہ باوجود حضرت ﷺ کے مکرر سہ کرر فرمانے کے کسی نے فرمان عالی کی تعمیل نہ کی۔ آپ غمگین ہو کر خیمے میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے پریشانی کا سبب دریافت کیا اور

۱۔ تنویر مع شرحہ ۲/۱۹۲ (سعید)

۲۔ "انس بن مالك وهو عمه قال قال رسول الله ﷺ الله اشد فرحا بتوبة عبده حين يتوب اليه من احدكم كان على راحلته بارض فلاة فانفلتت منه وعليها طعامه وشرابه فايس منها، فاتى شجرة فاضطجع فى ظلها قد ايس من راحلته، فبينا هو كذلك اذ هو بها قائمة عنده فاخذ بخطامها، ثم قال من شدة الفرح اللهم انت عبدى و انا ربك اخطأ من شدة الفرح (مسلم ۲: ۳۵۵)

عرض کیا کہ آپ باہر تشریف لے جا کر اپنا سر منڈا دیں اور کسی سے کچھ نہ فرمائیں۔ آپ باہر تشریف لے گئے اور حلاق کو بلا کر اپنا سر منڈا لیا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دیکھا تو ان کے ہوش و حواس بجا ہوئے اور ایک دم ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے۔(۱) اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ فرط حزن بھی موجب زوال اختیار ہو جاتا ہے، کیونکہ قصد و اختیار سے آنحضرت ﷺ کے حکم کی تعمیل نہ کرنے کا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جانب وہم بھی نہیں ہو سکتا۔

(۴) امتحان تقریری کے وقت جن طلبہ کی طبیعت زیادہ مرعوب ہو جاتی ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ ان کی زبان سے باوجود ادراک و شعور کے بے قصد غلط لفظ نکل جاتے ہیں، حالانکہ صحیح جواب ان کے ذہن میں ہوتا ہے۔ مگر فرط رعب کی وجہ سے زبان قابو میں نہیں ہوتی۔

(۵) رسول خدا ﷺ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں عدل کی پوری رعایت کرتے فرماتے۔

اللهم هذه قسمي فيما املك فلا تاخذني فيما تملك ولا املك.(۲)

"یعنی اے خداوند میں نے اختیاری امور میں تو برابر کی تقسیم کر دی، اب اگر فرط محبت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وجہ سے میلان قلب بے اختیاری طور پر عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف زیادہ ہو جائے تو اس میں مؤاخذہ نہ فرمانا کیونکہ وہ میرا اختیاری نہیں۔"

اس سے معلوم ہوا کہ اگر فرط محبت کی وجہ سے بے اختیاری طور پر کوئی امر صادر ہو جائے وہ قابل مواخذہ نہیں۔ رہا اطرائے ممنوع جو فرط محبت سے پیدا ہوتا ہے وہ اختیاری حد تک ممنوع ہے وہ بھی غیر اختیاری حد تک پہنچ جائے تو یقیناً مرفوع القلم ہوگا۔ نیز حدیث لا تطروني الخ (۳) میں اطراء کی نہی ضرور ہے لیکن یہ ضرور نہیں کہ اطراء کا سبب فرط محبت ہی ہو بلکہ جہالت، تعصب، غلط فہمی وغیرہ اسباب بھی موجب اطراء ہو سکتے ہیں۔ پس نہی عن الاطراء مستلزم نهى عن غلبة المحبت نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح غلبہ محبت منحصر فی الاطراء الاضطراری نہیں۔ اس لئے نہی عن الاطراء کو مستلزم نہی عن غلبۃ المحبت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ حدیث مذکور اس امر پر صاف دلالت کرتی ہے کہ غلبہ محبت بسا اوقات غیر اختیاری طور پر محبوب کی طرف میلان پیدا کر دیتا ہے۔ اور یہ میلان قابل مواخذہ نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ غیر اختیاری ہے، اور اس کو غیر اختیاری کس چیز نے بنایا؟ غلبہ محبت نے۔

بخاری شریف کی وہ حدیث دیکھئے جس میں امم سابقہ میں سے ایک شخص کا یہ حال مذکور ہے کہ اس نے اپنے بیٹوں سے موت کے وقت کہا تھا کہ مجھے جلا کر میری خاک تیز ہواؤں میں اڑا دینا فهو الله لئن قدر الله على

---

(۱) قال رسول الله ﷺ لاصحابه: قوموا فانحروا ثم احلقوا، قال: فوالله ما قام منهم رجل حتى قال ذلك ثلاث مرات، فلما لم يقم منهم احد، دخل على ام سلمة فذكر لها مالقي من الناس فقالت ام سلمة يا نبي الله اتحب ذلك؟ اخرج ثم لا تكلم منهم احدا حتى تنحر بدنك وتدعو حالقك، فخرج فلم يكلم منهم حتى فعل ذلك، نحر بدنه ودعا حالقه (بخاری شریف ۲ ص ۳)

(۲) ترمذی شریف ۱: ۲۱۷ ط ایچ ایم سعید

(۳) "عن ابن عباس سمع عمر يقول على المنبر سمعت النبي ﷺ يقول لا تطروني كما اطرت النصارى عيسى ابن مريم فانما انا عبده ولكن قولوا عبد الله ورسوله (بخاری شریف ۱ / ۴۹۰ قدیمی کتب خانہ)

الخ ۔(۱) ان الفاظ کے (اس تقدیر پر کہ قدر کو قدرت سے مشتق مانا جائے) الفاظ کفریہ ہونے میں شبہ نہیں لیکن اس کا جواب رب خشیتک اسے کفر سے بچا کر مغفرت خداوندی ٹھہرا دیتا ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خوف خداوندی نے اس کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلوا دیئے اور بے اختیاری کی وجہ سے وہ مؤاخذہ سے بچ گیا۔

بہر حال وجوہ مذکورہ سے صاف ثابت ہو گیا کہ اسباب معلومہ (سکر، جنون، اکراہ کے علاوہ بھی بہت سے اسباب ہیں جن سے شعور و ادراک یا ارادہ و اختیار زائل ہو جاتا ہے پس واقعہ مسئول عنہا میں سکر جنون اکراہ عتہ نہیں ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ محض ان اسباب کے عدم کی وجہ سے لازم کر دیا جائے کہ اس نے الفاظ مذکورہ ضرور ارادے اور اختیار سے کہے ہیں۔

اس کے بعد دوسرا امر تنقیح طلب یہ تھا کہ اگر بے اختیاری اور مجبوری ممکن ہو تو صاحب واقعہ کی تصدیق بھی کی جائیگی یا نہیں۔ اس کے متعلق گذارش ہے کہ اس سے پہلے کہ اس کی تصدیق یا عدم تصدیق کی بحث کی جائے۔ اول یہ بتا دینا ضروری ہے کہ صاحب واقعہ اپنی بے اختیاری کس قسم کی ظاہر کرتا ہے اور اس کا سبب کیا ہو سکتا ہے؟ سو واضح ہو کہ صاحب واقعہ کا قول یہ ہے "لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے، اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں **اللھم صل علی سیدنا ومولانا ونبینا زید**۔ حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں، زبان اپنے قابو میں نہیں۔" اس کلام سے صاف واضح ہے کہ اسے اپنی خواب کی حالت میں غلطی کرنے کا افسوس اور پریشانی بیداری میں لاحق تھی اور اسی غلطی کا تدارک کرنے کے لئے اس نے درود شریف پڑھنا چاہا۔ اس کا قصد تھا کہ صحیح طور پر وہ آنحضرت ﷺ پر درود پڑھ کر اپنی منامی غلطی کا تدارک کرے لیکن اب بھی اس سے بے اختیاری طور پر وہی غلطی سرزد ہوتی ہے۔ اور اس کی زبان، اس کے ارادے اور اعتقاد کے ساتھ موافقت نہیں کرتی، اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ غلطی اس سے خطاءً سرزد ہوئی یعنی وہ اپنی اس غلطی کو خطاءً سرزد ہونا بیان کرتا ہے۔ کیونکہ خطا کے معنی یہی ہیں کہ انسان کا قصد اور کچھ ہو اور جوارح سے فعل اس کے قصد کے خلاف صادر ہو جائے۔(۲) مثلاً کوئی ارادہ کرے کہ اللّٰہ واحدٌ کہوں۔ اس ارادے سے زبان کو حرکت دے لیکن زبان سے بے اختیار اللّٰہُ عابدٌ نکل جائے۔ خطا کے یہ معنی عبارات ذیل سے صراحۃً ثابت ہوتے ہیں۔ **الخاطی من یجری علی لسانہ من غیر قصد کلمۃ مکان کلمۃ** (فتاویٰ قاضی خاں) **خاطی اذا جری علی لسانہ کلمۃ الکفر خطأً بان کان یرید ان یتکلم**

۱۔ "عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال: قال رجل لم یعمل خیرا قط، اذا مات فاحرقوہ و اذروا نصفہ فی البر و نصفہ فی البحر، فواللہ لئن قدر اللہ علیہ لیعذبنہ عذاباً لا یعذبہ احداً من العالمین، فامر اللہ البحر فجمع ما فیہ، وامر البر فجمع ما فیہ ثم قال لم فعلت؟ قال من خشیتک و انت اعلم، فغفر لہ" (بخاری شریف ۲ ۱۱۱۷ قدیمی کتب خانہ)

۲۔ "ھو ما لیس للانسان فیہ قصد" (التعریفات للجرجانی : ۷۲ مطبوعہ دار المنار مصر)

بما ليس بكفر فجرى على لسانه كلمة الكفر خطأً (قاضی خاں)(۱) اما اذا اراد ان يتكلم بكلمة مباحة فجرى على لسانه كلمة الكفر خطا بلا قصد (بزازیہ)(۲)

ان عبارتوں سے صاف معلوم ہو گیا کہ خطا کے معنی یہی ہیں کہ بلا قصد شعور و ادراک کی حالت میں جو کلمہ زبان سے نکل جائے وہ خطا ہے۔ تو صاف ظاہر ہے کہ صاحب واقعہ کا ان الفاظ کفریہ کے ساتھ تکلم کرنا خطا ہے۔ کیونکہ اس کا قصد اس کے خلاف الفاظ مباحہ کہنے کا تھا اور بلا قصد اس کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے۔ اور جب ان الفاظ کا خطاء صادر ہونا ثابت ہو گیا تو اب یہ دیکھنا چاہئے کہ اگر الفاظ کفر خطاء کسی کی زبان سے نکل جائے تو ان کا حکم کیا ہے ؟! اس کے لئے کتب فقہ میں مختلف عبارتیں ملتی ہیں۔

اول یہ کہ الفاظ کفریہ کا خطاً زبان سے نکل جانا موجب کفر نہیں۔ رجل قال عبدالعزيز عبدالخالق عبدالغفار عبدالرحمن بالحاق الكاف في اخر الاسم قالوا ان قصد ذلك يكفر وان جرىٰ على لسانه من غير قصد او كان جاهلا لا يكفر و على من سمع ذلك منه ان يعلمه الصواب (قاضی خان) (۳) الخاطئ اذا جرى على لسانه كلمة الكفر خطاءً بان كان يريد ان يتكلم بما ليس بكفر فجرى على لسانه كلمة الكفر خطاءً لم يكن ذلك كفراً عندنا لكل كذا في العالمگيرية نقلاً عن الخانيه (۴)

(۲) دوسرے یہ کہ الفاظ کفریہ کا خطاءً تکلم اگرچہ دیانۃً بالاتفاق موجب کفر نہیں مگر قضاءً تصدیق نہ کی جائے گی۔ اما اذا اراد ان يتكلم بكلمة مباحة فجرى على لسانه كلمة الكفر خطاءً و العياذ بالله لا يكفر لكن القاضي لا يصدقه على ذلك (بزازيه) بدليل ما مر جوابه من انه اذا اراد ان يتكلم بكلمة مباحة فجرى على لسانه كلمة الكفر خطاءً بلا قصد لا يصدقه القاضي وان كان لا يكفر فيما بينه وبين الله تعالىٰ فتامل ذلك اه (رد المحتار)(۵)۔ اگر کہا جائے ممکن ہے کہ قاضی خاں کی دونوں عبارتیں صرف حکم دیانت بتاتی ہوں۔ کیونکہ بزازیہ اور ردالمحتار کی عبارتوں میں بھی حکم دیانت یہی بتایا گیا ہے کہ کافر نہیں ہو گا لیکن اس کے بعد حکم قضا یہ بتایا کہ قاضی تصدیق نہ کرے اور حکم قضاء کی قاضی خاں کی عبارتوں میں نفی نہیں۔ بلکہ وہ حکم قضا سے ساکت ہیں۔ اس کے متعلق گذارش ہے کہ ہاں بے شک یہ احتمال ہے۔ لیکن اول تو مفتی کا منصب صرف یہ ہے کہ وہ حکم دیانت بتائے اس لئے صورت مسئولہ میں مفتی کو یہی فتویٰ دینا لازم ہے کہ قائل مرتد نہیں ہوا۔ دوم یہ بھی دیکھنا ہے کہ جب کہ شرائط صحت ردۃ میں طوع و اختیار بھی داخل ہے اور بے اختیاری میں ردۃ معتبر نہیں ہوتی تو یہ عدم اعتبار صرف مفتی کے اعتبار سے ہوتا ہے یا قاضی بھی غیر اختیاری ردۃ کو معتبر نہیں سمجھتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بے اختیاری کے اسباب اگر ظاہر ہوں تو اس میں مفتی اور قاضی دونوں بے اختیاری کو تسلیم کرتے اور ردۃ کو غیر معتبر قرار دیتے ہیں۔

۱۔ قاضی خان علی ہامش ھندیہ: ۳/ ۵۷۷
۲۔ بزازیہ علی ہامش ھندیہ ۶: ۳۲۱ ماجدیہ
۳۔ قاضی خان علی ہامش ھندیہ ۳ ۵۷۶ ماجدیہ
۴۔ ھندیہ: ۲/ ۲۷۶ ماجدیہ
ردالشامیۃ: ۴/ ۲۲۹ سعید

جیسے کہ جنون معروف یا سکر ثابت عند القاضی یا طفولیت مشاہدہ وغیرہ۔

پس صورت مسئولہ میں اگر اس کی حالت بے خودی و بے اختیاری کو اور لوگوں نے بھی محسوس کیا ہے جب تو ظاہر ہے کہ قاضی کو بھی اس کا اعتبار کرنا پڑے گا ورنہ زیادہ سے زیادہ قاضی کو صاحب واقعہ سے اس کی حالت بے خودی و بے اختیاری کے متعلق قسم لینے کا حق ہوگا۔

(۳) سوم یہ کہ اگر قاضی کے سامنے یہ واقعہ اس طرح جاتا کہ اس شخص نے فلاں لفظ کفریہ کا تکلم کیا ہے اور پھر یہ شخص قاضی کے سامنے عذر بے اختیاری پیش کرتا۔ ضرور تھا کہ قاضی اس سے بے اختیاری کا ثبوت مانگتا اور صرف اس کے کہنے سے حکم ردۃ کو اس پر سے مرتفع نہ کرتا۔ لیکن یہاں یہ واقعہ نہیں ہے بلکہ قاضی کے سامنے اس قائل کا بیان جائے گا تو اس طرح جائے گا کہ میں نے بحالت بے خودی و بے اختیاری کہ زبان قابو میں نہ تھی یہ الفاظ کہے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں یہ الفاظ بایں حیثیت کہ بے خودی اور بے اختیاری سے سرزد ہوئے ہوں موجب کفر نہیں ہیں۔

(۴) چہارم یہ کہ ردۃ حقوق اللہ خالصۃ میں سے ہے اور اگرچہ بعد ثبوت ردۃ بعض عباد کے حقوق متعلق ہو جاتے ہیں، لیکن نفس ثبوت و اثبات ردۃ میں دخل نہیں بلکہ بعد ثبوت ردۃ مترتب ہوتے ہیں۔ جیسا کہ بزازیہ میں اس کی تصریح ہے،(۱) پس اس متکلم کے دعوی خطا کرنے سے کوئی حق عبد زائل نہیں ہوتا۔ اس لئے قاضی کو اس کی تصدیق کرنی ہی راجح ہے جیسا کہ حدیث الخطاء من شدة الفرح اور (۲) حدیث واللہ لئن قدر اللہ علی (۳) اور محتضر کے کلمات کفریہ کا اعتبار نہ کرنے سے ثابت ہوتا ہے۔(۴) اس کے بعد یہ بات باقی رہی کہ آیا صاحب واقعہ کی اس قول میں کہ ان الفاظ کا صدور بے اختیاری سے ہوا تصدیق کی جائے گی یا نہیں؟ اس کا جواب ضمناً تو آچکا لیکن زیادہ وضاحت کی غرض سے عرض کیا جاتا ہے کہ اگر اسی کلام میں متعدد وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو تو مفتی اسی ایک وجہ کو اختیار کرے جس سے حکم کفر عائد نہ ہو۔ کیونکہ جہت اسلام راجح ہے،(۵) اور مسلمان کے ساتھ حسن ظن لازم ہے۔(۶) یہ دوسری بات ہے کہ اگر مفتی کی تاویل فی الواقع صحیح نہ ہوگی تو اس کا فتوی قائل کو حقیقی کفر سے نہیں بچا سکے گا۔(۷)

صورت مسئولہ میں جب کہ قائل خود اپنے کلمہ کفر سے ڈرنا، پریشان ہونا اور پھر تدارک کے خیال سے درود شریف پڑھنا اور اس میں بے اختیاری سے غلطی کرنا اور پھر اس پر افسوس کرنا اور رونا بیان کرتا ہے تو اس بدگمانی کی کوئی وجہ نہیں کہ اس نے یہ لفظ کفریہ اپنے ارادے اور اختیار سے کہے ہے یہ خیال کہ جب اسے معلوم تھا

۱۔ وبخلاف الارتداد، لانه معنى لا حق يعود من الآدمي (بزازیہ علی هامش هندیہ ماجدیہ: ۶/ ۳۲۲)
۲۔ مسلم شریف ۲/ ۳۵۵ قدیمی
۳۔ بخاری شریف ۲/ [illegible] قدیمی کتب خانہ
۴۔ وما ظهر منه من كلمات كفرية يعتبر في حقه ويعامل معاملة موتى المسلمين (التنویر مع الدر ۲/ ۱۹۲، ایچ ایم سعید)
۵۔ اذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر ووجه واحد يمنع فعلى المفتي ان يميل الى ذلك (عالمگیری ۲/ ۲۸۳)
۶۔ عن ابن عباس في قوله تعالى: يايها الذين آمنوا اجتنبوا كثيرا من الظن قال نهى الله المؤمن ان يظن بالمؤمن سوءا (تفسیر الدر المنثور ۶/ ۹۱ بیروت)
۷۔ فمن قضيت له بحق مسلم فانما هي قطعة من النار فليأخذها او ليتركها (بخاری شریف ۲/ ۱۰۶۴) جیسے کہ قضاء حقیقت واقعہ کے مطابق نہ ہو تو مسلم

کہ میری زبان قابو میں نہیں تو سکوت کرنا چاہتا تھا لیکن اس نے سکوت نہ کیا اور کلمہ کفر زبان سے نکلا۔ تو وہ قصداً کلمہ کفر کے ساتھ تکلم کرنا صحیح نہیں۔ کیونکہ اس نے قصد اور درود شریف صحیح پڑھنے کا کیا تھا مگر تلفظ کے وقت زبان سے دوسرے لفظ نکلے پھر قصد کیا کہ صحیح پڑھوں۔ قصد اصلاح والتدارک سے، فصل نہیں ہو سکتا۔ پس ممکن ہے اور اقرب الی القیاس یہی ہے کہ اس کے دل پر کوئی ایسی حالت طاری ہوئی جس کی وجہ سے اس کے جوارح کے افعال مختل ہو گئے۔ خود اس کے بیان میں موجود ہے کہ بیداری کے بعد بھی بدن میں بے حسی اور اثر ناطاقتی بدستور تھا۔ اس لئے مفتی کے ذمہ صورت واقعہ میں لازم ہے کہ اس طرح فتویٰ دے کہ جب صاحب واقعہ نے اپنے اختیار و ارادہ سے الفاظ مذکورہ نہیں کہے ہیں تو وہ بالاتفاق مرتد نہیں ہوا۔ اور چونکہ ان الفاظ کا اس کی زبان سے صدور خطاءً ہوا ہے اور اس صورت میں اتفاقاً کفر عائد نہیں ہوتا۔ جیسا کہ قاضی خاں کی عبارت سے معلوم ہو چکا۔ اس لئے اس کو تجدید نکاح یا تجدید ایمان کا حکم بھی نہیں کیا جائے گا۔ احتیاطاً تجدید کر لینا مبحث سے خارج ہے۔ اس کی منکوحہ قطعاً اس کے نکاح میں ہے اور اس سے ہرگز دوسرا نکاح جائز نہیں۔(۱) اور اگر اس کی یہ حالت بے خودی و بے اختیاری معروف ہو جب تو حکم قضاءً و دیانۃً میں کوئی فرق ہی نہیں۔ اگر یہ حالت معروف نہ ہو تاہم وجوہ مذکورہ بالا قضاءً بھی بلا قسم یا زیادہ سے زیادہ قسم کے ساتھ تصدیق کی جائے گی۔

کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ مورخہ ۳۰ جمادی الاخری ۱۳۳۶ھ

اسلام قبول کرنے سے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۲ جون ۱۹۲۷ء)

(سوال) بعد اسلام قبول کر لینے کے مشرک مرتد کا کیا حکم ہے۔ کیا اس کی مشرکیت و مرتدیت معاف ہو جاتی ہے؟

(جواب ٤٤) الاسلام یھدم ما کان قبلہ (۲) یعنی اسلام قبول کرنے سے پہلے کے تمام گناہ اسلام لانے سے معاف ہو جاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

کسی دنیاوی غرض سے کفر اختیار کرنا

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص کسی ضرورت کی وجہ سے مذہب اسلام ترک کرتا ہے لیکن حقیقت میں اس نے اسلام کو ترک نہیں کیا ہے۔ صرف اپنی غرض کو حاصل کرنے کے لئے اس نے ایسا کیا ہے۔ ارکان اسلام پر عامل ہے۔

(جواب ٤٥) ترک اسلام اور اجراء کلمہ کفر یا کوئی عمل کفر کرنا حالت اضطرار میں جب کہ جان کا خطرہ ہو جائز ہو جاتا ہے(۳) اس کے سوا کسی حالت میں جائز نہیں۔ پس اگر اس شخص مذکور نے کسی اضطراری حالت میں ایسا کیا ہے اور قلب میں ایمان و ایقان بدستور ہے تو وہ خدا کے نزدیک مسلمان ہے۔ واللہ اعلم۔(۴) محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

---

[۱] النوع الخامس المحرمة لحق الغیر کمنکوحة الغیر و معتدته (تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق: ۲/ ۱۰۱ طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

[۲] مسلم شریف ۱/ ۷۶۔

[۳، ۴] (ومن کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان" (النحل: ۱۰۶)

پانچواں باب
اہل کتاب

کیا موجودہ زمانے کے یہود و نصاریٰ اہل کتاب ہیں؟

یہود و نصاریٰ کا ذبیحہ اور ان سے نکاح کا حکم؟

(سوال) (۱) موجودہ زمانہ کے یہود اور نصاریٰ اہل کتاب ہیں یا نہیں؟

(۲) یہود اور نصاریٰ کے ذبیحہ کو مسلمان کھا سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) یہود اور نصاریٰ کی عورتوں سے بغیر اسلام پیش کئے اور بغیر اسلام کی قبولیت ان سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔

المستفتی۔ نمبر ۱۲۹۷ مولوی سید امداد اللہ صاحب (جالندھر) ۱۳ رجب ۱۳۵۶ھ م ۱۹ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۹) (۱) موجودہ زمانہ کے یہود و نصاریٰ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر اور توراۃ یا انجیل کو آسمانی کتاب مانتے ہوں، اہل کتاب ہیں، اگرچہ حثیت کے قائل ہوں۔(۱)

ہاں جو دہریہ عقیدہ رکھتے ہوں یعنی نبوت و رسالت کے ہی قائل نہ ہوں اور نہ آسمانی کتاب پر ایمان رکھتے ہوں وہ اہل کتاب نہیں۔(۲)

(۲) یہود و نصاریٰ جو دین موسوی یا دین عیسوی کے معتقد ہوں، ان کا ذبیحہ حلال ہے۔(۳)

(۳) یہود و نصاریٰ جو دین موسوی یا دین عیسوی کے قائل ہوں ایسی یہودیہ یا نصرانیہ سے مسلمان شادی کر سکتا ہے۔ عرض اسلام کرنا جواز نکاح کے لئے لازم نہیں۔(۴) محمد کفایت اللہ غفرلہ

یہود و نصاریٰ کے ذلیل اور لعنتی ہونے کا مطلب۔

(سوال) قرآن کریم کی تصریحات مثلاً **غیر المغضوب علیہم** اور **ضربت علیہم الذلۃ الخ** و دیگر آیات بینات اور مفسرین و علمائے سلف و خلف کی تصریحات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہودی دنیا میں بھی ذلیل و ملعون رہیں گے۔ مگر عرب کے موجودہ حالت و شواہد سے بظاہر اس کے خلاف معاملہ نظر آتا ہے۔ چونکہ کلام الٰہی اپنی جگہ کامل و مکمل ہے، اس کی تعلیمات و احکام کی سچائی و پختگی پر ہمارا ایمان ہے، اس لئے لازمی طور پر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم اس کا مطلب سمجھنے میں غلطی کر رہے ہیں۔ یا اس کی کوئی دوسری توجیہ ہو سکتی ہے؟

المستفتی۔ نمبر ۲۸۱۵ مولوی محمد عبد المعز۔ نوشہرہ ضلع پشاور

---

(۱) وصح نکاح کتابیه وان کره تنزیها (مومنة بنبی) مرسل (مقرة بکتاب) منزل و ان اعتقدوا المسیح الها. (الدر مع التنویر ۳: ۴۵ قدیمی)

(۲) "الکتابی عند الحنفیة من یومن بنبی ویقر بکتاب" (القاموس الفقہی: ۱۶ بیروت)

(۳) "وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم." روی عن ابن عباس، وابی الدرداء والحسن، ومجاهد، وابراهیم، والسدی انه ذبائحهم، لان ذبائحهم من طعامهم (احکام القرآن للجصاص ۲: ۳۲۲ بیروت)

(۴) "والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم" (المائدة ۵)

(جواب ٤٧) یہود کی ذلت سے مراد ان کی باطنی اور عقیدے کی ذلت ہے۔ اسی پر غضب خداوندی کے وہ مستحق ہیں۔ ظاہر ہے کہ دنیوی غربت و مسکنت موجب غضب خداوندی نہیں ہو سکتی۔ ورنہ دنیوی حیثیت سے تو وہ حضور ﷺ کے زمانہ میں بھی بڑے تاجر، بڑے مالدار اور اپنی اپنی بستیوں میں صاحب امر تھے۔ پھر ان کے مغضوب علیہم اور ذلیل ہونے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کوئی شبہ نہیں ہوا۔ کیونکہ ان کی باطنی ذلت تمام اہل عقل اور اہل حق کے نزدیک مسلم تھی(۱) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔**

قرآن کریم کی آیت ”ولتجد نهم اقربهم مودةً للذين اٰمنوا الذين قالوا : انا نصارٰى “ کا کیا مطلب ہے ؟

لتجدن اشدالناس عداوة للذين اٰمنوا اليهود والذين اشركوا . ولتجدن اقربهم مودة للذين اٰمنو ا الذين قالوا انا نصارى الخ ۔ اس آیہ کریمہ کا کیا مطلب ہے ؟

المستفتی۔ نمبر ۲۵۳۳ محمد ضیاء الحق متعلم مدرسہ امینیہ دہلی مورخہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ م ۱۶ اگست ۱۹۳۹ء

(جواب ٤٨) آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ یہود اور مشرکین کو تم مسلمانوں کا سخت دشمن پاؤ گے۔ اور نصاریٰ مسلمانوں کے ساتھ محبت میں قریب تر ہوں گے مگر وہ نصاریٰ مراد ہیں جو اپنے مذہب پر قائم اور دنیا کی محبت اور جاہ و مال کی رغبت سے بے نیاز ہیں۔(۲) موجودہ نصاریٰ تو نام کے نصاریٰ ہیں۔ یہ تو در حقیقت نصرانیت کے قائل بھی نہیں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آج یہ نام کے نصاریٰ مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔**

موجودہ توریت یا انجیل کی کسی آیت پر بغیر تصدیق کے اعتراض کرنا۔

(از اخبار الجمعیۃ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۵ء)

(سوال) (۱) کیا موجودہ عیسائی و یہودی اہل کتاب کہلائے جانے کے مستحق ہیں ؟

(۲) کیا موجودہ انجیل یا توریت کی کسی آیت پر ہم کو بغیر تصدیق اعتراض کرنے کا حق حاصل ہے ؟

(جواب ٤٩) (۱) وہ یہودی جو توریت کو مانتے ہوں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہوں، اور وہ عیسائی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کو مانتے ہوں اہل کتاب کہلانے کے مستحق ہیں(۳)

(۲) چونکہ موجودہ توریت اور انجیل تحریف شدہ ہیں اس لئے ان کے احکام پر وثوق نہیں اگر ان میں کوئی ایسی

---

(۱) اما الغضب فهو ارادته انزال العقاب المستحق بهم ، ولعنهم، وبراءته منهم،(تفسیر مجمع البیان ۲/ ۳۰ بیروت)

(۲) اما النصارى فانهم في اكثر الامر معرضون عن الدنيا مقبلون على العبادة و ترك طلب الرياسة و التكبر والترفع (التفسیر الکبیر للرازی ۱۲/ ۶۶، دار الکتب العلمیہ تہران)

(۳) واعلم من اعتقد دیناً سماویاً وله کتاب منزل فهو من اهل الكتاب(ردالمحتار ۳/ ۴۵ سعید)

بات ہو جو اصول دین کے خلاف ہو تو اس پر ہمیں اعتراض کرنے کا حق ہے مثلاً کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے یا یوسف نجار کے بیٹے تھے۔ دیگر فروعی مسائل میں کوئی مسئلہ اسلامی احکام کے خلاف ہو تو ہمیں ان کی نہ تصدیق کرنی چاہئے نہ تکذیب۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

---

(۱) وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال رسول اللہ ﷺ لاتصدقوا اہل الکتاب ولا تکذبوہم، وقولوا آمنا باللہ وما انزل الینا (بخاری شریف ۲: ۱۰۹۳ قدیمی کتب خانہ)

چھٹا باب
متفرق مسائل

جنگلی لوگوں کو مسلمان کرنا۔

(سوال) پہاڑ میں ایک قوم ہے جس کو اس ملک میں کارو کہتے ہیں، جنگلی ہیں۔ ان کی نہ کوئی ذات ہے نہ انسانیت ہے۔ اگر وہ مسلمان ہونے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں تو ان کو مسلمان کر سکتے ہیں یا نہیں، خوراک ان سب کی حلال و حرام سب ہے، حتیٰ کہ کتا تک کھاتے ہیں۔ اس ملک کے عالم لوگ کراہت کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں کیا حکم ہے مسلمان کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی۔ نمبر ۲۱۸۴ جناب قسمت اللہ صاحب ۱۳ ذی قعدہ ۱۳۵۶ھ م ۱۶ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۰) ان کو ضرور مسلمان کر لینا چاہئے۔ ان کو اسلامی تعلیم دے کر انسان بنانا اور حرام اشیاء ترک کرنا چاہئے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

جس کتاب سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہوں اس کو ممنوع قرار دینے کے لئے کوشش کرنا باعث اجر و ثواب ہے۔

(سوال) کتاب "ستیارتھ پرکاش" کا چودھواں باب ملاحظہ فرمائیں کیا یہ اسلام پر بدترین حملہ ہے یا نہیں؟ اور کیا اس سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر کوئی مسلمان اس کتاب کی مخالفت کرے اور سزا پائے تو وہ مستحق اجر و ثواب ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۷۸۴۔ مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۴۲ء

(جواب ۵۱) "ستیارتھ پرکاش" میں دوسرے مذاہب کے خلاف جو تنقید کی گئی ہے وہ علمی حدود سے قطعاً باہر ہے۔ وہ تو بدزبانی، پھکڑ بازی، بہتان تراشی، تہمت طرازی، تمسخر و استہزاء، تبدیل و تحریف کا معجون مرکب ہے۔ دل آزار اور اشتعال انگیز ہونے میں محتاج کسی دلیل و ثبوت کی نہیں ہے۔ اس کو ممنوع الاشاعت قرار دینے کے لئے جس قدر جد و جہد کی جائے حق بجانب ہے۔ جو مسلمان اور دوسرے مذاہب والے اس میں سعی کریں گے وہ انسانیت، تہذیب و شرافت کی خدمت کریں گے۔ اور مذہبی حیثیت سے مسلمان انبیاء علیہم السلام کی توقیر و تکریم کی حفاظت کا اجر و ثواب پائیں گے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

فاسق و فاجر شخص کے مسجد میں آنے کو ناپسند کرنا کیسا ہے؟

(السوال) ایک ہندو شرعی طریق پر اسلام لانے کے بعد پھر بھی ہندوؤں سے تعلقات اور میل جول رکھتا ہے اور انہیں کے ہمسایہ میں رہتا ہے۔ اور ایک عورت کے ساتھ زنا میں مبتلا ہے۔ بعض مسلمان اس کا

۱۔ ثم اعلم اذا كان المنكر حراما، وجب الزجر عنه (مرقات باب الامر بالمعروف: ۹/ ۳۲۹ امدادیہ)

مسجد میں آنا پسند نہیں کرتے۔

المستفتی۔ نمبر ۲۰۳۴ منشی سید الطاف حسین (ضلع گنور) ۱۲ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۷ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۲) اس کو نماز کی ترغیب دینا اور مسجد میں بلانا جائز ہے۔(۱) اور ترک زنا کی نصیحت بھی کرنا چاہئے۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

سیاسی اختلاف کی وجہ سے کسی کو کافر کہنا مسلمان کہلانے کیلئے زبان سے اقرار ضروری ہے۔

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) (۱) سیاسی اختلاف کی بناء پر کسی شخص کو کافر کہا جا سکتا ہے؟۔ مثلاً زید مہاتما گاندھی کے خیال کا آدمی ہے۔ بکر کہتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کی اکثریت گاندھی کے خلاف ہے اور تو نے ایک کافر کی تقلید کی ہے اس لئے تیرا حشر کافر کے ساتھ ہوگا۔ کیا شرعاً ایسا کہنا جائز ہے؟

(۲) دولڑکے اہل ہنود کے میرے شاگرد ہیں جو ہنوز بلوغ کو نہیں پہنچے ہیں۔ ان کے عقائد بالکل اسلامی ہیں، وحدانیت کے قائل ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ حشر نشر کے قائل ہیں۔ مگر باپ کے خوف سے اسلام کا اظہار نہیں کر سکتے۔ کیا وہ اپنا نام ہندوؤں جیسا قائم رکھ کر بھی مسلمان ہو سکتے ہیں۔ ان کے در پردہ مسلمان ہونے میں شک نہیں، لیکن کیا ان کو مسلمان کہا جا سکتا ہے۔؟

(جواب ۵۳) (۱) سیاسی اختلاف کی بناء پر کسی کو کافر کہہ دینا بہت بڑی غلطی ہے۔ اور گاندھی کے ساتھ اگر کوئی سیاسی پروگرام میں متفق ہو اور اپنا مذہب ہر طرح محفوظ رکھے۔ عقائد میں کسی طرح نقصان نہ آنے دے تو اس میں کوئی شرعی مواخذہ نہیں ہے۔ جو شخص محض سیاسی اختلاف کی وجہ سے کسی کو کافر بتانے لگے اور مسلمان کو کہے کہ تیرا حشر گاندھی کے ساتھ ہوگا۔ اس کو ایمان کی سلامتی کی فکر کرنی چاہئے کہ مسلمانوں کو کافر کہنا بہت سخت بری بات ہے۔(۳)

(۲) جو شخص اسلامی عقائد قبول کرے، یعنی دل سے ان کو حق سمجھے اور زبان سے حقانیت کا اقرار کرے وہ شرعاً مسلمان ہے۔ اگر دل سے حق سمجھنے کے باوجود کسی کے خوف سے زبان سے اعلان و اظہار نہ کرے تو وہ احکام شرعیہ کی رو سے مسلمان نہیں کہلائے گا اور اسلام کے احکام دنیا میں اس پر جاری نہ ہوں گے کیونکہ اجرائے احکام کے لئے سوائے اقرار لسانی کے ہمارے لئے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔(۴) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی**

۔ یہ آدمی مسلمان ہے، اور مسلمان کو نماز کی ترغیب دینا اور مسجد کی طرف بلانا صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن اور کار خیر ہے۔

۲۔ من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ، فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان۔ (مشکوٰۃ ۴۳۶ قرآن محل مولوی مسافر خانہ کراچی)

۳۔ عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ایما رجل قال لاخیہ کافر ... ان معناہ رجع باثم ذلک القول ... رجعت علیہ نقیصتہ ومعصیۃ تکفیرہ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۹/ ۳۷ امدادیہ)

۴۔ ھو تصدیق محمد ﷺ ... ھل ھو فقط او مع الاقرار قولان ... والاقرار شرط لاجراء الاحکام الدنیویۃ (الشامیہ ۴/ ۲۲۰ سعید)

کتاب العقائد

پہلا باب

اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کرنا

(سوال) زید اللہ کو تعظیم کی وجہ سے تم یا آپ کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ جیسے یا اللہ تم نے سچ کہا آپ کا فرمان سچا ہے۔ اس طرح کہنا کیسا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے شرک لازم آتا ہے؟

المستفتی۔ نمبر ۶۸۸ سکریٹری انجمن حفظ الاسلام (ضلع بھروچ) ۷ ر رمضان ۱۳۵۲ھ م ۲۴ دسمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۴) شرک لازم آنا یا گناہ ہونا تو درست نہیں۔ کیونکہ جمع کا صیغہ بطور تعظیم کے استعمال کرنا جائز ہے، خود قرآن مجید میں بہت سے مواقع میں موجود ہے۔ جیسے **وانا له لحافظون**(۱) اور **ولقد نادنا نوح فلنعم المجیبون**(۲)۔ لیکن اردو کے محاورہ کے لحاظ سے واحد کا صیغہ استعمال کرنا اولیٰ اور بہتر ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

جملہ "لا تتحرك ذرة الا باذن الله" پر اعتراض کا جواب۔

(سوال) حدیث شریف میں ہے لاتحرک ذرۃ الا باذن اللہ۔ خدا کے حکم کے سوا ذرہ نہیں ہل سکتا۔ تو جو بندہ سے خطا ہوتی ہے۔ مثلاً شراب، تاڑی پینا، جوا وغیرہ کھیلنا۔ اس کا خلاصہ جواب فرمایئے گا۔

المستفتی۔ نمبر ۱۰۷۳ حاجی محمد علی صاحب (احمد آباد) جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۷ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۵) اذن کے معنی اس عبارت میں ارادے کے ہیں۔ رضامندی اور اجازت کے نہیں ہیں اور مطلب یہ ہے کہ عالم میں کوئی ذرہ اللہ تعالیٰ کسی ذرے کو حرکت دینا چاہے، تو ذرہ حرکت کر سکے گا، اور نہ دینا چاہے تو ذرے کیلئے حرکت کرنا ناممکن ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قوت خالقیت اور ارادی طاقت سے جو چیزیں وجود میں آتی ہیں ان کے ساتھ رضا اور اجازت بھی شامل ہوتی ہے۔ بلکہ افعال و اعمال انسانی سب خدا کے ارادے اور قوت خالقیت سے وجود میں آتے ہیں۔ اچھے اعمال کے ساتھ اس کی رضامندی بھی شامل ہوتی ہے۔ اور برے اعمال سے وہ ناراض اور غضب ناک ہوتا ہے۔ اور ثواب و عذاب کا تعلق رضامندی اور ناراضگی سے ہے نہ ارادے اور خالقیت کے متعلقات سے۔(۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

۱۔ (الحجر ۹)

۲۔ (الصافات: ۷۵)

۳۔ قال الله تعالى: ولا يرضى لعباده الكفر، يعني ان الارادة والمشيئة، والتقدير يتعلق بالكل، والرضاء والمحبة والامر لايتعلق الا بالحسن دون القبيح. (شرح العقائد۔ ۷۶ ط ایچ ایم سعید)

کیا خدا جھوٹ بول سکتا ہے؟

(سوال) آیا خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے یا نہیں۔ وہ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔

ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اگر خدا جھوٹ نہیں بول سکتا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک چیز یعنی جھوٹ پر قدرت حاصل نہیں ہے (نعوذ باللہ)۔ زید کہتا ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ کیا زید پر کفر کا فتویٰ عائد ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۱۳۷۶ الہ رمضان علی صاحب بمبئی نمبر ۸۔ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۱۰ مارچ ۱۹۳۷ء)

(جواب ۵۶) حق تعالیٰ و تقدس نے نہ کبھی جھوٹ بولا ہے نہ بولے گا۔ اور نہ خدا تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ جھوٹ کے ساتھ متصف ہو(۱)۔ لیکن بندے جو جھوٹ بولتے ہیں اس جھوٹ کا خالق وہ ہے کیونکہ بندے کے تمام اعمال و افعال حق تعالیٰ کے مخلوق ہیں۔ اس لحاظ سے کذب بھی خدا تعالیٰ کا مخلوق ہے۔ اور ہر مخلوق مقدور ہے۔ اس لئے کذب بھی مقدور ہے اور اس میں کوئی شبہ اور اہل سنت و جماعت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں اور جھوٹ کو پیدا کرنا اور اس پر قادر ہونا حق تعالیٰ کی تنزیہ و تقدیس میں کوئی نقصان نہیں پیدا کرتا۔ یہ کلام تو کذب عبد سے متعلق تھا اور یہ اصول کہ اللہ تعالیٰ کذب عبد کا خالق اور اس پر قادر ہے۔ بلاشک و شبہ صحیح اور اہل سنت و الجماعۃ کے نزدیک متفق علیہ ہے۔(۲)

دوسری بات یہ ہے کہ جنت و دوزخ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں شامل ہیں اور جنت کو ذریعہ ثواب اور دوزخ کو آلہ عذاب قرار دینا بھی حق تعالیٰ ہی کا کام ہے وہ اس پر قادر ہے کہ وہ اپنی مخلوق سے جو چاہے کام لے اور جو معاملہ چاہے کرے، نیکوں کو دوزخ میں بھیجدے اور بدوں کو جنت میں داخل کردے تو کسی کو اعتراض کا حق نہیں۔ لا یسئل عما یفعل(۳) صرف اس کی شان ہے۔ اور خلف فی الوعید محمود و کرم ہے۔ اس لئے اگر خلف فی الوعید کو کسی نے کذب سے تعبیر کرکے مقدور کہہ دیا تو کوئی جرم نہیں۔ لیکن یہ متفق علیہ ہے۔ خلف فی الوعد مطلقاً اور خلف فی الوعید ایسی صورت سے کہ نقص و عیب کا موجب ہو حضرت حق سے باوجود مقدور ہونے کے صادر ہونا محال ہے مگر یہ استحالہ ذاتی نہیں ہے بلکہ حضرت حق کے صدق وعدے کے لازم ہونے کی بناء پر استحالہ بالغیر ہے۔(۴)

یہ تعبیر کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے مذکورہ بالا تفصیل کی بناء پر فی حد ذاتہ صحیح ہے۔ مگر عام مسلمانوں کو حیرت اور تشویش اور فتنہ میں ڈالنے والی بات ہے اس لئے اس کو عوام کے سامنے ذکر کرنا نہیں چاہئے۔ فقط(۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

۱۔ ان اللہ تعالیٰ منزہ من ان یتصف بصفۃ الکذب، ولیست فی کلامہ شائبۃ الکذب ابداً کما قال اللہ تعالیٰ: ومن اصدق من اللہ قیلاً (المہند علی المفند ص ۵۴، دار اشاعت)

۲۔ دیکھئے (المہند علی المفند ص ۵۵۔ ۶۰ مکتبہ دار اشاعت)

۳۔ (الانبیاء: ۲۳)

۴۔ ان امثال ہذہ الاشیاء مقدور قطعاً لکنہ غیر جائز الوقوع عند اہل السنۃ والجماعۃ من الاشاعرۃ (المہند علی المفند ص ۵۹)

۵۔ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: حدثوا الناس بما یعرفون، اتحبون ان یکذب اللہ ورسولہ (کنز العمال ۱۰/ حدیث نمبر ۲۹۵۰۵ بیروت)

خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے بارے میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بیان اور ابو منصور ماتریدی کے قول کے درمیان تطبیق۔

(السوال) دو قولوں میں سے (باوجودیکہ دونوں قول فقہ کی معتبر کتابوں میں موجود ہیں) کون سا قول صحیح ہے

قول اول (۱) فتاویٰ شامی جلد اول ص ۴۸ میں ہے۔ کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خدا کو ننانوے مرتبہ خواب میں دیکھا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر سویں ۱۰۰ مرتبہ خدا کو خواب میں دیکھوں تو اللہ رب العزت سے وہ عمل پوچھوں گا کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اس کے عذاب سے نجات حاصل ہو۔ پھر مجھ کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوا۔ الخ۔ مطلب یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں سو ۱۰۰ مرتبہ دیکھا۔ چنانچہ در مختار میں بھی مرقوم ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کو سو ۱۰۰ مرتبہ خواب میں دیکھا۔

(۲) قول فتاویٰ قاضی خاں جلد ۴ فصل التسبیح والتسلیم میں لکھا ہے کہ ۔

ولوقال الرجل رأیت الله تعالی فی المنام قال الشیخ رئیس اهل السنة ابو منصور الماتریدی رحمة الله علیه رایت هذا الرجل شر من عابد الوثن

اگر کوئی آدمی کہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا ہے تو اس شخص کے حق میں شیخ رئیس اہل سنت والجماعت ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ شخص بتوں کی پوجا کرنے والوں سے بدتر ہے۔ المستفتی نمبر ۲۴۶۶۔ ۲۳ رمضان ۱۳۵۷ھ م ۱۷ نومبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۷) اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھنا انسان کا غیر اختیاری امر ہے۔ سینکڑوں آدمی یہ خواب دیکھتے ہیں کہ انہوں نے خدائے تعالیٰ کو دیکھا اور اس خواب کو بیان کرنا شریعت نے ناجائز اور ممنوع قرار نہیں دیا۔ سید المرسلین ﷺ نے فرمایا۔ رأیت ربی فی احسن صورة الخ رواه الدارمی والترمذی کذا فی المشکوة۔ وفی المرقاة الظاهر ان هذا الحدیث مستند الی رؤیا راها صلی الله علیه وسلم۔(۱)

پس حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو ننانوے مرتبہ یا سو مرتبہ خواب میں دیکھا ہے،(۲) شرعی قواعد کے بموجب محل اعتراض نہیں بلکہ درست اور صحیح ہے۔

فتاویٰ قاضی خاں نے شیخ ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کا جو قول نقل کیا ہے اس کو ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے مرقاۃ کتاب الرؤیا میں نقل کر کے بتایا ہے کہ کسی شخص کا اپنے خواب کو بیان کرنا موجب کفر نہیں ہو سکتا،(۳) پس شیخ ابو منصور رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے معنی یہی ہیں کہ اگر کوئی ذات خداوندی کو خواب میں دیکھنا بیان

---

(۱) (سنن دارمی ۲ / ۰ ط قدیمی کتب خانہ) ترمذی میں یہ حدیث نہیں ملی۔ (مرقاۃ المفاتیح ۲ / ۹۰ ط مکتبہ امدادیہ ملتان)

۲۔ ان الامام رضی الله تعالی عنه قال رأیت رب العزة فی المنام تسعا وتسعین مرة قال فرأیته سبحانه وتعالی (الشامیه ۱ / ۵۱ سعید)

۳۔ لان کثیرا من الناس یرونه سبحانه تعالی فی المنام، فلا ینبغی ان یفتی بمجرد قوله انه رأى الله تعالی بکفره کما قاله بعض علمائنا (مرقاة ۹ / ۲۹ مکتبه امدادیه ملتان)

کرے یعنی یہ دعویٰ کرے کہ میں نے جس کو خواب میں دیکھا ہے وہی حقیقۃ ذات احدیت ہے تو وہ عابد وثن سے زیادہ برا ہے، کیونکہ خواب میں دیکھی ہوئی چیز خیالی صورت ہوتی ہے نہ کہ اصل ذات و حقیقت۔ پس امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی صحیح ہے اور امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی اس معنی کے اعتبار سے صحیح ہے اور دونوں میں تعارض نہیں۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

”خدا عالم الغیب نہیں ہے“ کا عقیدہ رکھنے والے کا حکم .

(سوال) اگر کسی شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ خدا عالم الغیب نہیں آیا ایسے شخص کا اسلام باقی رہتا ہے یا نہیں اس کا اس کی بیوی سے نکاح باقی رہتا ہے یا نہیں۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے ؟

المستفتی نمبر ۲۵۸۵ مولوی محمد یوسف فقیر دہلوی ۴ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ ۱۳ اپریل ۱۹۴۰ء

(جواب ۵۸) یہ لفظ مبہم ہے۔ اس قائل سے اس کا مطلب دریافت کرنا لازم ہے، اس کے بعد کوئی حکم دیا جاسکتا ہے۔ یہ تعبیر تو اس کی نصوص کے خلاف ہے۔ قرآن مجید میں حق تعالیٰ کی صفات عالم الغیب والشہادہ اور علام الغیوب فرمایا گیا ہے، لہذا یہ قول تو گمراہی اور جہالت ہے مگر قائل کی تکفیر اس کے بیان سے پہلے نہیں کی جاسکتی۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف مجازاً بھول کی نسبت کرنا بھی سخت بے ادبی اور گستاخی ہے .

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک شخص نے ”اخبار ترجمان سرحد“ مورخہ ۳۱ جنوری سن ۱۹۲۸ء میں ایک نظم شائع کی ہے جس کا ایک شعر یہ ہے :۔

سرائے دہر میں وہ ہستی فضول ہوں میں ☆ کہ گویا صانع قدرت کی ایک بھول ہوں میں

مصرع ثانی میں صانع قدرت کی طرف جو بھول کی نسبت کی گئی ہے آیا یہ جائز ہے ؟

(جواب ۵۹) دوسرے مصرع میں صانع قدرت کی طرف بھول کو منسوب کرنا بے شک خلاف ادب اور سخت جرات اور گستاخی ہے۔ اگرچہ لفظ گویا نے اس نسبت کو اپنے اصل مفہوم سے ہلکا کر دیا ہے جس کی وجہ سے قائل تکفیر سے بچ سکتا ہے، مگر پھر بھی ایسا عنوان اور تعبیر جائز نہیں ہو سکتا اسے توبہ کرنی چاہئے اور آئندہ ایسی بے احتیاطی اور بے ادبی سے احتراز کرنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

(۱) اللہ تعالیٰ کو اس وقت سے خالق کہتے ہیں جب کہ اس نے کچھ پیدا کیا .

(۲) اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے مگر جھوٹ بولتا نہیں“ کے قائل کا حکم .

(۳) اللہ تعالیٰ موجود ہونے میں مخلوق کا محتاج نہیں .

۱۔ واعلم انه لایفتی بکفر مسلم أمکن حمل کلامه علی محمل حسن (تنویر الابصار مع شرحه : ۴/ ۲۲۹ سعید)

(۴) لفظ "اللہ" اسم ذات ہے

(۵) جو اعتقاد اوپر درج ہیں یہ صحیح ہیں یا غلط؟

(السوال) (۱) زید کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ میں خلق کرنے کی قوت و قدرت ہمیشہ سے موجود ہے لیکن اس کو خالق اس وقت سے کہتے ہیں جب کہ اس نے کچھ پیدا کیا۔ جب تک کچھ پیدا نہیں کیا تھا، اس وقت اس کو خالق نہیں کہہ سکتے۔

(السوال) (۲) زید کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے لیکن بعض باتیں ایسی ہیں کہ جن کو وہ نہیں کرتا۔ مثلاً یہ کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا، مگر یہ بات اس کی قدرت سے خارج نہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اسی بناء پر ایسا نہ کہیں لیکن حقیقت یہی ہے۔

(سوال) (۳) زید کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ اگر مخلوق کو پیدا نہ کرتا خواہ کسی قسم کی ہو یعنی اس کی ذات کے سوا کچھ بھی نہ ہوتا تو سجدہ کرنے والے میں وہ محتاج رہتا۔ بغیر دوسری ذات کے پیدا کئے اس کو سجدہ کون کرتا۔

(سوال) (٤) زید کہتا ہے کہ اللہ اسم ذات ہے۔ اسم صفت نہیں ہے۔

(سوال) جو اعتقاد اوپر درج ہیں یہ صحیح ہے یا غلط؟

(جواب ۶۰) (۱) یہ صحیح ہے کہ حضرت حق جل شانہ میں قدرت خلق ازلاً ابداً موجود تھی اور ہے اور رہے گی اور وہ ہمیشہ سے اس قدرت خلق کی بناء پر خالق ہے۔ ہاں اس صفت کا تعلق مخلوقات کے ساتھ اسی وقت ہو جب مخلوق پیدا ہوئی۔ پس صفت خلق قدیم ہے اور تعلق صفت بالخلق حادث ہے۔ ان تعلقات کے حدوث سے نفس صفت کی قدرت پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور خالق کا اطلاق اس معنی سے کہ صفت خلق اس میں موجود تھی قبل تعلق کے بھی ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے اس میں کچھ خرابی نہیں ہے۔(۱)

(۲) ہزاروں چیزیں ایسی ہیں کہ خدا ان پر قادر ہے مگر کرتا نہیں ہے۔ مثلاً وہ قادر ہے کہ ہر شخص کے سامنے ہر وقت سونے کا پہاڑ پیدا کر دے، چاندی کے درخت اُگا دے (وغیرہ) مگر کرتا نہیں اور جھوٹ بولنے کا وقوع محال ہے نہ کبھی جھوٹ بولا ہے نہ بولے گا، نہ جھوٹ بولنا شان الوہیت کے لائق ہے۔(۲) امکان کذب کا مشہور مسئلہ در حقیقت خلف فی الوعید کی طرف راجع ہے جو علمائے متبحرین ہی سمجھ سکتے ہیں۔

(۳) سجدہ کرنے والے کو اگر خدا پیدا نہ کرتا تو سجدے کا وقوع نہ ہوتا، مگر خدائی الوہیت میں اس کی وجہ سے کوئی کمی یا نقصان نہیں آسکتا تھا۔(۳) پس یہ کہنا کہ خدا اپنے لئے سجدہ کرانے میں مخلوق کا محتاج تھا، ایک غلط تعبیر ہے جس سے نافہم لوگ دھوکے میں پڑ سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات تمام احتیاجات سے پاک اور منزہ ہے۔(۴)

(۴) یہ صحیح ہے کہ اللہ اسم ذات ہے اسم صفت نہیں ہے۔

(۵) ان خیالات کے اصول صحیح ہیں، تعبیرات میں احتیاط کی جائے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

۱۔ ان الله تعالى موصوف بانه الرب قبل ان يوجد مربوب. وموصوف بانه خالق قبل ان يوجد المخلوق (شرح العقيدة الطحاوية: ۸۰ المكتب الاسلامي الطبعة الثانية)

۲۔ ان الله منزه من ان يتصف بصفة الكذب، وليست في كلامه شائبة الكذب أبدا، كما قال الله تعالى: "ومن اصدق من الله قيلا" (المهند على المفند: ۵۴ / دارالاشاعت)

۳۔ عن ابی ذر عن النبي ﷺ يا عبادي لو ان اولكم و آخركم، وانسكم وجنكم على افجر قلب رجل واحد منكم ما نقص ذلك من ملكي شيئا (مسلم شریف ۲ / ۳۱۹ قدیمی کتب خانہ) ۴۔ الله الصمد (الاخلاص ۲)

دوسرا باب

انبیاء علیہم السلام

حیات انبیاء علیہم السلام

(سوال) انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں یا نہیں ؟

(جواب ۶۱) انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین اپنی قبور میں زندہ ہیں، مگر ان کی زندگی دنیاوی زندگی نہیں ہے۔ بلکہ برزخی اور تمام دوسرے لوگوں کی زندگی سے ممتاز ہے۔(۱) اسی طرح شہداء کی زندگی بھی برزخی ہے اور انبیاء کی زندگی سے نیچے درجے کی ہے۔ دنیا کے اعتبار سے تو وہ سب اموات میں داخل ہیں۔ انك ميت و انهم ميتون اس کی صریح دلیل ہے۔　　　　محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

آنحضرت ﷺ کا بشر ہونا اسلام کا قطعی مسئلہ ہے.

(السوال) ایک شخص جناب رسول اللہ ﷺ کو سید الانبیاء والرسل مانتے ہوئے کہتا ہے کہ آپ ﷺ کو بشر کہنا جائز ہے۔ اور اس میں کوئی ترک ادب نہیں ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے اور حدیث ترمذی رحمۃ اللہ علیہ میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول ہے کہ كان رسول الله صلى الله عليه وسلم بشرا من البشر يخصف نعله ويفلي ثوبه نیز سیرت کی کتب (مواہب لدنیہ۔ شرح مواہب زرقانی وغیرہ) اور بزرگوں کے کلام مثلاً قصیدہ بردہ میں ہے فمبلغ العلم فيه انه بشر،

المستفتی نمبر ۳۰ مولانا کریم بخش ایم اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور ۹ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۶۲) آنحضرت ﷺ کا بشر ہونا قطعی ہے قطعیات سے ثابت ہے حضرت حق جل مجدہ نے حضور ﷺ کو حکم دیا کہ اپنی بشریت کا اعلان و تبلیغ فرما دیں۔ قل انما انا بشر مثلكم يوحى الي الآیہ(۲) اس اعلان و تبلیغ کی ضرورت یہ تھی کہ حضور ﷺ کی حقیقت بشریت کا امت کو علم ہو جائے اور وہ عیسائیوں کی طرح آپ کو الوہیت میں داخل کر دینے کی غلطی اور گمراہی میں مبتلا نہ ہوں۔ اور یہ کہ کفار کے اس قول کا صریح رد ہو جائے جو کہتے تھے ما انزل الله على بشر من شيء(۳) اور ان کی اس غلطی کا بھی ازالہ ہو جائے جو بشریت کو نبوت سے

۱۔ ما من احد یسلم علیّ الا رد الله علی روحی حتی ارد علیه السلام (ابوداؤد ۱/ ۲۷۹ ایچ ایم سعید)
عن اوس بن اوس قال قال رسول الله ﷺ ان من افضل ایامکم یوم الجمعة فیه خلق آدم وفیه قبض وفیه النفخة وفیه الصعقة فاکثروا علی من الصلوة فیه فان صلوتکم معروضة علی قال قالوا یا رسول الله وکیف تعرض صلاتنا علیک وقد ارمت قال یقولون بلیت فقال ان الله حرم علی الارض اجساد الانبیاء (ابوداؤد ۱/ ۱۵۰، ایچ ایم سعید)
حضرت انس سے صحیح سند کے ساتھ منقول ہے "الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون" شفاء السقام ۱۲۴، حیات الانبیاء للبیهقی (تقریر تسکین الصدور ۲۲۰ مکتبہ صفدریہ)

۲۔ (حم السجدہ ۶)

۳۔ (الانعام ۹۱)

منافی قرار دیتے تھے اور انبیاء علیہم السلام کی نبوت کا انکار کرتے [illegible] تھے اور [illegible] ۔ قالت لہم رسلہم ان نحن الا بشر مثلکم ولکن اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ [illegible] [illegible] میں [illegible] [illegible] ہیں بازاروں میں آمدورفت رکھتے ہیں [illegible] [illegible] چیزوں کا بھی [illegible] [illegible] جو رسول سمجھے تھے وہ کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی آتے جاتے تھے۔ غرض [illegible] تو کفار کا عقیدہ اور خیال تھا کہ رسول اور نبی کو بشر نہ ہونا چاہیے۔ [illegible] [illegible] حضور ﷺ کو قل انما انا بشر مثلکم [illegible] فرمایا گیا۔ پس حضور ﷺ کی بشریت کا منکر قرآن کی نص کا منکر اور حضرت حق اور انبیاء علیہم السلام اور خود حضور ﷺ کی تعلیم کا منکر اور مخالف ہے۔

رہی یہ بات کہ [illegible] جائے کہ گویا اہانت [illegible] حضور ﷺ [illegible] حضور ﷺ کو بشر کہنا نہیں چاہئے تو یہ قول بھی غلط ہے کیونکہ احادیث میں بکثرت [illegible] علیہم اجمعین نے حضور ﷺ کو بشر [illegible] اور [illegible] نہ خلاف ادب سمجھا نہ کسی نے اس پر اعتراض کیا بلکہ بشر کہنے سے منع کرنے میں [illegible] کفار کے عقیدہ کی جھلک ہے جو بشریت کو نبی [illegible] کے خلاف سمجھتے تھے۔ ہمارا تو یہ فرض ہے کہ ہم بطور تحدیث بالنعمۃ کے اس کا اعلان کریں کہ حضرت حق جل مجدہ نے نوع بشر پر یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے اپنی پیغمبرانہ [illegible] کی اعلیٰ ترین خدمت اور نبوت و رسالت کے افضل ترین منصب سے بشر کو نوازا اور تمام [illegible] سے ایک بشر (نبی کریم [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم) کو چن کر اپنا حبیب بنایا اور تمام مخلوق پر ان کو فضیلت دی۔ ہذا ہو الحق الذی لا محیص عنہ

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ مدرسہ امینیہ دہلی۔

(۱) ایسی باتیں جن سے عوام کا عقیدہ خراب ہونے کا اندیشہ ہو بیان نہیں کرنا چاہیے۔
(۲) آیت "فتکونا من الظالمین" کا ظاہری معنی مراد لینا سوء ادب النبی ہے یا نہیں؟

سوال: زید نے دوران وعظ میں قصہ [illegible] [illegible] کی طرف نسبت [illegible]

۱۔ ابراہیم [illegible]
۲۔ ابراہیم [illegible]
۳۔ وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انہم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق (الفرقان ۲۰)
۴۔ (حم السجدۃ ۶)
۵۔ [illegible] (۳۴۴ [illegible])

واصل المعاصی ثلثة اشیاء الکبر والحسد والحرص الخ۔ غرض جس میں تکبر کا موجد ابلیس، حسد کا قابیل، اور حرص کی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کی طرف کی۔ پس واعظ اس قول میں صادق ہے یا کاذب نیز فتکونا من الظلمین کا ظاہر معنی ارادہ کرنا سبب کفر ہے یا نہیں؟ یہ واعظ کو مرتد کہنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۸۱ [illegible] عزیز الرحمن (ضلع پشاور) ۲۷ محرم ۱۳۵۳ھ م ۱۲ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۶۳) واعظ نے جو عبارت نقل کی اور جو معنی اس کے بیان کئے وہ قابل تاویل ہیں اس لئے واعظ پر ارتداد کا حکم کرنا درست نہیں ہے۔ (۱) ہاں اس کو اس قسم کی عبارت عوام کے ساتھ بیان نہیں کرنی چاہئے جس سے عوام کے عقیدے خراب ہونے کا اندیشہ ہو۔ اور انبیاء علیہم السلام کی طرف معصیت کی نسبت کرنے کا احتمال ہو۔ (۲) آیت کریمہ میں ظالمین کا لفظ اپنے معنی میں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم باوجود یاد ہونے کے بقصد نافرمانی اس درخت کے قریب جاؤ گے (یعنی اس میں سے کھاؤ گے) تو تم ظالم ہو جاؤ گے۔ اور یہ بالکل صحیح ہے۔ لیکن حضرت آدم علیہ السلام نے شجرہ ممنوعہ کو قصداً نہیں کھایا بلکہ ممانعت کو بھول گئے اور بلا قصد بھول کر ان سے فعل ممنوع سرزد ہوا۔ قرآن مجید میں ہے ۔ ولقد عھدنا الی ادم من قبل فنسی ولم نجد له عزما(۳) اس لئے حضرت آدم علیہ السلام ظالم نہیں ہوئے۔ موقوف تھا بالقصد نافرمانی اور وہ پائی نہیں گئی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

آنحضرت ﷺ کی شان میں بے ادبی کرنے والا یا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان لگانے والا کافر ہے، ایسے گستاخ سے اظہار ناراضگی نہ کرنے والا بھی کافر ہے.

(سوال) ایک مولوی بنام زید اور چند مسلمان ناخواندہ اس کے ہمراہ ایک پادری مذہب عیسوی کے ہاں نشست و برخاست ایک وقت معین پر رکھتے ہیں اور خورد و نوش اکل و شرب میں پادری صاحب کے ہمراہ ہوتے ہیں۔ یعنی پان، چائے وغیرہ وغیرہ پادری صاحب کے ہاں کا کھانا کھاتے ہیں۔ اور گفتگو میں یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ وہ حضرت سرور کائنات ﷺ کی شان میں بے ادبی کرتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں افک و بہتان لگاتا ہے اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا و زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں لفظ گستاخانہ کہتا ہے۔ دوسرے مسلمان اس مولوی کو کہتے ہیں کہ پادری کے یہاں اکل و شرب نہ کرنا چاہئے تو جواب یہ دیتا ہے کہ کچھ حرج نہیں۔ اس سے ہمارے ایمان میں کچھ فرق نہیں آتا۔ اگر فرق آتا تو ہمیں قرآن و حدیث سے ثبوت دو۔ لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس مولوی کے ایمان میں کچھ خلل آیا یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔؟

(جواب ۶۴) جناب رسالت پناہ روحی فداہ ﷺ کی یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں

۱۔ اذا کان فی المسئلة وجوہ توجب الکفر ووجه یمنعه ، فعلی المفتی ان یمیل الی ذلك الوجه (هندیه ۲ : ۲۸۳ ماجدیه)
۲. لکن الاولی ان لایقرأ بالعربیة صیانة لدینهم . (الدر مع الرد ، ۱ : ۵۴۱ سعید)

۳. طه : ۱۱۵

گستاخی کرنے والا(۱) یا کسی گستاخی کرنے والے سے ناراض نہ ہونے والا کافر ہے(۲) فقہاء رحمہم اللہ تعالی اجمعین متفق ہیں کہ نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے۔ وکل مسلم ارتد فتوبتہ مقبولۃ الا الکافر بسب نبی من الانبیاء فانہ یقتل حدا ولا تقبل توبتہ مطلقا ولو سب اللہ تعالی قبلت لانہ حق اللہ تعالی والاول حق عبد لایزول بالتوبۃ وکذا لو ابغضہ بالقلب فتح واشباہ وفی فتاوی المصنف ویجب الحاق الاستہزاء والاستخفاف بہ لتعلق حقہ ایضا انتہی مختصرا (در مختار ص ۳۱۹ ج ۳)۔

پس جو شخص کسی آدمی کے فعل پر خواہ وہ عیسائی ہو یا اور کوئی اظہار ناراضی نہ کرے یا امر کو دل سے برا سمجھ کر اس جگہ سے اٹھ نہ جائے، بے شک وہ بھی کافر ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز درست نہیں۔(۳) رہا صرف کھانا پینا تو وہ عیسائی کے مکان کا بشرطیکہ کسی ناپاک یا حرام چیز کی آمیزش کا گمان غالب نہ ہو درست ہے۔

ہندو کا نبی علیہ السلام کی توہین کرنے کے بعد معافی طلب کرنا.

(سوال) ایک بنگالی ہندو راؤ بہادر اور تعلقدار سرکاری وکیل نے ایک ایسے موقع پر جہاں کثرت سے اشخاص جمع تھے مسلمانوں سے آپس کی گفتگو میں ایک دل آزار جملہ شان رسول کریم ﷺ میں استعمال کیا۔ یعنی یوں کہا کہ (نعوذ باللہ) محمد ﷺ نے اپنی والدہ سے شادی کر لی تھی۔ جس پر مقامی مسلمانوں نے مقدمہ دائر کیا اور اس کے خلاف سارے برما میں جذبات نفرت بھڑک اٹھے۔ بالآخر وکیل مذکور حسب ذیل تحریری معافی نامہ دینا چاہتا ہے جس کا عدالت میں باقاعدہ ریکارڈ رہے۔ اخباروں میں اس کو شائع کرانے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ ساتھ ہی اس کی قوم کے معزز اور باثر حضرات یہاں تک کہتے ہیں کہ اگر اس معافی نامہ پر اکتفا نہ ہو تو ہم پبلک میں آکر اپنی تمام قوم کی طرف سے معافی مانگنے پر تیار ہیں۔ تو کیا شخص مذکور کا معافی نامہ جو مندرجہ ذیل ہے شرعاً و مصلحتاً قابل قبول و جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ عدالت میں خطرہ ہے کہ باوجود زر صرف ہونے کے کامیابی نہ بھی ہو۔ علاوہ ازیں یہ بھی خطرہ ہے کہ دو قوموں میں منافرت کی بنیاد قائم ہو۔ ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ اس قسم کا معافی نامہ منظور نہ ہو تو جیسا منظور کیا جائے دے دوں معافی نامہ حسب ذیل ہے:۔

"میں اپنے ان دل آزار الفاظ کو جو پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفی ﷺ کی شان قدس میں استعمال کئے ہیں واپس لیتا ہوں اور ان پر اظہار افسوس و ندامت کرتے ہوئے معافی کا طالب ہوں۔ اور آئندہ کے لئے وعدہ کرتا ہوں کہ اس قسم کے الفاظ ہرگز استعمال نہیں کروں گا۔ نیز ان دل آزار الفاظ سے تمام مسلمانوں، بالخصوص مسلمانان شویبو کو جو صدمہ پہنچا ہے اس کے متعلق بھی دلی رنج و افسوس کو ظاہر کرتے ہوئے مسلمانان شویبو

۱۔ ولا شک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا (شامیہ ۴ ۲۳۳ سعید)
۲۔ ان الرضا بکفر الغیر یکون کفرا (منحۃ الخالق علی البحر الرائق ۵ ۱۳۴ بیروت)
۳۔ ردالمحتار ۴ ۲۳۱
۴۔ اذا انکر امرا معلوما من الدین بالضرورۃ فہو یکفر، ولو بکرہ ورضی بہ واستحسنہ کان کافرا (مرقاۃ المفاتیح ۹ ۳۲۸ امدادیہ ملتان)

و پورا اطمینان دلاتا ہوں کہ آپ کو وہاں سے ساتھ [illegible] تو پہلے [illegible] رہے گا اور میں اپنی طرف سے اخبارات میں اپنی معافی نامہ شائع کرا دوں گا۔"

ارشاد ہو مصلحت قبول [illegible] جائز ہے تو یہ شخص جو یوں کہتا ہے کہ ایسے شخص سے معافی نہیں کیونکہ یہ حق عام بھی ہے اور جو حق عام ہوتا ہے وہ حقوق اللہ میں سے ہوتا ہے اور حقوق اللہ سے معافی [illegible] معاف نہیں ہو سکتے ہیں۔ نیز [illegible] معاف [illegible] مسلمان [illegible] قول معتبر ہے یا نہیں؟ [illegible] نہیں تو [illegible] مقدمہ [illegible] خوشی ہو چکے [illegible] دیں گے۔

[illegible] مستقیم نہیں کہ [illegible] مسلمان [illegible] تسلیم کرتے [illegible] معافی نامہ [illegible] حکومت [illegible] مقدمہ کو ضروری سمجھنا [illegible] مداخلت کو جائز قرار دیتا ہے یا نہیں؟

جواب ۶۵) آنحضرت ﷺ کی ذات مقدسہ کے متعلق کوئی بے ادبی مسلمان برداشت نہیں کر سکتے۔ سوال میں جو [illegible] منقول ہیں وہ تاریخی حیثیت سے بالکل غلط اور افتراء ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ [illegible] کوئی شبہ نہیں۔ اس قسم کے واقعات میں کسی محبت رسول سے [illegible] کوئی حرکت ہو جائے تو وہ خارج از بحث ہے مگر شرعی قانون کے [illegible] ملک میں شرعی قانون تو نافذ نہیں اور موجودہ حکومت کا قانون وہ سزا جاری نہیں کرتا جو شرعی سزا ہے۔ [illegible] غیر شرعی سزا کو جاری کرانے کی سعی مسلمانوں کی طرف سے منشائے شریعت پورا کرانے کی غرض سے تو ہو [illegible] البتہ اس جہت سے واجب ہے (۱) کہ اس قسم کی جسارت کا آئندہ کے لئے سدباب ہو جائے۔ حدود الہیہ میں تغیر و تبدل کسی طرح ممکن نہیں۔ اور کسی تبدیل شدہ سزا کو حد شرعی کی وقعت دینا یا حد شرعی کی احکام [illegible] درست نہیں۔ پس موجودہ قانونی مؤاخذہ [illegible] قانونی [illegible] وقعت دی جا سکتی ہے۔ [illegible] مسلمان [illegible] اظہار افسوس و ندامت [illegible] جتناب [illegible] مقدمہ کو آگے [illegible] زیادہ مفید سمجھیں تو [illegible] مقدمے [illegible] صورت میں ضروری ہے کہ امور ذیل کا لحاظ رکھا جائے:۔

(۱) معافی نامہ کے الفاظ یہ ہوں کہ:۔

"میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی طرف جو واقعہ منسوب کیا تھا کہ انہوں نے (نعوذ باللہ) اپنی والدہ سے شادی کر لی تھی یہ واقعہ سراسر غلط اور جھوٹ ہے اور میں نے اس

---

(۱) من رأى منكم منكراً فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه فإن لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الإيمان (مسلم [illegible] الإيمان [illegible] كتاب [illegible])

نسبت کرنے میں سخت غلطی کا ارتکاب کیا تھا۔ میں اپنی اس غلطی پر افسوس کرتا ہوں اور سخت نادم ہوں۔ میں پختہ وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ آنحضرت ﷺ کی شان اقدس میں کوئی بے ادبی کا کلمہ استعمال نہ کروں گا۔ مجھے اس کا بھی رنج ہے کہ میری اس غلطی سے تمام مسلمانوں کو عموماً اور مسلمانان شوبہ کو خصوصاً صدمہ پہنچا۔ میں ان کو اطمینان دلاتا ہوں کہ آئندہ وہ مجھے اپنا ایک دوست اور مخلص پائیں گے اور اس قسم کی شکایت کا ہرگز کوئی موقعہ پیدا نہ ہوگا۔"

(۴) یہ بیان عدالت میں داخل کرکے مقدمہ ختم کیا جائے اور اس کو وکیل مذکور کی طرف سے اخبارات میں شائع کرایا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرسہ امینیہ دہلی ۵ رجب ۱۳۵۰ھ م ۱۶ نومبر ۱۹۳۱ء

الجواب صحیح۔ حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔

(۱) آنحضرت ﷺ ازروئے تخلیق نور ہیں یا بشر؟
(۲) کیا آپ ﷺ کی بعض دعائیں قبول نہیں کی گئیں؟
(۳) آپ ﷺ کا دنیوی امور میں امت کو اختیار دینے کا مطلب۔

(سوال) (۱) زید کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ماں باپ سے پیدا ہوئے۔ عمرو کہتا ہے کہ اللہ کے نور سے پیدا ہوئے۔

(۲) زید کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول ہوتی تھی اور بعض دعا نہیں ہوتی تھی۔

(۳) رسول اللہ ﷺ نے دنیوی کام میں امت کو اختیار دیا ہے۔

(۴) کیا آپ ﷺ طبعی موت سے وفات پاگئے؟

(۵) رسول اللہ ﷺ اپنی طبعی موت سے وفات پاگئے۔ عمرو انکار کرتا ہے۔

المستفتی نمبر ۵۵ مولوی محمد یوسف صاحب ٹونک ۲۰ جمادی الآخری ۱۳۵۱ھ م ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۲ء

(جواب ۶۶) (۱) حضور انور ﷺ عورت اور مرد سے پیدا ہوئے۔ آپ حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ کے فرزند تھے اور حضرت عبدالمطلب کے پوتے تھے عربی اور قریشی تھے۔[1] انسان تھے۔[2]

(۲) آپ ﷺ کی بعض دعائیں قبول نہیں ہوئیں مثلاً آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی تھی کہ میری امت آپس میں جنگ و جدال اور قتل و قتال سے باز رہے۔ یہ دعا قبول نہیں ہوئی۔[3]

---

[1] عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال جاء العباس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکأنہ سمع شیئا فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر فقال من انا؟ فقالوا انت رسول اللہ، قال انا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب (ترمذی شریف ۲/ ۲۰۱ ط ایچ ایم سعید)

[2] انما انا بشر مثلکم یوحی الی

[3] عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] وانی سالت ربی لامتی ان لا یھلکھا بسنۃ عامۃ وان لا یسلط عدوا [illegible] حتی یکون بعضھم یھلک بعضا ویسبی بعضھم بعضا۔ (مسلم ۲/ ۳۹۰ قدیمی کتب خانہ)

(۳) جو امور کہ خاص دنیوی حیثیت رکھتے ہیں اور شریعت سے کسی طرح ٹکراتے نہیں ان میں امت کو تخییر ہے کہ جو چاہے اپنے لئے پسند کرے۔(۱)

(۴) حضور ﷺ نے اپنی عمر پوری کر کے وفات پائی اور آپ کی وفات کو موت سے تعبیر کرنا صحیح ہے۔ قرآن مجید میں ہے **افان مات او قتل** اور **انك ميت وانهم ميتون**.(۲)

اللہ کے نور سے پیدا ہونے کا یہ مطلب تو کسی کے نزدیک بھی صحیح نہیں کہ آپ کی بشریت مع اپنے لوازم جسمانیت وغیرہ کے نور سے پیدا ہوئی تھی۔ اور نہ آپ کی حیات کا یہ مطلب ہے کہ آپ پر موت طبعی وارد نہیں ہوئی ہے اور جیسے آپ ﷺ زندہ تھے اسی طرح اب بھی زندہ ہیں۔ کہ یہ بات صریح البطلان ہے۔ واللہ اعلم

(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

الجواب صحیح۔ حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔ خدا بخش عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔ سعید الدین عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔ عبدالغفور عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔ انظار حسین عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔

حضور اکرم ﷺ کے سایہ کی تحقیق

(سوال) حضور اکرم ﷺ کا سایہ دن کی روشنی میں اور رات کی چاندنی میں ہوتا تھا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۔ مولانا کریم بخش ایم۔ اے۔ پروفیسر عربی گورنمنٹ کالج لاہور۔ ۲۱ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ م ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۶۷) اگرچہ بہت سے ارباب سیر نے حضور ﷺ کے معجزات اور خصائص میں اس کا ذکر کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا سایہ دھوپ اور چاندنی میں زمین پر نہ پڑتا تھا۔ مگر ان سب اقوال کا مدار دو روایتوں پر ہے۔ ایک ذکوان کی روایت ہے جو حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے نوادر الاصول کی طرف منسوب کی جاتی ہے جیسا کہ شیخ عبدالحق نور اللہ مرقدہ نے مدارج النبوۃ میں اور جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص کبری میں اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شفاء میں اس حدیث کو بحوالہ نوادر ذکر کیا ہے۔ مدارج کی عبارت یہ ہے۔ ونبود مر آنحضرت ﷺ را سایہ نہ در آفتاب ونہ در قمر (**رواہ الحکیم الترمذی عن ذکوان فی نوادر الاصول**)(۴) اور خصائص کبری کی عبارت یہ ہے۔ **اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ ﷺ لم یکن یری لہ ظل فی شمس ولا قمر**(۵) شرح شفاء علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت یہ ہے **وھذا معنی**

۱۔ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر بقوم یلقحون فقال لو لم تفعلوا لصلح، قال فخرج شیصا فمر بہم فقال ما لنخلکم قالوا قلت کذا وکذا قال انتم اعلم بامر دنیاکم (مسلم ۲: ۲۶۴)

وفی شرحہ قال العلماء قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من رای ای فی امر الدنیا و معایشہا لا علی التشریع، فما قالہ باجتہادہ صلی اللہ علیہ وسلم ورآہ شرعا یجب العمل بہ (مسلم مع شرحہ للنووی ۲: ۲۶۴)

۲۔ (الزمر: ۳۰)

۳۔ آپ ﷺ کی موت کا وقوع تو یقینی اور قطعی ہے لیکن موت، موت میں فرق ہے، جیسا کہ آیت میں موت سے [illegible] دلالت کر رہا ہے۔

۴۔ مدارج النبوۃ ۱: ۲۱ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ الخصائص الکبری ۱: ۶۸ حیدر آباد دکن

مافی النوادر و لفظها لم یکن له ظل فی شمس ولا قمر (۱) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کی کتاب میں حدیث ذکوان کی سند اس طرح ذکر کی ہے۔ ذکره الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول عن عبدالرحمن بن قیس وهو مطعون عن عبدالملک بن عبدالله بن الولید وهو مجهول عن ذکوان من انه کان لاظل لشخصه فی شمس ولا قمر اس سے معلوم ہوا کہ ذکوان کی روایت میں ایک راوی مطعون اور دوسرا مجہول ہے۔

دوسری روایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے جس کو خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شفاء میں کتاب الوفا فی فضائل المصطفیٰ سے نقل کیا ہے۔ خفاجی کی عبارت یہ ہے ۔ وهذا رواه صاحب الوفاء عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما قال لم یکن لرسول الله صلی الله علیه وسلم ظل ولم یقم مع شمس الا غلب ضوءه ضوئها ولا مع سراج الا غلب ضوءه ضوءه.( )

اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شرح شمائل میں اس روایت کو ذکر کیا ہے۔ عبارت یہ ہے ۔
وفی حدیث ابن عباس رضی الله تعالی عنه قال لم یکن لرسول الله صلی الله علیه وسلم ظل ولم یقم مع شمس الا غلب ضوءه ضوء الشمس ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوءه ضوء السراج. ذکره ابن الجوزی انتهی (۲) اس روایت کی سند معلوم نہ ہو سکی۔ اور نہ کتاب الوفاء دستیاب ہوئی۔ ان دو روایتوں کے علاوہ اور کسی روایت کا پتہ نہیں۔ اکثر کتابوں میں تو صرف اس کو ابن سبع سے نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ جیسے کہ نزہۃ الناظرین میں ہے ۔ ومن خصائصه ما ذکره ابن سبع اور انوار محمدیہ میں ہے۔ قال ابن سبع کان صلی الله علیه وسلم نورا فکان اذا مشی بالشمس او القمر لا یظهر له ظل انتهی (۳) اس بارے میں یہ بات غور طلب ہے کہ اگر دھوپ اور چاندنی میں اور چراغ کی روشنی میں حضور ﷺ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا تو یہ بات عام طور پر اور مخالف کے مشاہدے میں رات دن آتی رہتی اور اس کثرت وقوع کے ساتھ نقل ہوتی کہ حد تواتر کو پہنچ جاتی اور حدیث کی کوئی کتاب اس روایت سے خالی نہ ہوتی اور دوسرے تمام معجزات سے ظہور و ثبوت میں اول نمبر پر ہوتی۔ بخلاف اس کے اس کا سوائے مذکورہ دو روایتوں کے (جن میں سے ایک سند میں مطعون و مجہول راوی ہیں (۱) اور دوسری کی سند بھی معلوم نہیں) کی روایت میں حدیث کی کتابوں میں ذکر بھی نہیں۔ اور یہ بات اس کی قوت صحت میں شبہ ڈالنے کے لئے کافی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۱۔ جمع الوسائل فی شرح الشمائل لملا علی القاری ۱ / ۲۷۶ ادارة تالیفات اشرفیه ملتان
۲۔ [illegible] لیس حدیثه بشیء، حدیثه حدیث ضعیف (الکامل فی ضعفاء الرجال. ۴ / ۲۹۱ دار الفکر)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ دنیا میں آنے کا منکر گمراہ ہے

(السوال) اگر کوئی مسلمان یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں [illegible] تشریف لانے کا ثبوت نہیں تو وہ مسلمان غلطی پر ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۵ مولوی عبدالرحیم صاحب [illegible] ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ م ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۶۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ دنیا میں آنا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے جو شخص ان صحیح حدیثوں کو نہ مانے وہ گمراہ ہے۔ [illegible] تشریف [illegible] ہے [illegible] الخ

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

آپ ﷺ کو عالم الغیب سمجھنا درست نہیں
(۲) حیات النبی ﷺ ثابت ہے یا نہیں؟
(۳) زیارت قبور و ایصال ثواب کرنا ضروری ہے؟
(۴) کرامات اولیاء کا قائل ہونا چاہئے یا نہیں؟

(السوال) ایک مسلمان کو [illegible] سرور کائنات رسالت مآب ﷺ پر علم غیب کے مسئلے میں ایمان لانا ضروری ہے یا نہیں؟ [illegible] علم غیب تھا یا نہیں حضور ﷺ حیات النبی ﷺ ہیں یا نہیں۔ ہر ایک مسلمان کو زیارت قبور و فاتحہ [illegible] ایصال ثواب کے لئے کرنا لازمی ہے یا نہیں۔ و نیز [illegible] کرامات کا قائل ہونا چاہئے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۱ [illegible] ۲۶ شوال ۱۳۵۲ھ م ۱۱ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۶۹) آنحضرت ﷺ کو حضرت حق جل شانہ نے تمام مخلوق سے زیادہ علم عطا فرمایا تھا اور بہت سے غیب کا علم بھی دیا تھا، لیکن باوجود اس کے حضور اکرم ﷺ کو عالم الغیب کہنا، سمجھنا درست نہیں۔ کیونکہ عالم الغیب ہونا صرف حضرت حق تعالیٰ کی مخصوص صفت ہے۔ کوئی نبی، رسول، فرشتہ اس صفت میں باری تعالیٰ کا شریک نہیں، وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمها الا ھو۔(۲)

(۲) انبیاء علیہم السلام کو حضرت حق تعالیٰ نے ایک مخصوص اور ممتاز حیات عطا فرمائی ہے جو شہداء کی حیات سے [illegible] اور شہداء کو بھی [illegible] حیات عطا فرمائی ہے جو دیگر کی حیات سے امتیاز رکھتی ہے۔ مگر یہ زندگیاں دنیاوی زندگی سے علیحدہ ہیں [illegible] زندگی کے [illegible] پائے نہیں جاتے۔(۳)

(۳) زیارت قبور [illegible] ایصال ثواب بھی جائز ہے لیکن نہ زیارت لازم اور فرض ہے نہ ایصال ثواب ضروری ہے۔ یہ سب مستحبات میں داخل ہیں۔

۱۔ حدیث شریف [illegible] ۳۹۰ قدیمی کتب خانہ
۲۔ الانعام ۵۹
۳۔ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون (شفاء السقام ۱۴۳ بحوالہ تسکین الصدور ۲۲۰ مکتبہ صفدریہ)
فزوروا القبور فانها تذکرکم الموت (مسلم ۳۱۴)

(۲) اولیاء اللہ سے کرامت ظاہر ہونا حق ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے کسی خاص بندے سے کوئی ایسا کام کرادیتا ہے یا اس کے ہاتھ سے کوئی ایسی بات ظاہر کرادیتا ہے جو عادت کے خلاف ہوتی ہے اس میں اس شخص کے اپنے اختیار و دخل نہیں ہوتا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تمام مشہور کرامتیں درست اور صحیح ہیں جو لوگوں نے گھڑ گھڑ کر اولیاء کی طرف منسوب کر رکھی ہیں۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

کیاہندوستان میں پیغمبر آئے ہیں؟

(سوال) زید کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کرشن جی کا ایک ہی درجہ ہے۔ کرشن جی بھی نبی اور وید بھی الہامی کتاب ہے ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبر گذرے مگر کلام الٰہی میں چند رسولوں کے نام ہیں۔ بقیہ کرشن جی وغیرہ تھے۔ رسول کریم ﷺ کے کس قول کے مطابق زید کا خیال ہے کرشن جی ہندوستان میں نہیں ہوئے ہیں۔ علماء کے نزدیک تمام پیغمبر عرب و شام میں ہوئے مگر نہیں ہر جگہ پیغمبر ہوئے ہیں۔ اس میں ہندوستان بھی ہے یہاں بھی ہوئے۔ ہر قوم میں پیغمبر ہوئے (کیا ہندوستان میں بھی ؟) آیت قرآنی کے موافق یعنی خدا نے ہر قوم میں نبی بھیجے اس کا کیا مطلب ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو برا کہتا ہے۔

بکر کہتا ہے کہ وید الہامی کتاب نہیں، صرف چار کتابیں جو مشہور ہیں وہی کتاب الٰہی ہیں کرشن جی نبی نہیں تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کرشن جی برابر نہیں ہو سکتے۔ ہندوستان میں کسی نبی کے آنے کا پتہ شریعت یا کسی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا علمائے متقدمین سے نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں۔ براہ کرم مطلع فرمائیے کہ زید کے اقوال صحیح ہیں یا بکر کے؟

المستفتی نمبر ۳۱۴ عبدالحکیم لکھنوی (کھیری لکھیم پور) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۱۷ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۷۰) یہ قول غلط ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کرشن جی کا ایک درجہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت و بزرگی قرآن مجید اور احادیث سے ثابت ہے۔(۲) کرشن جی کی نبوت و بزرگی کا کوئی پختہ ثبوت موجود نہیں، پھر دونوں برابر کس طرح ہو سکتے ہیں۔ کرشن جی کو نبی کہنا بے دلیل اور بے ثبوت ہے۔ وید کا الہامی کتاب ہونا بے ثبوت ہے۔ ہاں نبی اور رسول بہت ہوئے ہیں اور سب کے نام قرآن مجید یا حدیثوں میں نہیں آئے صرف تھوڑے سے پیغمبروں اور رسولوں کے نام آئے ہیں(۳) مگر جس شخص کو نبی کہا جائے اس کی نبوت کا ثبوت بھی تو درکار ہے اور کرشن جی کی نبوت کا کوئی ثبوت موجود نہیں اس لئے ان کو نبی کہنا غلط ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر کرشن جی کی تعلیم صحیح تھی اور ان کے افعال انبیاء علیہم السلام کے افعال کی طرح جادۂ نبوت کے موافق تھے تو ممکن ہے کہ وہ نبی ہوں لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ نبی تھے۔ ایسا کوئی قول

---

(۱) وكرامات الاولياء حق وكرامته ظهور أمر خارق للعادة من قبله من قبله غير مقارن للدعوى النبوه (شرح العقائد ۱۲۲ ایچ ایم سعید)

(۲) قال انی عبدالله اتانی الکتب وجعلنی نبیا، وجعلنی مبارکا این ما کنت (مریم: ۳۰)

(۳) ولقد ارسلنا رسلاً من قبلك منهم من قصصنا عليك ومنهم من لم نقصص عليك (المؤمن: ۷۸)

آنحضرت ﷺ کا ہماری نظر میں نہیں جس سے کرشن جی کی نبوت ثابت ہو سکتی ہو۔ یہ ممکن ہے کہ کوئی نبی ہندوستان میں مبعوث ہوئے ہوں لیکن ان کے نام اور حالات معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ہم اپنی طرف سے کسی خاص شخص کو نبی نہیں بتا سکتے۔ ہاں ہر قوم میں ہادی کا آنا آیت سے ثابت ہے۔(۱) لیکن اس کا بھی یہ مطلب نہیں کہ ہر قوم کے کسی خاص شخص کو ہم نبی سمجھنے لگیں۔ دیکھو نمبر ۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو برا کہنے والے کا ایمان سلامت نہیں رہ سکتا، کیونکہ کسی نبی کی توہین موجب کفر ہے

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

انبیاء اور اولیاء پر شیطان کا تسلط، واستیلاء ہو سکتا ہے یا نہیں؟ استمداد بغیر اللہ کا حکم.

(السوال) نبی اور رسول پر ارواح خبیثہ کا تسلط ہو سکتا ہے یا نہیں۔ نیز اگر کسی غیر اللہ سے مدد طلب کی جائے تو وہ امداد دے سکتے ہیں یا نہیں۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ سے مدد مانگنے سے مل جاتی ہے۔

المستفتی نمبر ۳۸۹ سراج الدین دہلی۔ ۱۸ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ م ۳۰ اگست ۱۹۳۴ء

(جواب ۷۱) انبیائے کرام اور اولیاء پر شیطان کا تسلط اور استیلاء نہیں ہو سکتا۔ ان عبادی لیس لك علیهم سلطان (۲) لیکن اس تسلط سے یہ مطلب ہے کہ شیاطین ان کو راہ حق سے منحرف کرنے پر قابو نہیں پا سکتے۔(۳)

ہاں سحر کے بعض اقسام کا اثر وہ بھی جسمانی اذیت کی حد تک نبیوں پر ہونا ممکن ہے جیسے کہ زہر یا دوسری موذیات جسمانی کا اثر ہونا ممکن نہیں ہے۔(۴)

غیر اللہ کو کسی کی امداد کرنے کی قدرت نہیں اس لئے غیر اللہ سے استمداد بھی ناجائز ہے۔ اذا سألت فاسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) رسول اللہ ﷺ کا بول براز پاک تھا یا نہیں؟
(۲) حضور ﷺ کے سر مبارک میں جوئیں پڑتی تھیں یا نہیں ابوداؤد کی روایت "تفلی راسہ" کا کیا مطلب ہے؟

(السوال)(۱) حضور ﷺ کا پیشاب، پاخانہ پاک تھا یا نجس؟

(۲) حضور ﷺ کے سر مبارک میں جوئیں پڑتی تھیں یا نہیں؟ اگر نہیں پڑتی تھیں تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے جو ابوداؤد میں اس طرح ہے تفلی راسہ اور اس کے حاشیے کا کیا مطلب ہے جو اس طرح ہے ای تفتش القمل من راسه و تخرج و تقتله . بینوا توجروا۔

۱۔ وان من امة الا خلا فيها نذير (فاطر : ۲۴) اخذتهم ، فكيف كان عقاب . (الرعد : ۳۲)
۲۔ بنی اسرائیل : ۶۵
۳۔ ان عبادی المخلصین لیس لك علیهم تسلط بالاغواء لانهم فی حفظی وامانی ، صفوة التفاسیر ۲ : ۱۶۲ [illegible] بیروت
۴۔ عن عائشة قالت سحر رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى انه يخيل اليه انه فعل الشيء وما فعله (بخاری ۲ : ۸۵۸ قدیمی کتب خانہ)
۵۔ ترمذی ۲ : ۷۸ ایچ ایم سعید

المستفتی نمبر ۵۸۷ شیر محمد خان (دہلی) ۲ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ م یکم ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۲) شوافع میں بعض علمائے محققین نے آنحضرت ﷺ کے بول وبراز کی طہارت کا حکم کیا ہے اور علمائے حنفیہ نے اس کو نقل کر کے اس کے ساتھ اپنی موافقت بیان کی ہے۔(۱) اور بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وصحابیات کے اس واقعہ سے کہ انہوں نے حضور ﷺ کا پیشاب نادانستگی میں پی لیا تھا مگر حضور ﷺ نے خبر پاکر ان کو دعا دی اور انکار نہیں فرمایا، طہارت پر استدلال کیا ہے۔(۲)

اکثر علمائے سیر نے تصریح کی ہے کہ حضور ﷺ کے سر مبارک میں جوں نہیں پڑتی تھی، اور اس میں کوئی تعجب اور انکار کی وجہ بھی نہیں۔ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث اس کے خلاف پر دلالت بھی نہیں کرتی۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ گو حضور ﷺ کے سر میں جوں پیدا نہیں ہوتی تھی مگر دوسروں کے بدن یا کپڑے کی جوں رینگ کر چڑھ جاتی ہو اور وہ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ لگ جاتی تھی اور وہ پکڑ کر مار دیتی تھی۔ اس کے علاوہ حدیث کے الفاظ صرف تفلی راسہ ہیں جس کے معنی صرف جوں کو تلاش کرنے کے ہیں اور محشی کا قول و تخرج و تقتله محتاج دلیل ہے۔(۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

(۱) کیا آنحضرت ﷺ خدا کے نور میں سے ہیں؟
(۲) اشعار مذکورہ کا ترک ضروری ہے۔

(سوال) (۱) کیا یہ صحیح ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے نور سے نکلے۔ یعنی حضور ﷺ کا نور خدا تعالیٰ کے نور سے نکلا ہے یا خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت ﷺ کا نور پیدا کیا ہے

(۲) مندرجہ ذیل شعر پڑھنا یا مسجد میں لگانا درست ہے یا نہیں؟

خدا کے نور سے پیدا ہوئے ہیں پانچوں تن — محمد است و علی فاطمہ حسین و حسن
جس نوں پنج تن نال پیار ناہیں — اوہ دے کلمے دا اعتبار ناہیں

المستفتی نمبر ۹۱۳ شیخ ظہور الدین (ہوشیارپور) ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۱۲ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۷۳) آنحضرت ﷺ کے نور کو اللہ تعالیٰ کے نور کا حصہ یا جزو سمجھنا درست نہیں کیونکہ حضور انور ﷺ کی قرآنی اور حدیثی تعلیم یہ ہے نشهد ان محمدا عبده ورسوله یعنی ہم اس کی گواہی دیتے ہیں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور پیغمبر ہیں۔ حضور ﷺ اور حضور کا نور مخلوق ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا نور غیر مخلوق ہے۔ اور مخلوق غیر مخلوق کا جزو یا حصہ نہیں ہو سکتا۔

(۲) یہ شعر اور عبارت اسلامی تعلیم کے لحاظ سے غلط ہے۔ مسجد میں لگانے کے قابل نہیں ہے۔ کفایت اللہ

---

(۱) صحح بعض ائمة الشافعية طهارة بوله ﷺ وسائر فضلاته، وبه قال أبو حنيفة (الشامية ۱: ۳۱۸ سعید)
(۲) شرب مالك بن سنان دمه يوم احد، ومصه اياه وتصويبه ﷺ اياه ولم يامر واحدا منهم بغسل فمه، ولا نهاه عن عوده. (شرح الشفاء ۱: ۱۶۱، ۱۶۳ مصر) عن ام ايمن قالت قام النبي ﷺ من الليل الى فخارة فبال فيها فقمت من الليل وانا عطشانة فشربت ما فيها (خصائص الكبرى ۱: ۷۱ دار الكتب)
(۳) ومراد عدم وجود قمل است، بلکه در بعض حدیث واقع شده مراد بدان حقیقت نیست (مدارج النبوة ۱: ۲۹)

[illegible] ناموزوں شعر [illegible] آیت "وما علمناه الشعر وما ينبغي له" سے استدلال کرنا جہالت ہے۔

[illegible] شعر [illegible] ناموزوں تھے۔ [illegible] من الشعر لحكمة [illegible] ولا يحسنه [illegible] والتسبة [illegible] مسلمہ عیب اور نقص ہے جس میں کسی کو بھی کلام نہیں۔ [illegible]

المستفتی [illegible] ۱۹۲۹ء [illegible]

[illegible] محتاج نہیں ہے۔ کیونکہ اس پر اعتراض یہ تھا کہ غلط شعر کیوں کہتا ہے تو اس کا جواب [illegible] غلطی کے لئے عذر ٹھہرانا جہالت ہے۔

[illegible]

(تفسیر ابن کثیر [illegible] سہیل اکیڈمی لاہور)

خدا نے قرآن میں اپنے نبی ﷺ کو شعر بنانے کی اجازت دیتے تو یقیناً آپ ﷺ کے شعر اعلیٰ درجے کے نفیس و بلند [illegible] فصیح و بلیغ ہوتے۔ بہر حال شخص مذکور کا یہ جواب غلط اور نامناسب تو ہے مگر اس کو توہین پر محمول نہ کرنا چاہئے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیارے نبی کہنا بے ادبی ہے؟

(السوال) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیارے نبی کہنا ادب ہے یا بے ادبی؟

المستفتی نمبر ۶۳۱ عبدالستار (بخاری) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ م ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(جواب ۷۵) بے ادبی نہیں کہا جاسکتا۔

گاڑی کا نام نبی رکھنا معاذ اللہ

(السوال) ایک شخص نے اپنی موٹر کا نام نبی ﷺ کر کے رکھا ہوا ہے۔ یہ جائز ہے یا ناجائز؟

المستفتی نمبر ۷۶۶ کے بی، مولوی محمد عبدالسلام (ضلع جنوبی ارکاٹ) ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ م ۱۸ فروری

(جواب ۷۶) موٹر کا نام نبی ﷺ رکھنا تو یہ لفظ نبی ﷺ کی توہین کے مرادف ہے۔ اور اس میں نہ صرف مسلمانوں کی بلکہ تمام فرقوں کی جو نبی کے قائل اور سلسلہ نبوت پر ایمان رکھتے ہیں، دل آزاری ہے اور اس کو اس فعل سے روکنا ضروری ہے۔(۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

کیا آنحضرت ﷺ کو بشر سمجھنا یا کہنا کفر ہے؟

(السوال) کیا حضور علیہ السلام کو بحیثیت بشر ہونے کے بشر سمجھنا یا کہنا کفر ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۸۸ عبدالعزیز صاحب (ضلع سیالکوٹ) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۱۶ ستمبر

(جواب ۷۷) آنحضرت ﷺ بشر تھے آپ ﷺ کو بشر ہی سمجھنا اور بشر کہنا اسلام کی تعلیم ہے(۳) ہاں بشر ہونے کے ساتھ اللہ کے پیغمبر اور رسول اور نبی اور حبیب تھے۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

۱۔ اذا کان فی المسئلة وجوه توجب الکفر ووجه یمنع فعلی المفتی ان یمیل الی ذلک الوجه (الهندیة ۲: ۲۸۳ ماجدیہ کوئٹہ)

۲۔ واعلم انه اذا کان المنکر حراما وجب الزجر عنه" (مرقاة المفاتیح ۹: ۳۲۹ مکتبہ امدادیہ ملتان)

۳۔ قل: انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی. (حٰم السجدة: ٦)

۴۔ عن ابن عباس: انا حبیب الله ولا فخر. (ترمذی: ۲/ ۲۰۲ ایچ۔ ایم سعید)

حضور ﷺ کا علم غیب ذاتی ہے یا عطائی؟

(سوال) (۱) کیا حضور علیہ السلام کو ذاتی علم غیب حاصل تھا یا کہ جتنا علم ان کو دیا گیا تھا وہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے عطائی تھا۔
(۲) حضور علیہ السلام اپنی ذاتی رائے سے شریعت میں کمی کر سکتے تھے۔ یا آیت ان اتبع الا ما یوحی الی کے تحت وحی کی اتباع کرتے تھے؟ عبدالعزیز مشین والا (ضلع سیالکوٹ)

(جواب ۷۸) (۱) حضور ﷺ عالم الغیب نہیں تھے(۱) ہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے غیوب کا علم آپ ﷺ کو عطا ہوا تھا۔(۲)
(۲) حضور ﷺ اپنی ذاتی رائے سے احکام الٰہی میں کمی بیشی نہیں کر سکتے تھے۔(۳) ہاں اجتہادی مسائل میں اجتہاد سے کوئی حکم بتا سکتے تھے۔(۴) مگر جن امور میں کہ قرآن مجید کی آیت نازل ہو اور کوئی حکم بتا دیا جاوے اس میں اجتہاد نہیں کیا جاتا بلکہ وحی کی متابعت ضروری ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

گستاخ رسول ﷺ کو قتل کرنے والے کا حکم

(سوال) (۱) ایک غیر مسلم شخص نے رسول اللہ ﷺ کی شان پاک میں بہت بیہودہ اور ناپاک الفاظ استعمال کئے ہیں۔ پولیس نے اس کو حراست میں لے کر چالان کر دیا ہے۔ اب وہ شخص اپنے اس گناہ سے شرمسار ہو کر معافی مانگتا ہے اور مسلمان نہیں ہونا چاہتا، حالت کفر ہی میں رہنا چاہتا ہے تو کیا اس حالت میں اس کو از روئے شریعت معافی ہو سکتی ہے یا نہیں، اگر معافی نہیں ہو سکتی تو کیا اس کی سزا ہے۔ کیا وہ شخص واجب القتل ہے؟

(۲) اس سے پہلے ایک فتویٰ صادر ہوا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ ہر ایسے شخص کے لئے سزائے موت کے سوا اور کوئی سزا نہیں بشرطیکہ حکومت اسلام کی ہو، اگر اسلام کی حکومت نہیں ہے تو وہ شخص اگر معافی مانگتا ہے تو اس کو معافی دی جا سکتی ہے۔ لہذا آپ بھی اس مسئلہ پر رائے دے کر مطمئن فرمائیں۔

(۳) اس سے پہلے اس قسم کے کئی ایک معاملے رونما ہوئے ہیں جن کے نتیجہ کا آپ کو معلوم ہوگا کہ تمام وہ اشخاص جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں بے حرمتی کی تھی، مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے مثلاً علم الدین، عبدالرشید وغیرہ جنہوں نے ان کو قتل کر کے خود تختہ دار پر چڑھ کر بروئے قانون سرکاری جان دے دی اور ان کو شہید کہا جاتا ہے۔ تو کیا ان کا یہ قتل کرنا شریعت کے لحاظ سے جائز سمجھا جائے۔ کیونکہ شریعت میں ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے، بشرطیکہ حکومت اسلام کی ہو، یہاں پر حکومت

۱_ قل: لا اقول لکم: عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب. (الانعام ۵۰)
۲_ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب فیعرفوا قلوب المخلصین و المنافقین، ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء (جامع البیان علی حاشیہ جلالین ۶۶ ط۔ ایچ ایم سعید)
۳_ قل: ما یکون لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی، ان اتبع الا ما یوحی الی۔ (یونس: ۱۵)
۴_ قال العلماء وما قال باجتہادہ ﷺ فھو شرعا فیجب العمل بہ (شرح مسلم للنووی: ۲: ۲۶۵ قدیمی کتب خانہ)

انگریزی۔ تو کیا اس صورت میں علم الدین، عبدالرشید شہید ہوئے ہیں یا نہیں؟ کیا ایسا شخص جو رسول اللہ ﷺ کی عزت پر ان کی بے حرمتی کرنے والے کو قتل کرے اور حکومت اسلام کی نہ ہو، اس شخص کو قتل کے عوض میں پھانسی دی جائے تو ایسے شخص کو شہید کہا جاسکتا ہے۔ یا نہیں اگر وہ شہید نہیں ہے تو وہ کس شمار و قطار میں ہے۔

المستفتی نمبر ۱۲۰۷ مولوی عزیز احمد صاحب (شہر راولپنڈی) ۱۱ رجب ۱۳۵۵ھ م ۲۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۷۹) چونکہ ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں۔ اس لئے اگر غیر مسلم معافی مانگے تو اس کو معافی دے دینا جائز ہے۔ کسی مسلمان کو قتل کردینے کا حق نہیں ہے۔ اگر کوئی محبت رسول میں سرشار اور بے خود ہو کر قتل کردے تو وہ معذور قرار دیا جاسکتا ہے۔ اور اس صورت میں اس کو شہید کہنا بے جا نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کیا آپ ﷺ کے مختار کل ہونے کا عقیدہ درست ہے؟

(سوال) بہار شریعت حصہ اول صفحہ ۲۲ میں مولوی حکیم ابوالعلا محمد امجد علی رضوی مدرس دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیری نے درج کیا ہے۔

(عقیدہ) حضور اقدس ﷺ اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں، تمام جہان حضور ﷺ کے تحت تصرف کردیا گیا جو چاہیں کریں۔ جسے جو چاہیں دیں جس سے جو چاہیں واپس لیں۔ تمام جہان میں ان کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں، تمام جہان ان کا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کا محکوم نہیں۔ تمام آدمیوں کے مالک ہیں۔ جو انہیں اپنا مالک نہ جانے حلاوت سنت سے محروم رہے۔ تمام زمین ان کی ملک ہے، تمام جنت ان کی جاگیر ہے۔ ملکوت السموات والارض حضور ﷺ کے زیر فرمان جنت ونار کی کنجیاں دست اقدس میں دیدی گئیں رزق وخیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ﷺ کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا و آخرت حضور ﷺ کی عطا کا ایک حصہ ہے۔ احکام تشریعیہ حضور ﷺ کے قبضہ میں کردیئے گئے کہ جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں اور جس کے لئے جو چاہیں حلال کردیں اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں۔ مسلمانوں کو مسطورہ بالا تحریر عقیدہ رکھنا کیسا ہے۔ فقط

المستفتی نمبر ۱۲۳۰ شیخ عبدالرزاق ولد عبدالعزیز صاحب (دہلی) ۲۶ رجب ۱۳۵۵ھ

(جواب ۸۰) یہ عقیدہ سراسر قرآن وحدیث اور شریعت مقدسہ کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اور ضلالت و گمراہی کی تعلیم ہے۔ حضور انور ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔(۱) سید المرسلین خاتم النبیین ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے افضل اور اعلم ہیں۔(۲) لیکن فرائض کو معاف کردینا، حلال کو حرام کردینا، حرام کو حلال کردینا، جنت و دوزخ کی کنجیاں آپ کے ہاتھ میں ہونا، یہ کوئی بات قرآن و سنت سے ثابت نہیں۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

( ) ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين (الاحزاب ۴۰) سبحان الذي اسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام..... (بنی اسرائیل: ۱)

(۲) ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فضلت على الانبياء بست اعطيت جوامع الكلم، واحلت لي الغنائم، وجعلت لي الارض مسجدا وطهورا، وارسلت الى الخلق كافة، وختم بي النبيون (مسند احمد ۲ ۴۱۲ بيروت)، انا سيد ولد آدم يوم القيامة (شرح عقيدة الطحاوي: ۱۰۶ المكتب الاسلامي)

(۳) يا ايها النبي لم تحرم ما احل الله..... (التحریم: ۱)

ایسے کاغذ پر پاؤں رکھنا جس پر قابل احترام لفظ لکھا ہو درست نہیں۔

(سوال) ایک مسلمان شخص نے درزی کا کاروبار شروع کیا ہے اور گاہکوں کا ناپ لینے کے لئے ایک کتاب رکھی ہے، اس کتاب پر ناپ لکھنے کے بعد [illegible] نشان سے نمبر اس شخص کا نام جس کا ناپ لیا جاتا ہے لکھ دیا جاتا ہے، اکثر ناموں میں محمد اسحاق، محمد اقبال، محمد صدیق وغیرہ بھی ہوتے ہیں، چونکہ یہ سلسلہ ناپ لینے کا جاری ہے اس وجہ سے سابقہ ناپ کے بعد دوسرے ناپ لینے کے لئے پیر اس نام پاک ﷺ لکھے ہوئے کاغذ پر رکھا جاتا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ طریقہ مذکور سے نام پاک ﷺ کی توہین و بے ادبی نہیں ہوتی یا ہوتی ہے؟

المستفتی نمبر ۲۵۰۲ محمد اقبال صاحب [illegible] ٹاؤن نئی دہلی ۲۱ رمضان ۱۳۵۷ھ م [illegible] نومبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۸۱) اگرچہ اس میں قصد ناپ لینے کا ہوتا ہے، تاہم اس کاغذ پر پاؤں رکھنے سے جس میں لفظ اللہ مثلاً عبداللہ، امۃ اللہ وغیرہ (اسماء میں) یا لفظ محمد یا اور کوئی قابل احترام لفظ لکھا ہو بے ادبی کی صورت ضرور ہے[1] اس لئے اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ نام اور پتہ کا رجسٹر علیحدہ ہو اور ناپ کی کتاب جدا ہو، ناپ پر صرف وہ نمبر ڈالا جائے جو نام کے رجسٹر پر اس قدم والے کا نمبر ہو۔ اس میں کھلی بے ادبی یا بے ادبی کا شبہ نہیں رہتا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

درود شریف میں "کما صلیت علی ابراہیم" کہہ کر دعا مانگنے کی وجہ۔

(سوال) وہ کیا فضیلت ہے جس کی وجہ سے ہم لوگ درود شریف میں رسول اللہ ﷺ کے لئے ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم علیہ السلام کی طرح برکت نازل فرمانے کے لئے دعا کرتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۱۳۲۶ محمد احمد صاحب (دہلی) ۵ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۱۷ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۸۲) وہ خاص منصب نبوت کا ایک اعلیٰ کمال اور اس پر مرتب ہونے والے افضال الٰہیہ ہیں، جن کی تفصیل حق تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل تھے اور حضور ﷺ حبیب ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام ابو الانبیاء تھے اور حضور خاتم الانبیاء و المرسلین ہیں۔[2] محمد کفایت اللہ

کیا درود شریف میں "کما صلیت علی ابراہیم" کہنے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حضور ﷺ پر فضیلت ثابت ہوتی ہے؟

(سوال) ایک شخص کہتا ہے درود شریف میں کما صلیت علی ابراہیم کہنے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیادہ فضیلت ثابت ہوتی، حالانکہ سب کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی فضیلت زیادہ ہونی چاہئے، کیا قائل کا یہ مطلب ہے کہ رحمت سے مراد نبوت ہے کہ جس طرح سلسلہ نبوت حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جاری رہا

---

[1] [illegible] کتب علیہ [illegible] مکروہ [illegible] (عالمگیریہ ۵/۳۲۳ ماجدیہ)
[2] [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] ولا فخر (ترمذی ۲/۲۰۲ سعید)

ہے، اسی طرح ہمارے نبی کا سلسلہ نبوت جاری ہے یعنی کہتا ہے کہ اس سے ختم نبوت کا رد ہو رہا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۳۶۸ محمد احمد صاحب دہلی ۵ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۲۷ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۸۳) درود شریف میں صلوٰۃ و رحمت سے مراد حق تعالیٰ کے وہ احسانات اور مہربانیاں ہیں جو ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہوئی تھیں اور آنحضرت ﷺ پر جو رحمتیں نازل ہوئیں وہ ابراہیم علیہ السلام پر نازل شدہ رحمتوں سے کم نہیں ہیں۔ مماثلت سے یہ مطلب نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کوئی زیادہ رحمتیں نازل ہوئی تھیں بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی تو نے رحمتیں نازل فرمائی تھیں اور محمد ﷺ پر بھی نازل فرما (۱)۔ سلسلہ نبوت کا باقی رہنا اس سے مراد نہیں کہ حضور ﷺ نے خود **لا نبی بعدی انا خاتم النبیین** (۲) فرما کر فیصلہ کر دیا کہ حضور ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ باقی نہیں رہا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

کیا آپ ﷺ ہمارے ہر حال کو دیکھ رہے ہیں؟
"ہم اندھے نبی سے پناہ مانگتے ہیں" کہنے والے کا حکم۔
نبی کریم ﷺ ہر جگہ حاضر ناظر ہے کیونکہ شیطان ہر جگہ حاضر ناظر ہے کلمہ کفر ہے؟

(سوال) (۱) ایک واعظ صاحب وعظ میں فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم ﷺ ہمارے حال کو دیکھ رہے ہیں کیا تم اندھے نبی کی امت ہو۔ ایسے اندھے نبی سے پناہ مانگتے ہیں جو ہمارے حال کو نہیں دیکھتا۔

(۲) نبی کریم ﷺ ہر شے کو دیکھ رہے ہیں، حتیٰ کہ لوگوں کے زنا کو بھی دیکھ رہے ہیں۔

(۳) مدعی کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔ مخاطب کہتا ہے کس دلیل سے، مدعی کہتا ہے کہ کیا شیطان ہر جگہ حاضر و ناظر ہے یا نہ۔ کیا کلمات مذکورہ سے سرکار دو عالم ﷺ کی توہین ہے اگر ہے تو قائل کا کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۵۹۲ مولانا محمد عبدالخالق صاحب صدر مدرس

شہر ملتان مدرسہ (نعمانیہ) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۸۴) اس شخص کا یہ مقولہ کہ نبی کریم ﷺ ہمارے حال کو دیکھ رہے ہیں ورنہ ہم ایسے اندھے نبی سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں جو ہمارے حال کو نہیں دیکھتا۔ کیا تم اندھے نبی کی امت ہو۔ انتہی کلامہ [illegible]۔ شریعت اور حقیقت کے خلاف ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ امت کے حالات دیکھ نہ رہے ہوں تو معاذ اللہ وہ اندھے ہیں۔ اور قائل ایسے نبی سے خدا کی پناہ مانگتا ہے۔ اور شریعت کے دلائل قاطعہ اس پر قائم ہیں کہ آنحضرت ﷺ امت کے حالات نہیں دیکھ رہے ہیں کہ یہ تو صرف خدا کی صفت ہے (۳)، تو حضور ﷺ کے نبی ہونے کی اصلی حالت یہی ہے اور اس میں قائل حضور ﷺ کو معاذ اللہ اندھا اور مستعاذ منہ قرار دیتا ہے اور یہ

۱۔ التشبیہ فی اصل الصلوٰۃ لا فی القدر وفائدۃ التشبیہ تاکید الطلب ای کما صلیت علی ابراہیم فصل علی محمد الذی ہو افضل منہ. (الشامیۃ: ۱/ ۵۱۴ سعید)

۲۔ ترمذی: ۲/ ۱۳۵ ایچ۔ایم سعید)

۳۔ قل لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا اللہ (النمل: ۶۵)

قول اور عقیدہ حضور ﷺ کی توہین اور تکذیب کو مستلزم ہے۔(۱) اور یہ جملہ کہ زنا کو بھی دیکھ رہے ہیں بے شبہ توہین ہے۔

یہ کہنا کہ شیطان ہر جگہ حاضر و ناظر ہے جہالت ہے۔ شیطان یعنی ابلیس نہ ہر جگہ (ایک آن میں) حاضر ہوتا ہے نہ ناظر۔ پس اس قائل پر توبہ اور تجدید نکاح کرنی لازم ہے۔(۲) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ غفر لہ،

آنحضرت ﷺ کے متعلق عالم الغیب اور حاضر ناظر ہونے کا عقیدہ رکھنا قرآن و حدیث اور تمام امت کے اجماعی عقیدے کے خلاف ہے.

(السوال) زید کہتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ عالم الغیب ہیں۔ اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ جو شخص حضور ﷺ کو عالم الغیب اور ہر جگہ حاضر و ناظر نہ سمجھے وہ شخص کافر ہے، خارج از اسلام ہے، ان سے اسلام علیکم درست نہیں، ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے، حتی کہ ان سے بالکل قطع تعلق کر لیا جائے۔ زید کا یہ عقیدہ از روئے قرآن و حدیث درست ہے یا کہ نہیں، نیز امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اس مسئلہ میں کیا عقیدہ ہے؟

المستفتی عبدالرحمن۔ نصیر آبادی۔

(جواب ۸۵) امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور تمام ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہ بلکہ جمیع امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا اجماعی اور متفق علیہ عقیدہ ہے کہ علم غیب حق تعالیٰ جل شانہ کی مخصوص صفت ہے اور قرآن پاک کی آیات صریح طور پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی عالم الغیب نہیں (۳) آنحضرت ﷺ کا علم خدا کے بعد تمام مخلوق سے زیادہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے بہت سی غیب کی باتوں کو بھی حضور ﷺ کو بتا دیا تھا، مگر اس کے باوجود حضور ﷺ عالم الغیب نہیں تھے۔(۴) پس زید کا یہ عقیدہ قرآن پاک اور حدیث شریف اور تمام امت کے اجماعی عقیدے کے خلاف ہے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

(۱) کیا حدیث قرآن کی طرح ہے؟
(۲) کیا حضور ﷺ کا ہر فعل مذہب ہے؟
(۳) مذہب بنانا کس کا حق ہے؟

(السوال) (۱) حدیث مثل قرآن ہے یا نہیں؟

(۲) پیغمبر ﷺ کا فعل مذہب ہے یا نہیں؟

(۳) مذہب قائم کرنا از روئے تعلیم پیغمبر کا حق یا کسی دوسرے کا؟

المستفتی نمبر ۱۸۲۷ محمد میاں صاحب حویلی اعظم خاں دہلی۔ ۲۴ رجب ۱۳۵۵ھ م ۳۰ ستمبر ۱۹۳۶ء

---

(۱) ویکفر او عاب نبیا بشیء، (البحر الرائق ۵ : ۱۳۰ بیروت)

(۲) مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح وما فیه خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبة و تجدید النکاح (الشامیه ۴ : ۲۳۰ سعید)

(۳) لا اله الا هو عالم الغیب والشهادة هو الرحمن الرحیم (الحشر ۲۲)

(۴) حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت حذیفہ سے فرمایا "قم یا حذیفة فأتنا بخبر القوم" (مسلم ۲ : ۱۰۷ قدیمی)

(جواب ۸۶) (۱) آنحضرت ﷺ کے اقوال متعلقہ دین ان لوگوں کے لئے جو خود حضور ﷺ کی زبان سے سنتے تھے یا جن کو تواتر سے پہنچیں قرآنی احکام کے موافق واجب التعمیل ہیں، لیکن جو احادیث کہ نقل غیر متواتر سے منقول ہو کر آئیں ان کا درجہ بوجہ طریق نقل کے ادون ہونے کے آیات قرآنی سے کم ہے تاہم احادیث صحیحہ ثابتہ پر عمل لازم ہے۔(۱)

(۲) حضور ﷺ کے افعال دینیہ مذہب ہیں۔ یعنی اعمال دینیہ واجب الاتباع ہیں کسی فعل کے متعلق تخصیص کی دلیل قائم ہو تو وہ حضور ﷺ کے ساتھ مخصوص سمجھا جائے گا۔(۲)

(۳) مذہب قائم کرنا یعنی تشریع کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اصالۃً اور پیغمبر کا رسالۃً حق ہے اور کسی کو تشریع کا حق نہیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال و افعال و اجتہادات مجتہدین کے قیاسات و استنباطات کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف ہی مستند ہوتے ہیں۔(۳) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

"حضور ﷺ کی روح مبارک ہر جگہ حاضر ناظر ہے" کا عقیدہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

(سوال) ایک فقہ کی کتاب میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روح پاک ہر جگہ کائنات میں تشریف فرما ہے آیا یہ عقیدہ درست ہے، اگر درست نہیں ہے تو اس طور کا عقیدہ رکھنے والا اہلسنت و جماعت میں گنا جائے گا کہ نہیں، اس عقیدے میں شرک کا گناہ لازم آتا ہے کہ نہیں۔

المستفتی نمبر ۱۸۲۸ منشی آرام خانپور (ضلع بہرائچ) ۲۴ رجب ۱۳۵۵ھ م ۳۰ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۸۷) یہ عقیدہ اسلامی تعلیم اور شرعی اصول کے خلاف ہے، اس عقیدے کا معتقد خاطی اور گنہگار ہے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

کرشن جی کو نبی اور گیتا نامی کتاب کو آسمانی کتاب کہنا غلط ہے۔

(سوال) ہمارے یہاں چند آدمی نئی روشنی اور انگریزی تہذیب کے کہتے ہیں کہ ہندو کے اوتار کرشن کیا تعجب ہے کہ نبی ہو اور اس کی تصنیف کردہ کتاب گیتا منزل من اللہ ہے اور استشہاداً کہتے ہیں کہ قولہ تعالیٰ کے مضمون (میں کسی کو بھی عذاب نہیں بھیجتا جب تک کہ ان پر کسی نبی کو مبعوث کر کے حجت قائم نہ کر دوں) سو بنگالہ اور ہندوستان میں کوئی نبی تو آیا نہیں تو یقین ہے کہ کرشن ہی نبی تھا، نیز کہتے ہیں کہ "اسود الهند نبی"

۱۔ کالمتواتر کنقل القرآن انه یوجب علم الیقین کالعیان علماً ضروریاً، او یکون اتصاله شبهة کالمشهور انه یوجب علم طمانینة، او یکون اتصاله فیه شبهة صورة و معنی کخبر الواحد و انه یوجب العمل دون علم الیقین بالکتاب (نور الانوار: ۱۷۶ ـ ۱۷۷ سعید)

۲۔ واجماع الصحابة علی التاسی به صلی الله علیه وسلم فی اقواله وافعاله مالم یقم دلیل علی اختصاصه به (مرقاۃ شرح مشکوۃ ۱ / ۲۲۰ مکتبہ امدادیہ)

۳۔ یا ایها الذین آمنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم .... (النساء: ۵۹)

۴۔ ولو تزوج بشهادة الله ورسوله لا ینعقد، ویکفر لاعتقاده ان النبی ﷺ یعلم الغیب (البحر الرائق ۳ / ۹۴ بیروت)

ایک حدیث ہے اس کے مصداق وہی کرشن کو بتاتے ہیں۔ جناب عالی جواب میں ان ادلہ کو رد فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۲۰۲۱ محمد مقبول الرحمن (سمت) ۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۶ نومبر ۱۹۳ء۔

(جواب ۸۸) یہ کہنا کہ کرشن جی نبی تھے، بے دلیل اور بے ثبوت بات ہے، قرآن مجید کی جن آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر قریہ میں اور ہر قوم میں کوئی نبی یا نذیر آیا ہے(۱) وہ اس کو مستلزم نہیں کہ کرشن جی کو نبی کہہ دیا جائے اور اگر کرشن جی کی سیرت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سیرت سے ملتی جلتی ہو اور ان کی تعلیم آسمانی تعلیم کے خلاف نہ ہو تو یہ کہنا جائز ہوگا کہ ان کے نبی ہونے کا امکان ہے، لیکن یہ کہنا کہ وہ یقیناً نبی تھے۔ بغیر ثبوت کے قابل قبول نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

(۱) حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور کا جز یا ٹکڑا نہیں۔
(۲) جو لوگ حضور ﷺ کو ہر جگہ حاضر ناظر مانتے ہیں اسلامی تعلیمات سے ناواقف ہیں۔

(سوال) زید کا یہ اعتقاد ہے کہ نبی ﷺ خدا کے نور میں سے پیدا ہوئے ہیں اور خدا نے اپنے نور سے جدا کر کے دنیا میں بھیجا اور زندہ ہیں، ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا کیسا ہے۔

ہمارے شہر کے تمام احناف رحمۃ اللہ علیہم کا یہی عقیدہ ہے جو آئمہ مساجد ہیں قرآن و حدیث سے بالکل ناواقف ہیں بلکہ قرآن صحیح نہیں پڑھ سکتے اور جو یہاں کے برائے نام چند اہل حدیث ہیں وہ ان کے پیچھے نمازیں پڑھ لیتے ہیں۔ اگر آئمہ مساجد میں سے کسی امام کو قرآن کی تعلیم سے متنبہ کیا جائے تو آگے سے دست و گریبان ہوتے ہیں اور قرآن کی آیت کا انکار کرنے لگتے ہیں۔ سر بازار کہتے ہیں کہ ہمارا یہی عقیدہ ہے۔ آپ ہمیں ہزار حدیثیں اور آیتیں پڑھ کر سنائیں، ہم اپنے عقیدے سے باز نہیں آئیں گے، ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں اور ایسے عقیدے والے آدمی کس درجہ کے گنہگار ہیں۔ اگر ان کا اسی پر خاتمہ ہو جائے تو وہ کس جماعت میں شمار ہوں گے۔؟

المستفتی نمبر ۲۳۵۲ حافظ عبدالرب صاحب، نور ۔ ۴ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ م ۳ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۸۹) آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ حضور ﷺ کا نور بھی خدا تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ کے نور کا جز یا ٹکڑا نہیں ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خالق اور مخلوق میں جزئیت کا علاقہ ہو۔(۲) اور جو لوگ آنحضرت ﷺ کو ہر جگہ حاضر ناظر جانتے ہیں وہ اسلامی تعلیم سے ناواقف ہیں، ان کو کتاب اللہ اور احادیث سے صحیح عقیدہ کی تعلیم دینا چاہئے۔ تاکہ وہ اس غلط عقیدہ سے توبہ کریں۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

۱۔ ولکل قوم ھاد. (الرعد: ۷) وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر (فاطر: ۲۴)

۲۔ عن ابن عباس ان محمدا عبدہ ورسولہ (مسلم: ۱ / ۳۲ قدیمی)
ھو اللہ تعالی ولا متبعض ولا متجزء ای ذی ابعاض و اجزاء (شرح العقائد ص ۱۹۸ ط ایچ ایم سعید)

۳۔ وما کنت لدیھم اذ یختصمون وما کنت یا محمد عند قوم مریم اذ یختصمون (تفسیر الطبری ج ۳ ص ۱۸۵ ط بیروت لبنان)

(۱) قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بے کار ثابت کیا ہے، کے قائل کا حکم کیا ہے؟
(۲) ہم جس کا کھائیں گے اس کا گائیں گے کہنا.
(۳) رسول خدا ﷺ نبی مختار تھے.
(۴) خدا چاہے تو "جھوٹ بول سکتا ہے مگر بولتا نہیں" کہنے والے کا حکم.
(۵) کیا آپ ﷺ قبر اطہر میں زندہ ہے؟

(سوال) (۱) زید کہتا ہے، میرا دعویٰ ہے کہ قرآن کے اندر کئی جگہ سے میں ثابت کر سکتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بے کار ثابت کر دیا ہے۔ کیا یہ کہنے پر زید مسلمان ہی رہتا ہے شریعت کا اس کے بارہ میں کیا حکم ہے؟

(۲) ایک عالم صاحب نے وعظ میں خدا کے رسول کی تعریف فرمائی اور احکام پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں اکثر لوگ بے ادب ہیں، لیکن ہم جس کا کھائیں گے اس کا گائیں گے۔ شرع شریف کا ان کے لئے کیا حکم ہے؟

(۳) رسول خدا ﷺ نبی مختار تھے یا نہیں۔؟

(۴) زید کہتا ہے، خدا اگر چاہے تو جھوٹ بول سکتا ہے۔ اگرچہ وہ بولتا نہیں۔

(۵) رسول اللہ ﷺ حیات ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۸۸ ق۔ پی۔ سی۔ مرزا سلطان بیگ ۲ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ م ۲ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۹۰) (۱) قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو رسول، نبی، شاہد، بشیر، نذیر، داعی الی اللہ، سراج، منیر، رؤف، رحیم، ہادی اور بہت سے القاب جمیلہ اور اوصاف فاخرہ کے ساتھ ملقب فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ حضور انور روحی فداہ ﷺ نے حق نبوت و رسالت ادا فرمایا اور باحسن وجوہ ادا فرمایا۔ تمام دنیا کو ایمان و توحید کی دعوت دی اطاعت گذاروں کو رضائے الٰہی کی بشارت اور نافرمانوں کو انذار و وعید عذاب پہنچائی۔ دنیا کو نور اسلام سے منور فرمادیا۔ غرض کہ ایک ہادی اور رہبر کے فرائض اس درجہ ادا فرمادئے کہ کوئی دوسرا حضور کا مثیل نہ پیدا ہوا نہ ہوگا، پس زید کے اس قول کا کہ قرآن پاک میں حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بے کار ثابت کیا ہے کیا مطلب ہے۔ اگر حضور ﷺ کے ان اوصاف و خدمات اور تبلیغی کارناموں کا انکار مقصود ہے تو یہ صریح کفر ہے کہ اس سے قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے۔(۱) مزید یہ کہ یہ جملہ حضور ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی اور توہین کو بھی مستلزم ہے اور یہ بھی موجب کفر ہے اور زید کا کچھ مطلب اور ہے تو اسے ظاہر کرے۔(۲)

(۲) واعظ صاحب کے اس فقرہ کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔

(۳) مختار کے معنی پسندیدہ، چنیدہ۔ اس معنی سے حضور ﷺ کو بھی مختار کہنا صحیح ہے اور اگر مختار کے معنی لئے جائیں "بااختیار" یعنی کہ پیدا کرنے، موت دینے، اولاد عطا کرنے، مصیبت لانے یا دفع کرنے کے

---

۱. ویکفر اذا انکر آیۃ من القرآن (البحر الرائق : ۵ / ۱۳۱ بیروت)
۲. ویکفر اوعیب نبیا بشئ (مرجع سابق)

اختیارات رکھتے تھے تو اس معنی سے حضور ﷺ کو مختار کہنا صحیح نہیں۔(۱)

(۴) اس مسئلہ کی یہ تعبیر نہایت موحش ہے۔ اصل اختلافی مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرکین اور کفار کو جنت میں داخل کرنے پر قدرت رکھتا ہے یا نہیں۔ ایک جماعت محققین کا یہ قول ہے کہ داخل کر تو سکتا ہے، قدرت ہے، مگر کرے گا نہیں۔ پس یہ حقیقت ہے، دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ داخل کرنے کی قدرت ہی نہیں۔(۲)

(۵) جمہور امت محمدیہ کا یہ قول ہے کہ آنحضرت ﷺ قبر مطہر میں حیات مخصوص کے ساتھ حیات ہیں۔ باقی یہ بات کہ اس حیات کی حقیقت کیا ہے، یہ حضرت حق کو ہی معلوم ہے وہ حیات حضور انور پر میت کے اطلاق کے منافی نہیں۔(۳) اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک میں حضور ﷺ کو خطاب کرکے فرمایا انك میت وانهم میتون (۴) اور دوسری جگہ فرمایا افان مات او قتل (۵) اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی وفات کے بعد مجمع صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خطاب کرکے فرمایا تھا من کان منکم یعبد محمدا فان محمداً قدمات.(۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

آپ ﷺ کو باعتبار حقیقت انسان اور بشر سمجھنا اور باعتبار صفات نور سمجھنا صحیح ہے۔

(سوال) ایک شخص سید المرسلین ﷺ کا غلام ہے، امتی ہے، مؤدب ہے۔ ان کی محبت واتباع کا دم بھرتا ہے۔ ان کو نوران آیات واحادیث سے قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین اور داعیا الی اللہ باذنه وسراجا منیر اور یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواههم واللہ متم نوره ولو کره الکافرون اور اول ما خلق اللہ نوری انا من نور اللہ وکل خلائق من نوری سمجھتا ہے اور رسول کی تعریف علم عقائد میں بایں الفاظ جو لکھی ہے۔ هو انسان بعثه اللہ تعالی الی الخلق لتبلیغ الاحکام مع شریعة جدیدة اس کی رو سے اور خلق الانسان علمه البیان اور علم الانسان ما لم یعلم اور اوحی الی عبده ما اوحی او قل انما انا بشر مثلکم کی رو سے انسان و بشر، عبد اور انسان بھی جانتا ہے۔ مگر سب مخلوقات دنیویہ و اخرویہ سے ان کو یکتا و بے مثل ہی جانتا ہے اور آپ کی عدم مثلیت یا نساء النبی لستن کاحد من النساء اور ایکم مثلی یطعمنی ربی ویسقینی اور لست کهیئتکم اور خاتم النبیین وغیرہ سے ثابت کرتا ہے۔ اور قل انما انا بشر مثلکم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یہ حدیث موقوف بھی پیش کرتا ہے۔ قال ابن عباس

---

۱ قل لا املك لنفسي ضرا ولا نفعا (يونس : ٤٩)

۲ والله تعالى لا يغفر ان يشرك به باجماع المسلمين لكنهم اختلفوا في انه هل يجوز عقلا ام لا فذهب بعضهم وهم الا شاعرة الى انه يجوز عقلا. (شرح العقائد : ۱۸۷ ایچ ایم سعید)

۳ ونحن نؤمن ونصدق بانه صلى الله عليه وسلم حي يرزق في قبره وان جسده الشريف لا تاكله الارض والاجماع على هذا (القول البديع : ۱۲۵ بحوالہ آنکھوں کی ٹھنڈک ۱۲۹ مکتبہ صفدریہ)

٤. (الزمر : ۳۰)

٥. آل عمران : ١٤٤)

٦. بخاری شریف : ۲ / ٦٤٠ قدیمی کتب خانه

علم الله تعالی رسوله صلی الله علیه واله وسلم التواضع لئلا یزهی علی خلقه فامره ان یقرء فیقول انا ادمی مثلکم الا انی خصصت بالوحی اکرمنی الله به وهو قوله یوحی الی اور انما کو کلمہ حصر کی سمجھتا ہے اور پھر بھی آپ کو بے مثل فی خلق سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ آیۂ مذکورہ کا معنی یہ بھی بدلیل مذکورہ ہو سکتا ہے۔ تحقیق میں تمہاری طرح کا بشر نہیں ہوں اور ہاں نہیں ہوں تمہارے جیسا بشر یعنی نفی بشریت کی نہیں کرتا۔ نفی مثلیت کرتا ہے اور کہتا ہے انما مرکب ہے ان حرف مشبہ بالفعل سے حرف ایجاب سے اور ماکافہ نافیہ ہے۔ نحو میر میں ہے۔ حروف ایجاب شش است۔ نعم۔ اجل۔ ای۔ جیر۔ ان۔ اور مغنی میں ہے وزعم جماعة من الاصولیین والبیانیین ان ماالکافة عن ان نافیه اور کو مشترک قرار دیتا ہے کیونکہ ان کا معنی تحقیق اور نعم کا آیا ہے اور ما نافیہ مصدریہ اور موصولہ وغیرہ آتا ہے کیا وہ کافر ہے یا مومن ہے؟ اور جو اس کو اس معنی کی بنا پر کافر کہتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۴۲۸ چودھری شاہ دین صاحب (سیالکوٹ) ۲۲ شوال ۱۳۵۷ھ م ۱۵ دسمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۹۱) اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کا غلام اور امتی اور فرمانبردار سمجھنا، حضور ﷺ سے محبت رکھنا، حضور ﷺ کا ادب اور احترام اور توقیر و تعظیم، دائرہ شریعت کے اندر رہ کر بجا لانا اور سنن نبویہ کی متابعت کرنا ایمان و صداقت کی علامت ہیں[1] حضور ﷺ کو باعتبار حقیقت انسان اور بشر سمجھنا اور باعتبار صفت نور کہنا صحیح ہے۔ انا من نور الله والخلائق من نوری کے معنی یہ ہیں انا منور من نور الله والخلق منور من نوری۔[2] یعنی میں نے روحانیت اور کمال انسانیت کا نور براہ راست حق تعالیٰ سے (بذریعہ وحی و فیض ربانی) حاصل کیا اور تمام مخلوق نے علم و ہدایت اور تزکیہ نفس کا نور مجھ سے حاصل کیا اور اول ماخلق الله نوری سے جہاں حضور انور ﷺ کے نور کی اولیت ظاہر ہوتی ہے وہاں یہ بھی تصریح ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کا نور مخلوق ہے اور حضور ﷺ کا نور ذات خداوندی سے جدا ہے اس کا جزو نہیں ہے کیونکہ نہ ذات خداوندی اجزاء میں تقسیم ہو سکتی ہے نہ اس کا کوئی جزو مخلوق ہو سکتا ہے۔[3] حضور ﷺ کو صفات کے لحاظ سے بے مثل کہنا بھی صحیح ہے کیونکہ تقرب بامعراج اور خاتم الانبیاء والمرسلین ہونے میں اور بہت سی صفات میں آپ ﷺ کا کوئی مثیل اور نظیر نہیں ہے مگر آیت انما انا بشر مثلکم کے یہ معنی بیان کرنا کہ (تحقیق میں تمہاری طرح کا بشر نہیں ہوں) یا (ہاں نہیں ہوں میں تمہارے جیسا بشر) صحیح نہیں۔ یہ معنی اس پر مبنی ہیں کہ انما میں کلمہ ما کے معنی نفی کے لئے جائیں حالانکہ یہ صحیح نہیں انما کو متضمن معنی ما و الا قرار دیا گیا ہے یعنی نفی اس میں باقی نہیں ٹوٹ چکی ہے اور اگر ما کلمہ نفی قرار دیا جائے تو انما سے پہلے مقدر ماننا پڑے گا اور معنی یوں کرنے ہوں گے انما انا الا بشر مثلکم یعنی نہیں میں مگر بشر مثل تمہارے۔ یعنی حقیقت بشریت میں میں بھی تم جیسا ہوں کہ انسان ہوں ماں باپ سے پیدا ہوا ہوں، کھاتا

---

[1] قال ذوالنون المصری من علامة حب الله تعالی متابعة حبیب الله صلی الله علیه وسلم فی اخلاقه و افعاله وامره وسننه (الاعتصام ۱: ۹۰ طبع دار الفکر)

[2] کشف الخفاء للعجلونی (۱: ۲۶۵ دار احیاء التراث العربی)

[3] ولا متبعض ولا متجزء ای ذی بعض ولا متركب منها [illegible] فی ذلك من الاحتياج المنافی للوجوب (شرح العقائد ۴۱ [illegible] سعید)

[4] الکهف ۱۱۰

ہوں، پیتا ہوں، سوتا ہوں، جاگتا ہوں، چلتا ہوں، پھرتا ہوں، بھول اور ذہول سے مبرا نہیں ہوں (۱) یہاں جہت سے اوصاف میں لست کاحدکم و ایکم مثلی فرمانا بھی صحیح اور درست ہے۔ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کا مخالفین کو جواب اسی طرح نقل فرمایا گیا ہے۔ ان نحن الا بشر مثلکم (۳) یعنی نہیں ہم مگر بشر مثل تمہارے۔ خود سائل نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا جو قول نقل کیا ہے اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی انما انا بشر مثلکم کا مطلب یہ بتایا ہے انا آدمی مثلکم (۲) یعنی انہوں نے بھی ما کو نافیہ قرار نہیں دیا۔ انما انا بشر مثلکم جملہ مثبتہ ہے منفیہ نہیں، اس میں خبر یعنی بشر کا مبتدا یعنی انا کے لئے اثبات مقصود ہے نفی مقصود نہیں ہے۔ پس شخص مذکور کا یہ کہنا کہ ما نافیہ ہے اور یہ معنی کرنا کہ میں نہیں بشر تمہارے جیسا، صحیح نہیں۔ قرآن مجید میں کلمہ انما بہت سے مقامات میں آیا ہے جیسے انما اللہ اله واحد (۴) کہ اس میں ما نافیہ قرار دیا جائے۔ اور جیسے انما انا بشر مثلکم (۱) کے معنی شخص مذکور نے کئے ہیں اسی طرز پر اس آیت کے معنی کئے جائیں تو یہ معنی ہوں گے کہ نہیں اللہ ایک معبود، اور ظاہر ہے کہ یہ معنی فاسد اور غلط اور خلاف شریعت ہیں اور دوسرے انما المشرکون نجس (۵) کے معنی ہوں گے بے شک نہیں مشرک نجس۔ انما حرم علیکم المیتة (۶) کے معنی ہوں گے بے شک نہیں حرام کیا تم پر میتہ کو اور یہ سب معنی غلط ہیں۔

جب کہ انما متضمن معنی ما و الا کہا جائے تو انما انا بشر مثلکم میں ما کو نافیہ قرار دے کر بشر پر الا مقدر ماننا پڑے گا۔ اس کے سوا کوئی صورت نہیں۔ اگر مثلکم کی طرف نفی رجوع کرے مثلیت کی نفی مراد لی جائے تو الا کی تقدیر ہے ہی اور نفی کا حاصل کوئی، لہذا آیت کا درست اور لغت کے موافق معنی یہی ہیں کہ میں تم جیسا انسان ہی ہوں، جن یا فرشتہ یا اور کسی حقیقت کا فرد نہیں ہوں ہاں مجھے حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے وحی نبوت و رسالت کے ساتھ نوازا اور ختم نبوت اور دیگر فضائل کے ساتھ امتیاز بخشا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

کیا آپ ﷺ معراج میں جوتوں سمیت عرش پر گئے؟

شب معراج میں اللہ تعالیٰ کا بغیر حجاب کے کلام فرمانا صراحۃً ثابت نہیں ہے۔

(السوال) ایک شخص کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ جب شب معراج میں اللہ پاک سے ملاقات کرنے تشریف لے گئے، جب آپ ﷺ پہنچے تو اللہ پاک نے فرمایا کہ اے میرے حبیب جوتوں سمیت آئیے تاکہ میرا عرش مزین ہو جائے، چنانچہ آپ ﷺ جوتوں سے عرش پر گئے اور یہ بھی کہتا ہے کہ آپ ﷺ اور اللہ پاک کے مابین

۱۔ قال انما انا بشر مثلکم اذکر کما تذکرون وانسی کما تنسون (مسلم: ۱/ ۲۱۳ قدیمی)

۲۔ بخاری شریف ۱/ ۲۹۳ قدیمی کتب خانہ

۳۔ ابراھیم ۱۱

۴۔ النساء ۱۷۱

۵۔ التوبہ ۲۸

۶۔ البقرہ ۱۷۳

بغیر کسی پردہ وغیرہ کے باتیں ہوئیں، کیا یہ صحیح ہے یا نہیں۔ المستفتی نمبر ۲۵۴۲ کرم نواز خان (دہلی)
۲۵ رجب ۱۳۵۸ھ م ۱۱ ستمبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۹۲) نعلین شریفین کے متعلق یہ بات کہ حضرت حق جل جلالہ نے حضور ﷺ کو نعلین سمیت عرش پر بلایا بعض سیر و تفاسیر میں مذکور ہے۔ واعظ اسے دیکھ کر بیان کر دیتے ہیں مگر سند اور صحت کے لحاظ سے ہمیں اس کی کوئی پختہ سند نہیں ملی۔

اور حضور ﷺ کا لیلۃ المعراج میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت بغیر حجاب سے مشرف ہونا ثابت ہے اگرچہ کلام بغیر حجاب کا صراحۃً ثبوت نہیں ہے۔(۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

سورۂ توبہ کی آیت "ما کان للنبی" کا شان نزول .

(سوال) (۱) پارہ ۱۱ اخیر سورۂ توبہ **ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لهم انهم اصحٰب الجحیم.** اس آیت شریفہ کا ترجمہ اور یہ کہ کس کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ آیا حضور اکرم ﷺ کے والدین کے حق میں ہے یا کفار مشرکین کے حق میں ہے اور یہ آیت ناسخ ہے یا منسوخ۔

اور ہمارے سرکار آقائے نامدار فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے آباؤ اجداد پشت در پشت حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام تک مسلمان تھے یا نہیں، آیا درمیان میں بت پرستی ہوئی ہے یا نہیں۔ صاف صاف قرآن و حدیث سے اس کا جواب دیں۔

المستفتی نمبر ۲۶۰۱ سیٹھ قاسم بابو (گجرات) ۲ ربیع الثانی سن ۱۳۵۹ھ م ۱۵ مئی سن ۱۹۴۰ء

(جواب ۹۳) اس آیت کریمہ کے شان نزول میں تینوں روایتیں موجود ہیں۔ اول یہ کہ آیت ابو طالب کے بارے میں اتری۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں تمہارے لئے استغفار کروں گا جب تک مجھ کو خدا کی طرف سے منع نہ کر دیا جائے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی اور حضور ﷺ کو منع کر دیا گیا۔

دوم۔ یہ کہ یہ آیت جب اتری کہ حضور ﷺ نے اپنی والدہ کے لئے استغفار کرنے کی اجازت حضرت حق جل مجدہ، سے طلب کی تو اس آیت کے ذریعہ سے حضور ﷺ کو منع کیا گیا۔

سوم یہ کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے لئے استغفار کیا میں بھی اپنے والد کے لئے استغفار کروں گا، تو یہ آیت اتری اور حضور ﷺ کو اپنے والد کے لئے استغفار سے منع کیا گیا۔(۲)

---

(۱) اختلف الصحابة رضی الله عنهم فی ان النبی صلی الله علیه وسلم هل رای ربه لیلة المعراج ام لا (شرح العقائد ۱۴۴) ط ایچ۔ ایم سعید

(۲) قیل قال صلی الله علیه وسلم لعمه ابی طالب فقل کلمة تحب لك بها شفاعتی فابی فنزلت)
(روح المعانی: ۱۱/۳۳ مکتبہ امدادیہ ملتان تفسیر طبری: ۱۱/ ۳۰ بیروت)

یہ ثابت نہیں کہ حضور ﷺ کے تمام اجداد کرام مسلمان تھے، ان میں کوئی مشرک نہ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا مشرک ہونا تو یقینی ہے۔ پس یہ قاعدہ نہیں ہے کہ نبی علیہ السلام کے اجداد میں مشرک نہیں ہوتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

یہ عقیدہ غلط ہے کہ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرح ہر جگہ حاضر ناظر ہیں.

(سوال) جس طرح اللہ پاک ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اسی طرح حضور بھی ہر جگہ موجود ہیں، شیطان ہر وقت ہر جگہ موجود۔ ملک الموت ہر جگہ موجود۔ غوث پاک اولیاء اللہ فرماتے ہیں کہ دنیا کی کوئی شے ہم سے پوشیدہ نہیں، پھر حضور ﷺ تو ان سے ہزاروں لاکھوں درجہ رفیع و اعلیٰ ہیں، ہر وقت ہر ساعت چودہ طبق میں ہر آن موجود ہیں، کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے۔ **المستفتی نمبر ۲۶۷۵** پیرزادہ عبدالرحیم ولی محمد صاحب مورخہ ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۶۰ھ م ۸ جولائی ۱۹۴۱ء۔

(**جواب ۹۴**) یہ عقیدہ غلط ہے کہ آنحضرت ﷺ حق تعالیٰ کی طرح ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔(۱) اور یہ خیال بھی باطل ہے کہ شیطان (یعنی ابلیس) ہر جگہ موجود ہے یا ملک الموت ایک وقت میں ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔ شیاطین بہت سے ہیں (۲) اور ملک الموت کے ماتحت بھی بے شمار فرشتے کام کر رہے ہیں۔ شیاطین کے کام کو لوگ ابلیس کی طرف منسوب کر دیتے ہیں یا فرشتوں کے عمل کو خود عزرائیل کا عمل سمجھ لیتے ہیں اور اس غلطی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ ایک وقت میں ہزاروں مرنے والوں کی ارواح کو تنہا عزرائیل علیہ السلام نے قبض کیا۔(۳) آنحضرت ﷺ نے خود ایک لڑکی کو جس نے یہ مصرعہ پڑھا تھا ع **وفینا نبی یعلم مافی غد** یعنی ہمارے اندر ایک نبی ہے جو کل کی بات جانتا ہے۔ اس سے منع فرمایا اور روک دیا تھا۔(۴) ہر جگہ (علم و قدرت کے لحاظ سے) موجود ہونا اور ہر بات کو بغیر کسی کی مدد کے جاننا خاص اللہ تعالیٰ کی صفت۔ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقولہ جو سوال میں نقل کیا ہے بسند صحیح ثابت نہیں۔(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

حضور ﷺ کو خدا کا چپراسی کہنا کیسا ہے؟

(سوال) زید نے ترجمہ کا مطلب کرتے ہوئے کہا کہ حضور ﷺ بلاغ حکم خداوندی میں مثل چپراسی حکومت کے ہیں۔ جس طرح اس حکومت کی طرف سے بلاغ حکم کا ارشاد ہوتا ہے اسی طرح (نعوذ باللہ) حضور ﷺ اپنے خدا کے حکم کے چپراسی ہیں۔

۱۔ وما کنت لدیھم اذ یختصمون آل عمران ۴۴
۲۔ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ابلیس یضع عرشہ علی الماء ثم یبعث سرایاہ یفتنون الناس (مسلم: ۲: ۳۷۶)
۳۔ والمراد من الملائکۃ ملک الموت و اعوانہ والاعوان ہم المزاولون لاخراج الروح (روح المعانی ۵: ۲۵ امدادیہ)
۴۔ بخاری شریف: ۲: ۷۷۳ قدیمی کتب خانہ
۵۔ لا الہ الا ھو عالم الغیب والشہادۃ (الحشر ۲۲)

(الف) کیا ایسی مثالیں شرعاً و ادباً درست ہیں؟

(ب) لفظ چپڑاسی میں توہین یا تحقیر شان نبوی ﷺ عیاں ہے یا نہیں؟

(ج) اگر لفظ چپڑاسی فی المعنی توہینی لفظ ہے تو زید کو کس طرح تائب ہونا چاہئے؟

(د) ایسے عقیدہ والا قابل امامت و فتویٰ ہے؟

(ہ) ایسا قبیح لفظ استعمال کرنے والے کے حق میں شرع مقدس کیا حکم دیتی ہے۔

المستفتی نمبر ۲۶۹۸ غ م حسن صاحب۔ ۸ محرم ۱۳۶۱ھ م ۲۶ جنوری ۱۹۴۲ء

(جواب) (از مولوی سید گل حسن صاحب)۔ چونکہ زید نے آنحضرت ﷺ کو ابلاغ حکم خداوندی میں (مطابق تحریر سوال) مثل چپڑاسی کے بتایا ہے، نہ شان نبوی ﷺ کو مثل شان چپڑاسی کے، لہذا اس مثال سے کوئی قباحت یا اہانت سرور دو عالم ﷺ کی عیاں نہیں ہوتی اور نہ مثال سے زید نے سرکار مدینہ ماوا و ملجاء غریباں محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی عزت و حرمت میں (نعوذ باللہ) کوئی کمی یا تحقیر شان کی ہے، اس لئے زید مستحق مذمت شرعاً نہیں ہو سکتا۔

(الف) جس مثال سے اہانت عیاں نہ ہوتی ہو۔ ایسی مثال شرعاً درست ہے اور ادب بھی شرع اسلام میں داخل ہے۔ شرع اسلام ادب کا سبق دینے والی ہے، جتنا ادب بغیر کسی تکلف کے شرع اسلام میں پایا جاتا ہے، اس سے زیادہ ادب کسی مذہب میں نہیں پایا جاتا، عوام کے نزدیک جو ادب و تہذیب ہے وہ شرع اسلام کے خلاف ہے۔

(ب) کلمہ چپڑاسی ابلاغ حکم خداوندی کا (موجب تحریر سوال) کوئی توہین یا تحقیر شان نبوی ﷺ نہیں کرتا۔ چپڑاسی کا لفظ از روئے لغت کوئی قبیح لفظ نہیں۔ باقی رہا عرف عام، تو عرف عام میں چپڑاسی بمنزلہ قاصد کے ہوتا ہے، جو ہر وقت اپنے افسر کے قریب ہی رہتا ہے اور جو حکم اسے ملتا ہے فوراً پہنچا دیتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ قرب خداوندی میں رہنے والے ہیں اور جو حکم آپ ﷺ کو بارگاہ ایزدی سے ارشاد ہوتا ہے وہ لفظ بلفظ بلا کسی کمی بیشی کے (بلغ ما انزل الیک) اپنی امت کو پہنچانے والے ہیں۔ اور یہی معنی عرف عام میں چپڑاسی کا ہے۔

(ج) لفظ چپڑاسی فی المعنی توہینی لفظ نہیں (ملاحظہ ہو غیاث اللغات فارسی) جب توہینی لفظ نہیں تو پھر تائب ہونا کیسا؟

(د) چونکہ زید کا عقیدہ ابلاغ حکم خداوندی میں (مطابق تحریر سوال) کوئی تحقیر شان نہیں کرتا اس لئے وہ قابل امامت و فتویٰ ہے۔

(ہ) یہ لفظ از روئے لغت کوئی قبیح لفظ نہیں، اس لئے اس کے استعمال کرنے والے کے حق میں شرع مطہر کوئی حکم نہیں دیتی۔ نیز یہ مثال تو ایسی مثال نہیں جس سے اہانت یا حقارت عیاں ہوتی ہو، اس سے زیادہ تو شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے مثال دی ہے کہ رسول خدا ﷺ پشتیبان ہیں تو عرف عام میں پشتیبان روڑ کو کہتے ہیں، تو کیا آنحضرت ﷺ نعوذ باللہ من ذلک روڑ بن گئے، نہیں ہر گز نہیں، اسی طرح چپڑاسی کی مثال کو سمجھیں۔

واللہ اعلم بالصواب دعاء گو سید گل حسن عفی عنہ۔

(جواب ۹۵) بے شک اس میں کوئی توہین اور بے ادبی نہیں ہوئی۔ آنحضرت ﷺ کے لئے تو ہر نماز میں ہر

مسلمان یہ اقرار کرتا ہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ بندے کا لفظ اگر توہین نہیں تو چپراسی جس کا مفہوم پیغام پہنچانے والا قاصد ہے کیسے توہین کا لفظ ہو سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

کیا ہندوؤں کے تمام پیشوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث تھے؟

(السوال) چہ می فرمایند حضور پرنور دریں مسئلہ کہ تمام اوتاران ہر آنکہ در ہندوستان آمدند ہنود بودند ایں ہمہ اوتاران از جانب خدائے عزوجل بودند یا خود نمائی کردہ بودند؟ حضور مفصل تحریر کنند۔

(ترجمہ) کیا فرماتے ہیں حضور پرنور اس مسئلے میں کہ ہندوؤں کے تمام اوتار جو ہندوستان میں آئے، کیا یہ سب خدائے عزوجل کی طرف سے مبعوث تھے یا خود نمائی کرتے تھے؟ آپ مفصل تحریر کریں۔

المستفتی نمبر ۲۷۰۳ سید خورشید حسن صاحب (کلکتہ) ۲۹ محرم ۱۳۶۱ھ م ۱۶ فروری ۱۹۴۲ء

(جواب ۹۶) اوتاران و رشیان کہ در ہندوستان آمدند حالات ایشاں باسانید معتبرہ بما نرسیدہ و حالاتے کہ در کتب ہنود یافتہ می شود قابل اعتماد نیست، ازیں جہت امکان است کہ در ایشاں شخصے صحیح العقیدہ و صحیح الاعمال ہم باشد و از جانب حق تعالیٰ مبعوث ہم باشد زیرا کہ قول باری تعالیٰ **و لکل قوم هاد**(۲) مقتضی ایں امر است کہ در ہندوستان ہم از جہت حق ہادی و رہنما آمدہ باشد لیکن شخصے معین را ازیں اوتاران نبی و مرسل و مبعوث ندانیم و نہ گوئیم و اعتقاد نہ کنیم تا وقتیکہ نبوت او ثابت نہ شود و حالات او و نوعیت تعلیم او بدلائل یقینیہ بثبوت نرسد۔

پس کسانے کہ سری کرشن را نبی می دانند خاطی ہستند چہ بر نبوت سری کرشن دلیلے در ادلہ شرعیہ موجود نیست و ہمچنیں حال دیگر پیشوایان و اوتاران ہنود ہست (۳)۔

(ترجمہ) جو اوتار اور رشی ہندوستان میں آئے ان کے حالات معتبر ذرائع سے ہم تک نہیں پہنچے ہیں۔ اور جو حالات کہ ہندوؤں کی کتابوں میں ملتے ہیں قابل اعتماد نہیں ہیں اور اس صورت میں اس امر کا امکان ہے کہ ان میں سے کوئی شخص صحیح العقیدہ اور صحیح الاعمال بھی ہو، اور حق تعالیٰ کی طرف سے مبعوث بھی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان "**ولکل قوم هاد**" کا مقتضی یہی ہے کہ ہندوستان میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہادی اور رہنما ضرور آیا ہوگا۔ لیکن ہم ان اوتاروں میں سے کسی خاص شخص کو نہ مبعوث جانتے ہیں نہ کہہ سکتے ہیں نہ اعتقاد رکھتے ہیں جب تک کہ اس کی نبوت کا ثبوت ہمیں نہ مل جائے۔ اور اس کے حالات اور تعلیم کی نوعیت قطعی دلائل سے معلوم نہ ہو جائے۔

پس جو لوگ سری کرشن کو نبی مانتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ سری کرشن کی نبوت پر ادلہ شرعیہ میں کوئی دلیل موجود نہیں۔ اور یہی حکم ہندوؤں کے دیگر پیشواؤں اور اوتاروں کے متعلق بھی ہے۔

۱۔ اشهد ان لا اله الا الله، اشهد ان محمداً عبده ورسوله (مسلم ۱/ ۳۲ قدیمی کتب خانہ)

۲۔ الرعد ۷

۳۔ والاولی ان لا یقتصر علی عدد ویحتمل مخالفة الواقع هو عد النبي من غير الانبياء وعد غير النبي من الانبياء، ش
العقائد: ۲۱۳ ط ایچ ایم سعید)

کیا خواب میں شیطان آنحضرت ﷺ کے علاوہ دوسرے نبی کی شکل میں آسکتا ہے؟

(سوال) حدیث شریف میں ہے کہ شیطان خواب میں رسول اللہ ﷺ کی شکل مبارک بن کر اپنے کو نہیں دکھلا سکتا۔ کیا اسی طرح دوسرے انبیاء کی شکل بنا کر خواب میں نہیں آسکتا؟

المستفتی نمبر ۲۷۳۹ ابراہیم اسمٰعیل پٹیل۔ علی پور ولپلمیدرہ ضلع سورت ۸ ذی الحجہ سن ۱۳۶۱ھ م ۱۹۴۲ء

(جواب ۹۷) حضور ﷺ کی صورت پر متمثل نہ ہونا تو صراحۃً احادیث میں وارد ہے۔(۱) مگر کسی روایت میں دوسرے انبیاء علیہم السلام کی تصریح نہیں ملی۔ ہاں علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شمائل میں یہ نقل کیا ہے کہ بعض شراح مصابیح نے لکھا ہے **ومثله فى ذلك جميع الانبياء والملائكة** یعنی اس بارے میں آنحضرت ﷺ کی طرح اور انبیاء اور ملائکہ کی رویت کا بھی یہی حکم ہے واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

خواجہ معین الدین اجمیری کے بارے میں ”رشک پیغمبراں“ کا کہنا کیسا ہے؟

(سوال) زید تقریباً پندرہ سال سے خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی سجادگی پر مامور ہے۔ اس تمام عرصے میں تمام مجالس میں خواہ وہ ہفتہ وار ہوں یا ماہانہ یا سالانہ درگاہ شریف کے مقررہ نعت خواں حضرت خواجہ خواجگاں رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں نواب خادم حسین کی تصنیف کردہ ایک نظم پڑھا کرتے تھے جس سے صوفیائے کرام اور علمائے طریقت کافی متاثر و محفوظ ہوتے رہے۔ سجادہ صاحب موصوف اکثر ان مجالس میں خود رونق افروز ہوتے تھے۔ ایک مجلس میں سجادہ صاحب موصوف کی طرف سے ان کے صاحبزادے جانشینی فرما رہے تھے اور قوال نظم مذکورہ پڑھ رہے تھے۔ جب تیسرا شعر پڑھا گیا تو صاحبزادہ صاحب نے اس کی تکرار سے منع فرمایا۔ نظم کے اشعار یہ ہیں :۔

قبلہ عاشقاں معین الدین   کعبہ عارفاں معین الدین
حامیٔ بے کساں معین الدین   رہبر کاملاں معین الدین
نائب مصطفیٰ و دین کشور   رشکِ پیغمبراں معین الدین
بہر تسکین روح اے خادم   از دل و جاں بخواں معین الدین

درخواست ہے کہ ”رشک پیغمبران علیہم السلام“ کی تشریح اور اس کے جواز و عدم جواز کے متعلق شریعت کا حکم مدلل تحریر فرمائیں۔ المستفتی نمبر ۲۷۷۹ سید امتیاز علی حال وارد دہلی مورخہ ۱۹ جون ۱۹۴۴ء م ۱۳۶۳ھ

---

(۱) عن ابی هريرة قال : سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول : من رآني في المنام فسيراني في اليقظة ولا يتمثل الشيطان بي
(بخاری شریف : ۲ / ۱۰۳۵ قدیمی کتب خانہ)

(جواب ۹۸) ہاں "رشک پیغمبراں معین الدین" قابل ترک ہے۔ اس میں انبیاء علیہم السلام کی شان میں سوء ادب کا پہلو واضح ہے۔ خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ بہر حال امتی تھے۔ اور امتی خواہ کتنا ہی اعلیٰ ہو جائے، پیغمبر کی ذات گرامی سے نیچا ہی رہتا ہے۔ اس لئے خواجہ تو خواجہ حضرۃ صدیق وفاروق، ذوالنورین وحیدر رضی اللہ عنہم و بھی رشک پیغمبراں نہیں ہو سکتے۔ انبیاء علیہم السلام نے اگر حضور ﷺ کی امت میں ہونے کی تمنا کی تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حضور ﷺ کی امت کے کسی ایسے فرد سے کم درجہ ہو جائیں جو نبوت کی فضیلت سے بہرہ ور نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول، حضور ﷺ کی امت کے ایک فرد بھی ہوں گے۔ اس کے باوجود بنی اسرائیل کے پیغمبر ہونے کی فضیلت کی وجہ سے جو انہیں زمانہ پیغمبری میں حاصل ہو چکی ہے صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل ہوں گے۔(۱) کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

غلط قصیدہ پڑھنا گناہ ہے!

(السوال) شب معراج میں ایک شاعر صاحب نے یہ قصیدہ پڑھا کہ نبی صاحب جب معراج کی شب خدا سے ملے تو آپ ﷺ نے خدا سے کہا کہ یا اللہ میری امت کے لئے بخشش و رحمت ہو، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ آج ہی قیامت کھڑی ہے جو تم امت کے لئے بخشش چاہتے ہو۔ ؟ ان کا ایسا قصیدہ پڑھنا

ہم سامعین کو ناگوار ہوا، اور ہم نے ان سے پوچھا کہ یہ کون سی کتاب میں لکھا ہے تو شاعر صاحب خاموش رہے۔ المستفتی ظہیر الدین، امیر الدین۔ مشرقی خاندیس۔

(جواب ۹۹) یہ بات کہ "اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ کیا آج ہی قیامت کھڑی ہے جو تم امت کے لئے بخشش چاہتے ہو۔" ثابت نہیں۔(۲) اس قسم کے غلط روایت بیان کرنا نہیں چاہئے۔ گناہ ہے۔ بیان کرنے والے کو توبہ کرنی چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

میں آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عیادت کے لئے گیا تھا اس کے سر میں درد تھا اور بخار چڑھا ہوا تھا" کہنے والے کا حکم۔

(السوال) ایک شخص باہر سے آیا۔ کسی نے پوچھا کہ تم کہاں گئے تھے؟ اس نے کہا کہ میں آسمان پر عیسیٰ علیہ السلام کی عیادت کے لئے گیا تھا، اس کے سر میں درد تھا اور بخار چڑھا تھا۔ ایسے شخص کا کیا حکم ہے"

المستفتی نمبر ۱۷۱۱ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ م ۳۱ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۰۰) یہ شخص مجنون، یا کاذب یا مسخرہ ہے اور آخری صورت میں اس کے کلام سے استہزاء ٹپکتا ہے جس میں کفر کا قوی خطرہ ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

۱۔ وافضل البشر بعد نبینا علیہ الصلوۃ والسلام ابو بکر الصدیق ، والاحسن ان یقال بعد الانبیاء لکنہ اراد البعدیۃ الزمانیۃ ولیس بعد نبینا نبی ، ومع ذلک لا بد من تخصیص عیسی علیہ الصلوۃ والسلام (شرح العقائد ص ۱۲۳ ایچ ایم سعید)

۲۔ اتفقوا علی تحریم روایۃ الموضوع الا مقرونا ببیانہ (نخبۃ الفکر ص ۵۹ قرآن محل کراچی)

۳۔ ان کلمات سے بظاہر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان کی طرف اٹھائے جانے اور قرب قیامت آسمان سے نزول کے اجماعی اور منصوص عقیدے کی تکذیب مسخرہ مقصود، جو کہ کفر ہے، لیکن حضرت مفتی صاحب نے احتیاطاً کفر کا فتویٰ نہیں دیا۔

(۱) کسی بزرگ کو شمس الکونین کہنے کا حکم؟

(۲) کیا اولیاء کرام کے تمام الہامات صحیح اور حجت ہیں؟

(السوال) (۱) زید ایک بزرگ کو "شمس الکونین" کے لقب سے اعتقاداً مخاطب یا ملقب کرتا ہے اور جو شخص اس اعتقاد میں ہمنوا نہ ہو تو وہ اس سے سخت ناراض ہوتا ہے کیونکہ وہ اس کو ملہم سمجھتا ہے عمرو کہتا ہے کہ آقائے دوجہاں سرور کائنات سرکار دو عالم تاجدار مدینہ سید الکونین وغیرہ الفاظ متکلمین اسلام کی اصطلاح میں آقائے دوجہاں سید المرسلین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کی ذات بابرکات کے لئے مختص ہیں اور کچھ ایسے مختص ہو چکے ہیں کہ عامۃ المسلمین کا ذہن فوراً ایسے الفاظ پر حضور ﷺ کی ذات اقدس کی طرف متبادر ہو جاتا ہے شمس الکونین بھی اسی قبیل سے معلوم ہوتا ہے ورنہ ملتبس ضرور ہے۔ حضور ﷺ کی ذات کے سوا کسی ہستی کے لئے ایسے الفاظ کا استعمال خلط مراتب کا باعث ہے اور دھوکہ میں ڈالتا ہے۔ اور فرق مراتب کی اہمیت ظاہر ہے اس لئے ایسے لفظ سے کسی ہستی کو مخاطب کرنا درست نہیں۔ دونوں میں سے کس کا خیال صحیح ہے؟

(۲) سالکان راہ طریقت کے کیا تمام الہامات صحیح اور حجت ہوتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۵۵ ۲۰ ذی قعدہ ۱۳۵۸ھ م یکم جنوری ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۰۱) (۱) زید کا قول بے شک نامناسب اور حدیث **لا تزكوا على الله احدا** (او کما قال) کے خلاف ہے۔ عمرو کا قول صحیح ہے۔ کسی بزرگ متبع شریعت شیدائے سنت کی بزرگی کا اعتراف تو ناجائز نہیں، مگر حد سے بڑھ جانا اور آخرت کی نجات کا شخصی طور پر یقینی حکم لگا دینا درست نہیں آنحضرت ﷺ نے ایسے ہی موقع پر **وما يدريك ان الله اكرمه** (۲) فرمایا تھا۔

(۲) اولیاء کے الہام قطعی نہیں ان میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے اور دوسروں کے حق میں ولی کا کوئی الہام حجت نہیں۔ خود ملہم اگر یقین رکھتا ہو کہ اس کا فلاں الہام **قطعی من الله** ہے تو وہ خود اس کے موافق عمل کر سکتا ہے مگر اس کے سوا کسی پر لازم نہیں۔ کسی ولی کے کسی خاص الہام پر کسی مسلمان کو ایمان لانا ضروری نہیں ہے۔(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

کیا رسول مقبول ﷺ کا سایہ نہ تھا؟

(السوال) رسول مقبول ﷺ کا سایہ تھا یا نہیں؟ اور بعض جگہ جو آتا ہے کہ سایہ تھا تو اس کا کیا جواب ہے؟

المستفتی غلام احمد عصیر ساکن میانوالی متعلم دارالعلوم دیوبند مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۷ء

۱۔ بخاری شریف: ۲ / ۸۹۵ قدیمی کتب خانہ

۲۔ بخاری شریف ۱ / ۱۶۶ قدیمی کتب خانہ

۳۔ الهام الاولياء حجة في حق انفسهم ان وافق الشريعة ولم يتعد الى غيرهم الا اذا احدث بقولهم بطريق الادب (نور الانوار ۲۱۵ ایچ۔ ایم سعید)

(جواب ۱۰۲) کتب سیرۃ میں یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا۔ اور بہت سے علمائے سیرۃ نے اس کو اپنی تصنیفات میں نقل کر دیا ہے۔ اور اس کی دلیل میں حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب نوادر الاصول سے اور دوسری روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الوفاء سے نقل کی جاتی ہے۔ ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت کو علامہ ملا علی قاری نے شرح شفاء میں مجروح و ضعیف بتایا ہے۔(۱) اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کی سند معلوم نہیں۔ نہ کتاب الوفاء موجود ہے کہ اس میں سند دیکھی جائے۔ مگر خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شفاء میں اس کو ان الفاظ سے نقل کیا ہے۔ وهذا رواه صاحب الوفاء عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما قال لم یکن لرسول الله صلی الله علیه وسلم ظل ولم یقم مع شمس الا غلب ضوئه ضوئها ولا مع سراج الا غلب ضوئه ضوء ها(۲) یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ "آنحضرت ﷺ کا ظل نہ تھا اور جب حضور ﷺ دھوپ میں کھڑے ہوتے تو آپ ﷺ کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب ہوتی۔ اور جب چراغ کے سامنے ہوتے تو حضور ﷺ کی روشنی چراغ کی روشنی پر غالب ہوتی۔"

یہ روایت اس مسئلے پر بطور دلیل کے بیان کی گئی ہے۔ مگر صحت سند سے قطع نظر کر لینے کے بعد بھی اس روایت کے بطور دلیل و حجت کام میں لانے پر شبہات وارد ہوتے ہیں۔ مثلاً کہا جا سکتا ہے کہ ظل کے معنی سایہ کے حدیث میں مراد نہیں بلکہ ظل سے مراد نظیر ہے۔ یعنی لم یکن له صلی الله علیه وسلم نظیر فی کمالاته اس جملے کی تفسیر ہے جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ اور سورج کی یا چراغ کی روشنی پر حضور ﷺ کی روشنی کا غالب ہونا روحانی اور وجدانی غلبہ ہے۔ اور اگر حسی غلبہ مراد ہو تو کلام مبالغہ پر محمول ہے۔ جیسے مهند من سیوف الله مسلول۔ میں حضور ﷺ کا سیف ہونا روحانی یا معنوی طور پر مراد ہے نہ حسی طور پر اور حسی طور پر مراد ہو تو کلام مبالغہ پر محمول ہے۔ (ناتمام)

جو شخص رسول اللہ ﷺ کو زبان سے بندہ کہے اور دل سے نہ کہے اس کا کیا حکم.

(از اخبار الجمعیۃ مورخہ ۲/ اکتوبر ۱۹۲۶ء)

(السوال) جو شخص رسول اللہ ﷺ کو زبان سے بندہ کہے اور دل سے نہ کہے وہ کیسا ہے؟

(جواب ۱۰۳) رسول اللہ ﷺ خدا کے بندے اور رسول ﷺ تھے۔ حضور ﷺ کو زبان سے بندہ کہنا اور دل سے بھی خدا کا بندہ سمجھنا ضروری ہے۔ جو شخص حضور ﷺ کو بندہ نہیں سمجھتا تو آخر کیا سمجھتا ہے۔ اور جب زبان سے بندہ کہتا ہے تو دل سے نہ سمجھنے کے کیا معنی ہیں، کیا وہ کلمہ شہادت کے اس جملے کو دل سے نہیں مانتا۔ واشهد ان محمداً عبده ورسوله۔ یعنی گواہی دیتا ہوں میں کہ محمد ﷺ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ کیا وہ حضور ﷺ کو عبد کی جگہ معبود قرار دیتا ہے؟ اگر ایسا ہی ہے تو اس کے ایمان کی خیر نہیں۔(۲) حضور نبی کریم ﷺ بشر بھی

۱۔ وما ذکره الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول عن عبدالرحمن بن قیس هو مطعون عن عبدالملک بن عبدالله بن الولید وهو مجهول عن ذکوان. (شرح شفاء ۱: / ۷۵۳ خفاجی سراجیہ)

۲۔ من یشرك بالله ای فیعبد معه غیره (تفسیر ابن کثیر ۲: ۸۱ سہیل اکیڈمی لاہور)

تھے اور خدا کے بندے اور مخلوق بھی۔ قرآن پاک میں آپ کو بندہ اور بشر کہا گیا ہے۔ تمام صحابہ کرام ائمہ متقدمین اور علماء مجتہدین کا یہی مذہب ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

حضور اکرم ﷺ کا اسم مبارک سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا ثابت نہیں .

(از اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۲۷ء)

(السوال) آنحضرت ﷺ کا نام مبارک سن کر دونوں انگوٹھوں کے ناخن چومنا کیسا ہے؟

(جواب ۱۰۴) حضور انور ﷺ کا اسم مبارک سن کر انگوٹھوں کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا کسی صحیح اور معتبر دلیل سے ثابت نہیں۔(۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ، دہلی۔

سرکار دو عالم ﷺ کے موئے مبارک اور اولیائے کرام کے خرقہ کی زیارت کرنا درست ہے یا نہیں۔؟

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۳۴ء)

(السوال) سرکار دو عالم ﷺ کے موئے مبارک اور اولیائے کرام کے خرقہ مبارک کی زیارت کرنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۰۵) موئے مبارک اگر اصل ہو تو اس کی زیارت موجب برکت ہے۔ اسی طرح خرقہ کا حکم ہے مگر غلو کرنا جائز نہیں ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

کیا محفل میلاد میں آپ ﷺ خود تشریف لاتے ہیں؟
معراج میں شیخ عبدالقادر جیلانی کا آپ ﷺ کو کندھا دینا بے اصل ہے .

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۳۴ء)

(السوال) (۱) زید کہتا ہے کہ مولود شریف میں آقائے نامدار محمد مصطفی ﷺ خود حاضر ہوتے ہیں عمرو کہتا ہے کہ حاضر نہیں ہوتے ہیں بلکہ ہمارا درود بذریعہ ملائکہ آپ ﷺ تک پہنچتا ہے۔ زید نے عمرو کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔

(۲) زید کہتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سدرۃ المنتہی سے درگاہ باری تک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کندھے پر اپنا قدم مبارک رکھ کر پہنچے ہیں۔

۱۔ قل انما انا بشر مثلکم "(الکھف: ۱۱۰)
شہادۃ ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا عبدہ ورسولہ (مسلم ۱: ۳۲)
۲۔ ثم یقول: اللھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابھامین علی العینین ولم یصح فی المرفوع من کل ھذا شیء. (رد المحتار ۱: ۳۹۸ سعید)
۳۔ لا تغلوا فی دینکم (النساء: ۱۷۱)

(جواب ۱۰۶) عمرو کا قول صحیح ہے۔ زید کا قول بے دلیل اور شرعی اصول کے لحاظ سے غلط ہے عمرو صحیح العقیدہ ہے اس کے پیچھے نماز جائز ہے بلکہ اولیٰ ہے۔(۲)
(۳) یہ بات بھی بے دلیل اور شرعی اصول کے خلاف ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

رسول مقبول ﷺ کے فضلات اور لہو مبارک کا حکم۔

(السوال) زید کہتا ہے کہ رسول مقبول ﷺ کے بول و براز اور لہو کو لوگ استعمال نہیں کرتے تھے اور جن لوگوں نے استعمال کرلیا ہو تو ہو سکتا ہے کہ ان کو نفع پہنچا ہو لیکن اس کے پاک اور حلال ہونے کا کوئی حکم نہیں ہے۔

(جواب ۱۰۷) آنحضرت ﷺ کے فضلات طیبہ کی طہارت کے بہت سے علمائے شافعیہ و حنفیہ قائل ہیں۔ مگر یہ مسئلہ قیاس کی حدود سے باہر ہے اور اس میں کلام کرنا مفید نہیں۔ جو لوگ کہ طہارت فضلات کے قائل نہیں وہ عمومات شرعیہ سے استدلال کرتے ہیں اور جو قائل ہیں وہ تخصیص کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ ولكل وجهة هو موليها فاستبقوا الخيرات. (۳) محمد کفایت اللہ

۱۔ ان للہ ملائکة سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام (نسائی ۱: ۱۸۹ قدیمی کتب خانہ)
۲۔ یعنی آپ ﷺ حاضر ناظر نہیں۔ مرتب۔
۲۔ والاعلم احق بالامامة فی عبارة لسان الفقه و حکم الشریعة (البحر الرائق ۱: ۳۶۲ بیروت)
۳۔ فقد قال قوم من اهل العلم بطهارة هذين الحدثين منه صلى الله عليه وسلم وهو قول بعض اصحاب الشافعي منهم لقائل به على الحاسة (شرح شفاء ۱: ۱۶۰ مصر)

تیسرا باب

ملائکہ علیہم السلام

شب برات میں روزی کن ذرائع سے پہنچائی جاتی ہے؟

اس فرشتے کا کیا نام ہے جو سال بھر کی روزی تقسیم کرتا ہے؟

(السوال) اللہ تعالیٰ نے جو روزی سب بندوں کی لوح محفوظ پر مقرر کی ہے اور شب برات پندرہ تاریخ والے برس کی روزی لوح محفوظ سے بندوں کو تقسیم کی جاتی ہے تو یہ روزی بذریعہ فرشتوں کے تقسیم کی جاتی ہے یا بذریعہ نبی یا رسول کے پہنچائی جاتی ہے۔ اگر فرشتوں کے ذریعے سے تقسیم ہوتی ہے۔ تو اس فرشتے کا کیا نام ہے جو روزی تقسیم کرتا ہے سال بھر کی۔ المستفتی نمبر ۹۰۳ حافظ محمد علی احمد آباد۔ ۱۲ صفر ۱۳۵۵ھ

(جواب ۱۰۸) ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۵ شعبان کو سال بھر کے انتظامات فرشتوں کو بتا دیئے جاتے ہیں جن میں ہر بندے کی روزی کی مقدار اس کی بہم رسانی کی کیفیت بھی ہوتی ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ سال بھر کی روزی ہر بندے کو اس ایک رات میں دے دی جاتی ہے۔ روزی بہم پہنچانے اس کے محکمہ کے افسر حضرت میکائیل علیہ السلام ہیں۔ پھر ان کے ماتحت اتنے فرشتے کام کرتے ہیں کہ جن کی تعداد اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ یہ فرشتے حضرت میکائیل علیہ السلام کی ہدایتوں کے بموجب اللہ کی بے شمار مخلوق اور بندوں کی روزی رسانی کا انتظام کرتے ہیں۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

کیا ملائکہ اور عقول مجردہ ایک چیز ہے؟

(السوال) ملائکہ جو بقول اہل اسلام اجسام نوریہ ہیں۔ اور عقول جو بقول فلاسفہ مجردات غیر اجسام ہیں کیا ان دونوں کے مصداق ایک ہے، تو اہل اسلام دونوں کو کیوں نہیں مانتے؟ یا جدا جدا ہے تو بعض نے اس تعبیر "وبعض اشارات فی الملائکۃ وھی عقول مجردات" سے کیوں لکھ دیا ہے؟

(جواب ۱۰۹) ملائکہ اجسام نوریہ ہیں،(۲) (در حقیقت ناریہ ہیں مگر ان کا مادہ نار مصفاۃ مثل نور کے ہے۔ اس لئے ان کو اجسام نوریہ سے تعبیر کر دیا گیا ہے) اور فلاسفہ جن عقول مجردہ کے قائل ہیں ان سے جداگانہ مخلوقات کے دائرہ میں ہیں۔ ملائکہ کے بیان میں جو یہ عبارت ہے وھی العقول المجردۃ یہ مسامحت ہے اور اس کا منشاء یہ ہے کہ اہل اسلام جو قوتیں اور افعال کہ ملائکہ کے لئے ثابت کرتے ہیں فلاسفہ اسی طرح کے قوی اور افعال عقول مجردہ کے لئے مانتے ہیں اور عقول مجردہ کے علاوہ کسی ایسی مادی مخلوق کے قائل نہیں جن کو ملائکہ کہا جاتا ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ فلاسفہ کی مانی ہوئی عقول مجردہ اور اسلام کے مانے ہوئے ملائکہ در حقیقت ایک شئے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

۱۔ فدفع نسخة الارزاق الى ميكائيل، ويعطى كل عمل بركته لسنة (تفسير القرطبي ۱۲۰/۱۶ دار الكتب العلمية بيروت)

۲۔ خلقت الملائكة من نور (مسلم ۴۱۳/۲ قديمي)

چوتھا باب

معجزات و کرامات

(۱) نبی کریم ﷺ کا مردوں کو زندہ کرنا ثابت نہیں۔
(۲) کیا آپ ﷺ کا سایہ زمین پر پڑتا تھا؟
(۳) چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا آنحضرت ﷺ کا معجزہ ہے؟

(سوال) (۱) آنحضرت ﷺ نے کسی مردوں کو زندہ کیا ہے یا نہیں؟

(۲) رسول مقبول روحی فداہ کا سایہ زمین پر پڑتا تھا یا نہیں؟

(۳) چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا آنحضرت ﷺ کا معجزہ ہے؟

(۴) رسول خدا ﷺ نے چاند کو شق کیا ہے یا نہیں؟

(۵) رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مردہ زندہ کرنے کو خداوند تعالیٰ نے کلام مجید میں منع فرمایا ہے اگر منع فرمایا ہے تو کیوں؟ جب کہ آپ ﷺ نے کئی موقعوں پر مردہ زندہ کیا تو آپ ﷺ کو کیوں منع کیا گیا۔[1]

(جواب ۱۱۰) کسی صحیح روایت سے اس کا ثبوت نہیں ملتا کہ آپ ﷺ نے مردے کو زندہ کیا ہو۔ اس سے متعلق [illegible] ہے کہ آپ ﷺ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔ ہاں معجزہ شق قمر ثابت ہے اس میں کچھ تردد نہیں۔[2]

ولی کی کرامت کے منکر کا حکم۔

(سوال) جو شخص خدا اور رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہے اور تمام صحابہ کرام و اولیاء عظام کا معتقد ہے مگر صرف ولی کی کرامت کا منکر ہے۔ آیا یہ شخص کافر ہوتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۶ حیمان شمیمی ۱۶ رمضان ۱۳۵۵ھ م ۲ دسمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۱۱) ولی کی کرامت کا انکار کئی جہت سے ہے۔ اگر کسی خاص ولی کی صرف کوئی خاص کرامت منقول ہو اور ثابت پایہ کو پہنچی ہو اس کا وہ انکار کرے اور انکار کی جہت یہ ہو کہ اس کرامت کا ثبوت منکر کے نزدیک قابل اطمینان نہ ہو تو اس صورت میں اگر فی الحقیقت وہ کرامت ثابت اور متحقق نہ ہو تو منکر حق پر ہے، لیکن اگر کرامت کا تحقق بھی ہو جب بھی منکر کا انکار عدم علم پر مبنی ہے زیادہ سے زیادہ اس کو خاطی کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر ولی کی کرامت کا انکار اس بنا پر کرتا ہے کہ اولیاء اللہ سے کوئی امر خارق للعادۃ ظاہر ہی نہیں ہو سکتا تو یہ شخص اہل سنت و جماعت کے مذہب سے خارج ہو گا کیونکہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک کرامت اولیاء اللہ کا ثبوت

---

[1] خصائص کبریٰ میں یہ روایت ہے ملا علی قاری نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔
اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن له ظل فی شمس ولا فی قمر (الخصائص الکبری، ۱/ ۶۸ دار الکتب العلمیه)

[2] عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنه قال انشق القمر علی عهد النبی صلی الله علیه وسلم شقتین فقال النبی صلی الله علیه وسلم: اشهدوا (بخاری شریف: ۱/ ۵۱۳ قدیمی)

درست و حق ہے مگر اس بات پر تکفیر نہیں کی جا سکتی۔ (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

آنحضرت ﷺ کے قدم مبارک کا نقش بطور معجزہ پتھر پر نقش ہو جانا کسی روایت سے ثابت نہیں .

(سوال) آیا رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے کہ پائے مبارک حضرت خاتم النبوت ﷺ کے نیچے پتھر کا موم ہو کر قدم پاک کا نقشہ پتھر پر آجاتا تھا؟ صحاح ستہ یا دوسری حدیث کی کتابوں یا دیگر معتبر یا غیر معتبر کتابوں سے ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۴۰۴ شہاب الدین (مالدہ) ۷ صفر ۱۳۵۶ھ م ۱۸ اپریل ۱۹۳۷ء

(جواب) (از جناب مفتی دار العلوم دیوبند) آج کل جو بعض لوگ ایک نشان لئے پھرتے ہیں اور اس کو نقش اور نشان قدم مبارک آنحضرت ﷺ کا بتاتے ہیں۔ یہ قول ان کا صحیح نہیں ہے۔ یہ نشان مصنوعی اور بناوٹی ہے۔

فقط واللہ اعلم۔ مسعود احمد نائب مفتی دار العلوم دیوبند ۲۹ شعبان ۱۳۵۵ھ

(جواب) (از حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ) جناب رسول اللہ ﷺ کے معجزات بہت زیادہ اور نہایت عظیم ہیں۔ ان کے سامنے پتھر کا مثل موم بن جانا اور نقش قدم اس پر پڑ جانا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ یہ تو ادنیٰ بات ہے۔ مگر اس وقت تک میری نظر سے کسی حدیث یا سیر کی کتابوں میں سے کسی کتاب میں یہ معجزہ نہیں گذرا۔ واللہ اعلم حسین احمد غفرلہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ (مہر دیوبند)

(جواب ۱۱۲) (حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ) اگرچہ پتھر پر نشان قدم مبارک آنحضرت ﷺ کا بطور معجزہ منقش ہو جانا مستبعد نہیں۔ مگر اس کے باور کرنے کے لئے سند اور روایت کی ضرورت ہے اور ایسی کوئی سند اور روایت نظر میں نہیں آئی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

عرش کے اوپر ہمارا لقب حبیب الرحمن پکارا گیا کہنے والے کا حکم.

(سوال) تذکرہ حضرت سائیں توکل شاہ قدس سرہ میں لکھا ہے کہ ایک روز ان سے عرض کیا کہ حضور حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے تمام اولیاء اللہ کو ایک لقب عنایت ہوتا ہے۔ آپ کا بھی تو کوئی لقب اللہ تعالیٰ سے ضرور ہوا ہوگا. فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی حضور میں تو ہمیں انبالہ والا میت کہتے ہیں اور عرش کے اوپر ہمارا لقب حبیب الرحمن پکارا گیا ہے۔ جیسا کہ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو عبد الرحمن پکارا گیا ہے، مرزا جان جاناں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حبیب الرحمن پکارا گیا۔ [illegible] عرفان، [illegible]۔ خواجہ قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ [illegible] زید کہتا ہے حضور ﷺ کے لقب میں التباس آتا ہے۔ المستفتی نمبر ۲۵۵۹ نور احمد بزاز چوہڑی دہلی۔ ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ م ۱۴ جنوری ۱۹۴۰ء

---

(۱) کرامات الاولیاء حق (شرح العقائد ص ۲۲۰ ایچ ایم سعید کراچی)
والصواب ان لا یسرع الی تکفیر اهل البدع لانهم بمنزلة الجاهل المجتهد المخطی (مرقاة المفاتیح ۱ / ۱۷۷ مکتبه امدادیه ملتان)

(جواب ۱۱۳) یہ بزرگوں کی باتیں ہیں ان کے کشف ہیں جو شرعی طور پر دلیل نہیں ہیں اور اگر یہ بات صحیح بھی ہو تو حالت التباس کا شبہ نہیں ہو سکتا کیونکہ آنحضرت ﷺ کا لقب مبارک حبیب اللہ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

غوث الاعظم کی طرف منسوب بعض کرامات کی صحت کے بارے میں ایک استفتاء

(سوال) کتب مناقب غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ میں بعض کرامات ایسی ہیں کہ جن سے صفت ربانیہ کا اطلاق مثلاً مارنا، جلانا وغیرہ بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر بھی لازم آتا ہے، کیا ان صفات مذکورہ میں سے خدا کی مخلوق کا کوئی فرد آدم تا ایندم شریک ہو سکتا ہے، کیا ان صفت کا اطلاق جزوی یا کلی یا عطائی یا کسی صورت میں مخلوق خدا پر ہو سکتا ہے؟

مثلاً (۱) بارہ برس کے غرق شدہ جہاز کا مع مال و اسباب و آدمیوں کے صحیح سالم برآمد ہونا۔ (۲) یا حضرت عزرائیل علیہ السلام سے روحوں کے تھیلے کا چھین لیا جانا۔ (۳) مرغا تناول فرمانے کے بعد زندہ کر دینا، جلا دینا۔ (۴) کرامت غوث الاعظم تبدیل شدن صورت، کذا فی بستان سنی ص ۲۲۹ مطبع کریمی بمبئی (۵) یا آپ کا خاص، آفتاب سماوی پر سوار ہونا کذا فی ایضاً ص ۲۳۲ (۶) و کرامت ایشاں کہ پسر ضعیفہ غرق شدہ بود باز زندہ شد ص ۲۳۳۔ (۷) کرامت زندہ شدن شوہر زن بیوہ ص ۲۴۰ (۸) کرامت کہ یازدہ دختران شیخے مردانہ گشتند ص ۲۴۲ (۹) وکامل ایک گائے فربہ کو یک ہی وقت تناول فرمانا۔ کذا فی گلدستہ کرامات لغلام سرور۔ (۱۰) اسی میں ہے کہ ایک طبیب نصرانی آپ کا قارورہ دیکھ کر ایمان لایا اور کہا کہ ماهذا المرض الا مرض عشق الالهی کیا یہ ممکن ہے کہ کفار مکہ و عرب شب و روز متواتر جمال نبوی ﷺ کو دیکھیں اور ایمان نہ لاویں اور طبیب نصرانی مذکور کو بہ طفیل پیشاب ایمان نصیب ہو (معاذ اللہ)

کتاب شیر الوجد فی احسار السحد میں عبدالوہاب نجدی کو حنبلی المذہب لکھا ہے، آپ کی یہ تحقیق ہے" سنتا ہوں کہ بڑے پیر صاحب بھی حنبلی تھے بدلیل کتاب "غنیۃ الطالبین" میں بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خوب اس طرح کرتے ہیں کہ قال امامنا رحمة الله عليه واماتنا على مذهبه اصلا و فرعا کیا مذہب حنبلی کے کسی اصول و فروع کی میزان پر ان کی کرامت کی تصدیق ہوتی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ عبدالوہاب نجدی اور بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ متحد المذہب یعنی حنبلی ہوں پھر مقدم الذکر کافر مطلق اور متوخر الذکر مومن مطلق۔

المستفتی نمبر ۲۷۲۶ مولوی سلطان محمد علی گڈھی۔ (پشاور) ۸ جمادی الثانی ۱۳۶۱ھ م ۲۳ جون ۱۹۴۲ء

(جواب ۱۱۴) یہ تمام کرامتیں جو غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق آپ نے نقل فرمائی ہیں سب بے اصل اور بے سند و ناقابل اعتماد ہیں، لوگوں نے ان کے مناقب و فضائل بیان کرنے میں سند اور صحت کا لحاظ نہیں رکھا اور حد سے زیادہ غلو کیا ہے۔ ماہرین شریعت پر یہ مخفی نہیں کہ اس قسم کی کرامتیں بیان کرنے کا مسلک شرعیہ

۔ و لبیان الاولیاء حجة فی حق انفسهم ان وافق الشریعة ولم یتعدای غیرهم الا اذا احدیا بقولهم بطریق الادب. (فتاوی ...
۲۱۵، ...)

ہوا ہے کہ عوام بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں خدائی قوتوں کے قائل ہوگئے اور ان کو پیغمبروں اور خصوصاً آنحضرت ﷺ سے افضل واعلیٰ ماننے لگے اور خدائی منصب پر ان کو پہنچا دیا اور اس کی وجہ سے ان کا دین برباد ہوگیا۔ والی اللہ المشتکی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

(۱) ضعیف روایات سے ثابت شدہ بعض معجزات کا حکم۔
(۲) دائی حلیمہ کا آنحضرت ﷺ کو دودھ پلانا ثابت ہے۔
(۳) "گیارہ مجالس" نامی کتاب کا پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) مندرجہ ذیل معجزوں کو ہمارے پیش امام بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ حضور ﷺ کی شان میں توہین کرتے ہیں۔ جس سے مسلمانوں پر بڑا رنج وملال ہو رہا ہے۔

معجزہ ۱۔ حضور ﷺ کا جھاڑا پیشاب زمین نگل جاتی تھی۔

معجزہ ۲۔ غار حرا میں آپ ﷺ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانو پر آرام فرما رہے تھے اس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عصر قضا ہوگئی۔ آپ ﷺ نے اشارہ کیا، ڈوبا ہوا سورج پھر نکل آیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر ادا کرلی۔[۱]

معجزہ ۳۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت اور ان کے لڑکوں کا ذبح ہونا اور آپ ﷺ کا خدا سے دعاء کرکے زندہ کرنا۔

معجزہ ۴۔ حضور ﷺ کی پیدائش کے وقت کسریٰ کے محل کے کنگوروں کا گرنا۔

معجزہ ۵۔ آپ ﷺ نورانی تھے اور آپ ﷺ کے نور کی روشنی سے سورج پشیمان رہا کرتا تھا۔

معجزہ ۶۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سوئی رات کے وقت مکان میں گر گئی۔ حضور ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے بدن مبارک کی روشنی سے سوئی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ڈھونڈ لی۔ ان معجزوں کو امام صاحب جھوٹ بتلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دائی حلیمہ نے حضرت ﷺ کو دودھ پلایا تھا، یہ بھی غلط ہے۔

گیارہ مجالس جو کتاب حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتوں کے بیان میں لکھی ہوئی ہے اس کو پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

جواب ۱۱۵) جو امور سوال میں مذکور ہیں ان میں سے دائی حلیمہ کا حضور ﷺ کو دودھ پلانا تو ثابت ہے باقی معجزوں کا پختہ ثبوت موجود نہیں ہے۔ بعض کتابوں میں ان معجزات کا ذکر ہے مگر ان کی سندیں صحت کے درجے تک نہیں پہنچیں۔ گیارہ مجالس جو کتاب ہے وہ بھی بہت سی غیر مستند باتوں پر مشتمل ہے۔ اس کے تمام بیانات قابل یقین نہیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

---

[۱] قال عنه [illegible] ثم حسنه [illegible] (حدائق الانوار ۱/ ۱۳۵ [illegible])

(جواب دیگر ۱۱۶) یہ کہنا تو نہیں چاہئے کہ یہ معجزات جھوٹے ہیں،(۱) مگر یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ معجزے جن روایتوں سے ثابت ہوتے ہیں وہ روایتیں ضعیف ہیں۔ اگر کوئی ان معجزات پر یقین نہ کرے اور یہ کہے کہ ان کی روایتیں ضعیف ہیں تو اس پر کوئی الزام نہیں۔ اور جو ان معجزات کو مانے وہ بھی الزام رکھنے کے قابل نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

کیا نبی ہر وقت معجزہ دکھانے پر قادر ہوتا ہے؟

(اخبار جمعیۃ سہ روزہ دہلی مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) [illegible] میں نے جناب کی کتاب "تعلیم الاسلام" کا تیسرا حصہ دیکھا۔ اس میں معجزہ اور کرامت کی تعریف سمجھا دی گئی ہے اور چند معجزوں میں حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے بیان فرما کر رسول اکرم ﷺ کے معجزے بیان کئے ہیں۔ (۱) "کلام اللہ کہ جس کی مثل کوئی نہیں بنا سکتا" کیا معجزے پر ہر وقت قادر ہوتا اور جب چاہتا اس کو دکھانا بھی لازمی ہے یا نہیں؟ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر وقت ہر روز اپنے معجزے سے کام لیتے تھے۔ کیا رسول پاک ﷺ بھی آیات قرآنی ہر وقت نازل کرنے پر قادر تھے؟ (۲) معراج کا معجزہ جب فرمایا یہ معجزہ کس کو دکھایا؟ کیا یہ بھی رسول مقبول ﷺ کی قدرت میں تھا؟ (۳) شق قمر۔ (۴) بہت سی باتیں فرماتے تھے جو بعد میں ٹھیک ہو جاتی تھیں۔ کیا یہ معجزہ ہے؟ مجھ کو ان کے معجزہ ہونے میں شبہ ہے۔ بندہ حکیم محمد اسحاق [illegible]

(جواب ۱۱۷) تعلیم الاسلام میں حضور انور ﷺ کے معجزات میں سب سے پہلے نمبر پر قرآن مجید ذکر کیا ہے۔ اس کے متعلق جناب کے استفسار کا خلاصہ جو میں سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ "کیا معجزہ دکھانے والے کو ہر وقت معجزے پر قادر ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہو تو کیا حضور ﷺ ہر وقت آیات قرآنی نازل کر لینے پر قادر تھے۔"

آپ کا مطلب غالباً یہی ہوگا۔ پہلی اور دوسری تردید کا جواب نفی میں ہے۔ یعنی حضور ﷺ ہر وقت تنزیل قرآن پر قادر نہ تھے لیکن اس سے قرآن پاک کو معجزے میں داخل کرنے کی صورت یہ ہے کہ تردید اول میں نفی کی شق اختیار کی جائے یعنی یہ کہا جائے کہ معجزہ دکھانے والے کا ہر وقت معجزے پر قادر ہونا ضروری نہیں۔ اور اس میں آپ کو تامل نہ ہو۔ آپ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ "جیسا کہ حضرت عیسیٰ ہر وقت ہر روز اپنے معجزے سے کام لیتے تھے۔" یعنی آپ کے خیال میں ضروری ہے کہ معجزہ دکھانے والا ہر وقت معجزہ دکھانے پر قادر ہو۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کو آپ اس کی مثال سمجھتے ہیں کہ وہ ہر وقت ہر روز اپنے معجزے سے کام لیتے تھے۔

اس کے جواب میں عرض ہے کہ تعلیم الاسلام حصہ سوم میں معجزے کی جو تعریف کی گئی ہے اگر آپ

---

(۱) [illegible]

اس پر غور فرما لیتے تو یہ شبہات پیدا ہی نہ ہوتے۔ ملاحظہ فرمائیے "تعلیم الاسلام" حصہ سوم میں معجزے کی تعریف یہ کی گئی ہے۔ "اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کے ہاتھ سے کبھی کبھی ایسی خلاف عادت باتیں ظاہر کر دیتا ہے جن کے کرنے سے دنیا کے اور لوگ عاجز ہوتے ہیں تاکہ لوگ ایسی باتوں کو دیکھ کر سمجھ لیں کہ یہ خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔" اس تعریف سے یہ باتیں صاف طور پر سمجھ میں آتی ہیں۔

(الف) معجزہ انہیں چیزوں کو کہا جاتا ہے جو عادت جاریہ کے خلاف اور انسانی طاقت سے باہر ہوں۔

(ب) جس نبی یا رسول کے ذریعے سے وہ ظاہر ہوتا ہے وہ نبی یا رسول بھی اپنی طاقت اور قدرت سے ظاہر نہیں کرتا بلکہ خدا تعالیٰ اس کے ذریعے سے ظاہر کراتا ہے۔

(ج) معجزہ کا ہر وقت اور ہر روز ظاہر ہونا ضروری نہیں۔ اگر کوئی خلاف عادت بات صرف ایک ہی مرتبہ ظاہر ہوئی ہو، جب بھی وہ معجزہ کہلائے گی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریائے نیل کا خشک ہو جانا یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں ڈالے جانے کے بعد محفوظ رہنا۔ وغیرہ

جو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ پیغمبروں کو معجزے دکھانے پر خود قادر ہونا چاہئے اور جو معجزہ جس وقت طلب کیا جائے دکھا دینا چاہئے۔ اور اس غلط خیال کی بناء پر عجیب و غریب معجزات طلب کرتے تھے، ان کے اس غلط خیال کی اصلاح کے لئے رب عزوجل شانہ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کی زبان مبارک سے یہ کلمات طیبات کہلوا دیئے :۔

قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا.(۱)

(ترجمہ) اے محمد! ان معجزہ طلب کرنے والوں سے کہہ دو کہ پاک ہے میرا پروردگار، میں تو صرف اس کا پیغام پہنچانے والا انسان ہوں۔

یعنی معجزات ظاہر کرنے کی قدرت اسی ذات پاک کو ہے۔ تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ نبی اسی وقت نبی مانا جا سکتا ہو جب کہ وہ ہر طلب کئے ہوئے معجزے کو دکھانے پر قادر ہو۔ اور دکھا دے۔

قرآن کے معجزہ ہونے کی جہت یہ ہے کہ اس کی ایک چھوٹی سی سورۃ کے مثل بھی کوئی نہ بنا سکا حضور ﷺ نے ایک ایسا کلام پیش کیا جو اگر خود حضور ﷺ کا کلام ہوتا تو دوسرے انسان بھی بنا سکتے لیکن بڑے بڑے فصحاء و بلغاء کے عاجز رہنے سے ثابت ہوا کہ ایسا کلام بنانا انسانی طاقت سے باہر ہے اور قرآن پاک پر معجزے کی تعریف مذکور اس طرح بالکل صادق آتی کہ خدا تعالیٰ نے حضور ﷺ کے ذریعے سے ایک خارق عادت کلام مخلوق کے سامنے پیش کرایا جس کے مثل بنانے سے دوسرے بڑے بڑے فصیح و بلیغ انسان عاجز رہے۔ اور قرآن مجید کا یہ اعجاز ہر وقت ہر زمانے میں قائم اور علی حالہ موجود ہے اور قیامت تک رہے گا۔ یعنی یہ ایسا زندہ معجزہ ہے کہ جس دن سے پیش کیا گیا ہے اس دن سے قیامت تک موجود اور قائم رہے گا۔(۲)

اگر بالفرض معجزے کے لئے یہ بھی ضروری ہوتا کہ معجزہ دکھانے والا ہر وقت اسے ظاہر کرنے تب

۱۔ (الاسراء: ۹۳)

۲۔ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة، فان لم تفعلوا ولن تفعلوا، (البقرة: ۲۳-۲۴)

بھی قرآن پاک کے متعلق کوئی شبہ نہیں ہو سکتا تھا، کیونکہ اس کی تو ہر چھوٹی سے چھوٹی سورۃ بھی ہر وقت معجزہ ہے اور جہت اعجاز اس میں موجود ہے اور تحدی برابر قائم ہے۔

آپ نے یہ کیا لکھا ہے کہ "کیا حضور ﷺ ہر وقت آیات قرآنی کے نزول پر قادر تھے۔" معجزے کو ہر وقت ظاہر کرنے کے ضروری ہونے کی صورت میں بھی یہ سوال وارد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایک مرتبہ کا اترا ہوا کلام پاک وقت نزول سے قیامت تک معجزہ ہے۔ آپ اسی اترے ہوئے کلام پاک کو ہر وقت ہر روز تحدی کے ساتھ پیش فرما سکتے تھے۔ اس لحاظ سے گویا صاحب معجزہ ہر وقت معجزہ دکھا سکتے تھے۔

یہ ممکن ہے کہ بعض معجزات ایسے طور پر عنایت فرمائے جائیں کہ صاحب معجزہ ہر وقت انہیں ظاہر کر سکے اور ان سے کام لے سکے۔ لیکن تمام معجزوں کے لئے یہ ضروری نہیں۔ اور اگر ہر وقت ظاہر کر سکنا مان لیا جائے تاہم وہ معجزے خدا تعالیٰ کے ظاہر فرمانے سے ہی ہر وقت ظاہر ہوں گے۔ صاحب معجزہ یعنی معجزہ ظاہر کرنے والا پیغمبر مستقل طور پر براہ راست اس پر قادر نہیں۔

اور یہ کہاں سے آپ نے معلوم کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر وقت ہر روز اپنے معجزے سے کام لیتے تھے۔ مجھے تو کوئی ایسی دلیل نہیں معلوم جس سے ہر وقت ہر روز ان کا اپنے معجزے سے کام لینا ثابت ہوتا ہو۔ براہ مہربانی اس کتاب کا حوالہ دیجئے جہاں آپ نے یہ مضمون دیکھا ہے۔

(۲) معراج کے متعلق آپ نے یہ شبہ ظاہر فرمایا ہے کہ یہ معجزہ کس کو دکھایا گیا؟ اور کیا یہ بھی رسول مقبول ﷺ کی قدرت میں تھا؟ اس شبہ کا ازالہ بھی اس طرح فرمالیجئے کہ معراج کا معجزہ ہونا اس بنا پر ہے کہ ایک انسان کا ایک رات میں تمام عالم ملکوت کی سیر کر آنا ایسی بات ہے جس سے تمام انسان عاجز ہیں۔ اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ معراج کا ہونا بھی ثابت ہے یا نہیں؟ تو وہ اس کا ثبوت طلب کر سکتا ہے۔ لیکن جو شخص معراج کے ہونے کو صحیح تسلیم کرتا ہے وہ اس کے معجزہ ہونے میں کسی طرح شبہ نہیں کر سکتا۔ رہا حضور ﷺ کی قدرت میں ہونا نہ ہونا اس کے متعلق مفصل بیان اوپر گذر چکا۔

معجزہ ۳۔ شق قمر (۴) بہت سی باتیں فرماتے تھے جو بعد میں ٹھیک ہو جاتی تھیں "کیا یہ معجزہ ہے؟" مجھ ملعون کو ان کے صحیح ہونے میں شبہ ہے۔"

ان دونوں نمبروں میں آپ کو معلوم نہیں کیا شبہ ہے۔ کیا آپ معجزہ شق القمر کا واقع ہونا تسلیم نہیں کرتے؟ شبہ اس میں ہے کہ شق قمر ہوا یا نہیں؟ اگر یہ بات ہو تو میں اس کے متعلق آپ کو قرآن پاک کی آیت اقتربت الساعة وانشق القمر(۱) اور اس کی تفسیر کی اور کتب احادیث وسیر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اگر جناب چاہیں گے تو میں شق القمر کا کافی ثبوت پیش کر دوں گا۔ اور اگر آپ شق القمر کو مسلم کرتے ہیں مگر اس کو معجزہ سے تعبیر کرنے میں تامل ہے تو یہ شبہ معجزہ کی تعریف اور ہماری بیان کی ہوئی تفصیل پر غور کرنے سے دور ہو جائے گا۔ حضور ﷺ کی انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہو جانا اور پھر آپس میں مل جانا ایسی بات ہے کہ تمام دنیا کے لوگ ایسا کرنے سے عاجز ہیں۔ یہ معجزہ نہیں تو اور کیا ہے؟

---

(۱) القمر ۱

اسی طرح حضور ﷺ کا بہت سی آئندہ ہونے والی باتوں کا ان کے وقوع سے پہلے خبر دینا اور پھر ان باتوں کا اسی کے مطابق ظاہر ہونا بھی کھلا ہوا معجزہ ہے۔(۱) اگر آپ کو اس کے وجود میں شبہ ہو تو میں ان باتوں کی تفصیل بیان کر سکتا ہوں جن کے واقع ہونے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خبر دی تھی۔ اور ان کے وقوع کا علم کسی تجربہ و تخمین اور آثار و سبب سے حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ عقل سلیم یقین کر لیتی ہے کہ ان کے مخبر نے مافوق العادۃ طریقے سے ان کی خبر دی اور وہ صحیح نکلی۔

لیکن اگر آپ ایسی باتوں کے وقوع کو تسلیم کرتے ہیں مگر ان کو معجزہ ماننے میں تامل ہے تو بیان سابق سے یہ شبہ دور ہو جائے گا۔ مہربانی فرما کر آپ اپنے شبہات کی نوعیت کو ذرا واضح کر کے بیان فرما دیں تو اس کے ازالہ کی مزید کوشش کی جائے گی۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرسہ امینیہ دہلی

۱۔ غزوہ خندق کے موقع پر روم و فارس کی فتح کی خوشخبری دی وہ پوری ہوئی
ضربت ضربتی الاولی فبرق الذی رأیتم اضاءت لی منها قصور الحیرة ان امتی ظاهرة علیها، (تاریخ طبری ۲ ۲۳۶ مؤسسة العلمی بیروت)

پانچواں باب

قرآن مجید اور دیگر کتب سماویہ

مسجد اقصیٰ آنحضرت ﷺ اور قرآن شریف میں کون افضل ہے؟

(سوال) مسجد بیت المقدس، آنحضرت ﷺ اور قرآن شریف۔ ان تینوں چیزوں میں سے ازروئے عقائد کس کو بزرگی اور ترجیح دینی چاہئے؟

(جواب ۱۱۸) قرآن سے مراد اگر کلام الٰہی ہے جو خداوند تعالیٰ کی صفت ہے تو اس کا افضل ہونا ظاہر ہے اور اگر مراد یہ کاغذ پر لکھا ہوا یا چھپا ہوا قرآن مجید ہے تو اس قرآن مجید اور مسجد بیت المقدس و کعبہ معظمہ و مسجد حرام و مسجد نبوی سے آنحضرت ﷺ افضل ہیں۔ یہاں تک کہ قبر مقدس واطہر کا وہ حصہ جو حضور انور ﷺ کے جسم مبارک سے ملا ہوا ہے وہ چونکہ آپ سے متعلق ہے ان تمام اشیاء سے افضل ہے تو پھر آپ کی ذات مقدس کا افضل ہونا ظاہر ہے۔ ومكة افضل منها (اى المدينة) على الراجح الا ما ضم اعضاءه عليه الصلوة و السلام فانه افضل مطلقا حتى من الكعبة و العرش و الكرسى (درمختار ص ۲۷۸ ج ۲) وفى رد المحتار قال فى اللباب و الخلاف فيما عدا موضع القبر المقدس فما ضم اعضاءه الشريفة فهو افضل بقاع الارض بالاجماع قال شارحه وكذا اى الخلاف فى غير البيت فان الكعبة افضل من المدينة ما عدا الضريح الا قدس وكذا الضريح افضل من المسجد الحرام وقد نقل القاضى عياض وغيره الاجماع على تفضيله حتى على الكعبة والخلاف فيما عداه انتهى (ص ۶۲۶ ج ۲)(۱)۔

موجودہ دور میں پہلی آسمانی کتابوں پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

پہلی کتابوں کو منسوخ نہ ماننے والا غلطی پر ہے۔

(سوال) (۱) کیا اس وقت اہل کتاب والوں میں سے کوئی شخص زبور، توریت، انجیل پر عمل کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر عمل کر سکتا ہے تو اس کی دلیل کیا ہے۔

(۲) مندرجہ بالا کتابیں منسوخ ہیں یا نہیں؟ اگر کوئی مسلمان منسوخ نہ مانتا ہو تو وہ حق پر ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۵ مولوی عبد الرحیم کانپور ۲۲ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۱۱۹) توریت، زبور، انجیل پوری پوری منسوخ نہیں ہوئیں، ان میں کے بعض احکام منسوخ ہوئے ہیں لیکن چونکہ موجودہ توریت و زبور و انجیل تحریف شدہ ہیں اس لئے ان پر عمل نہیں ہو سکتا۔ حدیث میں ہے لا تصدقوا اهل الكتاب ولا تكذبوهم (۲)۔

---

(۱) (ردالمحتار: ۲ / ۶۲۶ سعید)
(۲) (بخاری شریف ۲ / ۱۰۹۳ قدیمی کتب خانہ)

(۲) جو مسلمان یہ کہتا ہو کہ تورات و انجیل کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہوا اور جو موجودہ تورات و انجیل کو صحیح اور قابل عمل سمجھتا ہو وہ غلط راستے پر ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

قرآن مجید افضل ہے یا آپ ﷺ؟

(سوال) قرآن شریف افضل ہے یا حضور انور رسول خدا ﷺ؟ المستفتی نمبر ۱۵۸ سید پیر دین محمد شاہ صاحب سجادہ نشین درگاہ سید قلندر لعل شہباز رحمۃ اللہ علیہ سیہون شریف ۲۵ شعبان ۱۳۵۲ھ م ۱۴ دسمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۱۲۰) اگر قرآن مجید سے مراد کلام اللہ ہو جو حضرت حق جل شانہ کی صفت ہے تو اس کے افضل ہونے میں شبہ نہیں اور اگر قرآن مجید سے مراد مصحف یعنی قرآن مجید مطبوع یا مکتوب ہو تو آنحضرت ﷺ کے افضل ہونے میں کوئی شک نہیں۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

(۱) قرآن مجید سے اونچے ہو کر بیٹھنا یا لیٹنا بے ادبی ہے۔
(۲) جس چارپائی کے نیچے قرآن شریف رکھا ہوا ہو اس پر بیٹھنا سخت بے ادبی ہے۔
(۳) ادب کا کیا معنی؟
(۴) جس صورت کو عرف عام میں بے ادبی قرار دیا جاتا ہو وہ بے ادبی ہوگی۔

(سوال) (۱) اگر ایک آدمی زمین پر بیٹھا ہوا قرآن پاک سامنے رکھ کر تلاوت کر رہا ہو اور دوسرا آدمی چارپائی پر سامنے بیٹھا ہوا یا لیٹا ہو تو قرآن پاک کی بے ادبی ہے یا نہیں؟ اور وہ چارپائی پر بیٹھنے یا لیٹنے والا آدمی گناہ گار ہے یا نہیں؟

(۲) ایک آدمی چارپائی پر لیٹا یا بیٹھا ہوا ہو اور قرآن پاک چارپائی کے نیچے رکھا ہو یہ بے ادبی ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث سے حوالہ عنایت فرمائیں۔

(۳) ادب کے کیا معنی ہوتے ہیں؟

(۴) ایک آدمی مولوی ہے اور امام مسجد بھی ہے اس کا قول ہے کہ نمبر ایک اور نمبر دو میں قرآن پاک کی کوئی بے ادبی نہیں ہے۔ یہ ادب صرف ہندوستان کا گھڑا ہوا ہے۔ قرآن پاک کا ادب صرف یہ ہے کہ اس میں جو احکام خداوندی ہیں ان پر عمل کیا جاوے۔ ہاں اگر کوئی عالم کسی آیت یا حدیث یا فقہ سے ثابت کر دے کہ چارپائی پر آدمی بیٹھا ہو اور نیچے قرآن پاک ہو یہ بے ادبی ہے تو میں مان لوں گا۔ اور یہ بھی قول ہے کہ جو شخص

---

(۱) عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین أتاه عمر فقال: انا نسمع احادیث من یهود تعجبنا أفترى أن نكتب بعضها فقال امتهوكون أنتم كما تهوكت اليهود لو كان موسى حيا ما وسعه الا اتباعي (مشكوة ۳۰، ايچ ايم سعيد)
(۲) نكتب بعضها، فقال امتهوكون أنتم كما تهوكت اليهود لو كان موسى حيا ما وسعه الا اتباعي (مشكوة ۳۰، ايچ ايم سعيد)
اس صورت میں یہ مخلوق ہے، اور مخلوق میں آپ ﷺ سب سے افضل ہیں۔ وفي السراجية نبينا صلى الله عليه وسلم اكرم الخلق وافضلهم (البحر الرائق: ۸/ ۲۰۶، بیروت)

قرآن پاک سامنے رکھ کر پڑھ رہا ہو وہ خود قرآن پاک کا ادب کرنے کا اس وقت مکلف ہے کہ کوئی حرکت بے ادبی کی نہ کرے اور جو آدمی چارپائی پر بیٹھا یا لیٹا ہے یا بیٹھا ہو پڑھ رہا ہے وہ قرآن پاک کے ادب کا مکلف نہیں ہے۔ جس طرح قرآن پاک میں آتا ہے کہ بغیر وضو قرآن کو ہاتھ نہ لگاؤ، اسی طرح قرآن یا حدیث سے ثابت کرو کہ مذکورہ صورت بے ادبی میں داخل ہے ورنہ یہ بھی ہم ادب میں نہیں مانتے۔ بینوا توجروا۔

المستفتی نمبر ۵۵۶ محمود حسن (سہارنپور) ۲۶ ربیع ثانی ۱۳۵۴ھ م ۲۸ جولائی ۱۹۳۵ء۔

(جواب ۱۲۱) اگر ایک ہی مکان میں اور ایک ہی جگہ ایسی صورت ہو تو عرف عام میں اس کو بے ادبی قرار دیا جاتا ہے۔ لہذا اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ کتب فقہ میں "تلاش کرنے پر اس صورت کی تصریح تو نہیں ملی مگر عرفی بے ادبی کا مدار عرف عام پر ہے۔ اور اسی پر حکم دائر ہوتا ہے۔

(۲) یہ صورت پہلی صورت سے زیادہ قبیح ہے کہ بالکل قریب ہی نیچے قرآن مجید ہو اور اوپر کوئی شخص بیٹھا یا لیٹا ہو۔(۱)

(۳) ادب سے مراد تعظیم ہے یعنی قرآن مجید کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جائے جس سے اس کی بزرگی اور عظمت ظاہر ہو اور ایسی کارروائی سے احتراز کیا جائے جس سے اس کی بے قدری یا اہانت ہوتی ہو۔

نمبر (۴) سے آخر تک جو باتیں ہیں یہ اس شخص کا خیال ہے اور عرف اس کے خلاف ہے۔ اگر کسی صورت کو عرف عام میں بے ادبی قرار دیا جاتا ہو تو وہ بے ادبی ہوگی خواہ اس کی تصریح کسی کتاب میں نہ ملے۔ مثلاً بوسیدہ اوراق قرآن مجید کو دفن کرنے میں فقہاء نے لکھا ہے کہ قرآن مجید کو بغلی قبر میں رکھا جائے۔ سیدھے گڑھے میں رکھ کر اس پر مٹی نہ ڈالی جائے کہ اس میں بے ادبی ہے۔(۲) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔**

قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کو جلانے کا حکم .

(سوال) اگر بوسیدہ اوراق قرآن مجید کو اس خیال سے جلا دیا جائے کہ ان کی توہین نہ ہو تو یہ فعل جائز ہے یا ناجائز؟ المستفتی نمبر ۶۳۲ مولوی نور احمد (ضلع لائل پور) ۲ رجب ۱۳۵۴ھ م یکم اکتوبر ۱۹۳۵ء۔

(جواب ۱۲۲) توہین سے محفوظ رکھنے کی غرض سے جلانا مباح ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصاحف کو جب کہ ان کو باقی رکھنا مناسب نہ تھا، جلا دیا تھا۔ فقط(۳) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔**

طاقوں میں رکھے ہوئے قرآن مجید کی طرف پیٹھ ہو جانے میں گناہ نہیں .

(سوال) (۱) مسجد کے طاقوں میں دریچوں میں چاروں طرف قرآن شریف رکھے رہتے ہیں۔ فرش سے

۱۔ ولا تقعد واعلى مكان رفيع مصاحبه لقرآن (حیوۃ المسلمین تعلیم الامۃ ص ۵۴ ادارہ اسلامیات لاہور)

۲۔ المصحف اذا صار خلقا يلحد له، لانه لو شق ودفن يحتاج الى اهالة التراب عليه وفي ذلك نوع تحقير الا اذا جعل فوقه سقف بحيث لا يصل التراب اليه فهو حسن (هندية ج ۵ ص ۳۲۳ ماجدية كوئٹه)

۳۔ بہتر یہ ہے کہ جلایا نہ جائے بلکہ دفن کر دیا جائے یا پانی میں بہا دیا جائے، ہاں اثر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جواز کی دلیل ہے۔ وامر بما سواه من القرآن في كل صحيفة ومصحف ان يحرق (بخاری ج ۲ ص ۷۴۶ قدیمی)

یک اور دو گز کی بلندی کے درمیان میں۔ اور نیچے تو بالکل ہاتھ ہی بھر اونچے ہیں۔ ایک مولوی صاحب وعظ فرماتے تھے کہ موذن سے بہت اونچے رکھنے چاہئیں نیچے پیٹھ ہو جائے تو پھر مضائقہ نہیں۔ ابھی تک امام صاحب جو ہندلے نے آپ سے فرمان تک متولی رہے ہیں۔ اب لازمی ہے یا یہ جب آنے والوں کو سمجھایا جائے یا ریکٹ تختے کسی خاص بلندی پر لگوائے جائیں؟

(۲) نمازی فرداً فرداً قبل جماعت یا بعد جماعت نماز پڑھتے رہتے ہیں، قرآن خواں بھی تلاوت کرنے لگتے ہیں، اکثر زور زور سے بھی اور بعض بزازی دکان میں اس قدر زور زور سے پڑھتے ہیں کہ مسجد کے نمازیوں کا دھیان بٹ جاتا ہے۔ ایسے موقعوں پر کیا کیا جائے؟

المستفتی نمبر ۷۰۶ نور محمد صاحب بیوپاری جو ہندہ ضلع کرنال ۱۷ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ م ۱۱ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲۳) ہاں موذن سے اونچے ہوں تو بہتر ہے۔ ورنہ طاقوں میں رکھے ہوئے قرآن مجید کی طرف پیٹھ ہو جانے میں گناہ نہیں۔

(۲) جب کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو تلاوت کرنے والے کو آہستہ آہستہ پڑھنا لازم ہے۔ زور زور سے پڑھنا مکروہ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کا حکم۔

(سوال) پرانے ورق مصحف کے کہ قابل نفع نہ رہیں تو آگ (۱) میں جلائے جائیں یا پانی (۲) میں دھوئے جائیں پھر پانی کو پاک جگہ میں ڈالا جائے یا زمین میں محفوظ جگہ پر دفن کئے جائیں۔ جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے۔ المصحف اذا صار بحال لایقرء فیه یدفن کالمسلم رد المحتار جلد اول ص ۱۳۰ قوله یدفن ای یجعل فی خرقة طاهرة ویدفن فی محل غیر ممتهن لایوطأ وفی الذخیرة وینبغی ان یلحد له ولا یشق له لانه یحتاج الی اهالة التراب علیه وفی ذلك نوع تحقیر الا اذا جعل فوقه سقفا بحیث لا یصل التراب الیه فهو حسن ایضا الخ در مختار جلد اول ۱۳۰ قوله کالمسلم فانه مکرم واذا مات و عدم نفعه یدفن و کذلك المصحف فلیس فی دفنه اهانة له بل ذلك اکرام خوفا من الامتهان در مختار جلد اول ص ۱۳۱ بینوا توجروا

المستفتی نمبر ۷۵۱ مولوی مرزا الدین (ضلع ملتان) ۱۸ ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ م ۱۲ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲۴) محفوظ مقام میں دفن کر دینا بھی جائز ہے لیکن جلا دینا آج کل زیادہ بہتر ہے کیونکہ ایسا محفوظ مقام دستیاب ہونا مشکل ہے کہ وہاں آدمی یا جانور نہ پہنچ سکیں۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مصاحف کو جلانا اس کے جواز کی دلیل ہے۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

---

۱. وفی المحیط یکرہ رفع الصوت بالقراءة عند المشتغلین بالاعمال، مجموعة الفتاوی علی هامش خلاصة الفتاوی، (۴: ۳۳۰ امجد اکیڈمی لاہور)

۲. وامر بما سواه من القرآن فی کل صحیفة او مصحف ان یحرق (بخاری ۲: ۷۴۶)

(جواب ۱۲۵) بوسیدہ اوراق قرآن مجید جب نفع کے قابل نہ رہیں تو ان کو دفن کر دینا چاہئے۔ مگر ایسے مقام پر کہ وہاں آدمیوں یا جانوروں کے قدم نہ پہنچیں اور اگر ایسا مقام دستیاب نہ ہو تو پھر احتیاط سے جلا کر راکھ دریا میں بہا دینا چاہئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصاحف کو اسی غرض سے جلا دیا تھا۔ جلانا بغرض احترام ناجائز نہیں ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

قرآنی آیات اور قابل احترام مضامین والے اوراق کو ردی میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

(سوال) اخباروں کے اندر جو قرآن پاک کی آیتیں لکھی ہوتی ہیں اور ان اخباروں کو پڑھنے کے بعد ردی میں استعمال کرتے ہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۱ عبدالرزاق صاحب (اوجین) ۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۴ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲۶) اخباروں کے اندر قرآن پاک کی آیتیں اور قابل احترام مضامین ہوں تو ان کو ردی میں استعمال کرنا ناجائز ہے۔(۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

جلسہ میں قرآن مجید کی تلاوت کو بقیہ امور پر مقدم رکھنا چاہئے۔

(سوال) بچوں کو سکھانے کے لئے جلسہ کیا جاتا ہے۔ اس میں قرآن شریف کی تلاوت اور معانی یا مضمون اور نظم تین چیزیں ہوتی ہیں۔ اس میں ایک ترتیب تو یہ ہے کہ اول تو قرآن شریف کی تلاوت پھر اس کے بعد معانی اور نظم کا مرتبہ آتا ہے۔ دوسری ترتیب یہ ہے کہ اول معانی پھر قرآن شریف پھر نظم ان دونوں صورتوں میں سے بہتر صورت کون سی ہے۔ قرآن شریف کی تقدیم افضل ہے یا نظم اور مضمون کا مقدم کرنا جو صورت شرعاً افضل ہو بیان فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۱۰۹۳ عبدالحکیم صاحب (دہلی) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۳۰ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲۷) قرآن شریف کی تقدیم افضل ہے۔ تاکہ وہ پہلے ہو جانے کی وجہ سے معانی اور نظم کے ساتھ اختلاط سے محفوظ رہے۔
فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

الجواب صحیح۔ حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔ الجواب صحیح۔ ریاض الدین عفی عنہ مدرس دارالعلوم دیوبند الجواب صحیح محمد مظہر اللہ غفرلہ، امام مسجد فتحپوری دہلی۔

قرآن مجید کا بغیر عربی متن کے محض ترجمہ شائع کرنا کیسا ہے؟
یا قرآن شریف کا ایسا ترجمہ جس میں عربی عبارت بالکل نہ ہو
اور بمجرد عبارت نہ شائع کرنا درست ہے۔

المستفتی نمبر ۱۱۹۱ ایاز احمد صاحب ([illegible]) [illegible] رجب ۱۳۵۵ھ م ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

---

(۱) ویکرہ ان یجعل شیئا فی کاغذۃ فیہا اسم اللہ تعالیٰ کانت الکتابۃ علی ظاہرہا او باطنہا (ہندیہ ۵/ ۳۲۲)

(جواب ۱۲۸) قرآن مجید کی اصل نظم عربی اور اس کی خصوصیت کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ اس کی عبارت ترجمہ کے ساتھ ضرور ہو۔ خالص ترجمہ کی اشاعت میں تغیر و تبدیل کے امکانات زیادہ ہیں اس لئے اس پر اقدام کرنا مسلمانوں کے لئے قریب صواب نہیں۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

"میں مولوی کے مقابلہ میں قرآن وحدیث کو نہیں مانتا نہ سننا چاہتا ہوں" کہنا کیسا ہے؟

(سوال) ایک شخص کہتا ہے کہ میں قرآن وحدیث کو نہیں جانتا نہ میں مولوی کے مقابلہ میں کوئی بات قرآن وحدیث کی سننا چاہتا ہوں، خواہ ہمارے مولوی غلط ہی کہیں۔ ایسے آدمی کے لئے کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۲۸۸ محمد اسمٰعیل صاحب (امرتسر) ۲۳ شوال ۱۳۵۵ھ م ۷ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۹) یہ قول کہ میں مولوی کے مقابلہ میں قرآن وحدیث کو نہیں جانتا اور نہ سننا چاہتا ہوں۔ بہت سخت گناہ کی بات ہے اور موجب فسق ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

قرآن مجید کی طبع ونشر اور تجارت سے نفع حاصل کرنا جائز ہے
قرآن کریم کو بغرض تعلیم پارہ پارہ کرکے چھاپنا درست ہے۔

(سوال) (۱) قرآن کریم کی طبع ونشر غیر مسلم اقوام کے ہاتھ میں نہیں ہونا چاہئے۔ اگر کوئی مسلم کمپنی یا کوئی بنک مسلم یہ کام اپنے ہاتھ میں لے تو لوگوں کو اس کمپنی کا مشکور ہونا چاہئے۔ لیکن اس کمپنی کو قرآن کریم کو ایک مال تجارت تصور نہ کرنا چاہئے۔ ہاں اس کے متعلق جس قدر مصارف (خواہ چھپائی یا قیمت) ہوں ان کو وصول کرنے کا حق حاصل ہے۔ مگر اس سے زیادہ وصول کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ جو روپیہ بطور منافع اس طرح سے حاصل ہوگا وہ ناجائز ہے۔ میرا یہ خیال صحیح ہے تو پھر ایسے منافع کے حصہ داران بھی جائز روپیہ حاصل نہیں کرتے اور احتیاط اسی میں ہے کہ ان منافع سے پرہیز کیا جاوے۔ عوام و عموماً و رائے عامہ و خصوصاً۔

(۲) قرآن کریم کو حصہ حصہ کرکے (مثلاً پنج سورہ، یازدہ سورہ، ہژدہ سورہ) چھپوانا درست ہے یا اس طرح قرآن کریم کا پارہ پارہ ہوجانے کا اندیشہ نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ دار خود اللہ کریم ہے۔

(۳) قرآن کا ہشت رنگ وغیرہ کرنا اگر اس کی صورت مزین معلوم ہو نیز موجودہ زمانہ کے مطابق بھی ہے تو کیا یہاں تک درست ہے؟

المستفتی نمبر ۱۳۵۹ محمد عنایت علی صاحب سب جج پنشنر (جالندھر) ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۲۶ فروری ۱۹۳۷ء۔

---

(۱) [illegible] بالفارسیة و [illegible] یکتب مصحف بها نعم [illegible] (شامیة ۱ / ۳۸۶)

(۲) حضرت مفتی صاحب نے احتیاطاً کفر کا فتویٰ نہیں دیا، ورنہ ایسے کلمات کہنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ ویکفر اذا انکر آیة من القرآن او سخر بآیة منه۔ (البحر الرائق ۵ / ۱۳۱ بیروت)

(جواب ۱۳۰) (۱) مصحف مطبوعہ یا قلمی مالک کی ملک ہیں اور وہ ان کو بیع کر سکتے ہیں، اور ان کی تجارت ممنوع ہونے کی کوئی وجہ نہیں اور قرآن کریم کی طبع اور نشر اور تجارت سے نفع حاصل کرنا جائز ہے۔(۱)

(۲) حصہ حصہ کرکے شائع کرنا مباح ہے اور بغرض تعلیم بچوں کے لئے پارہ پارہ کرکے چھپنا بھی مفید ہے اور سلفاً و خلفاً معمول بہ ہے۔

(۳) یہ صورت خلاف اولیٰ ہے، لیکن اگر غرض قرآن مجید کی عظمت واحترام ہو تو مباح ہے(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بلا قصد سپارہ ہاتھ سے گر جانے پر پکڑ نہیں۔

(سوال) تین سال کا عرصہ ہوا کہ مسجد میں شب کو زید و بکر کا کچھ جھگڑا ہوا۔ دونوں بیٹھے ہوئے تھے اور غصہ میں گفتگو باہمی کر رہے تھے۔ زید نے سپارہ ہاتھ میں لے کر بکر سے یہ کہا کہ میں نے پہلے بھی قسم کھائی تھی جس پر تم نے اعتبار نہیں کیا۔ پس زید کے ہاتھ سے سپارہ فرش پر گر پڑا۔ بعد اس کے دونوں کچھ عرصہ تک ہم کلام نہیں ہوئے۔ جب لوگوں نے باہمی صلح پر دونوں کو مجبور کیا تو زید نے خود چھوٹے ہونے کے سبب بکر سے معافی مانگ لی اور دونوں راضی ہوگئے۔ لیکن بکر پھر بھی مسجد میں نہیں آیا اور مسجد اور جماعت کو اس نے ترک ہی رکھا۔ بکر سے جب دریافت کیا گیا تو اس نے یہ کہا کہ زید کے ہاتھ سے جو سپارہ گر پڑا ہے اس پر شرعی کسی مولوی صاحب کا حکم ہونا چاہیے۔ تب میں مسجد میں آؤں گا۔ اور زید مسجد میں تمام نمازیوں کے روبرو یہ اعلان کر چکا ہے کہ میں نے بحیثیت چھوٹے ہونے کے بکر سے راضی نامہ کر لیا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ اور جو سپارہ کہ غصے میں میرے ہاتھ سے گر گیا اس پر اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں توبہ کی۔ اب حضور مہربانی فرما کر دونوں کے بارے میں جو حکم شرعی ہو، جواب دیجئے گا۔ تاکہ حضور کے جواب پر سب متفق ہوں۔ المستفتی نمبر ۱۴۰۰ مولوی بہادر خاں صاحب۔ اے۔ ٹی۔ کمپنی نمبر ۱۳ چھاؤنی (چمن) ۲۷ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۰ اپریل ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۳۱) زید کے ہاتھ سے بلا قصد سپارہ گر گیا تو زید پر کوئی مؤاخذہ نہیں۔ صرف اس بے احتیاطی اور غفلت کی وجہ سے اس امر کا دربار عزت جل شانہ میں توبہ و استغفار کر لینا کافی ہے بکر کو اس میں مداخلت کا کوئی حق نہیں۔ زید اور بکر کے درمیان کشیدگی کے جو سبب تھے وہ رفع کر دیئے گئے اور معافی ہوگئی تو بکر کو زید کے ساتھ کلام و سلام کرنے اور مسجد و جماعت میں شریک ہونے سے باز نہیں رہنا چاہئے۔(۳) فقط محمد کفایت اللہ

ہندی رسم الخط میں قرآن کریم شائع کرنا جائز نہیں۔

ہندوؤں میں قرآنی تعلیمات کی نشر و اشاعت اور ان کی ہدایت کے لئے ہندی ترجمہ کے ساتھ اور

۔ کاغذ اور سیاہی مال متقوم ہے اس لئے مصحف کی تجارت جائز ہے۔

۲۔ وجاز تحلیۃ المصحف لما فیہ من تعظیمہ۔ (تنویر الابصار ۶ / ۳۸۶ سعید)

۳۔ عن ابی ایوب الانصاری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یحل لرجل ان یہجر اخاہ فوق ثلث لیال (بخاری شریف ۲ / ۹۱ قدیمی کتب خانہ)

ہندی رسم الخط میں متن بھی درج کیا جائے تو کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۵۲ محمد عبدالحق (کانپور) ۲۰ محرم ۱۳۵۹ھ م ۲۹ فروری ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۳۲) چونکہ ہندی رسم الخط میں عربی کے کئی حرف نہیں ہیں اور ان کے ادا کرنے کے لئے کوئی قطعی علامات نہیں ہیں اس لئے متن قرآن اور نظم قرآن کو ہندی رسم الخط میں شائع کرنا جائز نہیں ہندی ترجمہ ہندی رسم الخط میں شائع کیا جا سکتا ہے، مگر نظم قرآن تو عربی رسم خط میں ہی لکھا جائے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

غیر مسلم سے قرآن پاک کی جلد بنوانا۔

(سوال) جہاں جلد ساز مسلمان نہ ہو وہاں ہندو جلد ساز سے کلام مجید مترجم کی جلد بنوانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۱۲ شجاعت حسین (ضلع گڑگاؤں) ۱۵ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۳۳) ہندو جلد ساز سے حتی الامکان قرآن مجید کی جلد نہ بنوائی جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق کا حکم۔

(سوال) قرآن مجید کے اوراق بوسیدہ کو کس طرح ضائع کیا جائے؟

(ازاخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(جواب ۱۳۴) فقہائے کرام نے قرآن پاک کے اوراق بوسیدہ کے لئے یہ ترکیب بتائی ہے کہ ان کو کسی برتن میں رکھ کر بغلی قبر کے مشابہ گڑھا کھود کر ایسے مقام میں دفن کر دیا جائے جہاں آدمی اور جانور نہ پہنچتے ہوں (۲) مگر ایسی جگہ کا آج کل ملنا مشکل ہے، اس لئے اگر جلا کر ان کی راکھ دریا میں ڈال دی جائے تو اس میں زیادہ امن ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ غفرلہ

قرآن پاک کے علاوہ جو دس پارے بتائے جاتے ہیں
ان کو ناپاک چیز کے ساتھ تشبیہ دینا۔

(ازاخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۲۷ء)

(سوال) بمقام ہوڈیر مجلس شب قدر میں ایک واعظ صاحب نے اثنائے وعظ میں یوں فرمایا کہ کلام مجید میں تیس پاروں کے علاوہ دس پارے اور ہیں جو صوفیا بیان کرتے ہیں، انہوں نے ان پاروں کو ایسا پوشیدہ رکھا ہے جیسا کہ عورت اپنی حیض کی چندیوں کو پوشیدہ رکھتی ہے۔ پس ایک مجلس متبرک میں واعظ صاحب کا کلام پاک کو ایک ایسی نجس چیز سے تمثیل دینا جائز ہے یا نہیں؟

۱۔ اعتاد القراءۃ بالفارسیۃ واراد ان یکتب مصحفا بہا یمنع وان کتب القرآن و تفسیر کل حرف و ترجمتہ جاز (الدر المختار ۱/ ۳۸۶ سعید)

۲۔ المصحف اذا صار خلقا ... یلحدلہ... (ہندیۃ ۵/ ۳۲۳ ماجدیہ)

۳۔ بہتر یہ ہے کہ جلانے کی بجائے دریا میں بہا دیا جائے المصحف اذا صار خلقا و تعذرت القراءۃ منہ لا یحرق بالنار ... وبہ ناخذ (ہندیۃ ۵/ ۳۲۳ ماجدیہ) ولا بأس بان تلقی فی ماء جار. (رد المحتار ۱/ ۱۷۷ سعید)

(جواب ۱۳۵) مرتدہ وغیرہ صاحب نے تو یہ الفاظ تاویل کرکے بیان کئے ہیں۔ مطلب یہ ہوگا کہ قرآن مجید نہیں تیس پاروں میں جو موجود ہیں کامل و مکمل ہے۔ اس سے علاوہ دوسرے پارے نہیں ہیں۔ جو لوگ دوسرے پارے بیان کرتے ہیں تو یہ ان کا منشاء معلوم نہیں کہ [illegible] اور یہاں ان افتراء کردہ پاروں کو بعض سے چھپانے کی طرح چھپاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جو دس پارے وہ بتائے جاتے ہیں اور ان کو قرآن کا جزو قرار دیا جاتا ہے وہ اثنا عشریہ مذہب کے افتراء سے ثابت ہی ہیں۔ اس لئے مضمون مذکور کی نوعیت اگر یہی ہو تو مضمون فی نفسہ قابل الزام نہیں ہے۔ تاہم اس طرح کی تعبیر [illegible] کسی صحیح طریقے پر مبنی نہیں ہے کہ اس سے غلط فہمی ہو سکتی ہے ورنہ فی [illegible] کی نوبت آئی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

مسئلہ خلق قرآن۔

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) مولوی محمد مسلم صاحب اہل پوری نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا کہ کاغذ سیاہی مخلوق ہے اور اللہ کا کلام خالق ہے۔ کیا یہ بات درست ہے؟

(جواب ۱۳۶) قرآن مجید جو عام طور پر قرآن مجید، کلام مجید کہتے ہیں وہ مصحف ہے۔ یعنی کاغذ یا کسی اور چیز پر لکھا ہوا یا چھپا ہوا قرآن۔ یہ یقیناً مخلوق ہے، حادث ہے۔ اور کلام پاک جو ہم اپنی زبان سے پڑھتے ہیں اور ہمارے الفاظ ہے اس کی عبارت یعنی ہے یہ بھی مخلوق اور حادث ہے۔ لیکن اس کے اوپر اس کا مدلول یعنی وہ کلام جس کو ہم کہتے ہیں کہ خدا کا کلام ہے تو وہ کلام نفسی مخلوق نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی صفت ہے۔ وہ فی حد ذاتہ نہ خالق نہ مخلوق نہیں ہے۔ بلکہ خالق کی ذاتی صفت ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

(۱) قرآنی آیت والے اخبارات کو ردی میں استعمال کرنا مناسب نہیں۔
(۲) قرآن کریم پاس موجود ہو تو کسی کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا۔

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۶ اپریل ۱۹۳۶ء)

(سوال) (۱) اکثر اخبارات وغیرہ میں اللہ عزوجل کے نام یا آیت قرآنی یا رسول اللہ ﷺ کا نام مبارک یا حدیث وغیرہ لکھی رہتی ہیں۔ لیکن یہ اخبار لوگ ردی میں بیچ دیتے ہیں، پھر وہ ردی کاغذ پڑیوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟

(۲) جب کہ ہمارے سامنے یا پاس قرآن کریم موجود ہو تو کیا ہم کسی شخص کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر تعظیم کے لئے قرآن کریم کے لئے کھڑے ہوجائیں تو کیسا ہے؟

---

(۱) فقہاء نے ایسی باتوں سے منع فرمایا ہے [illegible] "لكن الاولى ان لا يقرء بالعربية عند العوام صيانة لدينهم" (الدر مع الرد ۱: ۱۳۱ ط سعید)

(۲) والقرآن كلام الله تعالى غير مخلوق وعقب القرآن كلام الله تعالى بما ذكر المشايخ من انه يقال القرآن كلام الله تعالى غير مخلوق ولا يقال القرآن غير مخلوق لئلا يسبق الى الفهم ان المؤلف من الاصوات والحروف قديم الخ (شرح العقائد ص ۹۰ ط سعید)

(جواب ۱۳۷) (۱) ایسے اخباروں کو جلا دینا چاہئے ردی میں فروخت کرنا مناسب نہیں۔

(۲) قرآن مجید کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا ثابت نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

استدراک (الجمعیۃ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۶ء)

سوال نمبر ۲ کا صحیح جواب یہ ہے کہ اثنائے تلاوت قرآن مجید میں کسی شخص کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا نہیں چاہئے اور اگر تلاوت نہیں کر رہا صرف قرآن مجید پاس رکھا ہے تو کسی آنے والے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہونے میں مضائقہ نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ دہلی۔

(۱) قرآن شریف کو بغیر وضو کے چھونا ناجائز ہے۔
(۲) قرآن مجید کا غیر عربی میں ترجمہ جائز ہے۔
(۳) قرآن شریف کے ترجمے کو بغیر وضو کے ہاتھ لگانا۔
(۴) قرآن مجید کا ترجمہ غیر مسلم کے ہاتھ فروخت کرنا۔
(۵) قرآن مجید کا متن غیر عربی رسم الخط میں لکھنا۔
(۶) کاغذ پر لکھی ہوئی آیت کو بغیر وضو کے چھونا۔
(۷) قرآن شریف کی بوسیدہ جلدوں کا حکم۔
(۸ ۹) تلاوت پر اجرت لینا جائز نہیں اور اجرت لینے والے کی امامت درست نہیں۔
(۱۰) امامت کی اجرت کا حکم۔
(۱۱) "لا یمسہ الا المطھرون" سے کیا مراد ہے؟

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء)

(سوال) (۱) قرآن شریف کو بغیر وضو کے چھونا کیسا ہے؟

(۲) قرآن شریف کا ترجمہ کرنا مثلاً انگریزی، جرمنی، ملیالم وغیرہ میں جائز ہے یا ناجائز؟

(۳) قرآن شریف پر ترجمہ کیا ہوا ہو تو بغیر وضو کے ہر فاسق وفاجر مسلمان کے ہاتھوں استعمال کرنا کیسا ہے؟

(۴) قرآن شریف کا ترجمہ کسی غیر مسلم کے ہاتھوں فروخت کرنا کیسا ہے؟

(۵) قرآن شریف کی اصلی عربی عبارت کو غیر عربی رسم خط میں لکھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۶) قرآن شریف کی کوئی آیت کسی کاغذ پر لکھی ہوئی ہو تو اس کو بغیر وضو کے چھو سکتے ہیں یا نہیں؟

(۷) قرآن شریف کی پھٹی ہوئی پرانی جلدیں جو کہ شکستگی کے سبب استعمال میں نہ آسکتی ہوں انہیں کیا کرنا چاہئے؟

[illegible] لاحد ولا شرف [illegible] لاحد [illegible] لا یجوز [illegible]

(۸) قرآن شریف کی تلاوت کرنا کسی مقررہ معاوضے پر جائز ہے یا نہیں؟

(۹) ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جو بامعاوضہ قرآن شریف کی تلاوت کرتا ہو جائز ہے یا ناجائز؟

(۱۰) بامعاوضہ مسجد میں نماز پڑھانا کیا حکم رکھتا ہے؟

(جواب ۱۳۸) (۱) قرآن شریف کو بغیر وضو کے چھونا مسلمان کے لئے ناجائز ہے۔(۱) (۲) قرآن کریم کا غیر زبان میں ترجمہ کرنا بغرض تبلیغ جائز ہے۔(۲) (۳) قرآن کریم کا ترجمہ مسلمان کے حق میں قرآن مجید کا حکم رکھتا ہے اور غیر مسلموں کو تبلیغ کے لئے دینا جائز ہے۔(۳) (۴) بغرض تبلیغ جائز ہے (۵) بغرض تبلیغ و تفہیم بقدر ضرورت جائز ہے۔(۴) (۶) مسلمان کے لئے ناجائز ہے۔(۵) (۷) بہتر ہے کہ ان کو محفوظ طریقے پر دفن کر دیں۔ ایسی جگہ دفن کریں جو پامال نہ ہوتی ہو یا جاری دریا میں ڈال دیں۔(۶) (۸) تلاوت کی اجرت دینا لینا ناجائز ہے۔(۷) (۹) جائز ہے مگر خلاف اولیٰ۔(۸) (۱۰) امامت کی اجرت لینی جائز ہے۔(۹) (۱۱) آیت کریمہ کے معنی یہ بھی ہیں کہ قرآن شریف کو پاک لوگوں کے سوا دوسرے نہ چھوئیں۔ اور دوسرے معنی بھی ہیں۔(۱۰)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

موجودہ انجیل اور توریت محرف ہے۔

(از اخبار الجمعیة دہلی مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۳۷ء)

(السوال) موجودہ انجیل و توراة کے مضامین قرآن کے مطابق ہیں یا نہیں؟

(الجواب ۱۳۹) موجودہ انجیل و توراة محرف ہیں۔ ان کے اندر تحریف و تبدیل کا وقوع قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اس لئے ان کے مضامین پر بھروسہ نہیں رہا کہ کون سی عبارت منزل من اللہ ہے اور کون سی تحریف شدہ۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

۱۔ لایمسہ الا المطہرون. (الواقعہ: ۷۹)

۲۔ فی کتب القرآن و تفسیر کل حرف و ترجمتہ جاز. (ردالمحتار ۱: ۱۷۷)

۳۔ یہ حکم صاحب درمختار کے نزدیک ہے فقہاء کرام جواز کے قائل ہیں۔ وقد جوز اصحابنا مس کتب التفسیر للمحدث (الدرالمختار ۱ سعید)

۴۔ یجوز کتابة آیة او آیتین بالفارسیة لا اکثر (الدرالمختار ۱: ۳۸۶)

۵۔ لایمسہ الا المطہرون (الواقعہ: ۷۹)

۶۔ المستحب اذا صار خلقا بحیث یدفن (ہندیہ ۵: ۳۲۳ ماجدیہ)

۷۔ اقول المفتی بہ جواز الاخذ استحسانا علی تعلیم القرآن لا علی القراءة المجردة (شامی ۶: ۵۶ سعید)

۸۔ مکروہ ہے کیونکہ گناہ پر اصرار کرنے سے آدمی فاسق ہو جاتا اور فاسق کی امامت مکروہ ہے دیکھئے (الشامیہ ۱: ۵۵۶)

۹۔ استحسنوا الاستیجار وزاد فی متن المجمع الامامة (ردالمحتار ۶: ۵۵ سعید)

۱۰۔ وقال العوفی عن ابن عباس (لا یمسہ الا المطہرون) یعنی الملائکة، وعن قتادة (لایمسہ الا المطہرون) قال لا یمسہ عند اللہ الا المطہرون الخ. وقال ابن زید زعمت کفار قریش ان ہذا القرآن تنزلت بہ الشیاطین فاخبر اللہ تعالیٰ انہ لایمسہ الا المطہرون. وقال آخرون لا یمسہ الا المطہرون ای من الجنابة والحدث. (تفسیر ابن کثیر ۴: ۲۹۹ سہیل اکیڈمی لاہور)

۱۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ. (النساء: ۴۶)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تصدقوا اہل الکتاب ولا تکذبوہم. (بخاری ۲: ۱۰۹۴ قدیمی کتب خانہ)

چھٹا باب

خلیفہ، امام، امیر

حدیث میں بارہ خلفاء سے کون مراد ہے؟

(سوال) بموجب حدیث مندرجہ ذیل جن کے اسمائے گرامی کی تصریح نہیں کون سے خلفاء مقصود ہیں۔ براہ مہربانی ان خلفاء کے اسمائے مبارک سے مطلع کیجئیں۔ حدیث یہ ہے۔ عن جابر بن سمرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يزال الاسلام عزيزا الى اثنى عشر خليفة كلهم من قريش وفي رواية لا يزال امر الناس ماضيا ما وليهم اثنا عشر رجلا كلهم من قريش وفي رواية لا يزال الدين قائما حتى تقوم الساعة او يكون عليهم اثنا عشر خليفة كلهم من قريش. مشکوٰۃ المصابیح جلد چہارم . مناقب قریش.

(جواب ۱٤٠) اس حدیث کے معنی میں تین قول ہیں۔ قول اول کا خلاصہ یہ ہے کہ اثنا عشر خلیفہ سے وہ امرائے بنی امیہ مراد ہیں جو زمانہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد سریر آرائے سلطنت ہوئے۔ اور یہ قول ناظر مدح نہیں بلکہ صرف استقامت سلطنت کا بتانا مقصود ہے۔ اور اس صورت میں ان کے نام یہ ہیں۔ (۱) یزید بن معاویہ (۲) معاویہ بن یزید (۳) عبد الملک۔ (۴) ولید۔ (۵) سلیمان۔ (۶) عمر بن عبد العزیز۔ (۷) یزید بن عبد الملک۔ (۸) ہشام۔ (۹) ولید بن یزید۔ (۱۰) یزید بن الولید بن عبد الملک۔ (۱۱) ابراہیم بن الولید۔ (۱۲) مروان بن محمد۔ چنانچہ بنی امیہ میں یہ بارہ خلفاء ہوئے ان کے بعد سلطنت بنی امیہ سے نکل کر بنی عباس میں چلی گئی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد بارہ خلیفہ ہیں جو امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد ہوں گے جن میں سے پانچ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہوں گے اور پانچ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے۔ ان سب کے بعد پھر ایک بزرگ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہوں گے اور ان کے بعد ان کے صاحبزادے۔ اس طرح بارہ خلیفہ ہو جائیں گے اور سب امام برحق ہوں گے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ بارہ خلیفہ برحق قیامت تک پورے ہو جائیں گے۔ متصل ہونا ضروری نہیں۔ یہ تینوں قول مجمع البحار میں موجود ہیں۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

حضرت علی سب سے افضل ہیں اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے بارے میں "آپ ﷺ نے کچھ نہیں فرمایا" کہنے والے کی امامت کا حکم.

(سوال) زید کہتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلفاء میں افضل ہیں اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے متفق ہو کر کی اور آنحضرت ﷺ نے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی بابت کچھ ارشاد نہیں فرمایا۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

۔ مجمع بحار الانوار : ۱ / ۸۳ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن الہند

(جواب ۱۴۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل بتانا اور فضیلت کا یقین تمام عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے۔ اہل سنت والجماعت کا متفق علیہ عقیدہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام امت محمدیہ سے افضل ہیں(۱) صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے متعلق یہ کہنا کہ انصار نے متفق ہو کر انہیں خلیفہ بنایا۔ قول ناواقفیت پر مبنی ہے انصار تو شروع سے قریش کے خلاف تھے۔ کسی انصاری کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔ بالآخر یہاں تک مان گئے کہ ایک خلیفہ قریشی ہو تو ایک انصاری ہو (۲) لیکن تمام مہاجرین و انصار میں سے یہ کسی نے نہ کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل یا خلافت کے زیادہ مستحق اور حقدار ہیں۔ حضرت صدیق کی خلافت کو تمام مہاجرین و انصار نے تسلیم کیا (۳) اور یہ بات مسلم ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا جانشین بنا دیا۔ اور نماز پڑھانے میں باوجود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور چند اور اشخاص کے اس اصرار کے کہ کسی دوسرے کو امام بنایا جائے، آپ ﷺ نے منع فرمایا اور ناراضی سے جواب میں فرمایا کہ تم صواحب یوسف علیہ السلام ہو، یعنی مجھ کو ایک امر حق سے پھیرنا چاہتی ہو۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو امام بناؤ (۴) اور آنحضرت ﷺ نے بطور پیشین گوئی پہلے ہی فرما دیا تھا کہ یابی اللہ والمومنون الا ابابکر یعنی خدا تعالیٰ کسی دوسرے کو خلیفہ ہونے سے انکار کرے گا اور مسلمان بھی انکار کریں گے (۵) آپ ﷺ کے ان ارشادات سے معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ کو نور نبوت سے یہ بات معلوم ہو گئی تھی کہ میرے بعد خود حضرت رب العزت جل جلالہ کی طرف سے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنائے جائیں گے۔ نیز مسلمان بھی کسی دوسرے کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہوتے ہوئے پسند نہ کریں گے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے صراحۃً ان کی خلافت کے متعلق کچھ ارشاد فرمانے کی ضرورت نہ سمجھی۔ لیکن آپ ﷺ کا یہ طرز عمل اور یہ ارشادات بھی تصریح سے کم نہیں ہیں۔

پس مذہب حق یہی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ہی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تمام امت محمدیہ سے افضل تھے۔ یہ کہنا کہ حضرت ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے متعلق کچھ نہیں فرمایا صحیح نہیں۔ جیسا کہ آپ کے ارشادات جو مثل تصریح کے ہیں حضرت خلافت صدیق پر دلالت کرتے ہیں نیز آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے متعلق بھی تو کچھ تصریح نہیں فرمائی پھر ان کو کس وجہ سے مستحق خلافت قرار دے لیا گیا۔ پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت کا یہ قائل مبتدع ہے اور اس کی امامت مکروہ ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔(۶)

۱۔ افضل البشر بعد نبينا عليه السلام ابو بكر رضي الله تعالى عنه (شرح فقه اکبر ص ۲۴۳ ط [illegible])
۲۔ فقال حباب بن المنذر لا والله لا نفعل، منا امير ومنكم امير (بخاری شریف ۱/ ۵۱۸ قدیمی کتب خانہ)
۳۔ لان الصحابة قد اجتمعوا يوم توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible] واستقر رأيهم [illegible] على خلافة ابي بكر فاجمعوا على ذلك وبايعه علي على رؤس الاشهاد بعد توقف كان منه. (شرح العقائد ص ۱۴۹ ط ایچ ایم سعید)
۴۔ بخاری شریف [illegible]
۵۔ مسلم شریف [illegible] قدیمی کتب خانہ
۶۔ الرافضي [illegible] ان كان يفضل عليا كرم الله وجهه على ابي بكر رضي الله تعالى عنه لا يكون كافرا الا انه مبتدع [illegible]
[illegible] ويكره امامة مبتدع [illegible] صاحب البدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف (الدر المختار [illegible] ۵۵۹ [illegible])

امام اور ولی میں فرق .

(سوال) امام اور ولی میں کیا فرق ہے؟

المستفتی نمبر ۳۵۲ نور الاسلام (رنگون) ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۵ فروری ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۴۲) ولی امام بھی ہو سکتا ہے اور امام ولی ہو سکتا ہے۔ امام تو اس کو کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی کوئی جماعت اس کو اپنا پیشوا اور مقتدا قرار دے لے(۱) اور ولی اس کو کہتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور معصیت سے بچے اور خدا کا دوست بن جائے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

اشتہار علمائے اہل حدیث اور احناف کا متفقہ فتویٰ میں درج فتوی کی وضاحت .

(سوال) عرض ہے کہ ایک مطبوعہ پوسٹر قبل از عید الضحیٰ شائع ہوا جس کی سرخی یہ ہے کہ ”علماء اہل حدیث و احناف کا متفقہ فتویٰ“ جو منسلک عریضہ ہذا ہے۔ اس میں مجھ عاجز اور والد محترم جناب مولانا عبدالوہاب صاحب مرحوم و نیز جماعت غرباء اہل حدیث کے خود ساختہ عقائد از سائل بشکل سوال ا تا ۴ ظاہر کئے گئے ہیں۔ ان کے جوابات میں جناب کی طرف سے جواب نمبر ۲۶ درج ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا سوالات نمبر ا تا نمبر ۴ بعینہ آپ کے پاس سائل لے کر آیا اور جواب جو آپ کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ فی الواقع انہیں سوالات کے جواب میں آں جناب ہی نے تحریر فرمایا ہے، امید کہ اخلاق کریمانہ کو مد نظر رکھتے ہوئے اصل حقیقت سے آگاہ فرما کر شکریہ کا موقع دیں گے۔

دیگر سائل نے سوالات میں جو عقائد ہماری طرف منسوب کئے ہیں، وہ بالکل غلط اور تعصب پر مبنی ہیں۔ ہمارے جو عقائد ہیں وہ اشتہار معنون ”اعلان عام بہر رفع اتہام“ میں درج ہیں۔ جس کی ایک کاپی ارسال خدمت ہے۔ کیا ان عقائد کے سبب سے میں اور میرے والد اور میری جماعت خارج از اسلام ہو سکتے ہیں اور تمام حقوق اسلامی سے محروم۔ نیز جو شخص کسی کے متعلق خلاف واقعہ سوالات کر کے مسلمانوں میں تشتیت و تفریق کا باعث ہو اس کے بارے میں اسلام کا کیا حکم ہے۔ آں جناب بلا کسی رو رعایت کے آزادانہ جواب تحریر فرما کر ممنون فرمادیں۔ فقط

المستفتی نمبر ۳۷۳ ابو محمد عبدالستار خادم جماعت غرباء اہل حدیث صدر بازار دہلی ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۶ مارچ ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۴۳) پوسٹر معنون بعنوان ”علمائے اہل حدیث و احناف کا متفقہ فتویٰ“ میں نے دیکھا، مجھے افسوس ہے کہ اس بارے میں جو استفتاء میرے پاس آیا تھا اور جو جواب میں نے لکھا تھا، اس کی نقل نہیں رکھی گئی۔ جواب نمبر ۲۶ کی عبارت پڑھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ عبارت میری ہے لیکن مجھے یہ یاد نہیں آتا کہ سوال کی

۱۔ ويثبت الإمام بالمبايعة وفي سلسلة وما يبايعه جماعة من العلماء ومن أهل الرأي والتدبير (شامیہ ۴: ۲۶۳ ط سعید)

۲۔ والولي هو العارف بالله تعالى وصفاته حسب ما يمكن المواظب على الطاعات المجتنب عن المعاصي المعرض عن الانهماك في اللذات والشهوات (شرح العقائد ۱۳۰ ط ایچ ایم سعید)

عبارت بھی یہی تھی یا نہیں۔ بہر حال میرا جواب ان دعاوی اور خیالات کے متعلق ہے جو سوال میں مذکور تھے۔ شخص سے متعلق نہیں۔ جن لوگوں سے وہ عقائد و دعاوی اور خیالات ہوں ان کے ساتھ فتویٰ کا تعلق ہے اور جن کے وہ عقائد و خیالات نہ ہوں ان کے ساتھ میرا جواب متعلق نہیں مثلاً ان کا یہ خیال نہ ہو کہ مولوی عبدالوہاب صاحب یا آپ ایسے واجب الاطاعت امام ہیں کہ جو شخص ان کی بیعت میں داخل نہیں تھا یا آپ کی بیعت میں داخل نہیں، وہ باغی، کافر، جاہلیت کی موت مرنے والا ہے۔ اگر آپ باوجود دعوائے امامت کے ان دوسرے اہل حدیث و احناف و جو آپ کی یا آپ کے مرحوم والد صاحب کی بیعت میں داخل نہیں، مسلمان سمجھتے ہوں۔ باغی، کافر، جاہلیت کی موت مرنے والا نہ قرار دیتے ہوں۔ اور مسلمانوں کی زکوٰۃ کو جو آپ کو نہیں دی جاتی بلکہ مصارف زکوٰۃ میں لوگ خود ادا کرتے ہیں، باطل نہ قرار دیتے ہوں۔ دوسرے مسلمانوں یعنی آپ کے مبایعین کے سوا دیگر اہل حدیث اور احناف کی بیویوں کو ان کی صحیح منکوحات اور بغیر طلاق دوسرے لوگوں کے لئے حرام سمجھتے ہوں اور لفظ تفریق شرعیہ سے رقیہ کو ناجائز قرار دیتے ہوں تو میرا یہ جواب آپ سے متعلق نہیں ہے۔ آپ نے اپنے پوسٹر "اعلان عام برائے رفع تہمت" میں اپنے جو عقائد بیان فرمائے ہیں ان میں سے پہلے عقیدہ کے متعلق گذارش ہے کہ یہ تو صحیح ہے کہ ہر زمانہ میں مسلمانوں کا ایک امام ہونا چاہئے اور ایسا ہونا چاہئے نہ صرف لوگوں کی صحیح رہنمائی کرے بلکہ مظلوم کا انصاف بھی ظالم سے دلوائے۔ کفر و شرک کی بیخ کنی بھی کرے۔ حدود و قصاص بھی جاری کرے۔ بوقت ضرورت جہاد بھی جاری کرے۔ اور فتنہ و فساد کا انسداد کر کے عدل و انصاف اور امن قائم کرے۔

لیکن یہ سوال تو باقی رہ گیا کہ اگر بد قسمتی سے ایسا امام میسر نہ ہو تو آیا مسلمان ایسے امام کے نہ ہونے کی حالت میں مسلمان رہیں گے یا نہیں بلکہ ان کی موت موت جاہلیت ہو جائے گی۔ اور انگریزی حکومت میں ایسے امام کا جو صفات مذکورہ بالا سے متصف ہو وجود معدوم ہے، تو انگریزی حکومت کے رہنے والے مسلمان کیا کریں اور ظاہر ہے کہ ایسا شخص جو اپنے محلہ بلکہ اپنے گھر کے اندر بھی فتنہ و فساد کو قوت و طاقت سے نہ روک سکے وہ حقیقۃً امامت شرعیہ کا محل و مصداق نہیں۔ اور دوسرے عقیدے میں جس حدیث کا ذکر ہے۔ اگر وہ صحیح اور شرعی امامت کے موجود ہوتے ہوئے مختلف عن البیعۃ پر تو چسپاں کی جا سکتی ہے۔ لیکن ایسے معذورین سے [illegible] جن کو بد قسمتی سے صحیح شرعی امام میسر نہیں ورنہ وہ قائم کر سکتے ہیں۔ یہ سزا جو حدیث میں مذکور ہے عائد نہیں ہو سکتی، اس کے علاوہ بیعت سے بیعت خدا اور رسول بھی مراد ہو سکتی ہے خواہ امام ہو یا نہ ہو۔

نمبر ۳ میں جو حدیث مذکور ہے اس کا مفاد بھی یہ نہیں کہ اگر مزکی اپنے مال کی زکوٰۃ خود ادا کر دے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی اور خصوصاً ان حالات میں کہ امام شرعی صحیح موجود نہیں بطلان زکوٰۃ کا حکم اور بھی تعدی ہے۔

۱۔ والمسلمون لا بد لهم من امام يقوم بتنفيذ احكامهم واقامة حدودهم وسد ثغورهم وتجهيز جيوشهم واخذ صدقاتهم (شرح العقائد ص ۳۲۹ ط ایچ ایم سعید)

۲۔ من خلع يدا من طاعة لقي الله يوم القيامة لا حجة له ومن مات وليس في عنقه بيعة مات ميتة جاهلية (مسلم ۲ / ۱۲۶، قدیمی)

نمبر ۴ میں آپ نے جو تحریر کیا ہے کہ آپ کا عقیدہ وہی ہے جو مولوی محمد صاحب جوناگڈھی و مولوی احمد اللہ صاحب و مولوی ثناء اللہ صاحب و مولوی عبید اللہ صاحب کا ہے۔ تو میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ اس کی تفصیل معلوم نہیں کہ وہ عقیدہ کیا ہے؟ میں اس قدر عرض کر سکتا ہوں کہ اکراہ کے وقت کلمہ کفر زبان سے کہہ دینے کی جو اجازت ہے اس پر رقیہ کو قیاس نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ اجازت کی صورت وہ ہے جہاں اجراء کلمۃ الکفر کا یقینی نتیجہ جان کا محفوظ ہو جانا ہو اور رقیہ کا یہ اثر کہ مرض مہلک کو اس شرکیہ رقیہ سے ضرور شفا ہو جائے گی، یقینی بلکہ ظنی بھی نہیں محض موہوم ہے اس لئے رقیہ کو اجراء کلمۃ الکفر پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

خلاف شرع حکم کرنے والے حکمران طاغوت ہیں ان کو ”اولی الامر“ میں داخل کرنے والے کی امامت ناجائز ہے۔

(سوال) جو شخص آیت شریفہ واولی الامر منکم کو حکام آئین موجودہ پر محمول کرتا ہو اور حکام آئین موجودہ کے حکم کو اس آیۃ شریفہ سے استدلال کر کے واجب العمل کہتا ہو تو ایسے شخص کا شریعت میں کیا حکم ہے اور اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۴۶۲ مولوی محمد شفیع صاحب مدرس اول مدرسہ اسلامیہ شہر ملتان ۲۳ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۳ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۱٤٤) واولی الامر منکم سے علماء یا حکام مسلمین مراد ہیں۔ یعنی ایسے حکام جو مسلمان ہوں اور خدا و رسول ﷺ کے حکم کے موافق احکام جاری کریں۔ اور ایسے مسلمان حاکم جو خدا و رسول کے احکام کے خلاف حکم جاری کریں۔ من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکٰفرون میں داخل ہیں اور خدا و رسول کے خلاف حکم جاری کرنے والوں کو قرآن پاک میں طاغوت فرمایا گیا ہے۔ اور طاغوت کی اطاعت حرام ہے۔(۲) پس جو شخص ایسے حکام کو جو کہ شریعت اور آسمانی قانون کے خلاف حکم کرتے ہیں "اولی الامر منکم" میں داخل قرار دے وہ قرآن پاک کی نصوص صریحہ کی مخالفت کرتا ہے۔ انگریزی قانون کے تحت خلاف شرع حکم کرنے والے خواہ غیر مسلم ہوں، خواہ نام کے مسلمان طاغوت ہیں۔ اولی الامر میں کسی طرح داخل نہیں ہو سکتے۔ ان کو اولی الامر میں داخل کرنے والا یا مجنون ہے یا جاہل یا فاسق۔ اور ایسی حالت میں اس کو مقتدا بنانا و امام مقرر کرنا ناجائز ہے۔(۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

۱۔ عن ابن عباس "واولی الامر منکم" یعنی اہل الفقہ والدین و کذا قال مجاہد و عطاء و الحسن البصری و ابو العالیہ "واولی الامر منکم" یعنی العلماء، والظاہر واللہ اعلم انہا عامۃ فی کل اولی الامر من الامراء والعلماء (تفسیر ابن کثیر ۱: ۵۱۸ سہیل اکیڈمی لاہور)

۲۔ یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ. (النساء: ٦٠)

۳۔ وان قدموا غیر الاولی فقد اساءوا و کرہ امامۃ - جاہل وفاسق (نور الایضاح ۳۱ مصر)

(۱) جس کے افعال خلاف شرع ہوں اس کی بیعت جائز نہیں.
(۲) بیعت امارت پر طعن کرنا اور ایک امیر کی موجودگی میں دوسرے امیر کی بیعت کا حکم.

(سوال) (۱) زید حنفی المذہب ہے اور حرام کو وہ عقیدۃً حلال سمجھ کر لوگوں میں پھیلاتا ہے اور مزامیر وغیرہ قبرستان میں بجواتا ہے اور ایسے جس کے فعل مخالف شرع محمدی ہوں کیا اس کی بیعت حلال ہے؟

(۲) بیعت امارت حق ہے یا فضول ہے؟ اور اس کے معتقد پر طعن کرنا درست ہے؟ ایک امیر کی موجودگی میں دوسرا امیر بیعت کر سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۲ مشتاق محمد قریشی (ڈیرہ غازی خاں) ۸ شوال ۱۳۵۶ھ م ۱۲ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۴۵) (۱) حرام کو حلال قرار دینا بے دینی ہے۔ مزامیر وغیرہ قبرستان میں بجانا ناجائز ہے۔(۱) جس کے فعل خلاف شرع ہوں اس کی بیعت ناجائز ہے۔

(۲) بیعت امارت جائز ہے مگر جب کہ امارت صحیح اصول کے موافق ممکن ہو ایک امیر متبع شریعت کی موجودگی میں کسی حلقے میں دوسرے امیر کی بیعت ناجائز ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

بارہ خلیفوں والی روایت صحیح ہے.
یزید کو ملعون یا کافر کہنے کا حکم.

(سوال) کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بعد میرے بارہ خلیفہ ہوں گے۔ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو ان کے نام تحریر فرمائیں۔ دوسرے یہ کہ یزید بن معاویہ کو کافر یا ملعون کہنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۰۷ عبد الغفار خاں (ڈیرہ وٹہ) ۵ رجب ۱۳۵۷ھ م یکم ستمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۶) بارہ خلیفوں والی روایات صحیح ہیں۔(۳) ان کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے بارہ خلیفوں تک اسلام کی قوت و شوکت قائم رہنے کی خبر دی ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ بارہ خلیفہ خلفائے راشدین ہوں گے۔ خلافت راشدہ یعنی خلافت نبوت کی مدت تو تیس ۳۰ سال تک بیان فرمائی ہے۔(۴)

یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر ملعون کہنے والے غلطی پر ہیں، ان کو کافر کہنا بھی نہیں چاہئے۔(۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

۱۔ استماع صوت الملاهی حرام (الشامیہ ۶/ ۳۴۹ سعید)
۲۔ لایجوز نصب الامامین فی عصر واحد. (شرح فقہ اکبر ص ۱۷۹ ط قدیمی کراچی)
۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال الدین قائما حتی تقوم الساعة او یکون علیکم اثنا عشر خلیفة کلهم من قریش (مسلم ۲/ ۱۱۹ قدیمی)
۴۔ الخلافة بعدی فی امتی ثلاثون سنة. کنز العمال (ج ۶ حدیث نمبر ۳۹۶۰) التراث الاسلامی بیروت۔
۵۔ حقیقة اللعن المشهورة هی الطرد عن الرحمة وهی لا تکون الا لکافر ولذا لم تجز علی معین لم یعلم موته علی الکفر بدلیل وان کان فاسقا مشهورا کیزید علی المعتمد (الشامیہ ۳/ ۴۱۶ سعید)

ایک صوبے کے دو امیر نہیں ہو سکتے۔
(۲) صوبے میں ایک امیر کی موجودگی میں دوسرے شخص کا دعوی امارت باطل ہے۔
(۳) امیر کی اجازت کے بغیر ضلعی امیر کا انتخاب درست نہیں۔
(۴) امیر صوبہ کے عطاء کردہ لقب کے علاوہ کوئی اور لقب اختیار کرنا۔

(سوال) (۱) ایسے صوبہ میں جہاں صوبہ کے مسلمانوں کے اجتماع عام میں باتفاق ارباب حل و عقد کے امیر شریعت کا انتخاب کیا گیا ہو، اس صوبہ میں دوسرے امیر شریعت کا انتخاب کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر کوئی دوسرا شخص اس صوبہ میں امیر شریعت ہونے کا دعوی کرے تو اس کے متعلق شریعت اسلامیہ کا کیا حکم ہے؟

(۳) ایسے صوبہ میں جہاں صوبہ کے ارباب حل و عقد کے اتفاق سے پورے صوبہ کے لئے امیر شریعت منتخب ہو، اس صوبہ کے کسی ضلع میں بغیر استصواب واجازت امیر شریعت صوبہ کے کسی شخص کا اس حیثیت سے امیر ہونا یا امیر شریعت منتخب کیا جانا شرعاً صحیح ہوگا؟ جب کہ استصواب اجازت کے حصول سے کوئی مانع شرعی نہ ہو اور نہ کوئی داعیۂ شرعی انتخاب کو مقتضی ہو۔

(۴) ایسی صورت میں کہ امیر شریعت صوبہ کی جانب سے نظام امارت شرعیہ کے تحت ضلع میں اس طرح مسلمانوں کی تنظیم ہو کہ ہر چھوٹے حلقہ کے لئے ایک سردار اس حلقہ کے مسلمانوں کے اتفاق سے مقرر ہو جس کا نام "نقیب" ہو اور چند چھوٹے چھوٹے حلقوں کے مجموعہ کے لئے سردار "رئیس النقباء" اور "صدر النقیب" کے نام سے مقرر ہو۔ ایسی حالت میں کسی شخص کے لئے بجائے "نقیب" یا "رئیس النقباء" یا "صدر النقیب" کے امیر شریعت صوبہ کی مقرر کردہ اصطلاح کے خلاف امیر شریعت کے نام سے سردار مقرر کرنا اور اس پر اصرار کرنا اس اصرار پر مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو جانا تفریق جماعت کو مستلزم ہے یا نہیں؟ اور اس طرح کی تقرری شرعاً درست ہے یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۲۷۱۱ عبد اللہ صاحب بہاری۔ ۸ ربیع الاول ۱۳۶۱ھ ۲۶ مارچ ۱۹۴۲ء۔

(جواب ۱٤۷) (۱) صوبہ میں جب ایک امیر پہلے سے منتخب شدہ موجود ہے تو دوسرا امیر صوبہ بنانا ناجائز ہے۔ کیونکہ ایک صوبہ میں دو امیر نہیں ہو سکتے۔ یہ عمل حدیث صحیح صریح **وان لا نازع الامر اهله** کے خلاف ہے۔

(۲) امیر شریعت صوبہ ہونے کا مدعی باطل پر ہے۔ اس کا دعوی نامقبول، اس کی مساعی مردود، اس کی اطاعت حرام ہوگی۔

(۳) اگر کسی ضلع یا حلقہ کے لئے کوئی امیر متعین کیا جائے تو اس کے لئے امیر صوبہ کی طرف سے اذن بلکہ نصب و تعیین ہی امیر صوبہ کی طرف سے ہونی چاہئے، امیر صوبہ کی اجازت کے بغیر یہ شخص طاعت امیر شریعت سے خارج اور عاصی ہوگا۔

۱۔ (بخاری شریف، ۲/ ۱۰۶۹، قدیمی)

(۴) امیر صوبہ اگر نقیب یا صدر النقباء یا رئیس النقباء کے نام سے کسی کو نامزد کرے تو یہی نام اور لقب اختیار کرنا ہوگا اور اگر امیر صوبہ کسی کو "امیر ناحیہ فلاں" کا لقب استعمال کرنے کی اجازت دے دے تو یہ لقب استعمال کرنا جائز ہوگا اور اجازت نہ دے تو یہ لقب اختیار کرنا ناجائز ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

قوم کو ایک مرکز پر جمع کرنے کے لئے امیر شریعت کے تقرر کے لئے سعی کرنا۔ اگر امیر شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو کیا حکم ہے؟

(سوال) در علاقہ ما کہ معروف بہ سمرانزئی ایجنسی ملاکنڈ است از طرف حاکم وقت اختیارات فیصلہ بامہ جرگہ قوم سپرد است۔ اما در جرگہ اتفاق و امیر نیست بلکہ سہ فریق اند و ہر یک فریق بلحاظ دوستی خود یا بموجب رشوت دہی خصم اظہار رائے می کنند و دوست خود را غالب می کنند اراکین جمعیۃ العلماء علاقہ ہذا ایں تجویز پاس کردہ۔

کہ مایاں سعی و کوشش کردہ بہ ملکان و خانان قوم منت و زاری کردہ باشیم کہ اوشاں باتفاق خود یک مرکز معین کردہ امیر منتخب نمایند تا کہ فیصلہ ہائے قوم حسب شرع نبوی فیصل خواہد شد۔ لہذا تصدیعہ فزائے اوقات ہمایوں شدیم کہ برائے فتوی حسب سوالہائے مسطورہ ذیل از کتب معتبر فارغ ساختہ ارسال فرمایند۔

(۱) سعی و کوشش کردن در امر مذکور الصدر بہتر است یا نہ؟

(۲) اگر خوب و بہتر بود و بفضلہ کامیاب شدیم پس کسیکہ باتفاق جرگہ معین شد امیر شرعی باشد یا نہ؟

(۳) اگر امیر شرعی شود پس اطاعت و تائید او محدود در کدام امور بر ما لازم باشد؟

(۴) اگر بعد از تقرر ہم فیصلہ با حسب شریعت نہ کند پس او امیر شرعی متصور بود یا نہ و فیصلہ ہا دریں صورت (بہ یک مرکز و یک امیر) فیصل کردن بہتر باشد یا مثل ماضی باشخاص متعدد و پراگندہ بودن باشد۔

(۵) مع منشور فتوی چند احکام زجریہ و عقدیہ در حق کسانیکہ فیصلہ با موجب عقل خود فیصل کنند واجر و ثواب کسانیکہ فیصلہ بہ شریعت نبوی بانجام رسانند تحریر فرمودہ ارسال فرمایند۔

(ترجمہ) ہمارے علاقہ سمران زئی ایجنسی ملاکنڈ میں حکومت کی طرف سے مقدمات کے فیصل کرنے کا اختیار قوم کے جرگہ کے سپرد ہے۔ لیکن جرگہ کے اندر اتفاق و اتحاد نہیں ہے اور امیر شریعت بھی نہیں ہے۔ بلکہ تین پارٹیاں ہیں اور ہر پارٹی دوستی و تعلقات یا صاحب معاملہ سے رشوت لینے کی بناء پر اظہار رائے کرتی ہے اور اسی ایک فریق کے حق میں فیصلہ کر دیتی ہے اب اس علاقہ کی جمعیۃ علماء کے اراکین نے مندرجہ ذیل تجویز پاس کی ہے۔

کہ ملکان و خانان قوم سے منت سماجت کے ساتھ یہ درخواست کی جائے کہ وہ سب آپس میں متحد و متفق ہو کر ایک مرکز پر جمع ہو جائیں اور اپنا ایک امیر منتخب کریں تاکہ قوم کے تمام فیصلے شریعت کے مطابق انجام پذیر ہوں۔ لہذا جناب کو زحمت دی جاتی ہے کہ مندرجہ ذیل امور کے جوابات معتبر کتابوں سے عنایت فرمائیں۔

(۱) مذکورہ بالا تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرنا درست ہے یا نہیں؟

(۲) اگر اس کوشش میں ہم کامیاب ہو جائیں کہ ایک امیر منتخب کریں تو وہ امیر شرعی ہوگا یا نہیں۔

(۳) اگر وہ امیر شرعی ہوگا تو ہم پر اس کی اطاعت کس حد تک اور کن امور میں لازم ہوگی؟

(۴) اگر وہ منتخب شدہ امیر بھی شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرے تو اس کو امیر شرعی سمجھا جائے یا نہیں اور اس صورت میں ایک مرکزی ایک امیر فیصلے کرتا ہوگا یا سابق کی طرح مختلف الرائے و پراگندہ اشخاص سے فیصلے کرانا بہتر ہوگا؟

(۵) جو لوگ محض اپنی رائے اور اپنی عقل سے فیصلے کریں آخرت میں ان کے لئے کیا سزا ہے اور جو لوگ خالص شریعت کے مطابق فیصلے کریں ان کے لئے کیا اجر و جزا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۷۱۵ پیر گل بادشاہ صاحب (پشاور) ۶ ربیع الثانی ۱۳۶۱ھ م ۲۳ اپریل ۱۹۴۲ء

(جواب ۱۴۸) ان الحکم الا للہ امر الا تعبدوا الا ایاہ[1] حضرت حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ حکم (یعنی فیصلہ) صرف اللہ کا ہے۔ اس نے بندوں کو حکم دیا ہے کہ کسی کی بجز خدا کے عبادت نہ کریں۔ تمام منازعات کا فیصلہ خدا اور رسول کی شریعت کے مواقف کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

خدا اور رسول کے خلاف فیصلہ کرنا طاغوتی اور شیطانی کام ہے جس سے ہر مسلمان کو بچنا لازم ہے۔[2] پس آپ ضرور امیر شریعت کے تقرر کی سعی کریں اور ایسا امیر مقرر کریں جو شریعت کے احکام سے واقف اور متورع اور متدین ہو،[3] اس کی اطاعت فی المعروف لازم ہوگی۔[4] اگر وہ شریعت کے احکام سے تجاوز کرے تو اس کو آئندہ معزول کر دیں اور دوسرا امیر جو متبع شریعت ہو مقرر کریں۔ بہرحال ایک مرکز اور ایک امیر بہتر ہے، اگر مجبوری ہو اور ایسا امیر میسر نہ ہو یا کسی پر اتفاق نہ ہو سکے تو بدرجہ مجبوری ایک مختصر سی جماعت تین آدمیوں کی مقرر کریں جو شریعت کے مواقف فیصلے کرے۔(۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

بادشاہ اسلام کے خلاف خروج کب جائز ہے؟

(از اخبار الجمعیۃ سہ روزہ دہلی مورخہ یکم مارچ ۱۹۲۹ء)

(سوال) جو فرماں روائے اسلام مسلمانوں کی ترقی کی خاطر اصول سائنس یا دیگر اصلاحات یورپ کے موجب احکام کا نفاذ کرے اور رعیت کا ایک طبقہ ان اصلاحات کو قبول کرے تو اس حاکم پر شرعی حکم کیا ہے؟ کیا وہ اسلام سے خارج ہے یا نہیں؟ اگر خارج ہے تو اس پر شرعی سزا کون سی عائد ہوتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ جو سرکردہ گروہ یا علمائے محترم کا کوئی فرد ایسے بادشاہ کے فعل کو مورد لعنت اور اسلام کے خلاف قرار دے اور

---

[1] (یوسف: ۴۰)

[2] من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون۔ (المائدہ: ۴۴)

[3] ویشترط ان یکون من اہل الولایۃ المطلقۃ الکاملۃ ای مسلما، حرا، عاقلا، بالغا، بالغ (شرح العقائد ص ۱۴۴)

[4] عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السمع والطاعۃ علی المرء المسلم فیما احب وکرہ مالم یؤمر بمعصیۃ، فاذا امر بالمعصیۃ فلا سمع ولا طاعۃ (بخاری شریف ۲: ۱۰۵۷)

[5] اما الشوریٰ فالکل بمنزلۃ امام واحد (شرح العقائد: ۱۴۴ ط ایچ ایم سعید)

اپنے گروہ کے اثر سے مقدس مقامات اور اسلامی ممالک میں بغاوتیں رونما کرے۔ مثلاً ترکی، حجاز، ایران، مصر، چین وغیرہ تو اس کو شرعاً کیا سزا دینا چاہئے؟ کیا ایسی بغاوت میں ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو قتل کرنا یا لوٹنا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو ایسے باغی اور ایسے عالم کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

(جواب ۱۴۹) اسلام نے مادی ترقی کو منع نہیں کیا۔ سائنس اور کیمسٹری اور علوم عقلیہ کے دوسرے شعبوں سے فائدہ اٹھانے کو نہیں روکا۔ اسلامی ممالک میں جو نئی نئی چیزیں اصلاحات کے نام سے جاری ہو رہی ہیں مختلف مدارج کی ہیں۔ بعض عقائد و خیالات سے تعلق رکھتی ہیں، بعض اعمال و افعال سے۔ پہلی قسم میں ایسی چیزیں بھی ہیں جو الحاد و دہریت تک پہنچاتی ہیں اور اس سے کم درجہ بھی ہیں پس اجمالی طور پر تمام امور جدیدہ کو شامل کر کے نہ سوال کرنا درست ہے اور نہ جواب دینا ہی مناسب ہے۔ بہت سی چیزیں ایسی بھی ہیں کہ ان کا اجراء مسلمانوں کے لئے نہ صرف مفید بلکہ مقتضیات زمانہ کی بناء پر واجب و لازم ہے۔ اس سوال کے جواب میں اسی قدر کہا جا سکتا ہے کہ جس بادشاہ کی نافذ کردہ اصلاحات حدود اللہ سے متجاوز نہ ہوں اس کی اطاعت لازم ہے۔ اور بادشاہ اسلام کے خلاف خروج و بغاوت اس وقت تک جائز نہیں جب تک وہ اسلام کا حلقہ بگوش رہے۔ اور کھلم کھلا کفر اختیار نہ کرے۔ ایسی بغاوتوں میں مسلمانوں کو قتل کرنا، لوٹنا سخت حرام اور موجب وبال و نکال اخروی ہے۔

محمد کفایت اللہ غفر لہ، دہلی۔

ساتواں باب

تقدیر و تدبیر

تقدیر کے منکر کا حکم

(سوال) ایک شخص عام جلسوں میں تقدیر اور وسیلہ پکڑنے سے لوگوں کو منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بھائیو تقدیر کوئی چیز نہیں، تدبیر کرو۔ اور وسیلہ کیا چیز ہے اپنی جانوں پر کھیلو۔

(جواب ۱۵۰) جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ تقدیر کچھ نہیں جو کچھ ہے تدبیر ہے وہ سخت غلطی پر ہے اور صریح نصوص کا انکار کرنے والا ہے۔ بکثرت احادیث اس کی شاہد ہیں۔(۱) ہاں تدبیر بھی مہمل اور بے کار نہیں ہے۔ مگر تقدیر کا انکار کرنا اور صرف تدبیر پر اعتماد کر لینا بھی غلط ہے۔ اسی طرح صرف تقدیر پر ہاتھ پاؤں باندھ کر بیٹھ جانا بھی منشائے شریعت کے خلاف ہے۔ انسان کو لازم ہے کہ وہ اسباب کے موافق ہاتھ پاؤں مارے اور ان سے کام لے اور پھر یہ اعتقاد رکھے کہ میری تدبیر بھی اسی وقت کارآمد و مفید ہوگی کہ تقدیر موافق ہو۔ اس قسم کا عقیدہ رکھنے والوں سے اجتناب چاہئے اور ان کو اپنے مدرسے میں نہ رکھنا چاہئے تاکہ ان کا یہ عقیدہ دوسروں تک متعدی نہ ہو۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

تقدیر و تدبیر کا صحیح مفہوم.

(سوال) زید کہتا ہے کہ ذریعہ معاش اختیار کرنا، اچھے یا خراب کام کرنا، دوزخ یا بہشت ملنا، امیر یا غریب ہونا، منجانب اللہ میری تقدیر میں پہلے ہی سے لکھے ہوئے ہیں۔

عمرو کہتا ہے کہ یہ سب میرے کام ہیں منجانب اللہ نہیں ہیں۔ تقدیر اندازہ یا فعل کے نتیجے کا نام ہے جو منجانب اللہ اٹل ہے۔ صحیح راستے پر زید ہے یا عمرو؟

المستفتی نمبر ۲۷۵۸ مظہر علی ولد نجف علی۔ محلہ قاضی گلی۔ امروہہ ضلع مراد آباد ۱ صفر ۱۳۶۲ھ م ۱۴ فروری ۱۹۴۳ء

(جواب ۱۵۱) زید کا یہ قول اس حد تک تو صحیح ہے کہ تمام کام جو انسانوں سے سرزد ہوتے ہیں تقدیر ہی سے ہوتے ہیں۔ یعنی ازل سے ابد تک کے تمام حوادث و واقعات کا اللہ تعالیٰ کو علم اور اندازہ تھا اسی علم خداوندی اور قدر یزدی کے موافق تمام حوادث و واقعات اپنے اپنے وقت پر ہوتے رہتے ہیں، کوئی ایک ذرہ بھی خدا تعالیٰ کے علم و قدرت سے باہر نہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ حق تعالیٰ بندوں کو اچھے برے کام پر مجبور کر چکا ہے یا کرتا ہے۔ بندے جو اچھے یا برے کام کرتے ہیں یا ذرائع معیشت اختیار کرتے ہیں وہ خدا کی دی ہوئی طاقت کو اپنے اختیار سے اس کے علم و قدرت کے تحت استعمال کرتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے جزا یا سزا کے مستحق ہوتے ہیں کہ نیکی بدی سے

۔ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کل شیء بقدر حتی العجز والکیس. (مسلم ۲ ۳۳۶ قدیمی)

۲۔ کل شیء فعلوہ فی الزبر، کل صغیر و کبیر مستطر. (القمر: ۵۳)

ارتکاب میں ان کے قصد و ارادے کو دخل ہے۔

عمرو کے اس قول کا مطلب (ان کا فعل ہے منجانب اللہ نہیں) اگر مطلب یہ ہے کہ اللہ کے علم و اندازے میں یہ باتیں نہ تھیں جو بندے نے کیں تو یہ غلط ہے اس سے نعوذباللہ جہل باری تعالیٰ لازم آتا ہے۔ اور اگر مطلب یہ ہے کہ خدا نے بندے کو ان باتوں پر مجبور نہیں کیا۔ اگرچہ اس کے علم و قدر کے مطابق سب باتیں ہوتی ہیں تو یہ بات صحیح ہے۔

بہر حال دونوں کی عبارتیں صاف نہیں ہیں۔ صاف عبارت یوں ہونی چاہئے کہ ہم جو ذریعہ معاش اختیار کرتے ہیں یا اچھے برے کام کرتے ہیں یا امیر و غریب ہوتے ہیں یہ سب کچھ اللہ کے علم و اندازے کے موافق ہوتا ہے، باوجود اس کے ہم پتھروں کے مثل مجبور اور بے بس نہیں ہیں اور اپنے اچھے برے کاموں کے اچھے برے نتائج کے مستحق اور ذمہ دار اپنے اختیاری اعمال کی بنا پر ہوتے ہیں۔(۱) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ**

---

(۱) للعبد افعال اختیاریة یثاب بها ان کانت طاعة ویعاقب علیها ان کانت معصیة لا کما زعمت الجبریة بمنزلة حرکات الجمادات لا قدرة علیها ولا قصد ولا اختیار وهذا باطل (شرح العقائد ص۸۰ ط ایچ ایم سعید)

آٹھواں باب
اختلافی مسائل
فصل اول مسئلہ عید میلاد

یوم ولادت کی صحیح تاریخ اور میلاد منانے کا حکم۔

(سوال) آج کل عام طور پر ۱۲ ربیع الاول کو عوام رسول اللہ ﷺ کا یوم ولادت مناتے ہیں حالانکہ آپ کی تاریخ یوم ولادت ۹ ربیع الاول ہے۔ نہ معلوم کس شرع سے یوم ولادت ۱۲ ربیع الاول کو منایا جاتا ہے۔ اگر بفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ یوم ولادت نہیں منایا جاتا بلکہ یوم وفات منایا جاتا ہے تو اس صورت میں بھی ۱۲ ربیع الاول کی بجائے ۱۳ ربیع الاول ہے۔

المستفتی نمبر محمد عبدالجلیل عثمانی۔ ایبٹ آباد۔ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ م ۱۲ جولائی ۱۹۳۳ء

(جواب ۱۵۲) حضور انور سرور عالم ﷺ کی تاریخ ولادت میں پہلے سے مورخین کا اختلاف ہے۔ دو شنبہ کا دن اور ربیع الاول کا مہینہ تو متفق علیہ ہے۔ مگر تاریخ کی تعیین میں متعدد اقوال ہیں۔ کسی نے دوسری، کسی نے تیسری، کسی نے آٹھویں، کسی نے نویں، کسی نے بارھویں تاریخ بتائی ہے۔ از روئے حساب جو جانچا گیا تو ۹ تاریخ والا قول زیادہ قوی ثابت ہوا۔ اسی وجہ سے علامہ شبلی نعمانی مرحوم اور مولانا قاضی محمد سلیمان مرحوم نے اسی کو قوی اور راجح قول و تحقیق فرمایا ہے۔ لیکن عوام میں بارھویں تاریخ والے قول کی شہرت زیادہ ہو گئی تھی۔ اس بناء پر عوام بارھویں ہی کو یوم ولادت سمجھتے ہیں اور سمجھتے رہے ہیں۔(۱)

رہا عید میلاد منانا تو یہ کوئی شرعی چیز نہیں ہے۔ نہ سلف صالحین اور صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عید میلاد منائی نہ منانے کی ہدایت کی۔ حدیث شریف کی کتابیں اس عید میلاد کے ذکر سے خالی ہیں۔ ہاں حضور انور ﷺ کی سیرت پاک کے بیان کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ یوم ولادت میں ہی ہو۔ بلکہ سال کے تمام دن مستحق ہیں کہ اس شرف کو حاصل کریں اور بہتر ہے کہ اس کو مختلف مہینوں کی مختلف تاریخوں میں منعقد کیا جائے۔(۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ دہلی۔

عید میلاد النبی منانا اسلام کی تعلیمات کے منافی ہے۔

(سوال) ۱۲ ربیع الاول جو کہ آج سے چند سال پیشتر بارہ وفات کے نام سے مشہور تھی وہ اب یوم النبی، عید میلاد النبی، یوم التبلیغ کے نام سے موسوم ہے۔ اس دن جلسے ہوتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کی سیرت پر

---

(۱) سیرت النبی ۱ / ۱۷۱ طبع [illegible]

(۲) لأن تسمية الطريقة لشرعة من غير أن تكون في الحقيقة [illegible] ومنها التزام الكيفيات والهيئات المعينة [illegible] واتخاذ يوم ولادة النبي صلى الله عليه وسلم عيدا (الاعتصام [illegible] ۳۹ [illegible])

تقریریں ہوتی ہیں۔ نیز بڑا بھاری جلوس بڑے تزک و احتشام سے نکلتا ہے جس میں رکاب جلوس مختلف قسم کے باجے بجاتے ہیں اور پڑھتے ہوئے تمام شہر میں پھرا کرتے ہیں جس سے در و دیوار گونج اٹھتے ہیں۔ اس جلوس میں باجے ڈھول اور نقارے بھی بجائے جاتے ہیں۔ غرض کہ بڑی رونق اور شان ہوتی ہے۔ حمایت میں یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ جب غیر قومیں اپنے اپنے پیشواؤں کے دن مناتی ہیں تو مسلمان اپنے پیشوا یعنی دنیا کے سب سے بڑے پیشوا حضور کا دن کیوں نہ منائیں۔ لہذا مندرجہ ذیل سوالات کے جواب مطلوب ہیں۔

(۱) کیا قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ یا کسی اور نبی کی پیدائش یا وفات کا دن اس طرح منایا جائے۔ یا آنحضرت ﷺ نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ میرے بعد میری پیدائش یا وفات کا دن اس طرح منایا جائے۔ یا حضرات خلفائے راشدین و دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور ﷺ کی پیدائش یا وفات کا دن منایا ہے؟ جس چیز کا حکم خدا اور رسول نے نہ دیا ہو اور اسلام کے ایک ایک حکم کو عملاً کر دکھانے والی جماعت یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اسے نہ کیا ہو کیا اس کو احدث فی الدین اور بدعت نہ کہا جائے گا۔

جب کہ حسب روایت معتبرہ و مشہورہ یہی دن پیدائش کا ہے اور یہی وفات کا تو پھر مسلمان کون سا دن منائیں۔ کیا آدھا دن پیدائش کی خوشی اور نصف دن وفات کا غم کریں۔ کیا مجمعوں اور جلسوں میں جہاں باجہ اور ڈھول وغیرہ بجایا جائے شامل ہونا جائز ہے؟ بدعت کی تعریف کیا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۰ منشی [illegible] ہوشیارپور ۸ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۲۱ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۵۳) آنحضرت ﷺ کی پیدائش کے دن عید منانا یا وفات کے دن ماتم اور غم منانا شرعی حکم نہیں ہے۔ نہ آنحضرت ﷺ نے اس کا حکم دیا نہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ دن منایا۔ اور جلوس کا نکالنا باجا بجانا اور اسی قسم کے اور فضول مشاغل آتش بازی چھوڑنا فخر و مباہات کے ساتھ روشنی کرنا جھنڈے لگانا یہ سب باتیں درست نہیں ہیں۔ ہاں حضور ﷺ کی سیرت مقدسہ کا بیان و تبلیغ اور حضور ﷺ کی تعلیم کی اشاعت کے لئے اجتماع منعقد کرنا اور اس میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کو دعوت دینا اور حضور ﷺ کے فضائل و کمالات بیان کرنا جائز ہے۔ ابتداء میں یہ جلسے اسی غرض سے تجویز ہوئے تھے۔ اور سیرت کے بیان کے لئے یہ مقرر کئے گئے تھے اور اسی صورت سے میں نے بھی ان جلسوں کے موافق رائے ظاہر کی تھی مگر اس شرط کے ساتھ کہ اس کی کوئی تاریخ ہمیشہ کے لئے معین نہ کی جائے بلکہ ہر سال موسم کے لحاظ سے ایک مناسب تاریخ کا اعلان کر دیا جایا کرے۔ یا سال کی پہلی تاریخ (یکم محرم) مقرر کر دی جائے تاکہ عید میلاد کا شبہ نہ ہو اور یہ نام جو غیر شرعی ہے قائم نہ ہو جائے اور اصل مقصد جو نہایت نیک اور اہم ہے وہ حاصل ہو جائے یعنی آنحضرت ﷺ کے روشن فضائل و کمالات چار دانگ عالم میں پہنچ جائیں اور غیر مسلموں کو بھی حضور ﷺ کے کمالات ذاتیہ کا علم ہو جائے اور اسلامی تعلیم کی فضیلت بھی آفتاب نصف النہار کی طرح واضح ہو جائے۔ مگر افسوس کہ لوگوں نے ان جلسوں کو بجائے سیرت کے جلسوں کے میلاد کے جلسے بنا دیا اور وہ باتیں شامل کر دیں جو نہ صرف اصل مقصد سے دور ہیں بلکہ ان کا دارومدار ریا و نمود اور شہرت و ناموری حاصل کرنے کے نامناسب و ناجائز جذبات پر ہے۔ اکثر حالات میں ان

مجالس سے فائدہ کے بجائے دینی ضرر کا خوف ہے ورنہ مسلمانوں کے دلوں پر بھی اس کا اچھا اثر نہ ہوگا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

عید میلاد النبی کے دن جلسہ، جلوس اور شیرینی تقسیم کرنا۔

(سوال) (۱) یوم میلاد النبی منانا بموجب پروگرام سیرت کمیٹی کے۔ (۲) جلوس شہر میں نکالنا۔ (۳) میلاد پڑھتے ہوئے راستے سے چلنا۔ (۴) ایک جگہ جمع ہو کر جلسہ کرکے سیرت نبوی واسلام اور بانی اسلام کا ذکر تذکرہ کرنا (۵) اور بعدہ شیرینی عوام میں تقسیم کرنا۔ شرع میں ہر ایک عمل کے لئے کیا حکم ہے۔ کیا مذکورہ بالا عمل شرک وبدعت ہے شرع میں ایسا یعنی شرک وبدعت کا فتویٰ دینے والے عالم کے لئے جو جامع مسجد کا پیش امام ہے۔ کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۴۶۴ خواجہ مصلح الدین صاحب (مغربی خاندیش) ۲۳ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۳ جون ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۵۴) سوال میں جتنی باتیں مذکور ہیں ان میں سے صرف نمبر ۴ بلا تخصیص تاریخ ویوم جائز ہے باقی فعل کا ترک لازم ہے۔ مذکورہ بالا عمل شرک تو نہیں مگر ان کو لازم سمجھنا اور جلوس وغیرہ دوسرے شامل امور قرار دینا بدعت ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

محفل میلاد سجانے اور معطر کرنے کا حکم۔

(سوال) محفل میلاد النبی ﷺ کو کاغذی پھول وفرش وقنادیل سے سجانا اور عطر ولوبان سے معطر کرنا ازروئے شرع شریف جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۱۷ سید علی صاحب (تانا نگر) ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۱۴ جون ۱۹۳۸ء۔

(جواب ۱۵۵) مروجہ مجالس میلاد کا منعقد کرنا ہی بے اصل ہے۔ وعظ کے لئے مجلس منعقد کی جائے اور وعظ کے اثنائے بیان میں آنحضرت ﷺ کے حالات اور فضائل بیان کردیئے جائیں اسی میں حضور ﷺ کی ولادت شریفہ کے صحیح واقعات بھی بیان کردئے جائیں تو اس قدر جائز اور درست ہے۔ اس قسم کی دینی اور مبارک مجلس کو دنیاوی اور نمائشی آرائش سے صاف رکھنا بہتر ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

---

(۱) من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۷ ق۔ ط سعید)

(۲) ولا بأس بالجلوس للوعظ اذا اراد بہ وجہ اللہ تعالیٰ (ہندیہ ۵/ ۳۱۹ ط ماجدیہ)

ماہ ربیع الاول میں مجالس وعظ و تبلیغ منعقد کرنا .

بتقریب ماہ ربیع الاول مجالس وعظ و تبلیغ منعقد کرنا جن میں حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی سیرت مبارکہ اور آپ کے فضائل و مناقب بیان کرنا دینی و دنیوی حیثیت سے باعث خیر و برکت ہے یا نہیں "

المستفتی نمبر ۲۷۲۵ انچارج سکریٹری محکمہ تعلیمات گورنمنٹ (بھوپال اسٹیٹ) ۹ جمادی الثانی ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۴۲ء۔

(جواب ۱۵۶) آنحضرت ﷺ کی سیرت مبارکہ کا ذکر کرنا دینی حیثیت سے موجب صد خیر و برکت ہے اور دنیوی حیثیت سے حضور ﷺ کے فضائل و مناقب اور تعلیمات کی تبلیغ و اشاعت بے حد مفید ہے اور انسانیت کی بیش بہا خدمت ہے، لیکن اس کے لئے ماہ ربیع الاول یا اس مہینے کی کسی تاریخ کی تخصیص نہیں ہے بلکہ سال بھر کے تمام مہینے اور تمام ایام میں یہ خدمت انجام دینا اور اس عمل خیر کو عمل میں لانا یکساں موجب ثواب ہے۔ نیز ان مجالس کی حیثیت بھی مجلس مولود و تذکرہ کی سی حیثیت سے نہ عید و جشن میلاد کی اور یہ بھی لازم ہے کہ ان کو بدعات مروجہ سے محفوظ اور پاک رکھا جائے۔ عام طور سے مجالس سیرت کے نام سے جلوس میلاد وغیرہ کے جلسے کرتے اور ان میں وہ تمام بدعات جو قدیم مبتدعین کیا کرتے تھے عمل میں لاتے ہیں، یہ باتیں مذموم ہیں۔ مجلس کے اصل مقصد کے خلاف ہیں اور اس کے فائدہ کو تباہ کر دیتی ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

(جواب ۱۵۷) نمبر [illegible] آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ کی اشاعت و تبلیغ کی غرض سے جلسے یا مجالس سیرت منعقد کرنا جائز اور مستحسن ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ ان مجالس کو بدعات مروجہ سے پاک رکھا جائے۔ اور ان کو عید میلاد یا مجلس مولود کا لقب نہ دیا جائے۔ اور نہ ماہ ربیع الاول یا بارھویں تاریخ کے ساتھ مخصوص سمجھا جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

مروجہ میلاد کی اصل حقیقت اور اس کے انعقاد کی ابتداء .
(۲) میلاد میں قیام پر حدیث "قوموا لسید کم" سے استدلال درست نہیں .
(۳) "ماأهل به لغير الله" میں صحیح مسلک کیا ہے؟

(سوال) (۱) مروجہ میلاد شریف کی کوئی حقیقت بھی ہے یا نہیں اور اس کی بنیاد کب سے پڑی اور کس شخص نے ترویج کی۔ نیز اگر میلاد شریف کیا جائے تو قرآن کریم و حدیث سے کس طرح ثابت ہے۔ اور اس کا کیا طریقہ ہے۔ ایک مولوی صاحب قرآن عظیم سے میلاد شریف ثابت کرتے ہیں اور ثبوت میں یہ آیت شریفہ پیش کرتے ہیں۔ واذ اخذ الله ميثاق النبيين لما اتيتكم الاية ۔ یہ آیت شریفہ تیسرے پارے کے ساتویں رکوع میں موجود ہے۔ اس کی تشریح کی جائے اور شان نزول سے بھی آگاہ کیا جائے۔

(۲) میلاد شریف میں جو قیام کیا جاتا ہے، کیا اس کا کوئی ثبوت ہے یا نہیں۔ قیام مذکور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کے آنے کو فرض کیا جاتا ہے۔ بعض حضرات قیام کے ثبوت میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔ قوموا لسید کم

(۳) وما اهل به لغير الله میں حنفیہ کا کیا مسلک ہے آیا عند الذبح مراد ہے یا اس کے برعکس حنفیہ کا مذہب بالتشریح تحریر بیان کیا جائے۔ اور شیخ سدو کے بکرے اور سید احمد کبیر کے مرغ وغیرہ کا حکم بتلایا جاوے کہ حرام ہے یا حلال۔

المستفتی نمبر ۲۵۹۹ عبد الواحد (کلکتہ) ۵ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ م ۱۲ مئی ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۵۸) آنحضرت ﷺ کے حالات طیبہ اور فضائل و کمالات آپ کی رسالت و تبلیغ کی خدمات کا بیان ہر وقت جائز بلکہ مستحسن ہے۔ لیکن صرف ذکر ولادت شریفہ کے لئے اسی نام سے مجلس میلاد منعقد کرنا سلف صالحین میں نہیں پایا گیا۔ یہ مجالس ساتویں صدی ہجری سے شروع ہوئیں(۱) اور ان کے بارے میں علماء کا اس وقت سے اختلاف چلا آتا ہے کوئی اس کو جائز اور مستحسن قرار دیتا تھا اور کوئی بدعت۔ قول راجح یہ ہے کہ حضور ﷺ کے حالات طیبہ بیان کرنے کے لئے جو مجلس وعظ کے اجتماع ہوں ان میں حضور ﷺ کے حالات بیان کئے جاتے ہیں، صحیح روایات بیان کی جائیں۔ اور مروجہ بدعات سے مجلس خالی ہو تو جائز ہے۔(۲)

قیام مروجہ جو ولادت کے ذکر کے وقت کیا جاتا ہے اس کی اصل ثابت نہیں بدعت ہے۔ خصوصاً اس عقیدہ سے کہ اس وقت حضور ﷺ تشریف لاتے ہیں یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے یا مجلس میلاد میں حضور ﷺ کا موجود ہونا غلط ہے۔ باطل ہے۔

شیخ سدو کا بکرا اور سید احمد کبیر کا مرغا وغیرہ جانور جن کی جان غیر اللہ کے لئے دینی مقصود ہوتی ہے حرام ہے۔ اگرچہ ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا جاوے۔ حنفیہ رحمہم اللہ علیہم کا صحیح مذہب یہی ہے۔(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

واعظ کے کہنے پر حاضرین کا با آواز بلند درود شریف پڑھنا

(۲) درود کے وقت آنحضرت ﷺ کا خود درود شریف سننا ثابت نہیں

(۳) میلاد کے موقع پر بانٹے جانے والے کھانوں کا حکم

(سوال) (۱) جب کوئی صاحب وعظ یا مولود شریف فرماتے ہوں اس کے ارشاد پر حاضرین با آواز بلند درود شریف پڑھیں تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۲) ایک صاحب کہتے ہیں کہ جب درود شریف پڑھا جاوے تو آنحضرت ﷺ بذات خود سنتے ہیں اور پڑھنے والے کو پہچانتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟

(۳) چند مسلمان چندہ کر کے طعام پکاتے ہیں اور نیاز آں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا حضرت پیران پیر غوث پاک علیہ الرحمۃ کی دینا چاہتے ہیں تو جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ طعام صاحب نصاب اہل ثروت اور ہمسایہ اور خود صاحب چندہ کس کس کو کھانا جائز ہے؟

۱۔ اس کا بانی سلطان مظفر الدین بن اربل ہے جو کہ ایک مسرف بادشاہ تھا۔ (تاریخ ابن خلکان ۱: ۴۳۵ مصر)

۲۔ [illegible] (۳۰۹ [illegible])

۳۔ ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ تعالیٰ (شامیۃ ۶: ۳۰۹ سعید)

(جواب ۱۵۹) (۱) اگر کسی مجلس میں واعظ کا بآواز بلند درود پڑھوانا اور حاضرین کا پڑھنا دونوں نا جائز نہیں۔ حضور ﷺ کا نام نامی سن کر سامعین کو خود درود شریف پڑھنا چاہئے۔ واعظ کے کہنے کا اس کے لئے انتظار نہ کرنا چاہئے۔

(۲) حضور ﷺ کا بذات خود درود شریف سننا ثابت نہیں۔ ہاں ملائکہ سیاحین کے ذریعے سے درود شریف حضور ﷺ کو پہنچایا جاتا ہے۔(۱)

(۳) یہ کھانا اگر بہ نیت صدقہ و ایصال ثواب کھلایا جاتا ہے تو صاحب نصاب اور خود پکانے والے کو اس کا کھانا درست نہیں۔ صرف فقراء و مساکین کا حق ہے۔ اور اس میں بھی التزام نہ ہونا چاہئے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

میلاد شریف کب کہاں اور کیوں شروع ہوئی؟

(اخبار الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۲۷ء)

(السوال) میلاد شریف کی ابتدا کس نے کی ہے؟ اور کب سے شروع ہوئی؟ اور کیوں شروع ہوئی؟

(جواب ۱۶۰) میلاد شریف حضور ﷺ کے زمانہ مبارک سے صدیوں بعد ایجاد ہوئی ہے۔ حضور ﷺ کے عہد مسعود اور صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین و ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کے زمانہ مبارک میں اس کا وجود نہ تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے حالات و واقعات اور فضائل و معجزات کا بیان مسلمانوں کے لئے بصیرت افروز اور موجب سعادت دارین ہے۔ مگر اول تو اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ واقعات اور روایات صحیح بیان کی جائیں۔ غلط اور موضوع قصے نہ بیان کئے جائیں۔ دوسرے یہ کہ مجلس خاص اہتمام سے اور میلاد کے نام سے منعقد کرنے کا کوئی ثبوت نہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ مجالس وعظ سے ہی یہ کام لیا جائے۔ تیسرے یہ کہ منکرات شرعیہ مثلاً اسراف، تفاخر، ریاء وغیرہ سے اجتناب کیا جائے۔ چوتھے کسی خاص وقت تاریخ و دن کے ساتھ تخصیص کو مفید زیادت ثواب نہ سمجھا جائے۔ تو محض ذکر اوصاف و فضائل آنحضرت ﷺ افضل مستحبات میں سے ہے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

---

(۱) ان للہ ملائکة سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام (نسائی ۱/ ۱۸۹ قدیمی)

(۲) وكان يحتفل بمولد النبي صلى الله عليه وسلم في الربيع الاول وهو اول من احدث من الملوك هذا العمل (القول المعتمد في عمل المولد بحواله راه سنت ص ۱۶۲ صفدريه)

میلاد کے نام سے جلسہ کرنا صحیح نہیں .

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۹ مئی ۷ ۱۹۳ء)

(السوال) عید میلاد النبی موجودہ وقت میں مذہبی حیثیت رکھتا ہے یا نہیں ؟

(جواب ۱۶۱) عید میلاد النبی کے نام سے کوئی جلسہ کرنا صحیح نہیں۔ ہاں سیرت مقدسہ کی تبلیغ و بیان کے لئے جلسہ کرنے میں مضائقہ نہیں۔ اور اس کے لئے کسی خاص تاریخ کی تخصیص نہیں اور لغویات و بدعات سے احتراز رکھنا لازم ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

فصل دوم

جلسہ سیرۃ

(۱) عید میلاد النبی کے نام سے جلسہ کرنا بدعت ہے .

(۲) یہ کہنا کہ سارے علماء وقت امام مہدی کے خلاف ہونگے غلط ہے .

بارہ ربیع الاول ۱۲ جون ۱۹۳۵ء کو عید میلاد کا جلسہ نہایت شان و شوکت سے منایا گیا۔ صوبہ سرحد کے مشہور علماء جو مدعو تھے اجلاس میں شامل ہوئے اور سیرت نبی پر تقریریں کیں۔ لیکن بنوں کا امام مسجد کا نام عبدالحمید ہے اور دوسرا خانزادہ غلام احمد خان نے سیرت کے جلسے کی سخت مخالفت کرنے لگے اور مسجدوں میں خلاف تقریریں کرنے لگے۔ تقریر میں وہ کہتے تھے کہ بارہ وفات کا نام عید میلاد رکھنا بدعت ہے۔ اور اس دن جلسہ کرنا شرک و بدعت ہے۔ کیونکہ یہ جلسہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نہیں کیا ہے۔ نہ قرآن و حدیث میں کسی جگہ درج ہے۔ میں نے غلام احمد خان پر سوال کیا کہ تمام دنیا کے علمائے کرام نے اس دن جلسہ کرنے کا حکم دیا ہے تو کیا تمام دنیا کے علمائے کرام غلطی پر ہیں؟ اس کا جواب انہوں نے یوں دیا کہ جب امام مہدی آخر زمان ظہور کریں گے تو تمام دنیا کے علمائے کرام ایک طرف ہوں گے اور امام مہدی دوسری طرف ہوں گے۔ قرآن و حدیث سے ثابت ہوا ہے۔ مجھ کو چونکہ علم نہ تھا اس لئے میں نے اس کو کہا کہ میں دہلی کو لکھوں گا۔

المستفتی نمبر ۵۱۳ عبدالمنان (بنوں) ۵ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۷ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۶۲) یہ صحیح ہے کہ عید میلاد کے نام سے اور عید منانے کے خیال سے بارہ ربیع الاول کو جلسہ کرنا بے اصل ہے اور اسے بدعت کہہ دینے میں مضائقہ نہیں اور تمام علماء نے اس نام اور اس خیال سے جلسہ کرنے کا حکم نہیں دیا۔ علماء نے جلسہ سیرت کے نام سے جلسہ کرنے کی اجازت دی ہے جس کا مطلب کوئی عید منانا نہیں ورنہ اس کو میلاد کے مروجہ اعمال و رسوم سے تعلق ہے۔ اس کی غرض تو یہ تھی کہ مسلمانوں کے اندر جو ایک غلط طریقہ اور مبتدع رسم مجلس مولود منعقد کرنے کی رواج پا گئی ہے اور اس میں اسراف، نمود اور بدعات و خرافات پھیل گئی ہیں اور مولود خواں جھوٹی اور موضوع روایتیں بیان کرتے ہیں ان کی اس طرح اصلاح ہو جائے کہ سیرت نبی کریم ﷺ کے بیان اور حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی اشاعت و تبلیغ کی غرض سے جلسہ

ا۔ اس لئے سارے منکرات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے

منعقد کیا جائے جو تمام فضولیات اور بدعات و خرافات سے پاک ہو اور اس میں سیرۃ مبارکہ و مقدسہ کے صحیح صحیح حالات بیان کئے جائیں۔ اور مسلمانوں کو اتباع سنت کی ترغیب دی جائے۔ اور کوشش کی جائے کہ غیر مسلموں کو بھی ان جلسوں میں شریک کیا جائے تاکہ وہ بھی پیغمبر اسلام روحی فداہ کے حقیقی اور صحیح اور سچے حالات و تعلیمات سے واقف ہوں اور تبلیغ کی بہترین صورت پر عمل ہو سکے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں نے بجائے جلسہ سیرۃ کے اس مجلس مولود کو بلکہ ترقی کرکے عید میلاد بنا لیا اور اس کے ساتھ جلوس اور نمائش کے بہت سے کاموں کا اضافہ کیا وفقهم الله تعالی للاهتداء بهديه صلی الله علیه وسلم

حاصل اشاعت سیرۃ مقدسہ کی غرض سے انعقاد جلسہ جائز بلکہ مندوب ہے۔ اور عید میلاد کے نام اور التزامات سے جلسہ منعقد کرنا بدعت ہے۔ باقی یہ قول کہ امام مہدی علیہ السلام کے زمانے میں سارے علماء ایک طرف اور امام مہدی ایک طرف ہوں گے صحیح نہیں ہے۔ اور مجلس میلاد کو شرک بتانا بھی زیادتی ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

کیا عید میلاد النبی قرآن و سنت سے ثابت ہے؟

(۱) عید میلاد النبی کے متعلق مختلف سوالات

(السوال) گذشتہ کئی سال سے مسلمانوں کے اندر ایک نئی تقریب موسومہ عید میلاد النبی شروع ہوئی ہے اور ہر سال اس تقریب کو رونق دینے کے لئے نئی نئی تجاویز عمل میں لائی جا رہی ہیں اور ان پر ہر سال مجموعی حیثیت سے کئی لاکھ روپیہ صرف ہو جاتا ہے۔ مجھے اس کے متعلق چند شکوک ہیں:-

کیا اس تقریب کو منانے کے لئے کوئی نص قرآنی یا حدیث نبوی ہے؟ اگر ہے تو نقل فرمائیں یا اس کا حوالہ درج فرمائیں۔

(۲) کیا قرون اولیٰ میں یہ تقریب کبھی کسی زمانے میں منائی گئی؟ اگر منائی گئی تو کس طرح؟

(۳) اگر اس تقریب سے مسلمانوں کے اندر تنظیم کا جذبہ پیدا کرنا مقصود ہو تو کیا شارع علیہ السلام نے ہمیں کوئی طریقہ تنظیم کا اپنی زبان مبارک سے یا اپنے کسی فعل مبارک سے بتایا ہے یا نہیں؟

(۴) کیا پنجگانہ نمازیں اور نماز عیدین اور حج مسلمانوں کی تنظیم کے لئے کافی نہیں ہیں؟

(۵) کیا ان کی پابندی کی طرف سے توجہ ہٹا کر اسلام کے اندر نئی نئی باتوں کا رواج کرنا بدعت میں داخل نہیں ہے اور جو روپیہ اس تقریب کے منانے پر خرچ کیا جاتا ہے وہ اسراف میں داخل نہیں ہے؟

(۶) اگر احکام شریعت سے بے نیاز ہو کر تنظیم کی خاطر نئی نئی ایجادات کرنا جائز ہے تو مرزا قادیانی جو اس فن کا موجد ایک بات میں بہت اچھا کام کرتا ہے اور جس نے اپنی جماعت کی عدیم النظیر تنظیم کی ہوئی ہے کیوں نہ استاد بنا لیا جائے؟

المستفتی نمبر ۱۸۸ حبیب احمد خاں ۴ صفر ۱۳۵۵ھ م ۲۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۶۳) جس وقت یہ تقریب شروع کی گئی تھی تو اس کو اشاعت سیرت مقدسہ کے نام سے شروع کیا

گیا تھا۔ یہ جلسہ سادہ اور خوبیوں سے مسلمانوں کے لئے جاذب توجہ تھا۔ اس وقت نہ کسی مخصوص تاریخ کا ذکر تھا اور نہ کسی خاص مبتدعانہ کیفیت کا، نہ جلوس نکالنے کا تصور تھا نہ باجوں اور تماشوں کا تخیل۔ ان جلسوں کے ذریعے مسلمان [illegible] کی تبلیغ و تذکیر کا یہ طریقہ اور مؤثر ذریعہ تھا۔ مجھ کو انعقاد میں کسی [illegible] کی حاجت نہ تھی۔ اور یہ سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے آخری رسول خاتم الانبیاء سید المرسلین ﷺ کی سیرت مبارکہ صحیح اور مستند روایات سے بہ ترتیب مخلوق کے سامنے پیش کی جائے گی۔ تو یہ غیر مسلموں کے لئے ایک اچھا ذریعہ تبلیغ و تذکیر کا ہوگا، ممکن ہے کہ اس کی وجہ سے [illegible] محافل میلاد [illegible] کا مسلمانوں میں بھی [illegible] ہو جائے، بجائے محافل میلاد کے تبلیغ سیرت کے مجالس پر کاربند ہو جائیں مگر افسوس!

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

کچھ مدت نہ گزری کہ مسلمانوں نے سیرت کے جلسوں سے یہ دینی اصلی غرض و غایت و نظم نظر دور کر کے انہیں [illegible] محافل میلاد میں مدغم کر دیا۔ پہلے تو [illegible] جلسوں کی [illegible] عید میلاد [illegible] قرون اولیٰ [illegible] مخالف [illegible] اور اسلام کی دو مقررہ عیدین (عید الفطر و عید الاضحیٰ) پر ایک بدعی عید کا اضافہ تھا۔ جو ایک متبع سنت مسلمان کی سادگی و تقیت میں ناقابل قبول ہے۔ پھر ان جلسوں کے لئے یہ معین تاریخ ۱۲ ربیع الاول [illegible] کر دی گئی۔ ان کے ساتھ جلوسوں کا اضافہ کیا اور پھر ان کے ساتھ باجوں اور تماشوں [illegible] پچھلے [illegible] مجموعہ بدعات بنا دیا۔ فالی اللہ المشتکی وانا للہ وانا الیہ راجعون.

اس تمہید کے بعد آپ کے سوالات کے نمبروار جوابات یہ ہیں:

(۱) اس تقریب و جمعیت کے منانے کے لئے (یعنی عید میلاد یا جشن میلاد کے نام سے مخصوص تاریخ و صفت میں پابندی اور تاریخ میں منانے کے واسطے) نہ قرآن پاک میں کوئی نص ہے۔ نہ حدیث میں نہ صحابہ کرام و تابعین عظام یا ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کے اقوال یا افعال و عادات میں کہیں اس کا وجود ہے۔

(۲) قرون اولیٰ میں اس تقریب کا وجود نہ تھا حالانکہ اس زمانے کے مسلمان آنحضرت ﷺ کی ذات قدسی سے ساتھ عشق اور فدا کاری و محبت میں اعلیٰ مرتبے پر فائز تھے اور دوسری قوموں کو اپنے پیشواؤں کے یوم ولادت پر خوشی کی تقریبیں مناتے ہوئے دیکھتے تھے مگر ان کو کبھی اس بدعت کی طرف توجہ نہ ہوئی۔

(۳) اگر تنظیم مسلمین کا جذبہ پیدا کرنا بھی مقصود ہو تو وہ ان بدعات و مخترعات سے احتراز پر موقوف نہیں بلکہ وہ سادہ طور پر تبلیغ سیرت کے جلسے سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ تنظیم مسلمین ایک صحیح اور شرعی مقصد ہے۔ لیکن اس صحیح اور شرعی مقصد کے لئے غیر شرعی اور مبتدع صورتیں اختیار نہیں کی جا سکتیں اور نہ جائز اور مستحسن نہیں ہو سکتیں۔

---

[۱] [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کذا فی شرحہ [illegible]
بحوالہ راہ سنت : ۱۶٤ صفدریہ)

(۴) بلا شبہ نماز پنجگانہ کی جماعت اور جمعہ کی ہفتہ وار جماعت اور عیدین کی جماعتیں اور حج کا اجتماع عظیم مسلمانوں کی صحیح تنظیم کے لئے مقرر تھے، مگر افسوس کہ مسلمان ان جماعات مہمہ کی اصل روح کو بھول گئے۔ اور ان تمام چیزوں کو بھی انہوں نے ایک عادی اور رسمی صورت کی حیثیت دے دی مگر چونکہ یہ ثابت شدہ اور مامور بہا امور شرعیہ ہیں ان کی ادائیگی تو ہر حال میں ضروری ہے اور یہ بھی لازمی ہے کہ ان کی اصلی روح کے ساتھ ان کو ادا کیا جائے۔ اور ان سے ہی تنظیم ملت اجتماع امت کا فائدہ حاصل کیا جائے۔ واللہ الموفق۔

(۵) اگر کوئی چیز ان امور شرعیہ کی اہمیت کی طرف سے مسلمانوں کی توجہ ہٹانے کی موجب ہو تو اس کے حرام ہونے میں شبہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر یہ مان لیا جائے کہ وہ ان فرائض اور شعائر کی اہمیت سے توجہ ہٹانے کی موجب نہیں بلکہ ایک جدید صورت تنظیم کی ہے تو اس کی اباحت کا اس شرط سے حکم دیا جا سکتا ہے کہ اس کی اصل شریعت مقدسہ میں موجود ہو۔ اور شریعت مقدسہ کے سادہ طریق پر جلسہ سیرت کے نام سے اجتماع کیا جائے تو وہ تبلیغ و تذکیر کی شرعی ثابت شدہ اصل کے ماتحت آسکتا ہے۔ لیکن عید میلاد یا جشن میلاد کے نام سے اور اس مقصد سے کیا جائے تو اس کی شریعت مقدسہ میں اصل نہیں ہے اور اس پر زائد از حاجت مصارف کرنا یقیناً حد اسراف (۱) میں داخل ہوگا۔

(۶) آپ کا یہ سوال بہت زیادہ پیچیدہ اور تفصیل طلب ہے۔ میں اس وقت اس کے جواب میں صرف ایک شعر پر اکتفا کرتا ہوں اور وہ یہ ہے ؎ مپندار سعدی کہ راہ صفا توان رفت جز در پئے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

سیرت النبی کے جلسہ کی صدارت کافر و مشرک کے حوالے کرنا

(سوال) نصیر آباد میں چند افراد نے سیرت النبی ﷺ کے جلسہ کی صدارت کا متواتر تین روز کافر اور مشرک کے حوالہ کی۔ آیا ان جماعت کا یہ فعل شریعت اسلامیہ کے موافق ہے یا مخالف۔ تقریر کرنے والے علماء اہل سنت والجماعت تھے۔

المستفتی نمبر ۱۰۲۳ عبدالرحمن صاحب نصیر آبادی حال مقیم میرٹھ ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۳۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۶۴) صدر کو بسا وقات مقررین کی تقریروں پر محاکمہ یا خود مقررین کے بیانات پر تنقید کرنی ہوتی ہے اس لئے کسی خاص جلسہ کی صدارت کے لئے مقصد جلسہ اور متعلقات مقصد کا ماہر شخص ہی موزوں ہوتا ہے نیز مذہبی جماعت میں مذہبی حیثیت سے ممتاز شخصیت کو صدر بنانا مناسب ہے۔ بنا بریں ان لوگوں کا انتخاب ناموزوں اور نامناسب واقع ہوا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

---

(۱) اور اسراف کی مذمت قرآن مجید میں وارد ہے ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین (بنی اسرائیل: ۲۷)

فصل سوم

مسئلہ قیام

مجلس میلاد کا قیام بے اصل ہے۔

(سوال) ماقولکم رحمکم اللہ اس زمانے میں لوگ جس طرح مولود شریف پڑھتے ہیں اور حضرت رسول خدا ﷺ کی پیدائش کے بیان میں قیام کرتے ہیں وہ حضرت ﷺ کے زمانے اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم و تبع تابعین کے زمانے میں تھا یا نہیں۔ ائمہ اربعہ یا ان کے زمانہ میں کسی نے یہ قیام کئے ہیں یا نہیں اور ان سے یہ قیام ثابت ہے یا نہیں اور کب سے یہ قیام شروع ہوا اور کس نے پہلے قیام کیا اور وہ کس صفت کا تھا۔ اور قیام کرنا کیسا ہے اور نہ کرنے سے گنہگار ہوتا ہے یا نہیں۔ یہ قیام ہر مجلس میں کرنا چاہئے یا کبھی کبھی کرنا اچھا ہے؟

(جواب ۱۶۵) مجلس میلاد مروجہ کا قیام معہود شریعت میں ثابت نہیں۔ قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر میں اس کا کوئی وجود نہ تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم کے زمانے میں نہیں تھا۔ نہ ان حضرات سے اس کے بارے میں کوئی روایت جواز کی منقول نہ اصول شرعیہ سے اس کا کوئی ثبوت[1] قیام کرنے والے اگر تعظیم ذکر ولادت کی نیت سے قیام کرتے ہیں۔ تو جواب یہ ہے کہ ذکر کی تعظیم قیام کے ساتھ شریعت میں معہود نہیں، نیز ذکر ولادت کی تخصیص بے معنی ہے۔ نیز ذکر اللہ اور قراءۃ قرآن زیادہ مستحق تعظیم ہے حالانکہ ذکر اللہ اور قراءۃ قرآن کے وقت کوئی شخص تعظیماً قیام نہیں کرتا، پھر ذکر ولادت کی تعظیم قیام سے کرنا بھی مجلس مولود کے ساتھ خاص کیوں ہے؟ اگر وعظ میں کوئی واعظ ولادت شریفہ کا ذکر کرے یا غیر منعقد مجلس کے درمیان میں کوئی ذکر ولادت کرے تو کوئی شخص تعظیماً قیام نہیں کرتا۔ یہ سب تخصیصات بے دلیل ہیں۔ اور اگر اس خیال سے قیام کرتے ہیں کہ روح مبارک آنحضرت ﷺ کی مجلس میلاد میں آتی ہے تو یہ خیال پہلے خیال سے بھی زیادہ جہالت آمیز ہے کیونکہ روح مبارک کے آنے کی دلیل شرعی کوئی نہیں۔ نیز آن واحد میں ہزاروں مجلسیں دنیا میں ہوتی ہیں اگر ہر مجلس میں آپ ﷺ کی روح مبارک کو حاضر مانا جائے تو اس میں شائبہ شرک بھی ہے کہ آن واحد میں مجالس متعددہ میں حاضر و ناظر ہونا آپ ﷺ کے لئے ثابت کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خاص ذات احدیت سے ہے۔[2] کسی امر مستحب کو ضروری سمجھنا اس کو حد کراہت تک پہنچا دیتا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے[3] اور ملا علی

---

[1] ان عمل المولود بدعة لم يقل به ولم يفعله رسول الله صلى الله عليه وسلم والخلفاء والائمة" (کذا فی الشرعۃ الالٰہیۃ بحوالہ راہ سنت ص ۱۹۲ ط مکتبہ صفدریہ)

[2] و در فتاویٰ بزازیہ معتقد که حضرات انبیاء و اولیاء ہر وقت حاضر و ناظر اند ، شرک است چہ ایں صفت از مختصات حق جل جلالہ است که در غیر او ثابت نیست ... وعن هذا قال علمائنا من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم يكفر" (مجموعۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۸ مجموعہ فتاویٰ عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ اردو ج ۱ ص ۳۶ ط ایچ ایم سعید)

[3] عن عبدالله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: "لا يجعل احدكم للشيطان شيئا من صلاته يرى ان حقا عليه ان لا ينصرف الا عن يمينه لقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم كثيرا ينصرف عن شماله" (بخاری، کتاب الاذان، باب الانفتال والانصراف عن اليمين والشمال ۱ / ۱۱۸ ط قدیمی)

قاری رحمۃ اللہ علیہ اور طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں تصریح کی ہے۔(۱) پس اگر قیام مستحب بھی ہوتا تو اس کا یہ التزام و اہتمام جو مشاہد ہے اسے مکروہ بنادیتا ہے۔(۲) چہ جائے یہ کہ وہ مستحب بھی نہیں بلکہ ایک بے اصل چیز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

میلاد اور قیام کو بدعت کہنے والوں کو وہابی کہنا درست نہیں.

(سوال) ہمارے یہاں شہر احمد آباد میں میلاد و قیام کو اس زمانے میں بعض بدعقیوں نے رواج دیا ہے۔ اب ان کو کتاب "براہین قاطعہ" کے صفحہ ۲۰ کی یہ عبارت دکھائی گئی :۔

"اس عاجز نے ایک عالم نابینا سے جو مسجد مکہ میں بعد نماز عصر وعظ کہتے تھے، حال مجلس مولود کا پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ بدعت ہے حرام۔"

اور ہم نے ان کو سمجھایا کہ یہ رواج بدعت محرمہ ہے تو وہ لوگ یہ جواب دیتے ہیں کہ میلاد و قیام کو بدعت محرمہ کہنا خلاف قرآن مجید و حدیث کے ہے۔ اور جو قیام وقت بیان پیدائش کیا جاتا ہے اس کو بھی ہم بدعت کہتے ہیں تو وہ لوگ یہ جواب دیتے ہیں کہ میلاد و قیام کو جو بدعت کہے وہ وہابی ہے۔ یہ کہنا ان کا موافق مذہب حنفی کے درست ہے یا غلط۔ بینوا توجروا۔

(جواب ۱۶۶) مجالس میلاد مروجہ میں طرح طرح کے منکرات یعنی امور غیر مشروعہ ہوتے ہیں۔(۳) اور غلط اور موضوع روایات بیان کی جاتی ہیں(۴) اور اسراف و ریاء و تفاخر پر مشتمل ہوتی ہیں(۵) بدعت اور ناجائز ہیں حضور رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا ذکر مبارک اور بیان حال ولادت و معراج و نبوت بے شبہ افضل مندوبات و احسن مستحبات ہے۔ لیکن اس کے لئے خاص اہتمام سے مجالس منعقد کرنا قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر میں نہیں تھا۔(۶) حالانکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین اور ائمہ مجتہدین سے بڑھ کر کون

---

(۱) قال الطیبی : "وفیه من اصر علی امر مندوب وجعله عزما ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال فکیف بمن اصر علی بدعة او منکر." (مرقاۃ : ج ۳ ص ۳۱ ط المکتبۃ الحبیبیۃ کوئٹہ)

(۲) جیسے "سورہ سجدہ" اور "دہر" کا جمعہ کی فجر میں اور "سورہ جمعہ" اور "منافقون" کا جمعہ میں پڑھنا مستحب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان نمازوں میں یہ سورتیں پڑھنا منقول ہے، لیکن تمام فقہاء نے متفقہ طور پر ان مذکورہ سورتوں کو ان نمازوں کے ساتھ خاص کر لینے کو مکروہ لکھا ہے۔ چنانچہ "ہدایہ" میں ہے: "ویکرہ ان یوقت بشیء من القرآن لشيء من الصلوات." (فصل فی القراءۃ: ج ۱ ص ۱۲۰ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

(۳) "ومن جملة ما أحدثوه من البدع مع اعتقادهم ان ذلك من اكبر العبادات و اظهار الشعائر مايفعلونه في شهر ربيع الاول من المولد. وقد احتوى على بدع و محرمات جمة" (ابن الحاج المالكي، المدخل: ج ۲ ص ۳ ط مصطفى البابي الحلبي مصر)

(۴) ایسی روایات بیان کرنا گناہ اور سخت گناہ اور وعید میں داخل "من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعده من النار" (بخاری، کتاب العلم، باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱/ ۲۱ ط قدیمی)

(۵) جیسے شامیانے لگانا، قالین بچھانا، چراغاں کرنا، اشتہارات وغیرہ لگانا، اور بہت سے امور غیر ضروریہ کو ضروری سمجھنا، خود بھی اہتمام کرنا اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دینا۔ ان امور کے بغیر جشن میلاد ادھورا اور پھیکا سمجھنا۔ ان چیزوں میں ناحق اسراف بیجا ہوتا ہے "ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین" (بنی اسرائیل: ۲۷)

(۶) "ذکر مولد مثل پند و نصائح است و وعظ پند و نصائح در زمان صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ مجتہدین جاری ماند در کدام زمان التزام آن نبود و اکنون چونکہ آنرا التزام کردہ اند و سوختن لوبان وغیرہ و دور پیش مولد خوان نہادن را رکن ذکر قرار دادہ اند بناء علیہ این التزام مالایلزم خالی از کراہت نیست" (مجموعۃ الفتاویٰ علی حاشیۃ خلاصۃ الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۳۵ ط امجد اکیڈمی لاہور)

حضرت رسالت مآب سے محبت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ پس باوجود اس محبت اور عشق کے جوان حضرات اکابر سلف کو حضور رسول کریم ﷺ سے تھی، ان کے زمانے میں مجالس میلاد کا منعقد نہ ہونا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ یہ مجالس کوئی مستحسن فعل نہیں۔ ورنہ عاشقین رسول ﷺ ضرور اس کو عمل میں لاتے۔(۱) پھر موضوع روایات بیان کرنا اور اسراف و تفاخر کے ارادہ سے مولود کرنا خود حرام ہے۔ اور ذکر ولادت باسعادت کے وقت قیام کرنا بالکل بے اصل اور بدعت ہے۔(۲) کیونکہ ذکر کی تعظیم قیام کے ساتھ شریعت میں معہود و ثابت نہیں۔ اور یہ خیال کہ حضور رسول کریم ﷺ مجلس میلاد میں تشریف لاتے ہیں ایک جاہلانہ خیال اور مفضی الی الشرك ہے۔(۳) کس آیت یا حدیث یا قول ائمہ رحمۃ اللہ علیہم سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مجلس میں بوقت ذکر ولادت قیام کرنا چاہئے۔ یا یہ کہ حضور انور ﷺ تشریف لاتے ہیں۔ الغرض علمائے اہل سنت والجماعت کا صحیح مذہب یہی ہے اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مولود یا قیام کچھ بھی ثابت نہیں۔ جو لوگ ان مسائل کو وہابیوں کے مسئلے بتاتے ہیں وہ یا تو خود جاہل ہیں یا قصداً عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

مولود شریف میں قیام کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) مولود شریف میں قیام کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۴۱ الٰہی خان (مگوے) ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۱۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۶۷) میلاد کی مجالس میں مروجہ قیام ایک بے اصل چیز ہے جس کا ثبوت شریعت میں نہیں ہے (۴) اگر کوئی شخص قیام کو شرعی چیز سمجھ کر اور ثواب سمجھ کر کرے گا تو وہ ایک غلط چیز کا ارتکاب کرے گا۔(۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

میلاد شریف میں قیام پر اصرار کرنا.

(سوال) میلاد شریف میں تعظیم کے لئے کھڑا ہونا اور سب کو مجبور کرنا کہاں تک درست ہے۔

المستفتی نمبر ۹۵۱ عبدالرزاق صاحب (اجین) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۶۸) میلاد شریف میں قیام کرنے کا ثبوت شریعت مقدسہ سے ثابت نہیں۔ یہ ایک رسم ہو گئی

۱۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "واما اهل السنة والجماعة فيقولون فى كل فعل وقول لم يثبت عن الصحابة رضى الله تعالى عنهم هو بدعة لانه لو كان خيراً لسبقونا اليه لانهم لم يتركوا خصلة من خصال الخير الا وقد بادروا اليها ." (تفسیر ابن کثیر: ج ۴ ص ۱۵۶ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

۲۔ بے اصل اس وجہ سے ہے کہ اس پر کوئی شرعی دلیل قائم نہیں ہے اور بدعت اس وجہ سے کہ خیر القرون کے بعد بلا حجت شرعیہ دین میں ایجاد کیا گیا ہے۔

۳۔ اگر علم یا قدرت بالذات کا عقیدہ ہو تو بالکل شرک ہے، ورنہ کذب وافتراء علی اللہ والرسول ہے۔

۴۔ یعنی ادلہ اربعہ شرعیہ قرآن، سنت رسول، اجماع اور قیاس میں سے کسی دلیل سے ثابت نہیں۔

۵۔ کیونکہ ایسی صورت میں یہ عمل بدعت کہلائے گا اور بدعت کا غلط اور مذموم ہونا واضح ہے۔ لقوله عليه السلام: " من عمل عملاً ليس عليه امرنا فهو رد " (مسلم، باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور: ج ۲ ص ۷۷ ط قدیمی)

ہے جو بے اصل اور بے ثبوت ہے۔ اور اس پر لوگوں کو مجبور کرنا یا قیام نہ کرنے والوں کو برا کہنا سخت گناہ ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

محفل میلاد میں کھڑے ہو کر سلام پڑھنا.

(سوال) محفل میلاد میں کھڑے ہو کر سلام پڑھا جاتا ہے تو اس فعل کا کرنا بہتر ہے یا ترک بہتر ہے۔

المستفتی نمبر ۱۵۲۴ مولانا عبدالخالق صاحب صدر مدرس مدرسہ نعمانیہ ملتان ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۳ جون ۱۹۳۷ء

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) محفل میلاد میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا ادلہ اربعہ میں سے کسی دلیل سے ثابت نہیں۔ تو اس قیام کو حکم شرعی وضروری ٹھہرانا بدعت و گمراہی ہے۔ (۲) اس کو ترک کر دینا ضروری ہو گا۔ کیونکہ عوام الناس مبتدعین اس کو حکم شرعی وضروری ٹھہراتے ہیں اس فعل کو ترک کرنے والے پر طرح طرح کے طعن واعتراض کرتے ہیں۔ اجابہ وکتبہ، حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔ الجواب صحیح بندہ محمد یوسف عفا عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔

(جواب ۱۶۹) (از حضرت مفتی اعظمؒ) ہو الموفق. محفل میلاد میں قیام مروج بے اصل اور بدعت ہے

صلوٰۃ و سلام پڑھنا تو جائز مگر اس کی ہیئت کذائی اور پھر اس پر اصرار کرنا اور تارک کو مطعون اور ملوم بنانا یہ سب ناجائز اور بدعت ہے۔ (۳) ذکر کی تعظیم قیام کے ساتھ کرنی شریعت میں معہود نہیں اور اس کو شرعی حکم قرار دینا خدا اور رسول ﷺ کے خلاف تشریع ہے جو حرام ہے۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

الجواب حق۔ محمد شفیع عفی عنہ مدرسہ عبدالرب دہلی۔

ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا بھی بے اصل ہے.

(سوال) قیام کرنا خاص ذکر ولادت شریف کے وقت واسطے تعظیم حضرت ﷺ کے مستحسن و مستحب ہے یا

۱۔ "من اصر على امر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الا ضلال فكيف بمن اصر على بدعة او منكر." (مرقاۃ: ج ۳ ص ۳۱ ط المكتبة الحبيبة كوئٹہ)

۲۔ "وان العاديات من حيث هي عادية لا بدعة فيها، و من حيث يتعبد بها او توضع وضع التعبد تدخلها البدعة" (علامہ شاطبیؒ، الاعتصام: ج ۲ ص ۹۸ دار الفکر) اور غیر ضروری کو ضروری جاننا بھی بدعات قبیحہ سے ہے "ورهبانية ابتدعوها ما كتبناها عليهم" (الحدید: ۲۷) وقال ابن مسعود رضى الله تعالى عنه: "لا يجعل احدكم للشيطان شيئاً من صلاته يرى ان حقاً عليه ان لا ينصرف الا عن يمينه! لقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم كثيراً ينصرف عن شماله۔" (بخاری، كتاب الاذان، باب الانفتال والانصراف عن اليمين والشمال: ۱ /۱۱۸ ط قديمی)

۳۔ "منها وضع الحدود و التزام الكيفيات والهيات المعينة، والتزام العبادات المعينة فی اوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعيين فی الشريعة" (علامہ شاطبیؒ، الاعتصام، فصل فی تعریف البدع الخ: ج ۱ ص ۳۹ ط دار الفکر)

۴۔ "ام لهم شركاء شرعوا لهم من الدين مالم ياذن به الله" (الشوریٰ: ۲۱) وقولہ تعالیٰ: "ولا تقولوا لما تصف السنتكم هذا حلال" وهذا حرام لتفتروا على الله الكذب" (النحل: ۱۱۶)۔ وقال ابن كثير رحمة الله عليه: "ويدخل فی هذا كل من ابتدع بدعة ليس له فيها مستند شرعی او حلل شيئاً مما حرم الله او حرم شيئاً مما اباح الله بمجرد رايه وتشهيه" (تفسیر ابن کثیر: ج ۲ ص ۵۹۰ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

حرام ہے اور مولود شریف کے قیام کو حرام کہنے والا گنہگار ہوگا یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۱۵۲۵۔ مولانا عبدالخالق صدر مدرس مدرسہ نعمانیہ ملتان ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ

(جواب) (از مولوی حبیب المرسلین نائب مفتی) مولود مروج بنفسہ ناجائز ہے اور اس میں قیام کرنا اور اس کو حکم شرعی ٹھہرانا بہت ہی بڑی گمراہی ہے۔ کیونکہ مولود مروج میں بجائے تعظیم کے آنحضرت ﷺ کی توہین ہوتی ہے کہ فساق فجار گانے کے لہجے میں گاتے ہیں اور حقہ سگریٹ بھی پیتے جاتے ہیں اور آپ کا ذکر و نام مبارک نہایت بے ادبی و بے حرمتی کی ساتھ پڑھتے ہیں۔ اور آنحضرت ﷺ کی محبت کے جھوٹے دعوے کرتے ہیں اور آپ کی سنن کی متابعت و نماز روزہ کے بھی پابند نہیں ہوتے۔ صورتیں شکلیں اہل ہنود کی رکھتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی عالم وعظ کے لہجہ میں میلاد کے واقعات کو بیان کرے گا تو یہ مستحسن ہوگا۔ (۱) اور قیام کا ثبوت کسی سند شرعی سے نہیں۔ لہذا یہ بھی بدعات مخترعات سے ہے۔ فقط حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(جواب ۱۷۰) (از حضرت مفتی اعظمؒ) ہوالموفق۔ آنحضرت ﷺ کے مقدس حالات اور سیرت مبارکہ کا ذکر کرنا نہ صرف جائز بلکہ مستحسن اور افضل الاذکار ہے۔ لیکن محافل میلاد جس نوعیت سے منعقد کی جاتی ہیں، یہ سرتا سرا امور غیر مشروعہ پر مشتمل ہوتی ہیں۔ (۲) روایات موضوعہ منکرہ بیان کی جاتی ہیں۔ (۳) بیان کرنے والے اکثر غیر متشرع فساق و فجار ہوتے ہیں، (۴) اسراف و ریا کاری سمعہ و نمود مقصد ہوتا ہے۔ (۵) التزام مالا یلزم کی حد سے گزر کر اس کو فرائض و واجبات سے بھی آگے بڑھا دیا جاتا ہے۔ (۶) قیام بوقت ذکر ولادت کو ایک فریضہ شرعیہ قرار دے لیا ہے اس کے تارک کو لعن وطعن کیا جاتا ہے۔ (۷) الغرض مروجہ مجالس میلاد بدعات وخرافات کا ایک مجموعہ بن کر رہ گیا ہے۔ اس لئے اس ہیئت کذائی کا ترک کرنا واجب ہے۔ (۸) حضور ﷺ کے فضائل و کمالات کے بیان کرنے کے لئے مثل مجالس وعظ کے ایک بے تکلف مجلس میں وعظ کی طرح بیان کر دینے کو اختیار کیا جائے تو بہتر اور موجب ثواب ہوگا۔ (۹) صحیح واقعات، مستند روایات بیان کی جائیں اور شیرینی

۱۔ ”لاباس بالجلوس للوعظ اذا ارادبه وجه الله تعالىٰ كذافي الوجيز لكردرئ“ (الفتاوی العالمگیریۃ: ۵/۳۱۹ ط ماجدیہ کوئٹہ)

۲۔ ”......ما يفعلونه فی شهر ربيع الاول من المولد . قد احتوى على بدع و محرمات جمة“ (ابن الحاج المالکی، المدخل: ج ۲ ص ۳ ط مصطفیٰ البابی الحلبی مصر)

۳۔ ان کا بیان کرنا اور سننا اس وعید میں داخل ہے: ” من كذب علىّ متعمداً فليتبوأ مقعده من النار“ (بخاری: ۱/۲۱ ط قدیمی)

۴۔ ان کے ساتھ ناحق مسابلۃ ومداہنت کرنی پڑتی ہے، اور بلکہ ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ: ” فلا تقعد بعدالذكرىٰ مع القوم الظالمين“ (الانعام: ۶۸)

۵۔ ” ان المبذرين كانوا اخوان الشيٰطين“ (بنی اسرائیل: ۲۷)

۶۔ اور غیر ضروری کو ضروری جاننا بدعات قبیحہ سے ہے ’ورهبانية ابتدعوها ماكتبناها عليهم“ (الحديد: ۲۷) وقال ابن مسعود رضى الله تعالى عنه: ”لا يجعل احدكم للشيطان شيئا من صلاته يرى ان حقاً عليه ان لا ينصرف الا عن يمينه! ولقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم كثيراً ينصرف عن شماله.“ (بخاری: ۱/۱۱۸ ط قديمی)

۷۔ قیام کو فریضہ شرعیہ قرار دینا بدعت و معصیت ہے اور معصیت پر اصرار کرنا سخت معصیت ہے۔ علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں: ” ان العاديات من حيث هى عادية لابدعة فيها، و من حيث يتعبد بها اوتوضع وضع التعبد تدخلها البدعة (الاعتصام: ج ۲ ص ۹۸ ط دار الفکر)

۸۔ کیونکہ بدعات و مکروہات کے ملنے سے عبادت بھی معصیت ہوجاتی ہے جیسے کوئی حالت جنابت میں بوقت دوپہر کے نماز پڑھنے لگے سخت گنہگار ہوگا حالانکہ نماز افضل العبادات ہے۔ اسی طرح نفس ذکر سیرت مبارکہ نہ صرف جائز بلکہ مستحسن اور افضل الاذکار ہے مگر بدعات و خرافات کے ملنے سے مروجہ مجالس میلاد کا ترک ضروری ہوجائے گا واللہ اعلم۔

۹۔ ”التذكير على المنابر للوعظ والاتعاظ سنة الانبياء والمرسلين“ (الدر المختار: ج ۶ ص ۴۲۱ ط سعید)

وغیرہ تقسیم کرنے کا رواج ترک کر دیا جائے۔ مسلم، غیر مسلم سب کو بلایا جائے اور ایسی طرح بیان کیا جائے کہ غیر مسلموں کے لئے خاصی تبلیغ ہو جائے اور اسلام کی صداقت اور پیغمبر اسلام کی محبت ان کے دلوں میں سما جائے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

(جواب ۱۷۱) نمبر ۵۲۸ ادیگر۔ مولود شریف کا مروجہ اہتمام بے اصل ہے اور ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا بھی بے اصل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

۱۳ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۳ جون ۱۹۳۷ء۔

نبی علیہ السلام کا نام سن کر انگوٹھوں کو چومنا بے اصل ہے .

(سوال) کیا میلاد شریف میں وقت ذکر ولادت شریف قیام کرنا اور آنحضرت ﷺ کا نام مبارک سن کر درود شریف پڑھ کر انگوٹھوں کو چوم لینا شرک ہے ؟

المستفتی نمبر ۱۵۶۴ جناب سید عبدالمعبود صاحب بدایوں۔ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۴ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۷۲) میلاد شریف میں ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا شرعاً بے اصل ہے۔ کیونکہ ذکر کی تعظیم قیام کے ساتھ شریعت میں معہود نہیں اور نام مبارک سن کر درود شریف پڑھنا صحیح اور مستحب ہے۔(۱) مگر انگوٹھوں کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا بے اصل ہے،(۲) تاہم اس کو شرک نہیں کہا جا سکتا۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

مجلس میلاد میں حضور علیہ السلام کا تشریف لانا .

(سوال) (۱) ایک مسلمان کا یہ اعتقاد ہے کہ حضور ﷺ کی پیدائش کے ذکر کے وقت حضور ﷺ مجسم یا روح حضور علیہ السلام کی آتی ہے۔ مجلس میلاد میں اس وجہ سے ہم تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں اور سلام پڑھتے ہیں۔ دریافت طلب یہ ہے کہ قرآن مجید یا حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ مجلس میلاد میں تشریف لاتے ہیں یا

۱۔ "ونص العلماء علی استحبا بها فی مواضع : وعند ذكر اوسماع اسمه صلی الله علیه وسلم۔" (ردالمحتار : ج ۱ ص ۵۱۸ ط سعید)

۲۔ کیونکہ اکثر لوگ آنحضرت ﷺ کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنے کو ثواب سمجھتے ہیں، اور وہ موقوف ہے روایت پر، اور روایت اس بارے میں کوئی ثابت نہیں۔ لہذا بے اصل ہوا۔ شامی میں ہے : "وذكر ذلك الجراحی واطال ثم قال : ولم یصح فی المرفوع من كل هذا شیئی" (ج ۱ ص ۳۹۸ ط سعید)۔ اور فضائل اعمال میں کمزور روایت پر عمل کرنے کی تین شرطیں ہیں : ایک یہ ہے وہ روایت بہت زیادہ کمزور نہ ہو، دوسرے یہ کہ وہ چیز شریعت کے کسی عام اصول کے تحت داخل ہو۔ تیسرے یہ کہ اس کو سنت نہ سمجھا جائے (درمختار : ج ۱ ص ۱۲۸ ط سعید)۔ جب کہ انگوٹھے چومنے کے بارے میں جو روایت بیان کی جاتی ہے بد قسمتی سے اس میں مذکورہ بالا تین شرطوں میں سے ایک بھی نہیں پائی جاتی۔ پھر آج کل لوگ ثواب سمجھنے کے علاوہ تارک پر ملامت کرتے ہیں، اس لئے اس فعل سے روکا جائے گا۔ یہاں یہ شبہ نہ کیا جائے کہ بعض فقہاء نے اپنی کتابوں میں انگوٹھے چومنے کو مستحب لکھا ہے۔ اس بارے میں علامہ عبدالحی لکھنویؒ فرماتے ہیں : "این تقبیل را در بعض کتب فقہ مستحب نوشتہ است، نہ واجب ونہ سنت مثل کنزالعباد وخزانۃ الروایات وجامع الرموز وفتاویٰ صوفیہ وغیرہ مگر در اکثر کتب معتبرہ متداولہ نشان آں نیست آن کتب کہ درانہا این مسئلہ مذکور است غیر معتبر اند چنانکہ جامع الرموز وفتاویٰ صوفیہ وکنزالعباد وغیرہ ازین وجہ کہ درین کتب رطب ویابس بلا تنقیح مجتمع است تفصیل آں در رسالہ من "النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر" موجود است۔ واحادیثکہ درین باب فقہاء نقل میکنند آں بتحقیق محدثین صحیح نیستند الخ" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاوی : ج ۴ ص ۳۲۵ ط امجد اکیڈمی لاہور)

نہیں، اگر حضور ﷺ تشریف لاتے ہیں تو مجسم آتے ہیں یا روح پاک آتی ہے۔

المستفتی نمبر ۲۳۵۹ انوار احمد صاحب حویلی اعظم خاں دہلی، جمادی الاول ۱۳۵۷ھ م ۶ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب) (از مولانا مظہر اللہ صاحب) نہ یہ ثابت ہے کہ ذکر پیدائش کے وقت حضور اکرم ﷺ کی روح اطہر مجلس میں ہمیشہ تشریف لاتی ہے نہ اس غرض سے قیام کیا جاتا ہے لیکن کسی مجلس میں کسی صاحب باطن نے ایسا ملاحظہ کیا ہو تو کچھ بعید بھی نہیں لیکن اس کی وجہ سے ایک عام حکم نہیں لگایا جا سکتا(۱)

فقط واللہ اعلم۔ **محمد مظہر اللہ** غفرلہ امام مسجد جامع فتحپوری دہلی۔

(جواب ۱۷۳) (از حضرت مفتی اعظمؒ) ہو الموفق۔ حضور انور ﷺ کا تشریف لانا تو بالکل بے اصل اور بے حقیقت ہے اور کسی مجلس میں کسی صاحب باطن نے کشفی طور پر مشاہدہ بھی کیا ہو تو اس سے یہ لازم نہیں کہ حضور ﷺ خود مجلس میں تشریف لائے۔ کیونکہ کشف میں ایسی چیزوں کا ایسے مقام پر مشاہدہ ہو جاتا ہے جہاں وہ چیزیں خود نہیں ہوتیں۔ آنحضرت ﷺ نے نماز کسوف میں جنت و دوزخ کو قبلہ کی دیوار میں مشاہدہ فرمایا۔ صحیح بخاری کی صحیح حدیث میں اس کی تصریح ہے **مامن شئ کنت لم اره الا قدرأیته فی مقامی هذا حتی الجنة والنار** -(۲) اور ایک روایت میں **في عرض هذا الحائط** او مثله بھی آیا ہے۔(۳) اور ظاہر ہے کہ تمام مرئیات اور جنت و نار خود وہاں موجود نہ تھیں بلکہ یہ کشفی مشاہدہ تھا۔ اور قیام تعظیمی کا کوئی صحیح معنی نہیں ہے ذکر کی تعظیم قیام کے ساتھ معہود نہیں اور بفرض ہو بھی تو حضور ﷺ کی سیرت مبارکہ کا تمام ذکر مستحق تعظیم ہے، نہ صرف ذکر ولادت و سلام۔ **محمد کفایت اللہ** کان اللہ لہ دہلی۔

۱۔ کیونکہ اگر بغرض محال کبھی ایسا اتفاق ہوا بھی ہو تو خرق عادت ہے اور خرق عادت دائم اور مستمر نہیں ہوتا، علاوہ بر ایں یہ امر متعلق کشف کے ہے اور کشف حجت تامہ نہیں کہ اس کی وجہ سے عام حکم لگایا جا سکے۔ ملا علی قاریؒ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: ”**المکاشفة والالهام اوالمنام التی هی ظنیات لا تسمی علوماً یقینیاً**“ (مرقاۃ: ۱/۶۶ ط امدادیہ)

۲۔ بخاری، **ابواب الکسوف، باب صلوٰة النسآء مع الرجال فی الکسوف**: ج ۱ ص ۱۴۴ ط سعید۔

۳۔ بخاری، **کتاب مواقیت الصلوٰة، باب وقت الظهر عند الزوال**، ولفظہ: ”**ثم قال عرضت علی الجنة والنار انفاً فی عرض هذا الحائط فلم ار کالخیر اوالشر۔**“ وکذا فی **کتاب الاعتصام، باب مایکره من کثرة السوال الخ**: ج ۲ ص ۱۰۸۳ ط قدیمی۔

فصل چہارم

مسئلہ علم غیب

(۱) محفل میلاد کا شرعی حکم۔
(۲) حضور علیہ السلام کا محفل میلاد میں تشریف لانا۔
(۳) رسول اکرم ﷺ کو علم غیب تھا یا نہیں؟
(۴) ایصال ثواب کیلئے دن مقرر کرنا کیسا ہے؟
(۵) شرک وبدعت کسے کہتے ہیں؟

(السوال)(۱) محفل میلاد شریف کرنا شرعاً جائز ہے یا بدعت ہے؟

(۲) رسول کریم ﷺ محفل میلاد میں تشریف لاتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر ایک ہی وقت میں روئے زمین پر ہزار جگہ محفل میلاد ہو تو کیا رسول کریم ﷺ ہر جگہ تشریف لا سکتے ہیں یا نہیں یا مجبور ہیں؟

(۳) آنحضرت ﷺ کو علم غیب تھا یا نہیں؟

(۴) بزرگان دین کی ارواح کو ثواب پہنچانے کیلئے فاتحہ نیاز نذر کا دن مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۵) شرک وبدعت کسے کہتے ہیں؟

المستفتی ماسٹر عابد یار خاں مدرسہ ساہوکارہ جدید بریلی۔

(جواب ۱۷٤) آنحضرت ﷺ کے حالات مبارکہ اور فضائل وکمالات طیبہ کا بیان کرنا بہت اچھا اور موجب خیر وبرکت ہے مگر مجلس میلاد جس صورت سے کہ مروج ہے یہ غیر شرعی ہے کیونکہ اول تو اس نام سے انعقاد مجلس کرنا سلف صالحین کا معمول نہیں تھا۔(۱) بلکہ وعظ وذکر کی مجالس میں حضور انور ﷺ کے حالات طیبہ بھی بیان کر دیئے جاتے تھے(۲)

دوسرے اکثری طور پر ان مجالس میں روایات غیر معتبرہ اور موضوعہ بیان کی جاتی ہیں جن کا بیان کرنا بلکہ سننا بھی گناہ ہے۔(۳)

تیسرے اکثری حالات میں مجلس منعقد کرنے والے کی نیت ریاؤ شہرت ونا موری کی ہوتی ہے جو اعمال حسنہ کے ثواب کو بھی ضائع کر دیتی ہے۔(۴)

۱۔"ان عمل المولود بدعة لم یقل به ولم یفعله رسول الله صلی الله علیه وسلم والخلفاء والائمة" (کذافی الشرعة الالهیة بحواله راه سنت : ص ۱٦٤ ط مکتبه صفدریه)

۲۔"التذکیر علی المنابر للوعظ والا تعاظ سنة الا نبیاء و المرسلین"(الدرالمختار :ج ٦ص ۴۲۱ط سعید)

۳۔قال فی الشامیة :"(قوله واما الموضوع)ای المکذوب علی رسول الله صلی الله علیه وسلم ، وهو محرم اجماعاً بل قال بعضهم انه کفر ، قال علیه الصلاة و السلام :"من قال علی مالم اقل فلیتبوأ مقعده من النار۔"(ج ۱ص ۱۲۸ط سعید)

۴۔وقد اخرج مسلم حدیث الغازی و العالم و الجواد و عقابهم علی فعلهم ذلك لغیر الله عن ابی هریرة فی کتاب الا مارة ، باب من قاتل للریاء والسمعة استحق النار . وقد قال الا مام النووی رحمة الله علیه فی شرحه مانصه :"وفیه ان العمومات الواردة فی فضل الجهاد انما هی لمن اراد الله تعالیٰ بذلك مخلصاً و کذلك الثناء علی العلماء وعلی المنفقین فی وجوه الخیرات کله محمول علی من فعل ذلك لله تعالیٰ مخلصاً" (انظر الصحیح لمسلم مع شرحه الکامل للنووی رحمة الله علیه : ج ۲ ص ۱٤۰ ط قدیمی)

چوتھے ان مجالس میں بعض غیر شرعی امور عمل میں لائے جاتے ہیں اور ان کو نہ صرف شرعی سمجھا جاتا ہے بلکہ فرض وواجب کا مرتبہ دے دیا جاتا ہے۔ مثلاً ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا کہ یہ ایک بے اصل اور بے ثبوت چیز ہے (۱) مگر عملاً اس کو ایسا لازم کر لیا گیا ہے کہ اگر کوئی قیام کرے تو اس کو لعن طعن سب و شتم کرتے اور بسا اوقات مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ (۲) مذکورہ بالا وجوہ کی بناء پر کہا جا سکتا ہے کہ مجالس مروجہ میلاد کا انعقاد شرعی نہیں ہے۔ (۳)

(۲) یہ خیال اور عقیدہ کہ حضور انور ﷺ مجالس میلاد میں تشریف لاتے ہیں ایک عامیانہ اور بے اصل خیال ہے اور نہ یہ اصول شرعیہ کے لحاظ سے درست ہو سکتا ہے کیونکہ ایک وقت میں ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا حضرت حق تعالیٰ کی صفات خاصہ میں سے ہے۔ (۴)

(۳) علم غیب حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ آنحضرت ﷺ کو حق تعالیٰ نے اس قدر مغیبات کا علم عطا فرما دیا تھا کہ ہم اس کا احصار نہیں کر سکتے۔ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا علم حضرت حق تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ ہے، مگر باوجود اس کے حضور ﷺ عالم الغیب نہ تھے۔ کیونکہ علم غیب کے معنی یہ ہیں کہ وہ بغیر واسطہ حواس اور بغیر کسی کے بتائے ہوئے حاصل ہو (۵) اور حضور ﷺ کا تمام علم حضرت حق تعالیٰ کے بتانے سے حاصل ہوا ہے۔ وہ حقیقۃً علم غیب ہے اور نہ حضور ﷺ کو عالم الغیب کہنا درست۔ (۶)

(۴) ایصال ثواب کی شرعی حقیقت یہ ہے کہ انسان کوئی ثواب کا کام (یعنی عبادت مالیہ یا بدنیہ ادا کرے۔ اور خود ثواب پانے کا مستحق بنے۔ پھر حضرت حق تعالیٰ سے دعا کرے کہ یا اللہ یہ ثواب جس کا تیرے فضل و کرم کے وعدہ سے میں مستحق ہوا ہوں میرے فلاں بزرگ یا عزیز یا دوست کو پہنچا دے (۷) ثواب کا کام ثواب کی نیت سے کیا جائے اور انہیں اوصاف کے ساتھ جو شریعت نے ثابت کئے ہیں ادا ہو جب وہ مفید ہوگا۔ ورنہ برادری کی رسم کی پابندی یا ریا و نمود کی غرض سے جو کام کیا جائے یا اوصاف شرعیہ کے خلاف ہو تو اس میں خود کرنے والا ہی ثواب کا مستحق نہیں ہوتا دوسرے کو کیا بخشے گا اور کیا پہنچے گا۔ (۸) پس عبادات مالیہ یعنی

ا۔ کیونکہ اس پر کوئی شرعی دلیل قائم نہیں ہے۔

۲۔ اور التزام مالا یلزم بدعت ہے۔ "ورھبانیۃ ابتدعوھا ما کتبناھا علیھم" (الحدید : ۲۷)

۳۔ لہٰذا اس کا ترک ضروری ہے۔

۴۔ "وفی الواقع ہم چوں اعتقاد کہ حضرات انبیاء و اولیاء ہر وقت حاظر و ناظر اند...... شرک است چہ ایں صفت مخصات حق جل جلالہ است کے را در آں شرکت نیست و نیز در بزازیہ است وعن ھذا قال علمائنا من قال ان ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم یکفر انتھی" (مجموعۃ الفتاویٰ فارسی : ج ا ص ۲۸، مجموعۃ الفتاویٰ اردو : ج ا ص ۴۶ ط ایچ ایم سعید)

۵۔ "والتحقیق ان الغیب ماغاب عن الحواس والعلم الضروری والعلم الاستدلالی۔" (علامہ محمد عبدالعزیز الفرھاری، النبراس : ص ۳۴۳ ط امدادیہ ملتان)

۶۔ وقال العلامۃ الفرھاری رحمۃ اللہ علیہ : "وقد نطق القرآن بنفی علمہ عمن سواہ تعالیٰ فمن ادعیٰ انہ یعلمہ کفر ومن صدق المدعی کفر واما ماعلم بحاسۃ او ضرورۃ او دلیل فلیس بغیب ولا کفر فی دعواہ ولا فی تصدیقہ علی الجزم فی الیقینی والظن فی الظنی عند المحققین." (النبراس : ص ۳۴۳ ط امدادیہ)

۷۔ قال فی الدرالمختار : "الاصل ان کل من اتی بعبادۃ ما لہ جعل ثوابھا لغیرہ وان نواھا عند الفعل لنفسہ لظاھر الادلۃ."
وقال فی الرد : (قولہ بعبادۃ ما) ای سواء کانت صلاۃ او صوماً او صدقۃ او قراءۃً او ذکراً او طوافاً او حجاً او عمرۃً......
وجمیع انواع البر کما فی الھندیۃ۔" (ردالمحتار : ۲ / ۵۹۵ ط سعید)

۸۔ "یایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم." (محمد : ۳۳) ای امتثلوا اوامر اللہ واوامر رسولہ ولا تبطلوا اعمالکم بما ابطل بہ ھولاء اعمالھم من الکفر والنفاق، والعجب والریاء (الشیخ محمد علی الصابونی، صفوۃ التفاسیر : ۳ / ۲۱۳ ط دار القرآن الکریم بیروت)

صدقات کے ذریعہ سے جو ثواب پہنچانا ہے اس کی صحیح صورت یہ ہے کہ جو کچھ میسر ہو اور جس وقت میسر ہو اس کو خالصاً لوجہ اللہ کسی مستحق پر صدقہ کر دو اور اس کا ثواب جسے پہنچانا ہو پہنچادو۔ اس میں کسی خاص چیز اور خاص وقت کا التزام غیر شرعی ہے۔(۱) اور عبادات بدنیہ کے ذریعے سے ثواب پہنچانے کی صورت یہ ہے کہ نفل نماز پڑھو نفل روزہ رکھو یا قرآن مجید کی تلاوت کرو وغیرہ۔ ان عبادات کا ثواب جسے پہنچانا ہو پہنچادو اس میں بھی کسی خاص صورت اور ہیئت اور نوعیت کی اپنی طرف سے تخصیص کرنا غیر شرعی ہے۔(۲)

(۵) خدا تعالیٰ کے اوصاف مخصوصہ میں کسی دوسرے کو شریک کرنا شرک ہے۔ پھر اس کی بہت سی قسمیں ہیں جس کی تفصیل کے لئے بہت وقت درکار ہے اس لئے بہتر ہے کہ کسی مقامی عالم سے مشافہۃً دریافت فرمالیں۔ بدعت وہ کام ہے جو قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر میں نہ ہوا ہو اور نہ اس کی اصل پائی جائے۔(۳) اور اس کو دین کا کام سمجھ کر کیا جائے یا چھوڑا جائے تو یہ کرنا یا اس کے چھوڑنے کو دین کا کام سمجھ کر چھوڑنا بدعت ہے۔(۴) اس کی تفصیل بھی کسی مقامی عالم سے دریافت فرمائی جائے۔ واللہ اعلم۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔**

"یارسول اللہ" کہنے کا حکم

(السوال) اگر رسول اللہ ﷺ کو غائبانہ ان الفاظ سے آواز دی جائے یا محمد۔ یارسول اللہ۔ یا محبوب رب العالمین وغیرہ بلا درود شریف کے۔ ان الفاظ کو کبھی یا ہر وقت اس ندا سے کوئی محبت رکھتا ہے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور دلیل جواز السلام علیک ایھا النبی جو التحیات میں ہے ہوسکتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۷۵) (یا محمد۔ یارسول اللہ ﷺ کہنے والا اگر یہ سمجھ کر ندا کرتا ہے کہ حضور ﷺ میری آواز کو ہر وقت اور ہر جگہ سے سنتے ہیں تو یہ ندا ناجائز اور یہ خیال غلط ہے۔(۵) اور اگر اس خیال سے کہ میرے یہ الفاظ حضور ﷺ کو فرشتے پہنچادیتے ہیں تو درود و سلام کے ساتھ یہ خیال درست ہے۔(۶) لیکن بغیر درود و سلام کے اس عقیدہ اور خیال کی صحت کے لئے کوئی دلیل شرعی نہیں۔(۷) اور اگر محض فرط محبت میں بغیر اس عقیدے کے کہتا ہے

۱۔ قال العلامة الشاطبی رحمة الله علیه فی الاعتصام: "منها وضع الحدود والتزام الكيفيات و الهيآت المعينة والتزام العبادات المعينة فی اوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعيين فی الشريعة۔" (الباب الاول فی تعريف البدع الخ: ۱/ ۳۹ ط دار الفكر)

۲۔ حوالہ بالا

۳۔ "وكل حدث فی الدين بعد زمن الصحابة بلا حجة شرعية۔" (النبراس: ص ۱۵ ط امداديه ملتان)

٤۔ "ان البدعة من حيث قيل فيها: انها طريقة فی الدين مخترعة۔ الى آخره۔ يدخل فی عموم لفظها البدعة التركية، كما يدخل فيه البدعة غير التركية فقد يقع الابتداع بنفس الترك تحريما للمتروك اوغير تحريم، فان الفعل۔ مثلاً۔ قديكون حلالاً بالشرع فيحرمه الانسان على نفسه اويقصد تركه قصداً۔ الى آن قال۔ وكما يشمل الحدالترك يشمل ايضا ضد ذلك۔" (الاعتصام: ج ۱ ص ۴۲، ۴۵ ط دار الفكر)

۵۔ مطلب یہ کہ اگر لفظ "یا" سے ندا کسی شرکیہ عقیدہ مثلاً بارادہ استعانت واستغاثہ یا دور ونزدیک سے سننے یا حاضر وناظر ہونے کے اعتقاد سے ہو تو بوجہ شرک کے ناجائز ہے۔ آج کل لفظ "یا" کے ساتھ ندا سے مقصود اس عقیدے کا اظہار ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی طرح آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی بھی حاضر وناظر ہے، اور آپ ہر جگہ سے سنتے ہیں۔ یہ عقیدہ محض غلط اور باطل ہے لہذا لفظ "یا" کے ساتھ ندا بھی ناجائز ہے۔

۶۔ لقوله علیه السلام: "ان لله ملائكة سيّاحين فی الارض يبلغونی من امتی السلام۔" (النسائی، كتاب الصلاة، باب التسليم على النبی صلى الله عليه وسلم: ۱/ ۱۴۳ ط سعيد)

۷۔ کہ آپ ﷺ "یارسول اللہ" کہنے والے کی آواز سنتے ہیں یا یہ ندا آپ تک پہنچائی جاتی ہے۔

کہ حضور ﷺ سنتے ہیں یا حضور ﷺ کو یہ الفاظ فرشتے پہنچاتے ہیں تو فی نفسہ مباح ہے۔ مگر چونکہ اکثر عوام اس بد عقیدگی میں مبتلا ہیں کہ حضور ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور ہر جگہ سے یا محمد، یا، یارسول اللہ کہنے والے کی آواز سن لیتے ہیں، اس لئے ایسے موہم الفاظ کا نہ کہنا اور لوگوں کو ان کے استعمال سے منع کرنا ہی احوط ہے۔(۱) قرآن پاک کے الفاظ **ایها المزمل**۔(۲) **یا ایها النبی جاهد الکفار**۔(۳)**الایة . یاایها النبی** جو تشہد میں ہے ان سے حضور ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے پر استدلال کرنا صحیح نہیں۔ **یا ایها المزمل** اور قرآن پاک کے تمام خطابات حالت حیات میں نازل ہوئے اور بعد وفات حکایۃً پڑھے جاتے ہیں۔ کیونکہ قرآن پاک کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک نقطہ واجب الحفاظت ہے۔ اور تشہد کا خطاب سلام کے ساتھ ہے۔ جو فرشتے حضور ﷺ تک پہنچادیتے ہیں۔

فقط محمد کفایت اللہ غفرلہ دہلی۔

(۱) مجلس میلاد کا انعقاد اور اس میں قیام کرنا کیسا ہے ؟
(۲) یارسول اللہ، یاغوث پکارنا کیسا ہے ؟
(۳) گیارھویں شریف کی نیاز کرنا اور اس کے کھانے کا حکم .
(۴) نماز میں حضور علیہ السلام کا تصور آنے کا حکم .

(السوال) مجلس میلاد شریف و قیام کرنا کیسا ہے ؟ یارسول اللہ، یا غوث پکارنا کیسا ہے ؟ ان سے مدد مانگنا کیسا ہے ؟ گیارھویں شریف کی نیاز کرنا اور اس کا کھانا کیسا ہے ؟ نماز میں حضرت محمد ﷺ کا تصور آنا کیسا ہے ؟

(جواب ۱۷۶) آنحضرت ﷺ کے حالات و فضائل و اوصاف کا ذکر احسن الاذکار اور افضل الاوراد ہے ۔ لیکن مروجہ مجالس میلاد میں بہت سی باتیں شریعت مقدسہ کے خلاف ہوتی ہیں مثلاً روایات ضعیفہ بلکہ موضوعہ کا بیان کرنا۔ موضوع روایتوں کا بیان کرنا حرام ہے۔(۴) اور غیر متشرع لوگوں اور امردوں کا مولود پڑھنا، گانا، مکان کی زینت میں حد سے زیادہ مبالغہ کرنا۔ مولود کی مجلس کو ضروری اور لازم سمجھنا۔ ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا شریک نہ ہونے والے یا قیام نہ کرنے والے کو لعن طعن کرنا۔ یہ تمام امور ناجائز ہیں۔ شریعت مقدسہ میں ان کا کوئی ثبوت نہیں۔

یارسول اللہ کہنا اگر صلوٰۃ وسلام کے ساتھ ہو تو جائز ہے اور اس میں بھی یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ درود اور سلام کو فرشتے حضور ﷺ تک پہنچادیتے ہیں۔(۵) یہ عقیدہ نہ ہو کہ ہر جگہ سے لفظ یارسول اللہ یا اور کسی

۱۔ کیونکہ جیسے شرک سے بچنا ضروری ہے شائبہ شرک سے بچنا بھی ضروری ہے۔ لقوله علیه السلام : ”فمن اتق الشبهات فقد استبرا لدینه وعرضه۔ ومن وقع فی الشبهات وقع فی الحرام۔“ (بخاری، کتاب الایمان باب فضل من استبرا الدینہ : ج ۱ ص ۱۳ ط قدیمی)

۲۔ المزمل : ۱

۳۔ التوبۃ : ۷۳

٤ . قال فی الشامیة : ” (قوله واما الموضوع) ای المکذوب علی رسول الله صلی الله علیه وسلم ، وهو محرم اجماعاً بل قال بعضهم انه کفر . قال علیه الصلاة و السلام : من قال علی ما لم اقل فلیتبوا مقعده من النار .“ (ج ۱ ص ۱۲۸ ط سعید)

٥ . لقوله علیه السلام : ”ان لله ملائکة سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام.“ (النسائی ، کتاب الصلوة ، باب التسلیم علی النبی صلی الله علیه وسلم : ۱ / ۱٤۳ ط سعید)

بات کو حضور خود سن لیتے ہیں۔ کیونکہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خاص اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔(۱) اور یا غوث کہنا بہر حال ناجائز ہے۔ کیونکہ غوث نہ خود سن سکتے ہیں اور نہ ان تک ان الفاظ کو پہنچانے کے لئے کسی ذریعہ کا شرعاً ثبوت ہے۔

گیارھویں کی نیاز سے اگر مقصد ایصال ثواب ہے تو اس کے لئے گیارھویں تاریخ کی تعیین شرعی نہیں۔(۲) نیز حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تخصیص نہیں۔ تمام اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اور صحابہ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کے مستحق ہیں۔(۳) سال کے جن دنوں میں میسر ہو اور جو کچھ میسر ہو صدقہ کر دیا جائے اور اس کا ثواب بزرگان دین اور اموات مسلمین کو بخش دیا جائے۔ فقراء اس کھانے کو کھا سکتے ہیں۔ امراء اور صاحب نصاب نہیں کھا سکتے۔ کیونکہ یہ ایصال ثواب کے لئے بطور صدقہ کے ہوتا ہے۔(۴)

آنحضرت ﷺ کا نماز میں قصداً تصور کرنا اگر اس خیال سے ہو کہ حضور ﷺ خدا تعالیٰ کے بندے اور رسول تھے تو مضائقہ نہیں، لیکن اگر تعظیم کے طور پر ہو تو درست نہیں۔ جو لوگ منع کرتے ہیں ان کا یہی مطلب ہے کہ خدا کی تعظیم کے موقع پر کسی مخلوق کی تعظیم کا خیال نہ کرنا چاہئے ورنہ مطلقاً تصور سے کون بچ سکتا ہے۔ جب کہ التحیات میں **السلام علیک ایھاالنبی** موجود ہے تو اس کو پڑھتے وقت حضور ﷺ کا ذہن میں آنا لازمی ہے۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔**

مجلس مولود میں صلوٰۃ وسلام کے ساتھ "یارسول" کے الفاظ سے پکارنا .

(سوال) مولود میں لفظ **یا رسول اللہ السلام علیک یا حبیب السلام علیک** پکار کر کہنا اس غرض سے کہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک محفل میلاد میں آتی ہے۔ لہذا برائے تعظیم کھڑے ہو کر لفظ مذکور کو پکار کر کہتے ہیں۔ آیا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۷۷) صلوٰۃ وسلام کے ساتھ "یارسول" و "یا حبیب" ندا کے الفاظ سے پکارنا اس خیال سے کہ صلوٰۃ وسلام آنحضرت ﷺ کو فرشتوں کے ذریعہ پہنچا دیا جاتا ہے۔ اور آپ ﷺ تک ہماری ندا اور خطاب پہنچ جاتا ہے جائز اور درست ہے۔ کیونکہ بعض روایات معتبرہ سے ثابت ہے کہ باری تعالیٰ وتقدس نے آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک پر ایک فرشتہ مقرر فرمادیا ہے اور اس کو ایسی قوت سامعہ عطا فرمائی ہے کہ وہ تمام مخلوق کے صلوٰۃ وسلام سن کر حضرت نبوی ﷺ میں عرض کر دیتا ہے اور آنحضرت ﷺ جواب دیتے ہیں۔ **قال النواب صدیق**

۱۔ "وفی الواقع ہم چوں اعتقاد کہ حضرات انبیاء واولیاء ہر وقت حاضر و ناظر اند...... شرک است چہ ایں صفت از مختصات حق جل جلالہ است کسے را در آں شرکت نیست...... ونیز در بزازیہ است وعن ھذا قال علماؤنا من قال ان ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم یکفر انتھی۔" (مجموعۃ الفتاویٰ فارسی: ج ۱ ص ۲۸، مجموعۃ الفتاویٰ اردو: ج ۱ ص ۴۶ ط سعید)

۲۔ قال فی الاعتصام: "ومنھا التزام العبادات المعینۃ فی اوقات معیّنۃ لم یوجد لھا ذلک التعیین۔" (ج ۱ ص ۳۹ ط دار الفکر) وقال الامام اللکھنوی رحمۃ اللہ علیہ فی مجموعۃ الفتاوی۔ "مقرر کردن روز سوم وغیرہ با تخصیص واو را ضروری انگاشتن در شریعت محمدیہ ثابت نیست" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ھامش خلاصۃ الفتاویٰ: ۱ / ۹۵ ط امجد اکیڈمی)

۳۔ "الا فضل لمن یتصدق نفلاً ان ینوی لجمیع المؤمنین و المؤمنات لانھا تصل الیھم ولا ینقص من اجرہ شی" (رد المحتار: ۲ / ۲۴۳، ۵۹۵ ط سعید)

۴۔ اور صدقہ کا مصرف فقراء ومساکین ہیں لقولہ تعالیٰ: "انما الصدقات للفقراء والمساکین الخ" (التوبۃ: ۶۰)

حسن خان البو فالى القنوجى في نزل الابرار في بيان فوائد الصلوٰة عليه صلى الله عليه وسلم ومنها قيام ملك على قبره صلى الله عليه وسلم اعطاه اسماع الخلائق يبلغه اياها كما في حديث واثق ابن حبان رواته ووردت احاديث بمعناه ثانية ولله الحمد و منها انها سبب لرد النبي صلى الله عليه وسلم على المصلي والمسلّم عليه كماورد بسند حسن بل صححه النووى في الاذكار وغيره . انتهى ملتقطاً۔

ہاں اس خیال اور اعتقاد سے ندا کرنا کہ آنحضرت ﷺ کی روح مبارک مجلس مولود میں آتی ہے۔ اس کا شریعت مقدسہ میں کوئی ثبوت نہیں اور کئی وجہ سے یہ خیال باطل ہے۔ اول یہ کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ قبر مبارک میں زندہ ہیں جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے۔(۱) تو پھر آپ ﷺ کی روح مبارک کا مجالس میلاد میں آنا بدن سے مفارقت کر کے ہوتا ہے یا کسی اور طریقے سے؟ اگر مفارقت کر کے مانا جائے تو آپ ﷺ کا قبر مطہر میں زندہ ہونا باطل ہوتا ہے۔ یا کم از کم اس زندگی میں فرق آنا ثابت ہوتا ہے۔ تو یہ صوت علاوہ اس کے کہ بے ثبوت ہے، باعث توہین ہے نہ موجب تعظیم۔ اور اگر مفارقت نہیں ہوتی تو پھر ہر مجلس مولود میں آپ ﷺ کی موجودگی بدن وروح کے ساتھ ہوتی ہے یا محض بطور کشف وعلم کے پہلی صورت بدا ہۃً باطل ہے۔ اور دوسری صورت بے ثبوت اور بعض اعتبار سے موجب شرک ہے کہ آن واحد میں مجالس کثیرہ کا علم ہونا اس طرح کہ گویا آپ ﷺ ہر جگہ حاضر وناظر ہیں یہ خاصہ ذات احدیت ہے۔ آنحضرت ﷺ کو ہر جگہ حاضر وناظر سمجھنا شرک ہے۔(۲)

رہی مجلس میلاد تو اس کا حکم یہ ہے کہ نفس ذکر ولادت ومعجزات واقوال وافعال وواقعات آنحضرت ﷺ جائز بلکہ محبوب ومستحسن ہے۔ لیکن قیود مروجہ اور ہیئات مخصوصہ جو آج کل اکثر مجالس مروجہ میں پائی جاتی ہیں بدعت اور بے اصل ہیں۔(۳) ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا بالکل بے اصل ہے۔ شریعت مقدسہ میں اس کی کوئی اصل نہیں، نہ قرون ثلثہ میں اس کا وجود تھا، نہ کوئی دلیل اس کے جواز پر دال ہے۔(۴) **محمد کفایت اللہ غفر لہ دہلی۔**

۱۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را دروی خلافے نیست حیات جسمانی دنیاوی نہ حیات معنوی روحانی چنانکہ شہداء راست۔“ **(اشعة اللمعات ترجمه مشكوٰة ، كتاب الصلوٰة ، باب الجمعة فصل ۲ : ج ۱ ص ٦۱۳** مطبع نامی منشی)

۲۔ ”وفی الواقع ہم چوں اعتقاد کہ حضرات انبیاء واولیاء ہر وقت حاضر وناظر اند...... شرک است چہ ایں صفت از مختصات حق جل جلالہ است کے را در آں شرکت نیست...... ونیز در بزازیہ است **وعن هذا قال علماء نامن قال انّ ارواح المشائخ حاضرة تعلم يكفر انتهى۔**“ (مجموعۃ الفتاوی: ج ۱ ص ۲۸، مجموعہ فتاوی عبد الحیؒ اردو: ج ۱ ص ٦ ۴ ط سعید)

۳۔ قال العلامة الشاطبیؒ فی الاعتصام: ”منها وضع الحدود و التزام الكيفيات والهيات المعينة و التزام العبادات المعينة في اوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعيين في الشريعة۔“ (الباب الاول ، فصل في تعريف البدع الخ : ج ۱ ص ۳۹ ط دار الفکر)

۴۔ لہذا یہ عمل بھی خالص بدعت ہے۔ کیونکہ بدعت کی تعریف ہے: **”كل حدث في الدين بعد زمن الصحابة بلا حجة شرعية“** (النبراس: ص ۱۵ ط امدادیہ)

مسئلہ علم غیب :

(سوال) حضرت رسول مقبول ﷺ عالم الغیب تھے یا نہیں ؟ بصورت عالم الغیب ہونے کے آپ ﷺ کا علم خدا کے علم کے مساوی ہے یا کم ؟ بینوا توجروا۔

(جواب ۱۷۸) کسی کا یہ دعویٰ کرنا کہ حضرت رسول مقبول ﷺ عالم الغیب تھے اور آپ ﷺ کو تمام مغیبات کا علم تھا محض غلط و افتراء اور اس شخص کی دیدہ دلیری ہے۔ اس قسم کا عقیدہ نہ تو قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث شریف سے اس کا کچھ پتہ چلتا ہے، نہ ائمہ کبار کے اقوال سے کچھ سمجھ میں آتا ہے۔ بلکہ قرآن و حدیث و اقوال ائمہ بڑے زور سے اس کی تردید کرتے ہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ اصول اعتقادیہ سے ہے اس لئے نہ صرف علمائے حنفیہ ہی اس کے منکر ہیں بلکہ شوافع، مالکیہ، حنبلیہ سب ہی اس کے خلاف ہیں اور اس کی تردید کرتے ہیں۔ قرآن پاک صاف و صحیح طریقے پر فرماتا ہے۔ **قل لا یعلم من فی السموٰات والارض الغیب الا الله . الایة۔**(۱) **وقال الله تعالیٰ. قل لا املك لنفسی نفعا ولا ضرا الا ماشاء الله ولو كنت اعلم الغيب لا ستكثرت من الخير الاٰية**(۲) **ان الله عنده علم الساعة وينزل الغيث ويعلم مافی الارحام الاية وغير ذلك۔**(۳)

یہ آیات بینات صراحۃً ثابت کرتی ہیں کہ عالم الغیب ہونا خدا ہی کی صفت ہے اور دنیا و مافیہا میں کوئی ایسا فرد مخلوق نہیں جو علم غیب رکھتا ہو اور خود خداوند جل وعلا شانہ، اپنے کلام میں حضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ اے ہمارے رسول لوگوں کو اس سے مطلع کر دو شاید کوئی تمہارے اس مرتبے کو دیکھ کر اور تمہارے بعض مغیبات کو بتلا دینے سے کہیں اس دھوکہ میں نہ پڑ جائے کہ تمہیں بھی علم غیب آتا ہے۔ اس لئے تم ان سے کہہ دو کہ یہ صفت خاص خدا کی ہے اس میں اس کا کوئی مساہم و شریک نہیں۔ علیٰ ہذا القیاس متعدد احادیث اس کی شاہد ہیں۔ ملاحظہ ہو مشکوٰۃ کی کتاب الایمان کی پہلی حدیث کا یہ ٹکڑا۔ **ماالمسئول عنها باعلم من السائل**۔(۴) یعنی قیامت کے باب میں میں فرشتہ مخاطب یعنی جبریل سے زیادہ واقف نہیں ہوں۔

یعنی جس طرح کہ جبریل کو صرف علامات قیامت کا علم ہے اسی طرح مجھ کو ہے۔ پھر آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن میرے بعض اصحاب کو دوزخ کی طرف لے جائیں گے اور آپ فرمائیں گے اصیحابی۔ اصیحابی۔ اور وہ فرشتے آپ کو جواب دیں گے کہ آپ کو نہیں معلوم کہ انہوں نے آپ کے بعد دنیا میں کیا کیا ؟ یعنی مرتد ہو گئے۔(۵) صاف اس کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کو علم غیب نہیں پھر آپ کا عام حجة

---

۱. النحل : ٦٥
۲. الاعراف : ۱۸۸
۳. لقمٰن : ٣٤
۴۔ مشکوٰۃ کتاب الایمان، الفصل الاول : ج ۱ ص ۱۱ ط قرآن محل. و الحديث اخرجه البخاری فی كتاب الايمان، باب سوال جبریل النبی صلی الله علیه وسلم عن الایمان الخ (۱/۱۲ قدیمی) و كذافی كتاب التفسير، سورة لقمان، باب ان الله عنده علم الساعة (۱/۷۰۴) ومسلم فی صحیحه فی كتاب الایمان (۱/۲۹ قدیمی)
۵۔ الحديث اخرجه البخاری فی كتاب الانبياء، باب قول الله عزوجل واتخذالله ابراهیم خلیلاً الخ و لفظه : "فاقول اصیحابی اصیحابی فیقول انهم لم یزالوا مرتدین علیٰ اعقابهم منذ فارقتهم۔" (۱/۴۷۳ قدیمی) واخرجه ایضاً بمعناه فی كتاب الحوض بلفظ "اصحابی" (۲/۹۷۴، ۹۷۵ ط قدیمی)

الوداع میں یہ فرمانا۔ لعلی لا اراکم بعد عامی ھذا۔(۱) اس کی دلیل ہے کہ آپ کو علم غیب نہیں۔ ورنہ آپ کا ان الفاظ کو شک و شبہ کے ساتھ استعمال کرنے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں۔ قصہ افک (۲) میں آپ کا ایک عرصہ تک متردد و متفکر رہنا اور غایت درجہ محزون و مغموم ہونا بھی اس کی دلیل ہے، ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ آپ ﷺ عالم الغیب بھی ہوں اور ایسی مہتم بالشان قصہ میں اتنی مدت تک پریشان بھی رہیں اور جب تک کہ قرآن نازل نہ ہو آپ ﷺ کو کچھ علم نہ ہو۔ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں :۔

ثم اعلم ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الا شیاء الا ما اعلمھم اللہ تعالیٰ احیانا وذکر الحنفیة تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب لمعارضة قولہ تعالیٰ قل لایعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا اللہ۔ انتھیٰ۔(۳)

یعنی انبیا علیہم السلام تمام مغیبات کو نہیں جانتے مگر اس قدر جتنی کہ خداوند تعالیٰ نے انہیں بتادی ہیں اور حنفیہ نے تو اس کی تصریح کر دی ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ عالم الغیب تھے وہ کافر ہے کیونکہ اس کا یہ عقیدہ صریح نص قرآنی **قل لایعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا اللہ الاٰیة** کے مخالف ہے اور اس کا انکار ہے۔ اور نص قرآنی کا انکار کفر ہے۔

قاضی عیاض اپنی کتاب شفا میں تحریر فرماتے ہیں :۔

واما ما یعتقد فی امور احکام البشر الجاریة علی یدیہ وقضا یا ھم ومعرفة المحق من المبطل وعلم المفسد من المصلح فبھذہ السبیل لقولہ علیہ السلام انما انا بشروا نکم تختصمون لی ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجتہ الخ الی ان قال فانہ تعالیٰ لوشاء لا طلعہ علی سرائر عبادہ و مخبآت ضمائر امتہ الی ان قال وطی ذلك من علم الغیب الذی یستاثربہ عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ بہ رسول فیعلم منہ ماشاء ویستاثر بما شاء ولا یقدح ھذا فی ثبوتہ ولا یعصم عروة من عصمتہ انتھی۔

ہاں اس میں شک نہیں کہ حضور پر نور ﷺ علم ذات و صفات و معرفت الٰہی کامل واکمل اور تمام باتوں کے عالم تھے اور یہی مطلب فرمان **فعلمت علم الا ولین و الا خرین** کا ہے۔ اور اسی کے متعلق حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں :۔

"ووے ﷺ دناست بر ہمہ چیز از شیونات ذات الٰہی واحکام و صفات حق واسمائے وافعال و آثار و بجمیع علوم ظاہر وباطن واول و آخر احاطہ نمودہ است و مصداق فوق کل ذی علم علیم شدہ۔"(۴)

یعنی وہ علوم صفات باری جو احاطہ بشری میں آسکتے ہیں اور دوسرے انبیاء اس سے واقف تھے، آپ ﷺ

۱۔ رواہ الترمذی فی ابواب الحج ، باب ماجاء فی الافاضة من عرفات : ۱/ ۱۷۸ ط سعید۔
۲۔ بخاری ، کتاب المغازی ، باب حدیث الافك : ۲/ ۵۹۳ ط قدیمی۔
۳۔ شرح کتاب الفقہ الا کبر ، مسالة فی ان تصدیق الکاھن بما یخبربہ من الغیب : ص ۲۲۵ ط دارالکتب العلمیة بیروت۔
۴۔ دیکھئے مقدمہ مدارج النبوۃ (فارسی)

واقف تھے نہ کہ عالم الغیب تھے۔ ارشاد علمت مافی السمٰوات والارض کا(۱) مطلب بھی یہی ہے۔ واللہ اعلم۔

حدیث ”اتقوا فراسۃ المؤمن“ کا صحیح مفہوم کیا ہے؟

(السوال) حدیث اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ (۳) کا ترجمہ زید یہ کرتا ہے کہ ”مومن کی مائی سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ خدا کے نور اور بصیرت سے لوگوں کے حالات معلوم کرلیتا ہے“ فرمایئے کیا اس کا ترجمہ یہی ہے؟

(جواب ۱۷۹) حدیث میں صرف یہ غرض ہے کہ مومن اللہ کے دیئے ہوئے نور اور عطا کی ہوئی بصیرت سے بعض وہ باتیں معلوم کرلیتا ہے جن کا معلوم ہونا فراست سے متعلق ہے نہ کہ علم غیب سے(۲)۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

آنحضرت ﷺ کو حاضر ناظر سمجھ کر آپ سے استمداد کرنے والے کا حکم؟

(السوال) بریلوی عقائد والا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر سمجھنے والا اور ایسے عقیدے رکھ کر آپ سے استمداد کرنے والا کافر ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۲۲ محمد نذر شاہ (ضلع گجرات) ۶ محرم ۱۳۵۵ھ م ۳۰ مارچ ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۸۰) جو شخص کہ آنحضرت ﷺ کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھے اور حضور ﷺ سے اس عقیدے کی بنا پر استمداد کرے وہ ایک طرح شرک میں مبتلا ہے۔(۳) لیکن تکفیر میں احتیاط کی جائے۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے؟

(السوال) اکثر علمائے کرام یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو ہر ایک قسم کا علم سکھادیا تھا اور اس واسطے سرور عالم ﷺ ہر وقت بدون وحی یہ بتاسکتے تھے کہ ماں کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی۔ اور یہاں تک بھی فرماتے ہیں کہ اتنا علم تو حضور پر نور ﷺ کے غلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی تھا۔ اور فتح خیبر کے موقع پر آنحضرت ﷺ کو علم تھا کہ خیبر فتح ہوجائے گا۔ اور یہ بھی علم تھا کہ یہ نمایاں کام حضرت علی کرم اللہ وجہہ، کے دست مبارک سے سرانجام پائے گا، لیکن علمائے کرام کا دوسرا گروہ کہتا ہے کہ

۱۔ الحدیث اخرجہ الترمذی عن ابن عباس فی کتاب التفسیر، سورۃ والصافات و لفظہ: ”فعلمت مافی السمٰوات وما فی الارض“ وفی روایۃ عنہ: ”فعلمت مابین المشرق و المغرب۔“ وکذا رواہ ایضاً عن معاذ بن جبل ولفظہ: ”فتجلّی لی کل شیء وعرفت۔“ (راجع جامع الترمذی: ۲/ ۱۵۹ سعید)

۲۔ رواہ الترمذی عن ابی سعید الخدری فی کتاب التفسیر، سورۃ الحجر: ۲/ ۱۴۵ ط سعید)

۳۔ ”اعتقاد اینکہ کے غیر حق سبحانہ حاضر و ناظر و عالم خفی و جلی در ہر وقت و ہر آن است اعتقاد شرک است“ (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ: ۴/ ۳۳۱ ط امجد اکیڈمی)

۴۔ ”اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر و وجہ واحد یمنع فعلی المفتی ان یمیل الی ہذا الوجہ“ (الامام طاہر بن عبدالرشید البخاری، خلاصۃ الفتاویٰ، الفصل الثانی فی الفاظ الکفر الخ: ج ۴ ص ۳۸۲ ط امجد اکیڈمی)

اللہ تعالیٰ سے دوسرے درجہ پر نبی علیہ السلام کا علم تھا جو جملہ انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر تھا۔ مگر علم غیب کے متعلق خود اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ اطلاع فرماتے تھے۔ مثلاً اگر کوئی پوچھتا کہ فلاں حاملہ لڑکا جنے گی یا لڑکی تو اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی کو وحی کے ذریعے خبر دیتے اور اسی طرح فتح خیبر کے موقع پر وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے کل قلعہ خیبر فتح ہو جائے گا، اس لئے کل آپ کے ہاتھ میں علم دیا جائے ان دونوں عقائد میں سے کون سے عقائد درست ہیں؟

المستفتی نمبر ۱۷۱۸ غلام محمد (ضلع اٹک) ۲۳ محرم ۱۳۵۵ھ م ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۸۱) دوسرے گروہ کا عقیدہ اور بیان صحیح ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی صریح آیات اور صحیح احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ عالم الغیب صرف باری تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو تمام مخلوق سے زیادہ علم عطا فرمایا تھا لیکن پھر بھی وہ عالم الغیب نہ تھے۔ قرآن مجید میں ہے :۔
لایعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ۔(۱) یعنی آسمان و زمین والوں میں سے کوئی بھی عالم الغیب نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

اسی طرح بہت سی آیات ہیں۔ یہ خیال کہ حضور ﷺ بغیر وحی ہر وقت یہ بتا سکتے تھے کہ "پیٹ کا بچہ نر ہے یا مادہ۔" غلط ہے۔ اور قرآن مجید کی آیت و یعلم ما فی الارحام (۱) کے مطلب کے خلاف ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

یارسول اللہ کہنے اور کھانے پر فاتحہ پڑھنے کے متعلق ایک طویل عربی استفتاء .

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(السوال) حضرۃ الا ستاذ الشیخ الجلیل المفتی مولانا محمد کفایت اللہ طالت حیاتہ ولا زالت ظلالہ مرفوفۃ علی رؤوس المسلمین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ. اتی ھنا (منگلور) رجل یدعی المولوی شیراحمد اللکھنوی وطلب من بعض اھل البلدۃ ان یتقررلہ وعظ فی المسجد فاجا زوہ بالقاء المحاضرۃ عشرلیال (من اللیلۃ الا ولیٰ من المحرم الی اللیلۃ العاشرۃ) ونشروا اعلان الوعظ (ارسلنا نسخۃ منہ الی فضیلتک) فوعظ واظھر فی الوعظ عقائدہ الفاسدہ وشتم کل من یقوم بقمع البدعۃ وسبھم بکل ماخطرلہ مما لایحصیٰ اکثرہ حتی نشاء بسببہ بین المسلمین تفرق وتباغض واخذ العوام یشتمون الموحدین مع الواعظ فاضطرناالی ان ارسلنا ہ ھذین السئوالین فکتب الینا الجواب وقدارسلنا ہ الیکم ولا یخفی علیکم انہ غیر مطابق لسئوالنا وان فیہ اغلا طاً خطیۃ ونحویۃ ولغویۃ فاحشۃ. وقدوعدناالناس باننانرسل سئوالنا وجواب الوعظ عنہ الی فضیلتک والعلماء الکرام الثلاثۃ المذکورین فی السؤال ونطبع سئوالنا وجوابہ وار کم فیھما معاو ننشرھابین المسلمین اعلان الوعظ والسؤال والجواب ھاھی قد بعثنا ولکم منا جزیل

---

۱. النمل : ۱۵
۱. لقمٰن : ۳۴

الشكر اذاتفضلتم علينا بمصافحة التماسناهذابراحات القبول وبعثم باجوبتكم على جناح الشرعة وقد ارسلنا مع هذا تذاكرالا جوبة والسلام .

بسم الله الرحمن الرحيم.

والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنات بغير ماا كتسبوا فقد احتملو ابهتا ناواثما مبينا .(القرآن الحكيم الاحزاب،ركوع) (۱) الى حضرة الفاضل المولوى بشير احمد الواعظ فى مسجد كچى ميمن منگلور لما شهد نا محاضرتك سمعنا ك تقول مسائل تباين كتاب الله وسنة رسوله صلى الله عليه وسلم فنر جو امنك قصارى الرجاء بان تجيب السئوالين الآتيين جوابابان يطابق الكتاب والسنة ويود نا ان نرسل السوال وجوابك الى امام الهند ابى الكلام أزادو العلامة المفتى محمد كفاية الله صدرجمعية علماء هندو مولا نا ثناء الله شير پنجاب محرر جريدة اهل حديث والعلامة السيد سليمان الندوى مؤرخ الا سلام . هاهما السئوالان

(۱)انك قلت ان بعض المسلمين ينكرون ان ينادى يارسول الله ونحن لاندرى ان فى المسلمين من يقول بعدم جوازنداء يارسول الله مطلقا غيران نداء رسول الله وجعله كالورد والوظيفة والذكر كما تعوده العوام اونداء ہ بقصدانه صلى الله عليه وسلم حاضر فى كل مكان وزمان او نداء ہ لاعانته وامداده ليس بجائزفى دين الله الذى جاء بالحق لمحق الشرك لان ذلك ليس فى القرآن والحديث ولم يفعله الصحابة ولا التابعون ولا تبع التابعين ولا قال به الائمة الاربعة وغيرهم من العلماء الثقات ولا يجوز للمسلمين ان يعتقدوا بان النبى صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب . قال الله تعالىٰ. قل لااقول لكم عندى خزائن الله و لا اعلم الغيب. (۲)

وعن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنه قال كنت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما فقال يا غلام احفظ الله يحفظك احفظ الله تجد تجاهك واذا سألت فاسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله . رواه احمد والترمذى كذافى المشكوٰة (باب التوكل)(۳)

ونقل هنا اقوال بعض علماء الدين تثق بهم. فقد كتب العلامة ملا على القارىؒ فى شرح الحديث المذكور قوله اذا سالت فاسئل الله اى فاسئله وحده لا ن خزائن العطايا عنده ومفاتيح المواهب والمزايابيده وكل نغمة اونقمة دنيويه اواخروية فانها تصل الى العبداوتندفع عنه برحمته من غير شائبة غرض و علة لا نه الجواد المطلق والغنى الذى لا يفتفر فينبغى ان لايرجى الا رحمته ولا يخشى الانقمته ويلتجى عظام المهام اليه ويعتمد فى جمهور الامور عليه ولايسئل غيره لان غيره غير قادر على العطايا والمنع والنفع والضرر وجلب النفع فانهم لايملكون لانفسهم نفعاولا

ا۔ الاحزاب: ۵۸

ا۔ الانعام: ۵۰

۲۔ مشكوٰة ، كتاب الرقاق، باب التوكل والصبر: ج ۲ ص ۴۵۳ ط قرآن محل كراچى، ومسند احمد بن حنبل: ج ۱ ص ۳۸۲، ۴۹۹، ۵۰۵ ط مؤسسة التاريخ العربى داراحياء التراث العربى ، وترمذى، آخر ابواب صفة القيامة: ج ۲ ص ۷۸ ط سعيد۔

ضرا ولا يملكون موتا ولا حيوة ولا نشورا (مرقاة) (۱)

وفی فتاوی قاضی خان(المجلد الرابع) رجل تزوج بغير شهود فقال الرجل للمرأة (خدا و پیغمبر صلی الله عليه وسلم راگواه کر دیم) قالوایکون كفرا لا نه اعتقد ان رسول الله صلی الله عليه وسلم يعلم الغيب وهو ما كان يعلم الغيب حين كان فی الا حياء فكيف بعد الموت. (۲)

وفی الفتاوی البزازية رعلی هامش العالمگيرية ج ۳ ص ۳۲۱) قال علماء نا من قال ارواح المشائخ حاضرة يكفرو كذلك (۳)ايضاً فی مجموعة الفتاوی (۴) اللكنوی ج ۲ ص ۳٤ وفيه ايضاً ج ۲ ص ۱۰٤ وفی التفسير الكبيز . اوالعلم المحيط ليس الا لله تعالیٰ وقال ملا حسين الخباز فی مفتاح القلوب ”واز کلمات کفراست نداکردن اموات غائبات بگمان انکہ حاضراند مثل یا رسول اللہ ویا شیخ عبدالقادر ومانندان۔“

وفی مجمع البحار .(۵) كره الامام مالك ان يقول زرنا قبره صلی الله عليه وسلم وعللوه بان لفظ الزيارة صارمشتركاً بين ماشرع ومالم يشرع. فان منهم من قصد بزيارة قبورالا نبياء والصلحاء ان يصلی عند قبورهم ويدعو عندها ويسئلهم الحوائج وهذا لايجوز عند احد من علماء المسلمين فان العبادة وطلب الحوائج والا ستعانة حق الله وحده.

وفی الدرالمختار المجلد الاول ص ۱۷۰ ومقدمة الهداية المجلدالاول ص ۵۹ ان علم الغيب ليس لمخلوق سوی الله وفی شرح الفقه الاكبر ص ۱۸۵ واعلم ان الانبياء لم يعلموا المغيبات من الاشياء الا ما اعلمهم الله تعالیٰ احيانا وذكرالحنفية تصريحا بالتكفير باعتقاد ان النبی عليه السلام يعلم الغيب لعارضة قوله تعالیٰ قل لايعلم من فی السمٰوٰت والارض الغيب الا الله. (۶)

(ترجمہ) حضرت الاستاذ شیخ جلیل مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اللہ آپ کی عمر دراز کرے اور آپ کا سایہ مسلمانوں کے سروں پر قائم رکھے۔ بعد سلام مسنون گذارش ہے کہ یہاں منگلور میں ایک شخص مسمی مولوی بشیر احمد لکھنوی آیا ہوا ہے۔ اس نے شہر کے بعض آدمیوں سے مسجد میں وعظ کہنے کا معاملہ طے کیا۔ انہوں نے اس کو محرم الحرام کی ابتدائی دس راتوں میں مجلسیں منعقد کرنے کی اجازت دی۔ اور اشتہار چھپوا کر تقسیم کیا۔ اس

۱۔ مرقاة ، كتاب الرقاق، باب التوكل والصبر، الفصل الثانی : ج۱۰ص۵۴ط امدادیہ
۲۔ فتاوی قاضی خان علی هامش الهندية ، كتاب السير ،باب مايكون كفراً من المسلم وما لايكون : ج۳ص۵۷۶ط ماجدیہ کوئٹہ
۳۔ الفتاویٰ البزازية ، كتاب الفاظ تكون اسلاماً او كفراً اوخطاً ، الثانی فيما يتعلق بالله تعالیٰ : ج۶ص۳۲۶ط ماجدیہ کوئٹہ
۴۔ دیکھئے مجموعہ فتاویٰ عبدالحیٰ (اردو)، کتاب العقائد : ج۱ص۴۶، ۴۷، ۸۵ط ایچ ایم سعید، مجموعة الفتاویٰ علی هامش خلاصة الفتاویٰ : ج۴ص۳۳۱ط امجد اکیڈمی لاہور۔
۵۔ علامہ محمد طاہر پٹنی حنفیؒ ، مجمع بحار الا نوار ، مادہ ”زور“ : ج۲ص۴۴۴ط مجلس دائرة المعارف العثمانية، حیدرآباد دکن ہند۔
۶۔ ملا علی القاری ،شرح كتاب الفقه الاكبر ، مسألة ان تصديق الكاهن بمايخبر به من الغيب : ص۲۲۵ط دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

میں سے ایک اشتہار آپ کی خدمت میں بھیجا جارہا ہے۔ اس نے وعظ شروع کیا اور اپنے عقائد فاسدہ کا اظہار کیا۔ اور سب وشتم کیا۔ غرض کہ جو کچھ دل میں آیا بے دھڑک کہا۔ جس کا قلم بند کرنا مشکل ہے۔ اس کی اس حرکت سے مسلمانوں میں لڑائی جھگڑا بغض وعناد پیدا ہوگیا۔ اور بعض لوگ موحد واعظین کو گالیاں دینے لگے۔ مجبوراً ہم نے اس کو مندرجہ ذیل دو سوال لکھ کر بھیجے۔ اس نے ہم کو جواب دیا۔ یہ سوال وجواب ہم آپ کو بھیج رہے ہیں۔ آپ محسوس کریں گے کہ اس کا جواب ہمارے سوال کے مطابق نہیں ہے اور اس میں نحوی لغوی اور رسم الخط کی اغلاط بھی ہیں۔ ہم نے عوام الناس سے وعدہ کیا ہے کہ یہ سوال وجواب ہم جناب کی خدمت میں اور ان تین علماء کی خدمت میں بھیجیں گے جن کا ذکر سوال میں ہے۔ اور پھر آپ حضرات کے جوابات کو شائع کیا جائے گا۔

اعلان وعظ اور سوال وجواب ارسال خدمت کر کے ہم سب لوگ بے صبری سے آپ کے جواب کے منتظر ہیں۔

امید ہے کہ آپ اپنی رائے سے جلد از جلد مطلع فرمائیں گے، ہم آں جناب کے بہت ہی ممنون ہوں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جو لوگ مؤمنین اور مؤمنات کو ایسے کام کی تہمت لگا کر رنج پہنچاتے ہیں جو انہوں نے نہیں کیا تو وہ لوگ بہت بڑا وبال اور کھلا ہوا گناہ اٹھا رہے ہیں۔ قرآن حکیم (الاحزاب)

بخدمت مولوی بشیر احمد صاحب واعظ مسجد کچی میمن بنگلور۔ گذارش ہے کہ ہم جب آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو آپ کو ایسے مسائل بیان کرتے ہوئے سنا، جو قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔ پس ہم آپ سے امید کرتے ہیں کہ آپ ہمارے مندرجہ ذیل سوالات کا ایسا تسلی بخش جواب دیں گے جو کتاب وسنت کے مطابق ہو۔ اور ہم اپنے سوال اور آپ کے جواب کو امام الہند مولانا ابو الکلام آزاد اور علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صدر جمعیۃ علمائے ہند اور مولانا ثناء اللہ شیر پنجاب ایڈیٹر رسالہ "اہل حدیث" اور علامہ سید سلیمان ندوی مؤرخ اسلام کی خدمت میں بھیجیں گے۔ وہ دو سوال یہ ہیں :۔

(۱) آپ نے وعظ میں فرمایا کہ بعض مسلمان لفظ یا رسول اللہ کے ساتھ ندا کرنے کو ناجائز کہتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے خیال میں ایسا کوئی مسلمان نہیں ہے جو مطلقاً ندائے یا رسول اللہ کے عدم جواز کا قائل ہو۔ البتہ ندائے رسول اللہ اس طریقے سے جیسے کہ عوام کی عادت ہے اور اس کو ورد وظیفہ اور ذکر بنالیا ہے یا رسول اللہ ﷺ کو اس نیت اور عقیدہ کے ساتھ ندا کرنا آپ ﷺ ہر جگہ اور ہر وقت حاضر ہیں یا آپ ﷺ کو ندا کرنا اپنی اعانت ودستگیری کے لئے، یہ اللہ کے برحق دین میں جائز نہیں ہے۔ نہ اس کی اجازت قرآن وحدیث میں ہے، نہ صحابہ وتابعین وتبع تابعین نے ایسا عمل کیا، نہ ائمہ اربعہ اور فقہائے اسلام نے اس کی اجازت دی۔ اور نبی ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھنا مسلمانوں کے لئے جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے پیغمبرو کہہ دو کہ میں تم لوگوں سے ایسی بات کبھی نہیں کہوں گا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں عالم الغیب ہوں۔

اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (سواری پر) تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے لڑکے اللہ کو یاد رکھ وہ تجھ کو (ہر مصیبت سے) بچائے گا۔ اللہ کو یاد رکھ تو اس کو اپنے سامنے پائے گا۔ اور کچھ مانگنا ہو تو اللہ سے مانگ اور مدد چاہے تو اللہ سے مدد چاہ (مشکوٰۃ باب التوکل)

اور ان کی تائید میں ہم بعض دیگر علمائے دین کے اقوال نقل کرتے ہیں۔ علامہ ملا علی قاریؒ حدیث مذکور کی شرح میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے قول **فاسئل اللہ** سے مراد یہ ہے کہ صرف اللہ سے طلب کر۔ کیونکہ عطا و بخشش کے خزانے اسی کے پاس ہیں اور نعمتوں کی کنجیاں اسی کے قبضے میں ہیں اور ہر قسم کی نعمت دنیاوی ہو یا اخروی جو بندے کو پہنچتی ہے یا مصیبت جو اس سے دور ہوتی ہے اسی کی رحمت سے ہوتی ہے۔ اس میں کسی غرض یا علت کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ خود مختار سخی اور غیر محتاج غنی ہے۔ پس وہی اس لائق ہے کہ صرف اسی کی رحمت سے امید کی جائے اور صرف اسی کے انتقام سے خوف کیا جائے اور اہم امور میں اسی سے التجا کی جائے اور تمام معاملات میں اسی پر بھروسہ کیا جائے۔ اور اس کے غیر سے کوئی سوال نہ کیا جائے۔ کیونکہ غیر اللہ، دینے اور روکنے اور نفع نقصان پہنچانے اور خود نفع حاصل کرنے پر قادر نہیں ہے پس یہ اپنی ذات کے لئے بھی نفع و ضرر پر قادر نہیں ہیں اور خود اپنی موت و حیات اور نشر ان کے قبضے میں نہیں ہے۔ (مرقاۃ)

فتاویٰ قاضی خان جلد چہارم میں ہے کہ ایک شخص بغیر گواہوں کے نکاح کرے اور عورت سے کہے کہ خدا اور پیغمبر ﷺ کو گواہ کیا ہم نے تو فقہاء کہتے ہیں کہ اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔ کیونکہ اس نے اس امر کا اعتقاد رکھا کہ رسول اللہ ﷺ غیب کی باتیں جانتے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنی زندگی میں بھی عالم الغیب نہیں تھے تو وفات کے بعد یہ کیونکہ ہو سکتا ہے؟

فتاویٰ بزازیہ میں ہے "ہمارے علماء کا قول ہے کہ جو شخص مشائخؒ کی ارواح کو حاضر سمجھے وہ کافر ہو جاتا ہے۔" فتاویٰ مولانا عبدالحی لکھنوی جلد ۲ ص ۴۳ اور جلد ۴ ص ۱۰۴ میں بھی اسی کے مطابق لکھا ہے۔ اور تفسیر کبیر میں ہے کہ علم محیط سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے لئے ثابت نہیں ہے۔ اور ملا حسین خباز مفتاح القلوب میں فرماتے ہیں کہ اموات غائبات کو حاضر سمجھ کر پکارنا کفر ہے جیسے یا رسول اللہ اور یا شیخ عبدالقادر وغیرہ۔

مجمع البحار میں ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ ہم نے نبی ﷺ کی قبر کی زیارت کی تو امام مالکؒ اس کو مکروہ کہتے ہیں اور وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ لفظ زیارت مشروع اور غیر مشروع دونوں معنی کے لئے عام ہو گیا ہے۔ کیونکہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو انبیاء و صلحاء کی قبور کی زیارت کا ارادہ کرتے ہیں اور وہاں جا کر نماز پڑھتے اور دعائیں مانگنے اور اہل قبور سے اپنی حاجات طلب کرتے ہیں۔ اور علماء میں سے کسی کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے عبادات اور طلب حاجات اور استعانت صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

در مختار جلد اول اور مقدمہ ہدایہ میں ہے کہ علم غیب اللہ کے سوا کسی مخلوق کے لئے ثابت نہیں ہے۔ اور شرح فقہ اکبر میں ہے کہ جاننا چاہئے کہ کسی غائب چیز کا علم انبیاء علیہم السلام نہیں رکھتے سوائے ان چیزوں کے جن کا علم اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا ہو اور احنافؒ نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں علم غیب کا عقیدہ رکھنے کو صراحۃ کفر کہا ہے کیونکہ یہ عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی کہدو کہ زمین اور آسمان کے

رہنے والوں میں سے کوئی عالم الغیب نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

فیا ایها الفاضل ! هل تقول ان هؤلاء العلماء الکرام مخطئون حیث قالوا ان النبی صلی الله علیه وسلم لایعلم الغیب ولا یجوز نداء ہ علی نحو ما ذکروا استعانۃ والا فما ذا تقول فیهم وما تقول فی الاٰیة والحدیث المتقدم ذکرهما. هلا رأیت ما قال الشیخ عبدالقادر الجیلانی قدس روحه اجعل الکتاب والسنة امامك وانظر فیهما بتا مل و تدبروا عمل بهما ولا تغتر بالقال والقیل والهوس. قال الله تعالیٰ وما اٰتکم الرسول فخذوه وما نهٰکم عنه فانتهوا فتوح الغیب (۱) المقالة السادسة والثلاثون).

(۲) انك قلت ان غیرا لمقلدین یقولون لایجوز قراء ۃ الفاتحة. سبحان الله ماهذا الا بهتان مبین نحن نسألك هل فی المسلمین فرقة تنکر قراء ۃ الفاتحة مطلقا واما اذا اردت بقولك ماراج من قراء ۃ الفاتحة علی الطعام فی لیلة الجمعة ولیلة الاثنین والیوم الثالث للموت وغیره فلا ریب انها بدعة لم تکن فی خیر القرون ولم یامر به الکتاب ولا الحدیث. لله در القائل

تو مولانا محترم! کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ مذکورہ علمائے کرام غلطی پر تھے جنہوں نے نبی ﷺ کے عالم الغیب ہونے سے انکار کیا اور بطریقہ مذکورہ ندا اور استعانت کو ناجائز قرار دیا۔ اور اگر یہ بات نہیں تو ان کے مذکورۃ الصدر اقوال اور آیت اور حدیث کی آپ کیا توجیہ فرمائیں گے۔ کیا آپ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس روحہ کا قول نہیں دیکھا۔ فرماتے ہیں کہ کتاب و سنت کو اپنے سامنے رکھو اور اس میں غور و فکر کے ساتھ نظر کرو اور ان ہی دونوں چیزوں پر عمل کرو اور قیل و قال اور شک کی وجہ سے دھوکہ اور غفلت میں نہ پڑو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رسول ﷺ تم کو جو کچھ دے اس کو لے لو اور جس چیز سے روکے اس سے رک جاؤ (فتوح الغیب)۔

(۲) آپ نے کہا کہ غیر مقلدین فاتحہ پڑھنے کو ناجائز کہتے ہیں۔ سبحان اللہ یہ محض بہتان ہے۔ ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا فرقہ بھی ہے جو مطلق فاتحہ پڑھنے کو ناجائز کہتا ہے۔ اور اگر اس سے آپ کی مراد مروجہ فاتحہ ہے جو کھانے پر جمعرات کو پڑھتے ہیں یا موت کے تیسرے دن پڑھتے ہیں وغیرہ تو بے شک یہ بدعت ہے اور خیر القرون میں اس کا رواج نہیں تھا۔ اور قرآن و حدیث میں اس کا ثبوت نہیں ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ولم یات الکتاب ولا الحدیث بما انتم علیه عاکفون ولم یقل به امام ولا عالم معتبر من السلف والخلف قال الله تعالیٰ وما اٰتکم الرسول فخذوه وما نهٰکم عنه فانتهوا۔(۲) فیجب علی الامة المحمدیة ان یترکوا کل بدعة لهذه الاٰیة. وقال النبی صلی الله علیه وسلم من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد. رواه البخاری و مسلم. (اربعین حدیثا النوویة والمشکوٰۃ)(۳)

www.ahlehad.org

۱۔ فتوح الغیب، المقالة السادسة والثلاثون: ص ۵۶ ط مصر۔

۲۔ الحشر: ۷

۳۔ مشکوٰۃ کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الاول: ۱/ ۲۷ ط قرآن محل وبخاری، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فهو مردود: ج ۱ ص ۳۷۱ ط قدیمی۔ و مسلم، کتاب الاقضیة، باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور: ج ۲ ص ۷۷ ط قدیمی۔

۳۔ مسلم، کتاب الاقضیة، باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور: ج ۲ ص ۷۷ ط قدیمی۔

وفی روایة لمسلم من عمل عملا لیس علیه امرنا فهورد (اربعون حدیثا النوویة)

وقال صلی الله علیه وسلم ایضاً ایاکم ومحدثات الا مورفان کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة . رواه احمد و ابو داؤد والترمذی وابن ماجة (مشکوٰة (۱) باب الاعتصام) و ایضاً قال صلی الله علیه وسلم شرالا مور محد ثا تها وکل بدعة ضلالة رواه (۲) مسلم کذافی الباب المذکور واذالم نشرك الأیة والحدیث فنحن نلفت نظرك الی قول العلماء فقد قال العلامة شاه ولی الله المحدث الدهلوی فی

شعر۔۔وہ چیز جس کو تم پکڑے بیٹھے ہو۔ اس پر نہ کتاب اللہ اتری ہے نہ کوئی حدیث آئی ہے۔

اور کسی امام نے اور اگلے پچھلے علماء میں سے کسی نے اس کی اجازت نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رسول تم کو جو کچھ دے وہ لے لو اور جس چیز سے روکے اس سے رک جاؤ۔ پس امت محمدیہ پر اس آیت کی رو سے واجب ہے کہ ہر قسم کی بدعت کو چھوڑ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جس نے ہمارے احکام میں کوئی ایسی نئی بات ایجاد کی جس کا ثبوت ہمارے احکام سے نہ ملتا ہو وہ مردود ہے بخاری و مسلم۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے کوئی ایسا کام کیا جس کے متعلق ہمارا کوئی حکم موجود نہ ہو، پس وہ نامقبول ہے۔

اور فرمایا کہ دین میں نئی باتیں نکالنے سے بچو کیوں کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور فرمایا کہ امور دینیہ میں سب سے برا امر وہ ہے جو ایجاد کر لیا جائے اور ہر ایجاد کردہ امر گمراہی ہے (روایت مسلم)

اب جب کہ آیات واحادیث سے ہم نے ثبوت پیش کر دیا تو ہم علماء کے اقوال کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :۔

وصیت نامة النبی فی اللغة الفارسیة

"از عادات شنیعۂ ما مردم اسراف است در ماتم ہا و سیوم و چہلم و ششماہی و فاتحہ سالینہ و ایں ہمہ را در عرب اول وجود نہ بود مصلحت آں کہ غیر تعزیہ وارثان میت تا سہ روز و طعام ایشاں یک شبان روز رسمے نہ باشد۔" (۳)

ماتقول فی شاه ولی الله هل هو شقی اوقلیل الحظ والعیاذ بالله کما تقول عن بعض المسلمین الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا والعلامة المذکور قد منع قراءة الفاتحة الرائجة حاشالله.

۱۔ مشکوٰة ، کتاب الایمان، باب الاعتصام : ج ۱ ص ۳۰ ط قرآن محل. و مسند احمد : ج ۵ ص ۱۰۱ ط مؤسسة التاریخ العربی داراحیاء التراث العربی . وابو داؤد، کتاب السنة ، باب فی لزوم السنة : ج ۲ ص ۲۸۷ ط امدادیه . وترمذی، ابواب العلم ، باب ماجاء فی من دعا الی هدیً الخ، ولفظه : "وایّاکم ومحدثات الامور فانها ضلالة" : ج ۲ ص ۹۶ ط سعید. وابن ماجه، باب من حدث عن رسول الله صلی الله علیه وسلم وهویری انه کذب ،ولفظه : "وایاکم والامور المحدثات فان کل بدعة ضلالة" : ج ۱ ص ۵ ط میر محمد .

۲. مسلم، کتاب الجمعة ، فصل فی الخطبة والصلوٰة قصداً : ج ۱ ص ۲۸۵ ط قدیمی۔

۳۔ المقالة الوضیه فی النصیحه والوصیه (فارسی)، المطبوعۃ فی کتاب "مجموعہ وصایا اربعہ" مرتب ومترجم محمد ایوب القادری : ص ۵۳ ط شاہ ولی اللہ اکیڈمی ، صدر ، حیدر آباد پاکستان۔

وما ذا تقول فی سائر العلماء الحنفيين الذين تعتبرهم وغيرهم من الا علام فمن منع تلك البدعة فانه قد نهىٰ رسم الفاتحة وماشاكله مولانا عبدالحی الحنفی اللكهنوی فی مجموعة الفتاوی (۱) والشيخ علی متقی فی رسالة رد بد عات و مولانا شاه اسحٰق الحنفی فی مأة مسائل.

وفی فتاوىٰ العالمگيرية (۲) قراء ة الكافرون الى الاخرمع الجمع مكروهة لانها بدعة لم ينقل ذلك عن الصحابة وفی شرح مراقی الفلاح المطبوع بمصر ص ۳۶۳ (۳)

''ہم لوگوں نے جو بدعات اختیار کر رکھی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ غمی کی تقریبات سیوم اور چالیسویں اور ششماہی اور فاتحہ سالانہ میں بے انتہا اسراف کیا جاتا ہے۔ اور ان تمام رسوم کا قرون اولیٰ میں وجود نہ تھا۔ بہتر یہ ہے کہ صرف تین دن تک وارثان میت سے تعزیت مسنونہ ادا کی جائے اور ایک دن رات ان کو کھانا دیا جائے۔ اس کے علاوہ کوئی رسم ادا نہ کی جائے۔''

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؟ کیا نعوذ باللہ وہ بدبخت یا کم بخت تھے؟ جیسا کہ آپ بعض موحد مسلمانوں کے بارے میں کہا کرتے ہیں۔

اور ان تمام حنفی علماء کے متعلق آپ کیا کہیں گے جو آپ کے نزدیک بھی معتبر ہیں اور ان کے علاوہ دیگر مذاہب کے علماء بھی جو فاتحہ مروجہ اور اسی قسم کی رسموں کو منع کرتے تھے۔ مثلاً مولانا عبدالحی لکھنوی اپنے مجموعۃ الفتاویٰ میں اور شیخ علی متقی رسالہ ردبدعات میں اور مولانا شاہ محمد اسحٰق مأۃ مسائل میں لکھتے ہیں۔

نیز فتاویٰ عالمگیر میں ہے کہ سورۃ کافرون سے آخر تک مجلس میں کھانے پر پڑھنا مکروہ ہے بوجہ بدعت ہونے کے یہ فعل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت نہیں۔ اور شرح مراقی الفلاح مطبوعہ مصر ص ۳۶۳ میں ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ مکروہ ہے اس لئے کہ یہ مردار کھانا ہے اور اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات ثابت نہیں ہے۔ اور فتاویٰ سمرقندیہ میں ہے کہ کھانے پر فاتحہ پڑھنا بدعت ہے۔ اسی طرح شامی اور کبیری اور مجموعة الفتاویٰ اور طحطاوی شرح مراقی الفلاح میں بھی مذکور ہے۔

قال الامام (الاعظم) تكره لان اكلها جيفة ولم يصح فيها شئ عنده عنه صلى الله عليه وسلم. وفی الفتاوی السمر قندية منقولا من اريجه ص ۴۹ قراء ة الفاتحة على الطعام بدعة. وكذلك فی الشامی(۴) ص ۵۷ ج ۵و ص ۴۸ ج ۵ وفی الكبيری (۵) شرح منية ص ۵۶۵

۱۔ مجموعۃالفتاویٰ علی هامش خلاصة الفتاوی، ابواب الجنائز: ج ۱ ص ۹۵ ط امجد اکیڈمی لاہور۔

۲۔ کتاب الكراهية، الباب الرابع فی الصلاة والتسبيح و قراء ة القرآن الخ: ج ۵ ص ۳۱۷ ط ماجدیہ۔

(ف) عبارت کا ترجمہ کرتے وقت لفظ ''کھانے پر'' کا اضافہ اپنی طرف سے کیا گیا ہے۔ اصل عبارت میں اس کا ذکر نہیں ہے۔

۳۔ مراقی الفلاح کی شرح میں مذکورہ عبارت، یا اس کے ہم معنی مسئلہ نہیں ملا۔

۴۔ سائل نے شامیہ، کبیری شرح منیہ اور حاشیہ طحطاوی علی المراقی کے حوالے سے کھانے پر فاتحہ پڑھنے کا بدعت ہونا مذکورہ کتب میں درج ذیل عبارت سے بالمعنی اخذ کیا ہے۔ چنانچہ شامیہ اور دیگر کتب مذکورہ میں ہے: ''وفی البزازيه: ويكره اتخاذ الطعام فی اليوم الاول والثالث و بعد الاسبوع و نقل الطعام الی: القبر فی المواسم و اتخاذ الدعوة لقراء ة القرآن و جمع الصلحاء و القراء للختم او لقراء ة سورة الانعام اوالاخلاص۔'' (رد المحتار، باب صلاة الجنائز، مطلب فی كراهة الضيافة من اهل الميت: ج ۲ ص ۲۴۰ ط سعید)

۵۔ غنية المستملی شرح منية المصلی المعروف بحلبی كبير، فصل فی الجنائز وفيه ايضاً: وفی فتاوىٰ البزازی ويكره اتخاذ الطعام فی اليوم الاول والثالث الخ كما مر فی الحاشية الاولیٰ۔ ط سہیل اکیڈمی لاہور۔

و مجموعة الفتاوی (۱) ص ۶۸ ج ۳ وفی الطحطاوی (۲)شرح مراقی الفلاح ص ۳۹۹ وعلی هذانختصر فانا اذا كتبنا عن كل ماقلت فی الوعظ من الخرافات والا غلاط كان مجلدا كبيرا فلضيق نطاق الكلام نكتفی بهذا القدر وانما عمد نا علی كتابة هذا السؤال بالعربية لاننا سمعناك تقول غير مرة انك لا تعتبر بالاردوية ونرجو ان تسرع بالاجابة غاية السرعة لكی تسلی قلوبنا وقلوب الناس ولابدمن ان يكون الجواب بالعربية تحريراً والسلام۔

المستفتی نمبر ۹۱۰ کانکڈے عبدالقادر منگلور ۱۱ صفر ۱۳۵۵ھ م ۳ مئی ۱۹۳۶ء

ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں کیونکہ اگر وہ تمام خرافات اور غلط باتیں جو آپ وعظ میں کہتے رہے ہیں قلم بند کی جائیں تو ایک دفتر درکار ہوگا۔ اور ہم نے سوال کو عربی زبان میں اس لئے لکھا ہے کہ آپ نے کئی مرتبہ یہ فرمایا ہے کہ ہم اردو زبان کا اعتبار نہیں کرتے۔ امید ہے کہ آپ جواب جلد دیں گے تاکہ ہمارے اور دیگر مسلمانوں کے دل مطمئن ہوں۔ اور جواب عربی زبان میں ہونا چاہئے۔ والسلام

(جواب) از مولوی بشیر احمد

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم الحمد لله رب العٰلمين الذی قال فی كتابه الحكيم. واصبر علی ما يقولون واهجرهم هجرا جميلاً والصلوٰة والسلام علی سيدنا محمد ارسله الی الحق كافة نبيا ورسولا۔

امابعد۔ من بشير احمد الیٰ من سئلنی بسئوالات مخالفات لا جروة له بوجوه. الاول . تركت الحمد والصلوٰة والثانی . لسئوالك بلا ذكر اسمك فی اول كتابةوالثالث اهانة لمسئولك بالكذب والرابع غلطك فی العبارة بقياس النحو ولهذه البيان ما اردت العلم لك الجواب. ولكن ارجولك ان تحررالی مجلس نصيحتی فاقول لك جوابا شافيالمرضات قلبك واعلم ان القلب هو معينة الروح الاعظم والخليفة الاكبرا لمنزل الی هذه المنزلة وهوالمدبر للجسم الانسانی المتعلق به تعلق العاشق بالمعشوق و ذلك بوا سطة الروح الحيوانی لا ن الروح المذكورة فی غاية اللطافة والجسم فی غاية الكثافة والروح الحيوانی بين اللطافة والكثافة فلذلك صلح ان يكون واسطة بين الروح الاعظم بعد تنزله۔وبين الجسم . ولتعانق الروح اللطيفة مع النفس الشهوانية قلبا كان ذاجهتين جهة لعالم الجنس والشهادة وجهة لعالم القدس و الطيب و متی كان قلبك متوجها الی الجسد بالتنعمات واللذات الدنيوية والشهوات النفسانية كان قلبك محجوباً بنصيحتی حتی فافهم ولا تكن من الخاسرين . كتبه حاجی بشير احمد وعفی عنه ۔

۱۔ مجموعة الفتاوی علی هامش خلاصة الفتاوی : ج ۱ ص ۱۹۵ امجد اکیڈمی لاہور۔ عبارت یہ ہے "کہ این طور مخصوص (یعنی فاتحہ مروجہ حال) نہ درزمان آنحضرت ﷺ بودنہ درزمان خلفاء بلکہ وجود آن در قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر اند منقول نشدہ......واگر کسی این طور مخصوص بعمل آوردن آن طعام حرام میشود خورندش مضائقہ نیست وایں راضروری دانستن مذموم است الخ۔"

۲۔ الطحطاوی علی المراقی ، الطبعة الاولیٰ ، باب احكام الجنائز ، فصل فی حملها ودفنها : ص ۳۴۷ ط مصطفی البابی الحلبی۔ اس میں بھی حاشیہ دوم کی عبارت ہے۔

حمد و نعت اور درود و سلام کے بعد گزارش ہے کہ آپ نے چند مخالفانہ سوالات بھیجے ہیں جو چند وجوہ کی بناء پر بے نتیجہ اور ناقص ہیں۔

اول یہ کہ آپ نے شروع میں حمد و صلوۃ نہیں لکھی۔ دوسرے یہ کہ تحریر کے شروع میں آپ نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ تیسرے یہ کہ اپنے مخاطب کے خلاف غلط بیانی کر کے اس کی توہین کی ہے۔ چوتھے یہ کہ آپ نے عبارت میں نحوی غلطیاں کی ہیں۔ اور اس سے آپ کی علمیت معلوم ہو گئی ہے۔ اس اظہار کے بعد میں آپ کو جواب دینا ضروری نہیں سمجھتا۔ اور امید کرتا ہوں کہ آپ میرے وعظ کی مجلس میں تشریف لائیں تاکہ میں آپ کو تسلی بخش جواب دوں۔

جاننا چاہئے کہ قلب ہی روح اعظم اور خلیفہ اکبر کا مستقر ہے اور وہ روح حیوانی کے واسطے سے اس جسم انسانی کا مدبر ہے جو اس کے ساتھ عاشقانہ تعلق رکھتا ہے۔ چونکہ روح اعظم بے انتہا لطیف ہے اور جسم بے انتہا کثیف اور روح حیوانی لطافت و کثافت میں معتدل ہے اس لئے وہی روح اعظم اور جسم کے درمیان واسطہ بننے کے لائق تھی۔ اور دل میں روح لطیفہ کا نفس شہوانیہ کے ساتھ یہ گہرا تعلق دورخ رکھتا ہے۔ ایک طرف اس تعلق عالم شہود سے ہے اور دوسری طرف عالم قدس کے ساتھ۔ اور جب کہ تمہارا دل آسائش و لذات دنیاوی اور شہوات نفسانی کی وجہ سے جسم کی طرف متوجہ ہے تو میری نصیحت تمہارے دل تک نہیں پہنچ سکتی۔ پس سمجھو اور گھاٹا اٹھانے والوں میں سے نہ بنو۔ (حاجی بشیر احمد)

(جواب ۱۸۲) (از حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ) الحمد لو لیه والصلوٰۃ والسلام علی نبیه اما بعد فانا رأینا السؤال و الجواب ووجدنا الجواب لا یکشف عن الحقیقة ولا یغنی عن شئ والحق ان نداء النبی صلی اللہ علیه وسلم بقول قائل یا رسول اللہ و یا نبی اللہ ویا محمد وغیر ھا من الا لفاظ قدیکون بمجرد الشوق لا یقصد قائله اسماع المنادی ولا یقصد سماعه و حضوره فھذا مما لا مضائقة فیه وقد یکون مع الصلوۃ والسلام کقوله صلی اللہ علیک یا رسول اللہ او الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ویعتقد قائله ان ھذا الکلام یصل الیه صلی اللہ علیه وسلم بواسطة الملائکة الذین یبلغونه عن امته الصلوٰۃ والسلام و ھذا ایضاً جائز لحدیث ورد فیه۔(۱)

وقد یکون باعتقاد ان رسول صلی اللہ علیه وسلم یسمع خطاب کل واحد و یحضر کل مکان فھذا ممارد ته النصوص القرآنیة والحدیثیة واجمعت الا مة علی ان الرسول صلی اللہ علیه وسلم کان لا یعلم الغیب الا ما أعلمه اللہ تعالیٰ ومن اعتقدان الرسول صلی اللہ علیه وسلم کان یعلم الغیب فھو کافر۔(۲) واما الفاتحة المرسومة المروجة بھیئة معلومة فی ایام معینة بحضرۃ الوان

۱۔ "ان للہ ملائکةً سیّاحین فی الارض یبلغونی من امّتی السلام" (نسائی، کتاب الصلاۃ، باب التسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۱/ ۱۴۳ ط سعید)

۲۔ "واعلم ان الا نبیاء علیھم الصلاۃ والسلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ماعلمھم اللہ تعالیٰ أحیاناً وذکرا لحنفیة تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیه الصلوۃ والسلام یعلم الغیب لمعارضة قوله تعالیٰ: "قل لا یعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا اللہ کذافی المسایرۃ۔" (ملا علی قاری، شرح کتاب الفقہ الاکبر، مسألة فی ان تصدیق الکاھن بما یخبر به من الغیب: ص ۲۲۵ ط دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

الطعام بین یدی القاری فلا شك فی کونها مبتدعة مخترعة لم یکن فی القرون المشهود لها بالخیر ولم تزدلها آیة ولا حدیث ولم یقل بها احد من العلماء الامة ممن یعتمد علی علمه و دینه وتقوله۔(۱)

عصمنا الله وایاکم وجمیع المسلمین من کل مایخالف الشرع ویصاد الحق الذی جاء به سیدناومولانا محمد صلی الله علیه وسلم وجعلنا من المقتفین اثاره والمهتدین بهدیه صلی الله علیه وسلم امین۔ محمد کفایة الله کان الله له، دهلی۔

جواب از حضرت مفتی اعظم۔ الحمد لواہبہ والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ۔

امابعد۔ ہم نے سوال اور جواب کو دیکھا اور محسوس کیا کہ جواب مذکورہ سے کوئی حقیقت واضح نہ ہوئی اور کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ صحیح بات یہ ہے کہ نبی ﷺ کو یا رسول اللہ اور یا نبی اللہ اور یا محمد اور اسی قسم کے دیگر الفاظ کے ساتھ پکارنے کی چند صورتیں ہیں۔ (۱) کبھی تو یہ محض جذبہ اشتیاق کی بنا پر ہوتا ہے کہ پکارنے والے کا مقصد اپنی آواز کو سنانا نہیں ہوتا ہے اور نہ اس کے خیال میں یہ بات ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حاضر ہیں اور اس کی آواز کو سن رہے ہیں تو یہ صورت جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور (۲) دوسری صورت ندا درود و سلام کے ساتھ جیسے کہا جائے صلی اللہ علیک یارسول اللہ، یا الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ۔ اور کہنے والا یہ عقیدہ رکھے کہ یہ کلام رسول اللہ ﷺ تک ان ملائکہ کے ذریعے سے پہنچتا ہے جو امت کے درود و سلام کو آپ تک پہنچانے کی خدمت میں مقرر ہیں تو یہ صورت بھی حدیث کی رو سے جائز ہے۔ (۳) تیسری صورت ندا کی یہ ہے کہ ندا کے وقت

یہ اعتقاد ہو کہ رسول اللہ ﷺ ہر ایک شخص کے خطاب کو سنتے ہیں اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ تو اس قسم کی ندا قرآن شریف کی صریح آیات اور احادیث صحیحہ کی رو سے ناجائز ہے اور تمام علمائے امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو غیب کا علم حاصل نہیں تھا۔ آپ کو صرف اتنا علم حاصل تھا جتنا اللہ نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا تھا۔ اور جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب تھے وہ کافر ہے۔

اور یہ رسمی فاتحہ مروجہ جو خاص شکل میں اور خاص مقررہ ایام میں پڑھی جاتی ہے اور پڑھنے والے کے سامنے قسم قسم کے کھانے رکھے جاتے ہیں تو اس میں شک نہیں کہ یہ ایک گھڑی ہوئی بدعت ہے۔ یہ قرون اولیٰ میں ہرگز نہ تھی اور اس کے جواز میں کوئی آیت یا حدیث وارد نہیں ہے اور معتمد و ثقہ علمائے امت میں سے کسی نے اس کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو اور تمام مسلمانوں کو ہر اس چیز سے محفوظ رکھے جو شریعت کے خلاف اور اس دین حق کے منافی ہو جس کو ہمارے سید و آقا حضرت محمد ﷺ لے کر آئے۔ اللہ ہم کو ان کے قدم بقدم چلنے کی اور ان کے اسوہ حسنہ سے ہدایت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔**

۱۔ "این طور مخصوص (یعنی فاتحہ مروجہ حال) نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود ونہ در زمان خلفاء بلکہ وجود آن در قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر اند منقول نشدہ...... واگر کسی این طور مخصوص بعمل آوردن آن طعام حرام نمیشود وخوردنش مضائقہ نیست واین راضروری دانستن مذموم است الخ" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ھامش خلاصۃ الفتاویٰ : ج ۱ ص ۱۹۵ ط امجد اکیڈمی لاہور)

(۱) مولانا اشرف علی تھانوی اور ان کی کتاب "نشر الطیب" پڑھنے والے کو کافر کہنے والے کا حکم

(۲) "یارسول اللہ" اس نیت سے کہنا کہ حضور سنتے ہیں جہالت اور شرک ہے

(۳) حضور علیہ السلام عالم الغیب نہ تھے

(۴) حضور کا نام سن کر انگوٹھے چومنا ثابت نہیں .

(۵) نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا ثابت نہیں .

(۶) قبر پر اذان دینا .

(۷) مدد صرف خدا سے مانگنی چاہئے :

(سوال) زید نے حضرت حکیم الامت مولانا الحاج محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی کو کافر کہا (معاذ اللہ) کہتا ہے کہ حضرت موصوف کی مولفہ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب کا پڑھنے والا اور سننے والا کافر ہے۔ اور جیسے خدا سنتا ہے، ایسے حضور ﷺ سنتے ہیں۔ اور حضور ﷺ کو علم غیب بلاواسطہ ہے۔ اور ذکر میلاد شریف میں قیام کے لئے اٹھنا شرعاً جائز ہے۔ اور اشهدان محمداً رسول الله، موذن کہے اس پر انگوٹھا چومنا مستحب ہے۔ اور جو نہ چومے وہ کافر وہابی ہے۔ میت کے جنازہ کی نماز پڑھنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا درست اور جائز ہے۔ میت کی قبر پر بعد دفنانے کے اذان دینا احیاء سنت اور جائز ہے۔ اولیاء اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے۔

المستفتی نمبر ۱۳۲۷ حافظ عبدالرزاق صاحب (چوک بازار اوجین) ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۴ مارچ ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۸۳) مولانا اشرف علی صاحب ایک باخدا عالم اور حنفی مذہب کے بزرگ ہیں۔ ان کو کافر بتانے والا دشمن اسلام ہے کہ ایسے بزرگ عالم کو کافر کہتا ہے۔ جس کے فیض سے تمام ہندوستان کے مسلمان سیراب ہو رہے ہیں۔ نشر الطیب بہت اچھی کتاب ہے وہ قابل پڑھنے کے ہے۔ یارسول اللہ یہ سمجھ کر کہنا کہ خدا کی طرح حضور ﷺ بھی سنتے ہیں، جہالت اور شرک ہے۔(۱) حضور ﷺ کو جس قدر علم اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا وہ ساری مخلوق سے زیادہ ہے مگر حضور عالم الغیب نہیں تھے۔ عالم الغیب ہونا خاص اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔(۲) حضور ﷺ کا نام سن کر انگوٹھے چومنے اور آنکھوں سے لگانے کی کوئی صحیح و پختہ دلیل نہیں۔(۳) جنازے کی نماز

۱۔"اعتقاد اینکہ کسے غیر حق سبحانہ حاضر و ناظر و عالم خفی و جلی در ہر وقت و ہر آن است اعتقاد شرک است ...... وقال علمائنا من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم يكفر انتهى۔" (مجموعة الفتاوی علی هامش خلاصة الفتاوی ج ٤ ص ۳۳۱ ط امجد اکیڈمی.

۲۔"وبالجملة فالعلم بالغيب امر تفرد به سبحانه ، ولا سبيل للعباد اليه الا باعلام منه والهام بطريق المعجزة ، او الكرامة، او الارشاد الى الا ستد لال بالا مارات فيما يمكن فيه ذلك ...... وذكر الحنفية تصريحاً بالتكفير باعتقاد ان النبى عليه الصلاة و السلام يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالى : "قل لايعلم من فى السموات والارض الغيب الا الله" كذافى المسايرة." (ملا علی قاری ، شرح کتاب الفقه الاکبر ، مسالة فى ان تصديق الكاهن بما يخبربه من الغيب : ص ۲۲۵ ط دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

۳۔" وذكر ذلك الجراحي واطال ثم قال : ولم يصح فى المرفوع من كل هذا شيئ " (ردالمحتار ، باب الاذان : ج ۱ ص ۳۹۸ ط سعید)۔ علامہ عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ لکھنوی فرماتے ہیں : "این تقبیل را در بعض کتب فقہ مستحب نوشتہ است ، نہ واجب و نہ سنت ...... و آں کتب کہ در آنہا این مسئلہ مذکور است غیر معتبر اند ...... ازیں وجہ کہ دریں کتب رطب و یابس بلا تنقیح مجمع است ...... واحادیث کہ دریں باب فقہاء نقل میکنند آن بتحقیق محدثین صحیح نیستند الخ" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ : ج ۴ ص ۳۲۵ ط امجد اکیڈمی لاہور)

کے بعد دعا مانگنا حضور ﷺ سے یا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یا اماموں سے ثابت نہیں۔(۱) قبر کی اذان کا بھی شریعت سے کوئی ثبوت نہیں۔(۲) مدد صرف خدا سے مانگنی چاہئے۔(۳) اولیاء اللہ بھی خدا کی مدد کے محتاج ہیں(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

مصیبت کے وقت حضرت جنید بغدادی کو پکارنے پر نجات کا قصہ من گھڑت ہے .

(سوال) ہمارے یہاں ایک مولوی صاحب مولود خوانی کے واسطے تشریف لایا کرتے ہیں۔ ان کے مریدین بھی یہاں بہت ہیں۔ ہمارے محلّہ میں ایک دن لوگوں نے چندہ سے جلسہ مولود شریف منعقد کیا۔ اثنائے وعظ میں انہوں نے ایک قصہ بیان کیا کہ بغداد شریف میں مسلمانوں کے ایک قافلہ میں ڈاکہ پڑا جس وقت ڈاکوؤں نے لوٹ مار شروع کی تو کچھ لوگوں نے پکارنا شروع کیا کہ پروردگار عالم ہم کو اس آفت سے بچا اور کچھ لوگوں نے پکارا کہ یا حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ہم کو بچایئے۔ جنہوں نے خداوند عالم کو پکارا تھا وہ لٹ گئے اور جنہوں نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کو پکارا تھا وہ محفوظ رہے۔

المستفتی نمبر ۱۶۱۱ نذیر احمد عزیز احمد (ریوان) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۱۹ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۸٤) یہ قصہ بے ثبوت ہے اس کی کوئی سند نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

آنحضرت ﷺ کے بارے میں غیب کلی کا اعتقاد رکھنا کفر ہے .

(سوال) ایک شخص کا یہ اعتقاد ہے کہ حضور ﷺ غیب کلی جانتے تھے۔ ایسے شخص کے متعلق حنفی مذہب کے معتبر فتاووں مثل شامی ، بحر الرائق ، قاضی خاں وغیرہ میں کیا حکم ہے۔ کیا ان فتاووں میں سے کسی فتاوے میں ایسے شخص کے متعلق کافر یا فاسق یا بد اعتقاد یا بے ادب ہونے کا حکم بھی ہے اگر ہے تو از راہ کرم اس فتاویٰ کی عبارت معہ حوالہ باب و صفحہ جواب میں تحریر فرمائیں اور اگر اس قسم کا حکم نہیں ہے تو یہ تحریر فرما دیں کہ یہ اعتقاد حنفی مذہب کی رو سے صحیح ہے یا غلط۔

المستفتی نمبر ۱۷۳۲ رحمت علی۔ امین الدین کوچہ پنڈت (دہلی) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ م ۶ ستمبر ۱۹۳۷ء

۱۔ "لا يقوم بالدعاء بعد صلاة الجنائز لانه دعا مرة لان اكثر ها دعا۔" (فتاوىٰ البزازية على هامش الهندية ، كتاب الصلوٰة نوع المختار ان الامام الاعظم اولىٰ الخ : ۴ / ۸۰ ط ماجديه كوئٹه) وفى خلاصة الفتاوىٰ : "لا يقوم بالدعاء بعد صلوٰة الجنازة ...... ولا يقوم بالدعا فى قراء ة القرآن لا جل الميت بعد صلوٰة الجنازة وقبلها والله اعلم ۔" (خلاصة الفتاوىٰ ، كتاب الصلوٰة ، نوع منه اذا اجتمعت الجنائز : ج ۱ ص ۲۲۵ امجد اکیڈمی لاہور)

۲۔ "لايسن الاذان عند ادخال الميت فى قبره كما هو المعتاد الآن ، و قد صرح ابن حجر فى فتاويه بانه بدعة" (ردالمحتار ، باب صلاۃ الجنائز : ج ۱ ص ۲۳۵ ط سعید)

۳۔ "اياك نعبد واياك نستعين ." (الفاتحة:) وفى الحديث : "اذا سألت فاسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله" (ترمذى آخر ابواب صفة القيامة : ج ۲ ص ۷۸ ط سعید)

۴۔ "وكل شيئ اليه فقير" (متن العقيدة الطحاوية : ص ۵ ط جمعیۃ انصار السنۃ المحمدیۃ مکران بلوچستان ۱۴۰۶ھ)

(جواب ۱۸۵) آنحضرت ﷺ کے متعلق عالم الغیب ہونے کے اعتقاد کو کفر قرار دیا ہے اور یہ بات حنفی مذہب کے فتاوی میں تبصریح موجود ہے۔ بحر الرائق جلد سوم کے صفحہ ۹۴ میں ہے(۱) **وفی الخانیة والخلاصة لو تزوج بشهادة الله ورسوله لا ینعقدویکفر لا عتقاد ہ ان النبی صلی الله علیه وسلم یعلم الغیب انتھیٰ۔** اور در مختار ص ۲۹۹(۲) میں ہے **تزوج بشهادة الله ورسوله لم یجز بل قیل یکفر۔** اور شامی کے اسی صفحہ ۲۹۹ میں ہے **قوله قیل یکفر لانه اعتقد ان رسول الله صلی الله علیه وسلم عالم الغیب۔** اور اسی طرح یہ مسئلہ فتاوی قاضی خاں (۳) اور فتاویٰ بزازیہ میں بھی موجود ہے ۔(۴)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

حضور علیہ السلام کو عالم الغیب نہ ماننے والے عالم کے وعظ پر پابندی لگانا .

(سوال) مسجد کے اندر یہ قید لگانا کہ اس مولوی سے جو حضور رسول مقبول ﷺ کو عالم الغیب نہ جانے ہر گز وعظ نہ کہلوایا جائے۔ ایسی قید لگانا شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۱۸۶) یہ قید لگانا بالکل ناجائز ہے۔ اور حضور ﷺ کو عالم الغیب جاننا غلط ہے۔(۵)
محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرسہ امینیہ دہلی۔

(۱) ایک من گھڑت قصے سے صحابی کی جوتی کو مشکل کشا ثابت کرنا .
(۲) واقعہ معراج سے حضور ﷺ کے عالم الغیب ہونے پر استدلال کرنا ؟
(۳) علمائے دہلی کو برا بھلا کہنا ؟

(سوال) (۱) ہمارے محلے میں ایک شخص دوران وعظ میں یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک کافر بادشاہ کے سر میں درد ہوتا ہے اس کا وزیر ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر کہتا ہے کہ ہمارے بادشاہ کے سر میں درد ہے کوئی تعویذ دے دو۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعویذ دینے سے انکار کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ میری جوتی لے جاؤ اس کے سر پر رکھ دو۔ وزیر جوتی لے کر بادشاہ کے سر پر رکھ دیتا ہے، درد کو آرام ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد واعظ صاحب سامعین سے کہتے ہیں، کیوں، صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعلین مبارک مشکل کشا ہوئیں یا نہیں ؟ اور ہم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جوتی کو مشکل کشا مانیں تو اسلام سے خارج تو نہ ہوں گے ؟

۱۔ البحر الرائق (الطبعة الثانیة) کتاب النکاح ، ط دار المعرفة للطباعة والنشر بیروت لبنان۔

۲۔ کتاب النکاح ، قبیل فصل فی المحرمات :ج ۳ ص ۲۷ ط سعید۔

۳۔ فتاویٰ قاضی خان علی هامش الهندیة ، کتاب السیر ، باب مایکون کفراً من المسلم وما لایکون : ج ۳ ص ۵۷۶ ط ماجدیہ کوئٹہ۔

۴۔ الفتاویٰ البزازیة علی هامش الهندیة ، کتاب الفاظ تکون اسلاماً او کفراً او خطاء، الثانی فیما یتعلق بالله تعالیٰ :ج ۶ ص ۳۲۶ ط ماجدیہ کوئٹہ۔

۵. "ثم اعلم ان الانبیاء علیهم الصلٰوۃ والسلام لم یعلموا المغیبات من الا شیاء الا ماعلمهم الله تعالیٰ احیاناً . وذکر الحنفیة تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیه الصلوٰۃ والسلام یعلم الغیب لمعارضة قوله تعالیٰ : "قل لایعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا الله۔" (ملا علی قاری ، شرح کتاب الفقه الاکبر ، مسألة فی ان تصدیق الکاهن مما یخبر به من الغیب : ص ۲۲۵ ط دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(۲) واعظ صاحب نے معراج کا تمام واقعہ بیان کرنے کے بعد سامعین سے فرمایا کیوں حضور ﷺ غیب داں ہوئے یا نہیں ؟ اگر ہم حضور ﷺ کو غیب داں تسلیم کر لیں تو کوئی حرج تو نہیں ؟

(۳) ایسے واعظ کا وعظ سن کر ہمارے نور ایمان میں ترقی ہوگی یا کمزوری ؟ اور ثواب دارین میں شریک ہوئے یا نہیں ؟

(۴) علمائے دہلی کو لچہ غنڈہ اور بہت کچھ برا بھلا کہہ کر فرمایا کہ علمائے دہلی کو علم کی ہوا بھی نہیں لگی۔ ایسے واعظوں کا وعظ سننا جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۱۸۷) اس قصے کا اول تو ثبوت درکار ہے، دوسرے اس سے جوتی کو مشکل کشا کہنے کا نتیجہ نکالنا اسی واعظ جیسے خوش فہم کا کام ہے۔ اس کو خدا تعالیٰ کے غضب سے ڈرنا چاہئے کہ مشکل اور مصیبت کو دور کرنا خدا تعالیٰ کی صفت ہے(۱) اور وہ اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ نعوذباللہ ایک جوتی کو شریک کر رہا ہے۔ اگر واعظ صاحب نے جوتی کے مشکل کشا ہونے کے ثبوت میں یہ روایت ذکر کی ہو تو بہت سخت گستاخی اور بے ادبی ہے۔ اور اگر اس بات کے انکار میں بطور الزامی جواب کے یہ قصہ ذکر کیا ہے تو یہ ایک الزامی جواب کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی طرح معراج کے واقعہ کو بیان کر کے یہ کہنا کہ اگر ہم حضور ﷺ کو غیب داں تسلیم کر لیں تو کچھ حرج تو نہیں اگر غیب دانی کے اثبات کے لئے ہے تو غلط ہے کیونکہ اس میں غیب دانی کا ثبوت نہیں۔ اور اگر بطور الزام ذکر کیا ہے تو پوری تقریر معلوم ہونے پر بتایا جا سکتا ہے کہ الزام قائم ہوا یا نہیں ؟ البتہ علمائے دہلی کو لچے، غنڈہ اور برا بھلا کہنا ہر شخص جانتا ہے کہ بری بات ہے۔ اس کے متعلق فتویٰ دریافت کرنا فضول ہے۔ اگر اس سوال سے بھی یہ کام لینا مقصود ہے جو پہلے ایک فتوے سے لیا گیا ہے کہ "مفتی صاحب کا فلاں واعظ کے بارے میں فتویٰ" تو سائل صاحب یہ جان رکھیں کہ وہ اشتہار بھی میرے اوپر تہمت اور افترا تھا۔ اور اس فتوے کو بھی کسی خاص شخص کے متعلق میرا فتویٰ ظاہر کر کے شائع کیا گیا تو یہ بھی تہمت اور افتراء ہوگا۔ میں نے کسی خاص واعظ کے متعلق نہ پہلے فتویٰ دیا تھا۔ نہ یہ دے رہا ہوں - کیونکہ فتویٰ سوال پر دیا جاتا ہے نہ کسی خاص شخص پر اور نہ مفتی کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کس شخص کے متعلق ہے۔ اور جس کے متعلق کیا گیا ہے اس کی طرف ان واقعات کی جو سوال میں مذکور ہیں نسبت صحیح ہے یا نہیں ؟ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

(سوال) فریقین کا "علم غیب" میں بنیادی اختلاف کیا ہے ؟

حامداً و مصلیاً و مسلماً

(جواب ۱۸۸) آج کل آنحضرت ﷺ کے عالم الغیب ہونے نہ ہونے میں سخت اختلاف ہو رہا ہے۔ علمائے کرام کا بڑا گروہ اس بات کا قائل ہے کہ عالم الغیب ہونا خدائے تبارک و تعالیٰ کی خاص صفت ہے۔ اس میں کوئی اس کا ساجھی اور شریک نہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا علم خدا تعالیٰ کے علم سے وہی نسبت رکھتا ہے جو متناہی کو غیر متناہی سے نسبت ہے۔

---

(۱) وإن يمسسك الله بضر فلا كاشف له إلا هو (الانعام: ۱۷) وقال تعالىٰ فلا يملكون كشف الضرّ عنكم ولا تحويلا (الاسراء : ٤٥)

ان کے خلاف ایک دوسری جماعت یہ کہتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام بلکہ اولیاء بھی عالم الغیب ہیں۔ اور خصوصاً آنحضرت ﷺ تو تمام مغیبات وخفیات کے ایسے ہی عالم ہیں جیسے خدائے تعالیٰ۔ صرف اتنا فرق ہے کہ خدا تعالیٰ کا علم ذاتی ہے اور آنحضرت ﷺ کا بالعرض۔ یعنی خدا تعالیٰ کے اعلام واطلاع سے حاصل ہوا، مگر اسی قدر جس قدر خدا تعالیٰ کو ہے ذرہ ذرہ اور پتہ پتہ آپ ﷺ کے سامنے ہے۔ چیونٹی کی چال اور پتہ گرنے کی کھڑ کھڑاہٹ آپ کو ایسی معلوم ہے جیسی ہم دیکھتے اور سنتے ہیں۔(۱)

یہ جماعت علمائے کرام کے اس گروہ کو جو آنحضرت ﷺ کے عالم الغیب ہونے کے قائل نہیں ہیں کافر کہتی ہے اور ان کے ذمہ آنحضرت ﷺ کی ہتک اور کسر شان کا الزام لگاتی ہے۔

ہم خدائے برتر وحدہ لاشریک کو گواہ کر کے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کو اعلم الخلق یعنی خدا تعالیٰ وتبارک کے بعد تمام مخلوق سے زیادہ عالم جانتے ہیں اور اسی علمی کمال کے باعث آپ تمام انبیائے کرام ورسل عظام وملائکہ مقربین سے افضل ہیں۔ تمام انبیاء ورسل صلوات اللہ علیہم کو جس قدر علم عطا ہوا تھا وہ تمام آپ کو خدا تعالیٰ نے عنایت فرمایا اور ہزاروں لاکھوں مغیبات امور پر آپ کو مطلع فرمایا۔ غرض کہ بعد خدائے واحد کے آپ ﷺ سے زیادہ اعلم نہیں۔

تقریر ما سبق سے معلوم ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ کا بے شمار مغیبات پر مطلع ہونا اور بکثرت غیب کی باتیں جاننا اور خبر دینا متفق علیہ مسئلہ ہے۔ اس میں ہم اور ہمارے مخالف دونوں متفق ہیں۔ اسی طرح یہ بھی متفق علیہ ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جملہ مخلوق کے تمام علوم خدا تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے ہیں۔ سوائے خدائے واحد کے کسی کا علم ذاتی نہیں۔ سب کا علم خدا کا دیا ہوا ہے۔ اور اس مدعاء پر نصوص شاہد عدل ہیں۔

تو اب ہمارا ان کا اختلاف فقط اس بات میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کو تمام مغیبات کا علم (بالعرض ہی سہی) تھا یا نہیں؟ اور کیا آپ ﷺ کا علم خدا تعالیٰ کے علم کے برابر تھا؟ ہم کہتے ہیں کہ تمام مغیبات اور ذرہ ذرہ کا علم سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔ اور ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا علم خدا کے علم سے (سوائے فرق بالذات وبالعرض کے) کم نہیں۔ اور جیسے خدا تعالیٰ ذرہ ذرہ کا عالم اور ہر جگہ حاضر وناظر ہے۔ ایسے ہی آنحضرت ﷺ بھی ہیں۔ ہمارے مخالف آنحضرت ﷺ کے لئے ایجاب کلی کے مدعی ہیں۔(۲) اور ہم رفع ایجاب کلی یا اس کے مساوی سلب جزئی کے قائل ہیں یعنی آپ کو تمام غیب کی باتیں معلوم نہ تھیں یا بالفاظ دیگر آپ بہت سی غیب کی باتیں نہیں جانتے ہیں۔

۱۔ مولانا احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں: "روز اول سے "ماکان ومایکون" انہیں بتایا، اشیاء مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم عظیم حبیب علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا، نہ صرف اجمالاً بلکہ ہر صغیر کبیر، ہر رطب ویابس، جو پتہ گرتا ہے زمین کی اندھیریوں میں، جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا۔" (انباء المصطفیٰ ص ۲ بحوالہ مقدمہ کتاب التوحید از مولانا عبدالغنی جاجروی رحمۃ اللہ علیہ: ج ۱ ص ۲۶۴، کتب خانہ حمادیہ جامعہ اسلامیہ بدر العلوم حمادیہ رحیم یار خان پاکستان)

۲۔ مشہور بریلوی عالم مولانا اچھروی صاحب لکھتے ہیں: "بہر صورت اس حدیث پاک کے مطابق نبی ﷺ کے واسطے ہر مسلمان کو غیب کلی تسلیم کرنا عین ایمان ہے" (مقیاس حنفیت، عنوان علم غیب از احادیث: ص ۲۶۷، المقیاس پبلشرز لاہور، ایڈیشن ستائیس ہوال سن ۱۴۱۳ھ)

ہمارا دعویٰ ہے کہ تمام سلف صالحین کا یہی مذہب ہے۔ اور قرآن وحدیث واقوال علمائے محققین سے یہی ثابت ہوتا ہے اور یہ کہ آنحضرت ﷺ یا کسی اور کے لئے علم محیط اور علم مساوی علم باری تعالیٰ ثابت کرنا اور اعتقاد کرنا شرک فی الصفات ہے۔ (۱) اب پہلے ہم وہ دلیلیں بیان کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ علم محیط خاص خدا کی صفت ہے، اس میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور یہ کہ آنحضرت ﷺ بہت سی باتوں سے واقف نہ تھے۔

دلیل اول۔ **قوله تعالیٰ فلا تعلم نفس مااخفی لهم من قرة اعین** (۲)
(حاصل ترجمہ) جنت میں مسلمانوں کیلئے جو آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے اس کو کوئی نفس نہیں جانتا۔

اس آیت میں لفظ نفس نکرہ ہے جو سیاق نفی میں واقع ہوا ہے۔ اور کتب اصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ نکرہ سیاق نفی میں عام ہوتا ہے۔ پس اس میں انبیاء اولیاء اور جملہ مخلوق کے نفوس آگئے۔ کہ جنت کی مخفی نعمتوں سے کوئی بھی واقف نہیں۔ ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ بھی جنت کی مخفی نعمتوں سے واقف نہ تھے۔

دلیل دوم۔ **قوله تعالیٰ وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها الاهو۔** (۳)
(حاصل ترجمہ) تمام غیب کی کنجیاں خدا کے پاس ہیں۔ اس کے سوا کوئی انہیں نہیں جانتا۔
اس آیت میں علم غیب کو باری تعالیٰ پر منحصر فرمادیا ہے۔ آیت کا سیاق بتا رہا ہے کہ مقصود بیان سے یہاں پر یہی ہے کہ غیوب کا علم محیط خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں (ناتمام) (۴)

مسئلہ استعانت بالغیر

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۲۵ء)

زید عوام الناس کو علی الاعلان استمداد از غیر اللہ کی تعلیم بالفاظ ذیل دے رہا ہے۔ (۱) غیر اللہ سے مدد مانگنا بلاشبہ درست ہے۔ (۲) **ایاك نستعين** میں جو مفعول مقدم ہے جس سے بقاعدہ نحوی حصر کے معنی پیدا ہوتے ہیں اس کے معنی یہ ہے کہ کارساز حقیقی تو ہی ہے اور حقیقی مدد تجھی سے طلب کرتے ہیں کیونکہ مدد حقیقی تیرے ساتھ مختص ہے۔ باقی دوسروں سے استعانت مجازی ہے جو محض ظاہر عون سے ہیں۔ پس استعانت غیر اللہ سے اس طرح پر کہ اعتقاد مستقل اس غیر پر ہو اور اس کو مظہر عون الٰہی نہ جانے بے شبہ حرام بلکہ شرک ہے۔ اور اگر التفات محض بجانب حق ہے اور اس کو ایک مظہر مظاہر عون سے جان کر استمداد واستعانت کرے تو

۱۔ "ومن اعتقد تسوية علم الله ورسوله يكفر اجماعاً كما لا يخفى" (ملا علی قاری، الموضوعات الکبیر: ص ۶۲ ط نور محمد، اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی)

۲۔ (الم السجدة: ۱۴)

۳۔ الانعام: ۵۹

۴۔ قال العلامة الالوسی رحمة الله عليه: "وتقديم الخبر لافادة الحصر" (روح المعانی: ج ۷ ص ۱۷۰) وقال العلامة الخفاجی رحمة الله عليه: والاحاطة توخذ من لام الاستغراق" (حاشیۃ الشہاب: ج ۴ ص ۷۳)، وقال العلامة شيخ زاده رحمة الله عليه على حاشية البيضاوى: "ولما كان عنده تلك المفاتح كان المتوصل الى مافى الخزائن من المغيبات هو لا غير" (شیخ زادہ ج ۱ ص ۱۷۱) راجع مقدمة كتاب التوحيد للجاجروى رحمة الله عليه ج ۱ ص ۴۴۱، ۴۴۲ کتب خانہ حمادیہ رحیم یار خان پاکستان۔

ایسی استعانت مشروع و جائز ہے۔ تمام انبیاء و اولیاء اس قسم کی استعانت طلب کرتے رہے ہیں۔ یہ استمداد و استعانت حقیقۃً غیر سے نہیں بلکہ اسی سے ہے۔ **هكذا في تفسير فتح العزيز** ۔(۱) اب تو معنی حصری بھی درست ہو گئے۔ اور سب اعتراض بھی اٹھ گئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مستقل حاجب روا کسی کو سمجھ کر مدد طلب کی جائے تو ناجائز اور حرام ہے۔ مگر مسلمان کے ساتھ ایسا گمان کسی طرح درست نہیں ورنہ جائز اور درست ہونے میں کسی طرح کا کلام نہیں۔ انتہی بلفظہ۔ زید نے اپنے عقیدہ مذکور الصدر کے لئے حسب ذیل ثبوت پیش کیا ہے:۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **استعینوا بالصبر والصلوٰة** ۔(۲) اور یہ ظاہر ہے کہ صبر و صلوٰۃ غیر اللہ ہیں

(۲) اس کی تائید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول **کونوا من انصاری الی الله**(۳) سے ہوتی ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے۔

(۳) حکیم و ڈاکٹر سے دفع مرض کے لئے مدد مانگنا اور مظلوم کا بروقت حق طلبی و ایذاء دہی ظالم، حکام سے چارہ جوئی کرنا وغیرہ کے جائز و مسنون ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔

(۴) خود رسول اللہ ﷺ نے غیر اللہ سے مدد مانگنے کی تعلیم فرمائی۔ چنانچہ طبرانی میں عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ **اذا ضل احدكم شيئاً واراد عونا وهو بارض ليس لها انيس فليقل يا عباد الله اعينوني يا عبادالله اعينوني يا عباد الله اعينوني فان لله عباداً لايراهم**۔(۴)

(۵) تفسیر فتح العزیز میں جیسا کہ مذکور ہوا یہی تعلیم ہے۔

اس کے متعلق عمرو کہتا ہے کہ لفظ غیر اللہ عام ہے اور مدد کی بھی علماء نے دو قسمیں قرار دی ہیں۔ ایک یہ کہ نظر بر کارخانہ اسباب و حکمت باری تعالیٰ بعض امور میں ایک مخلوق دوسری مخلوق سے مدد لینے کی مجاز ہے۔ مثلاً کسی بیمار کا حکیم یا ڈاکٹر سے مشورہ علاج میں اور مظلوم کا بروقت حق طلبی و ایذا دہی ظالم، حکام سے چارہ جوئی میں مدد لینا۔ نوکروں اور فقیروں کا اپنے معاملات میں امیروں اور بادشاہوں سے مدد طلب کرنا یا زندہ اولیائے کرام سے دعا کے لئے اس طرح عرض معروض کرنا کہ ہمارے فلاں مطلب کے لئے بارگاہ خداوندی میں دعا فرمایئے وغیرہ۔ ایسی استمداد شرعاً جائز ہے اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ مگر جو اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم وفات پا چکے ہیں ان سے دعا کے لئے عرض معروض کرنے میں اختلاف ہے۔ اکثر فقہائے حنفیہ جو سماع موتی کے قائل نہیں ہیں اس کو نادرست بتاتے ہیں۔ صاحب تفسیر فتح العزیز بھی انہیں علمائے جامع شریعت و

۱۔ تفسير فتح العزيز ، المعروف تفسير عزيزی: ص ۸ ط محمدی لاہور

۲۔ البقرہ: ۴۵

۳۔ مذکورہ آیت اس طرح نہیں ہے غالباً یہ آیت مراد ہوگی: "کونوا انصار الله کما قال عیسی بن مریم للحواریین من انصاری الی الله" (الصف: ۱۴)

۴۔ الحافظ ابوالقاسم سليمان بن احمد الطبرانی، المعجم الكبير ، ماأسند عتبة بن غزوان، رقم الحديث (۲۹۰): ج ۱۷ ص ۱۱۷، ۱۱۸، ط دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان۔

طریقت میں سے ہیں جو سماع موتیٰ کے قائل اور اولیائے کاملین سے خواہ وہ مردہ ہوں خواہ زندہ دعا کے لئے عرض معروض کرنے کے مجوز ہیں۔ مگر ایسی استمداد کو اول تو اقسام استمداد ہی میں شمار نہیں فرماتے بلکہ طلب مشورہ کے نام سے موسوم فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ استمداد اگر ہے بھی تو خداوند تعالیٰ سے ہے۔ گویا کہ ان کے نزدیک بھی استمداد اسی مسبب الاسباب اور حکیم مطلق سے ہے جس نے اپنی حکمت بالغہ سے بعض مخلوق کو بعض امور کے لئے سبب بنادیا ہے۔ لہذا اس مخلوق کو مظہر عون الٰہی سمجھ کر اس سے مدد لینا اسی تعالیٰ شانہ سے مدد لینا ہے۔

دوسری قسم مدد مانگنے کی یہ ہے کہ جو امور بالاستقلال جناب باری تعالیٰ سے خصوصیت رکھتے ہیں جیسے اولاد کا دینا، بارش کا برسانا، مرض کا دور کرنا، عمر کو بڑھانا وغیرہ ان میں سے کسی کے متعلق مخلوق سے مدد مانگی جائے اور جناب باری عز اسمہ سے دعا کرنا مد نظر نہ ہو تو یہ استمداد حرام مطلق بلکہ کفر ہے۔ ایسی استمداد اگر کوئی مسلمان اپنے مذہب کے اولیائے کرام سے بھی کرے گا تو دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ محتاط علمائے دین نے قسم اول کو نظر انداز کر کے قسم دوم کو پیش نظر رکھتے ہوئے استمداد از غیر اللہ کو مطلقاً ناجائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ فرماتے ہیں :۔

"عبادت غیر خدا را جائز نیست ونہ مدد خواستن از غیر حق۔" (ارشاد الطالبین ص ۱۸)(۱)

لہذا زید کا علی العموم غیر اللہ سے مدد مانگنے کی اجازت و تعلیم دینا ہرگز مناسب نہیں۔ اس کو تفصیل و تشریح کے ساتھ مسئلہ بتانا چاہئے تھا۔ تاکہ علاقہ راجپوتانہ کے جاہل مسلمانوں میں برا اثر نہ پھیلے جن میں پہلے ہی سے استعانت غیر مشروع کی گرم بازاری ہو رہی ہے۔ اگر بقول زید ہر چیز سے خواہ وہ کچھ ہو صرف اپنے ذہن میں مظہر عون الٰہی سمجھ کر ہر امر میں مدد مانگنے کی اجازت دے دی جائے اور کارخانہ اسباب و حکمت باری پر نظر نہ رکھی جائے تو پھر جاہلوں کی اصلاح کا ہونا در کنار، ان کی مزید گمراہی کا ایک ذریعہ پیدا ہو جائے گا۔

عمرو نے زید کی پیش کردہ دلیلوں کا مندرجہ ذیل جواب دیا ہے۔

(۱) آیہ واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ میں کسی مخلوق سے مدد مانگنے کی تعلیم نہیں ہے۔ بلکہ مدد تو جناب باری تعالیٰ سے مانگنے کا حکم ہے اور صبر و صلوٰۃ کو جو فعل عبد ہے ایک ذریعہ مانگنے کا قرار دیا ہے۔ یعنی صبر کرنے اور صلوٰۃ کی بجا آوری کو ذریعہ بتایا ہے حصول امداد الٰہی کا اس سے استمداد از غیر اللہ پر استدلال کرنا محض مغالطہ ہے۔

(۲) کونوا من انصاری الی اللہ۔ قرآن شریف کی آیت یوں نہیں ہے۔ زید جو محض اردو خواں ہے اور عربی و فارسی سے مطلق مس نہیں رکھتا ہے اس نے کسی اردو رسالے میں یہ الفاظ دیکھ کر یاد کر لئے ہیں۔ غالباً مندرجہ ذیل آیت مراد ہوگی۔ یاایھاالذین امنوا کونوا انصار اللہ کما قال عیسی بن مریم للحواریین

۱۔ ۲۔ البقرہ : ۴۵

من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ (سورۃ صفت (۱) رکوع ۲ پارہ ۲۸) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے اسی امر میں مدد مانگی ہوگی جو نظر بکار خانہ اسباب و حکمت باری تعالیٰ ایک مخلوق کو دوسری مخلوق سے مدد مانگنا جائز ہے۔ اس لئے اس سے بھی غیر اللہ سے کل امور میں عام طور سے مدد مانگنے کی اجازت ہرگز نہیں نکلتی ہے۔ اس لئے کہ مسبب الاسباب نے اپنی بعض مخلوق کو سبب عون بنادیا ہے۔ یہ دراصل اسی سے مدد مانگنا ہے۔

(۳) حکیم ڈاکٹر اور حکام کو بھی اسی قادر مطلق نے سبب بنادیا ہے۔ اور اس کی بھی وہی کیفیت ہے۔ جو نمبر ۲ کے جواب میں مذکور ہوئی۔

(۴) حضور سرور عالم ﷺ نے بھی اسی قسم کی استعانت کی تعلیم فرمائی جو مدد کی قسم اول میں داخل ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ سے ہی مدد مانگنا ہے۔ عام اجازت کا اس سے وہم بھی نہیں ہو سکتا۔

(۵) تفسیر فتح العزیز میں ہرگز عام اجازت نہیں دی گئی اور فتاویٰ عزیزی میں جو صاحب تفسیر فتح العزیز اول کی طرف منسوب ہے مدد کی قسم دوم کو حرام کفر اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

"دریں جا باید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد بر آں غیر باشد و اور امظہر عون الٰہی نداند حرام است و اگر التفات محض بجانب حق است و اور ا یکے از مظاہر عون دانستہ و نظر بکار خانہ اسباب و حکمت او تعالیٰ دراں نمودہ بغیر استعانت ظاہر نماید دور از عرفان نخواہد بود و در شرع نیز جائز و رواست و انبیاء واولیاء ایں نوع استعانت از غیر کردہ اند و در حقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکہ بحضرت حق است لا غیر۔" (۲) (تفسیر فتح العزیز سورہ فاتحہ ص ۸)

صاحب تفسیر علیہ الرحمۃ نے اس موقع پر نظر بکار خانہ اسباب و حکمت او تعالیٰ رکھنے کی قید لگا کر استمداد کو خاص فرمادیا ہے ان چیزوں کے ساتھ اور ان کے متعلق جو اس عالم اسباب میں سبب و مظہر عون بنا دیئے گئے ہیں۔ اور بعض امور ان سے متعلق کر دیئے گئے ہیں۔ پس جو چیز کہ نظر بکار خانہ اسباب و حکمت باری تعالیٰ سبب و مظہر عون تھی اس سے ان امور میں جو اس چیز سے متعلق نہیں کئے گئے ہیں، مدد مانگنے کی اجازت صاحب تفسیر علیہ الرحمۃ کے ارشاد سے مستنبط نہیں ہو سکتی۔ مگر جس رسالہ سے زید نے ان کا ترجمہ نقل کیا ہے اس میں "نظر بکارخانہ اسباب و حکمت او تعالیٰ" کا ترجمہ غالباً سہواً یا کسی اور وجہ سے نقل کرنا رہ گیا ہوگا۔ اور اسی وجہ سے زید کو غلط فہمی ہوئی ورنہ اصل عبارت کے دیکھنے سے ایسا خیال ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا۔

(۲) باقی ماندہ تفصیل عبادت و استعانت از غیر (بعد بیان تفصیل عبادت)

واستعانت یا بچیزیست کہ توہم استقلال آں چیز در وہم و فہم ہیچکس از مشرکین و موحدین نمی گذرد مثل استعانت بحبوب و غلات در دفع گرسنگی۔ و استعانت بآب و شربتہا در دفع تشنگی۔ استعانت برائے راحت بسایہ

۱۔ الصف: ۱۴

۲۔ تفسیر فتح العزیز، المعروف تفسیر عزیزی: ص ۸، ط محمدی لاہور۔

درخت و مانند آں در دفع مرض بادویہ و عقاقیر و در تعین وجہ معاش بامیر وبادشاہ کہ در حقیقت معاوضہ خدمت بمال است و موجب تذلل است یا باطباء و معالجین کہ بہ نسبت تجربہ علم زائد از آنہا طلب مشورہ است و استقلالے متوہم نمی شد۔ پس ایں قسم استعانت بالصراحت جائز است زیراکہ در حقیقت استعانت نیست و اگر استعانت است استعانت بخدا است۔ (تفسیر فتح العزیز سورہ فاتحہ ص ۳۷)(۱)

یہ عبارت پہلی عبارت کی تفصیل ہے۔ اور دونوں عبارتوں کے ملانے سے اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ جو چیزیں اس عالم اسباب میں اس مسبب الاسباب نے اپنی حکمت کاملہ سے سبب و مظہر عون بنادی ہیں صرف ان سے مدد لینے کی اجازت ہے۔ اور چونکہ نظر بکار خانہ اسباب حکمت باری تعالیٰ ان سے مدد لینا عین اس قادر مطلق سے مدد لینا ہے اس لئے انبیاء علیہم السلام واولیائے کرام نے بھی اس قسم کی امداد مخلوق سے لی ہے۔ نہ یہ کہ ہر چیز سے ہر قسم کی مدد عیاذاً باللہ لی ہو۔ جیسا کہ زید کے مقولہ کا مفہوم ہے :۔

(۳) "مدد خواستن دو طور می باشد۔ مدد خواستن مخلوقے از مخلوقے مثل آنکہ از امیر و بادشاہ نوکر و گدا در مہمات مرجوعہ مدد می جویند۔ وعوام الناس از اولیاء۔ و عامی خواہند کہ از جناب الٰہی فلاں مطلب ما را در خواست نمایند ایں نوع مدد خواستن در شرع از زندہ و مردہ جائز است۔ دوم آنکہ بالاستقلال چیزے کہ خصوصیت بجناب الٰہی دارد مثل دادن فرزند یا بارش باراں یا دفع امراض یا طول عمر و مانند آں چیزہا بے آنکہ دعا و سوال از جناب الٰہی در نیت منظور باشد از مخلوقے درخواست نمایند۔ ایں نوع حرام مطلق بلکہ کفر است۔ واگر از مسلماناں کسے از اولیائے مذہب خود خواہ زندہ باشد یا مردہ ایں نوع مدد خواہد از دائرہ مسلمانان خارج می شود۔"
(فتاوی(۲) عزیزی جلد اول ص ۳۴۔)

اس سے ثابت ہے کہ صرف انہیں امور میں مخلوق سے مدد مانگنے کی اجازت ہے جو مختص بذات باری تعالیٰ نہیں ہیں۔ اور وفات یافتہ اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم سے بھی صرف دعا کے لئے عرض کرنے کی مثل زندوں کے اجازت دی گئی ہے۔

(۴) اما استمداد باہل قبور از غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا غیر از انبیاء علیہم السلام منکر شدہ اند آں را بسیارے از فقہاء می گویند کہ نیست زیارت مگر برائے رسانیدن نفع باموات بدعا و استغفار و قائل گشتہ اند بآں بعضے از ایشاں۔ و ظاہر است کہ از فقہا آنانکہ قائل سماع و ادراک میت اند قائل بجواز اند و آنانکہ منکر اند آں را نیز انکار می کنند و ایں امریست ثابت و مقرر نزد مشائخ صوفیہ از اہل کشف و کمال (فتاوی عزیزی جلد دوم ص ۱۰۷)(۳) اس سے مسئلہ استمداد از اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اختلافی ہونا ظاہر ہے۔ اور گو حضرت شاہ عبدالعزیزؒ انہیں حضرات علماء میں شامل ہیں جنہوں نے جواز کا فتویٰ دیا ہے مگر صورت استمداد حسب ذیل بتائی ہے۔

ا۔ تفسیر فتح العزیز، سورۃ فاتحہ : ص ۳۷، ط محمدی لاہور۔

ا۔ فتاوی عزیزی، بیان در شبہات بت پرستان : ج ا ص ۴۵، ۴۶، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یوپی۔

۲۔ فتاویٰ عزیزی، مسائل متفرقہ، حکم برگ سبز یا گل خوشبو نہادن بر قبر : ج ۲ ص ۱۰۷، ۱۰۸، ط کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یوپی۔

(الف) ونیست صورت استمداد مگر ہمیں کہ محتاج طلب کند حاجت خود را از جناب الٰہی بتوسل روحانیت بندہ کہ مقرب ومکرم درگاہ والا است وگوید کہ خداوندا بہ برکت ایں بندہ کہ تو رحمت واکرام کردہ او را بر وردہ گرداں حاجت مرا۔

(ب) یا ندا کند آں بندہ مقرب ومکرم را کہ اے بندہ خدا ولی وے شفاعت کن مرا و بخواہ از خدا تعالیٰ مطلوب مرا تا قضا کند حاجت مرا۔ فتاویٰ جلد دوم ص ۱۰۸)(۱)

اس سے ظاہر ہے کہ حضرات اولیاء اللہ سے جس قسم کی استعانت انہوں نے جائز بتائی ہے اس میں سے قسم اول تو سرے سے استعانت ہی نہیں ہے، بلکہ توسل ہے جس سے کسی کو بھی انکار نہیں۔ قسم دوم اگرچہ مسئلہ سماع موتی کی وجہ سے مختلف فیھا ہے لیکن اس میں بھی کسی ایسی چیز کا سوال حضرات اولیاء اللہ سے نہیں ہوگا جو مختص بذات باری تعالیٰ ہے۔ لہذا اس میں بھی بجز اس کے اور کچھ خرابی نہیں کہ جو عوام کالانعام دوسرے اشخاص کے افعال سے اپنے افعال ناجائز پر استدلال کیا کرتے ہیں ان کے عقائد پر برا اثر پڑے گا۔ تاہم اگر زید صرف اتنے کی اجازت دیتا تو مضائقہ نہ تھا مگر وہ تو ہر چیز سے ہر قسم کی مدد مانگنے کی عام اجازت دیتا ہے۔ اور صرف مظہر عون الٰہی وحاجت روائے مجازی اپنے ذہن میں قرار دے لینے کو کافی سمجھتا ہے۔

لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید ٹھیک کہتا ہے یا عمرو؟

(جواب ۱۸۹) عمرو کا بیان صحیح اور آیات واحادیث واقوال فقہائے حنفیہ کے موافق ہے۔ اور زید کے قول میں تغلیط وتلبیس ہے حق یہی ہے کہ جن چیزوں میں سلسلہ اسباب پر نظر ڈالتے ہوئے ظاہری مدد کسی غیر اللہ سے حاصل ہونی متصور ہے اس میں استمداد اسی قید یعنی رعایت سلسلہ اسباب کے ساتھ جائز ہے۔ مثلاً کسی شخص سے جو پانی دینے پر قادر ہے پیاس کے وقت پانی مانگنا۔ کسی شخص سے جو کھانا دینے پر قادر ہے بھوک کے وقت کھانا مانگنا۔ بادشاہ یا امیر سے کوئی عہدہ یا خدمت یا عطا یا انصاف کا سوال کرنا۔ کہ یہ لوگ ان چیزوں پر ظاہر اسباب کے لحاظ سے قادر ہیں۔

واضح طور پر یوں سمجھئے کہ خدا تعالیٰ نے اس عالم میں اسباب وعلل کا ایک سلسلہ قائم کر دیا ہے اگرچہ وہ اسباب صرف ظاہر کے اعتبار سے اسباب ہیں ورنہ مؤثر حقیقی خدا تعالیٰ ہی ہے۔ لیکن اس ظاہری نظام کے لحاظ سے ایک شئی کو دوسرے کا سبب کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً آگ کو جلانے اور پکانے کا سبب بنا دیا ہے۔ پانی کو ٹھنڈا کرنے اور پیاس بجھانے کا سبب مقرر فرمایا۔ اسی طرح اور بے شمار اسباب ہیں جو اس عالم میں موجود ومشاہد ہیں ان میں سے کسی کے ساتھ فائدہ حاصل کرنا اور اپنے کاموں میں مدد لینا ناجائز نہیں۔ آگ سے کھانا پکانے کا کام لینا پانی سے پیاس بجھانا بھی استعانت ہے لیکن اس استعانت کا مبنیٰ وہی ظاہری سبب ہونا اور نظام عالم میں اسی سببیت کو داخل ہونا ہے یہی وجہ ہے کہ اس قسم کی استعانت کو کوئی اعانت واستعانت سے تعبیر نہیں کرتا۔ اور نہ آگ سے کھانا پکاتے وقت پکانے والے کو یہ خیال ہوتا ہے کہ میں آگ سے استعانت کر رہا ہوں۔ اسباب

۱۔ فتاویٰ عزیزی، مسائل متفرقہ، حکیم برگ سبز یا گل خوشبو نہادن بر قبر: ج ۲ ص ۱۰۸ ط کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یوپی۔

طبعیہ میں تو یہ بات نہایت واضح ہے۔ رہے اسباب اختیار یہ جیسے بادشاہ سے دفع ظلم میں اعانت طلب کرنا۔ اس پر اگرچہ استعانت کا اطلاق معروف ہے۔ اور ان سے سوال کرتے وقت استعانت کا خیال بھی ہوتا ہے لیکن اس کا مبنا بھی وہی سببیت ہے۔ بادشاہ بوجہ اپنی قوت و شوکت کے اپنے حشم و خدم اعوان وانصار کی وجہ سے انتقام لینے پر اور ظلم دفع کرنے پر قدرت رکھتا ہے اور اس کے اسباب اسے میسر ہوتے ہیں اس لئے اس سے مدد مانگی جاتی ہے۔ اگرچہ اس کی یہ قدرت ظاہری ہے ورنہ ان تمام امور کی حقیقی باگ خدائے جبار کے ہاتھ میں ہے۔

پس ثابت ہو گیا کہ جو امور مختصہ بالباری تعالیٰ ہیں اور اس عالم اسباب میں ان کا کوئی سبب نہیں۔ یا وہ امور کہ اگرچہ وہ باری تعالیٰ کے ساتھ مختص نہیں مگر ان کے اسباب خاصہ کے سوا کسی دوسرے سے ان کے وجود میں استعانت کرنا یقیناً حرام اور کفر ہے۔ مثلاً کسی مردہ بزرگ پیر یا ولی سے اولاد مانگنا یا نوکری مانگنا حرام ہے۔ اس لئے کہ اولاد دینا ان امور میں سے ہے جو ذات باری کے ساتھ خاص ہیں، اور نوکری دینا اگرچہ نظر بظاہر خدا کے ساتھ خاص نہیں۔ لیکن وہ وفات یافتہ پیر یا بزرگ اس کے واسطے ظاہری سبب بھی نہیں کہ اس سلسلہ اسباب ظاہرہ کے لحاظ سے ان سے نوکری مانگی جائے۔ اسی طرح کسی زندہ بزرگ سے کوئی ایسی چیز مانگنا جو خدا کے ساتھ مختص ہو۔ یا جو نظر بر اسباب ان کے قبضے میں نہ ہو نا جائز ہے۔

اور عوام کے عقائد کی اصلاح علماء کے ذمہ واجب ہے۔ انہیں کوئی ایسا فتویٰ دینا جس سے عوام کے عقائد فاسد ہوں ناجائز ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ **اذا سألت فاسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله** ۔(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تو کچھ مانگے تو خدا سے مانگ اور جب استعانت کرے تو خدا سے کر (ترمذی ج ۲ ص ۷۴) اور فرمایا ۔ **لیسأل احدکم ربه حاجته کلها حتی یسأل شسع نعله اذا انقطع** (ترمذی ج ۲ ص ۲۰۰) یعنی ہر شخص کو چاہیئے کہ اپنی تمام حاجتیں خدا سے مانگے یہاں تک کہ جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو خدا سے مانگے۔ یہ تعمیم اصلاح عقائد عوام کے لئے حضور ﷺ نے فرمائی ہے۔ پس زید کو لازم ہے کہ وہ اپنے اس طرز سے جس سے عقائد عوام بگڑیں، احتراز کرے اور انہیں صاف اور مفصل مسئلہ بتائے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی۔

ل ترمذی، آخرابواب القیامة : ج ۲ ص ۷۸ ط سعید۔
۲۔ ترمذی، آخری ابواب الدعوات : ج ۲ ص ۲۰۱ ط سعید۔

حاجت روائی صرف حق تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۶ نومبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) باوجود خدا کی وحدانیت و قدرت کے قائل ہونے کے بزرگوں کی ارواح طیبہ سے براہ راست مشکل کشائی و حاجت روائی کی التجاء کرنا فعل مستحسن ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۹۰) کسی بزرگ یا پیر ولی سے اولاد یا رزق یا کوئی حاجت طلب کرنا جائز نہیں ہے حاجت روائی صرف حق تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔(۱) بزرگوں کے وسیلے سے خدا تعالیٰ سے دعا کرنے میں تو مضائقہ نہیں(۲) مگر خود بزرگوں سے مانگنا درست نہیں۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ دہلی۔

(۱)"اغثنی یا رسول الله" کہنے کا حکم.

(۲)"یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً لله" کہنا کیسا ہے؟

(۳) کیا غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے؟

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) (۱) اغثنی یا رسول الله کہنا درست ہے یا نہیں؟

(۲) یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً لله کہنا کیسا ہے؟

(۳) وفات شدہ بزرگان دین سے مدد مانگنا کیسا ہے؟

(۴) کیا استعانت غیر اللہ سے درست ہے؟ .

(جواب ۱۹۱) اغثنی یارسول الله کہنا اگر اس خیال سے ہو کہ آنحضرت ﷺ ہر جگہ سے اس کلمے کو سنتے ہیں اور فریاد رسی کرتے ہیں تو شرک ہے۔(۳) اور اگر اس خیال سے ہو کہ آپ فریاد رسی کرنے پر اور ہر قسم کی حاجت روائی کرنے پر قدرت رکھتے ہیں جب بھی شرک ہے۔(۴)

---

۱. "وایاك نستعين" (الفاتحه : ٤) وفي الحديث : "واذا سالت فاسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله" (ترمذی، آخر ابواب القيامة : ج ۲ ص ۷۸ ط سعید)

۲۔ چاہے ان کی زندگی میں ہو یا ان کے مرنے کے بعد۔ شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "دعا بایں طور کہ الٰہی بحرمت نبی وولی حاجت مرا روا کن جائز است" (مأۃ مسائل : ص ۲۱) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : "و آں چناں ست کہ توسل وطلب دعا از صالحان و دوستان خدا در حالت حیات کنند و آں جائز است باتفاق پس آں چرا جائز نباشد۔ و فرقے نیست در ارواح کاملاں در حین حیات و بعد از ممات مگر بترقی کمال۔" (فتاوی عزیزی، مسائل متفرقہ، حکم برگ سبز یا گل خوشبو نہادن بر قبر : ج ۲ ص ۱۰۸، ۱۰۹ ط کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یوپی)

۳۔ کیونکہ ہر جگہ سے پکار کو سننا اور امداد طلب کرنے والے کی امداد کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ "امن يجيب المضطر اذا دعاه ويكشف السوء" (النمل : ۶۲) وقال تعالیٰ : "وان يمسسك الله بضر فلا كاشف له الا هو" (الانعام : ۱۷) وفي الحديث. عن رجل من بلهجيم قال قلت يارسول الله الا م تدعو؟ قال : ادعو الى الله وحده الذى ان مسك خير فدعوته كشف عنك" (ابن کثیر : ج ۳ ص ۳۷۰ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

۴۔ "قل ادعوا الذين زعمتم من دون الله لا يملكون مثقال ذرة في السمٰوات ولا في الارض وما لهم فيهما من شرك وما له منهم من ظهير" (سباء : ۲۲) . علامہ قرطبی رحمة الله علیه "من دون الله" کی وضاحت میں فرماتے ہیں : "المعبودين من دون الله من الملائكة والانبياء والاصنام" (تفسیر قرطبی، آیت ۲۳ کے ذیل میں : ۱۸۹/ ۱۴ ط دارالکتب العلمیہ بیروت)

ہاں اگر فریادرسی سے مراد خداتعالیٰ کی جناب میں شفاعت ہو اور ہر جگہ سے حضور ﷺ کے سننے کا اعتقاد نہ ہو تو شرک نہیں مگر بے کار اور عبث ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ تک اس کلمے کے پہنچنے کا کوئی ثبوت شرعی نہیں۔(۱)

یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ۔ یہ بھی مشرکانہ کلمہ اور عبث و ناجائز ہے۔(۲) جو چیزیں کہ حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں مثلاً اولاد دینا، رزق دینا، مصیبتوں کا دور کرنا وغیرہ ان کو حضرت حق کے سوا کسی دوسرے زندہ یا وفات یافتہ ولی سے مانگنا جائز نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:۔

اذا استعنت فاستعن باللہ واذا سألت فاسأل اللہ۔(۳) "یعنی جب تو مدد مانگے تو خدا سے مانگ اور جب کوئی چیز مانگے تو خدا سے مانگ۔"

اور مسلمان نماز میں پانچوں وقت خدا سے معاہدہ کرتے ہیں۔

ایاك نعبدو ایاك نستعین(۴) یعنی "اے مولیٰ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے مدد چاہتے ہیں۔"

پس خدا کے سوا کسی دوسرے سے مدد مانگتے وقت اس معاہدہ کو پیش نظر رکھا جائے تو ناممکن ہے کہ انسان خدا کے سوا کسی دوسرے سے استعانت کرے۔ واللہ اعلم۔ **محمد کفایت اللہ غفرلہ۔**

ہر وقت "یارسول اللہ" کا ورد کرنا اور اس سے منع کرنے والے کو کافر کہنا.

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) زید اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے۔ یارسول اللہ کہتا ہے۔ بکر کہتا ہے کہ صرف اللہ کا نام اس قابل ہے کہ ہر وقت وردزبان ہو۔ اللہ سے سوا کسی دوسرے کے نام کا ورد کرنا شرک ہے۔ خواہ کسی پیغبر کا نام ہو یا شہید کا یا ولی کا زید کہتا ہے کہ جو شخص یا رسول اللہ کہنے سے منع کرے وہ کافر ہے۔

۱۔ شرعی ثبوت صرف درود پہنچنے کا ہے، جو کہ فرشتے دور سے پہنچاتے ہیں۔ دیکھئے سنن نسائی، کتاب الصلوۃ، باب التسلیم علی النبی ﷺ: ۱: ۱۴۳ ط سعید.

۲. ازیں چنیں وظیفه احتراز لازم و واجب اولا ازیں جهت که این وظیفه متضمن شیئاً لله است و بعض فقهاء راز همچو لفظ حکم کفر کرده اند چنانکه در درمختار می نویسند کذا قول شیء لله قیل یکفر انتهی. ودرردالمختار می آرد و لعل وجهه انه طلب شیئا لله والله غنی من کل شئی والکل مفتقرو محتاج الیه . وینبغی ان یرجح عدم لتکفیر فانه یمکن ان یقول اردت طلب شیئی اکراما لله شرح الوهبانیة . قلت فینبغی اویجب التباعد عن هذه العبارة وقد مر ان مافیه خلاف یؤمر بالتوبة والاستغفار و تجدید النکاح انتهی وثانیاازیں جہت کہ ایں وظیفہ متضمن ست ندای اموات راازامکنۂ بعیدہ وشرعاثابت نیست کہ اولیاء راقدرتے حاصل است کہ ازامکنۂ بعیدہ ندارا بشنوند الخ۔" (مجموعة الفتاوی علی هامش خلاصة الفتاوی : ج ٤ ص ۳۳۱ ط امجد اکیڈمی لاهور)

۳۔ ترمذی، آخرابواب القیامۃ: ج ۲ ص ۷۸ ط سعید

۴۔ الفاتحہ: ۴

(جواب ۱۹۲) بکر کا یہ قول صحیح ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کا نام اس کا مستحق ہے کہ ہر وقت ورد زبان ہو۔(۱)اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پیغمبر، ولی، شہید، کا نام اٹھتے بیٹھتے ورد زبان کرنا اور وہ بھی لفظ "یا" کے ساتھ، جو کلمہ ندائیہ ہے، (۲) جس سے کہنے والے کا یہ خیال ظاہر ہوتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھتا ہے، یقیناً درست نہیں۔(۳)اور اسلامی توحید کی روح کے خلاف ہے۔ اور اس میں شرک کا شائبہ ہے۔ اس صحیح بات کے قائل کو کافر بتانا غلط ہے۔(۴)اور اس سے خود زید کے کافر ہو جانے کا خطرہ ہے۔(۵)واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

مختلف مشرکانہ عقائد کی تردید

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۳۶ء)

(سوال) ایک مفتی و پیش امام مندرجہ ذیل عقیدے رکھتا ہے اور دوسروں کو ترغیب دے کر فرقہ بندی کرتا ہے۔

(۱) حضرت محمد مصطفی ﷺ غیب داں ہیں۔ (۲) آپ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ (۳) فریادرسی کے لئے یا رسول اللہ پکارتے ہی، آپ ان کی مدد کرتے ہیں۔ (۴) حضرت محبوب سبحانی کو اتنی قدرت ہے کہ خدا کے قضاو بلا کو دور کر دیتے ہیں۔ (۵) دور دور سے مشکلات میں یا محبوب سبحانی پکارنے والوں کی آواز کو سن کر خود مشکل آسان کر دیتے ہیں۔ (۶) اولیاء اللہ سے مدد مانگنا، اللہ جل شانہ سے مدد مانگنا ہر دو ایک ہے۔ (۷) یہی عقیدہ سنت جماعت کا ہے۔ (۸) اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والے سب غیر مقلد، وہابی، نجدی، اسلام سے خارج، کفر کے مستحق ہیں۔ ان سے میل ملاپ رکھنا، ان کے پیچھے نماز پڑھنا سخت حرام ہے۔

(جواب ۱۹۳) نمبر اول سے نمبر ہشتم تک جو باتیں مذکور ہیں۔ یہ صریح طور پر اسلامی تعلیم اور نصوص کتاب و سنت کے خلاف ہیں۔ قرآن پاک میں صاف اور صریح طور پر مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب

۱۔ "کان رسول الله صلى الله عليه وسلم يذكر الله عزوجل على كل احيانه۔" (ابو داؤد، کتاب الطہارۃ، باب فی الرجل یذکر اللہ تعالیٰ علی غیر طهر ۱/ ۴ ط امدادیہ ملتان)

۲۔ "گفتن یا رسول اللہ، یا ولی اللہ کی عادت ہندیان است کہ در نشست و بر خاست میگویند نزد فقہاء حنفیاں ناجائز است" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ: ج ۴ ص ۳۳۴ ط امجد اکیڈمی لاہور)

۳۔ "اعتقاد اینکہ کسے غیر حق سبحانہ حاضر و ناظر و عالم خفی و جلی در ہر وقت و ہر آن است اعتقاد شرک است.......... وقال علمائنا من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم يكفر انتهى۔" (حوالہ بالا: ۴/ ۳۳۱)

۴۔ "ولا يكفر بقوله يا حاضر يا ناظر ولا بقوله درويش درويشان والقول بالكفر بكل منهما باطل." (البحر الرائق، الطبعة الثانيه، كتاب السير، باب احكام المرتدين: ج ۵ ص ۱۳٤ ط دار المعرفة بيروت) وكذافى الدر المختار، كتاب الجهاد، باب المرتد: ج ٤ ص ۲۵۹ ط سعيد.

۵۔ "ايما امرئ قال لاخيه كافر فقد باء بها احدهما ان كان كما قال والارجعت عليه" (مسلم، كتاب الايمان، باب بيان حال الايمان من قال لاخيه المسلم يا كافر: ۱/ ۵۷ ط قديمى كراچى)

نہیں۔ وہی تنہا علم غیب کی صفت کے ساتھ موصوف ہے۔(۱) پیغمبر ﷺ باوجود اس کے کہ حق تعالیٰ نے انہیں ہزاروں غیوب کا علم عطا فرمایا تھا، عالم الغیب نہیں تھے۔ (۲) ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا بھی خاص خدائے تعالیٰ کی صفت ہے۔ (۳) ہر جگہ سے پکار کر سننا اور امداد طلب کرنے والے کی امداد کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ (۴) نمبر ۴ کا یعنی عقیدہ کہ حضرت غوث الاعظمؒ کو اتنی قدرت ہے کہ قضاو قدر کو رد کردیں صریح کفریہ شرکیہ عقیدہ ہے۔ اسی طرح نمبر ۵ بھی خطا اور جہل ہے۔ نمبر ۶ کی تاویل نہ کی جائے تو وہ بھی مشرکانہ خیال ہے۔ (۵) نمبر ۷ یہ بالکل غلط ہے کہ اہل السنة والجماعة ان مشرکانہ عقائد کے قائل ہیں۔ نمبر ۸، یہ بھی جہالت اور تہمت و افترا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات مختصہ کو اس کے ساتھ مخصوص کرنے والے اور انبیاء و مرسلین کو اپنے درجے پر رکھنے والے اور اولیاء اللہ کو اپنے مرتبہ پر ماننے والے وہابی، غیر مقلد، نجدی، اسلام سے خارج ہیں۔

یہ سب باتیں مسلمانوں میں افتراق پیدا کرنے والی اور اسلامی وحدت کے شیرازے کو بکھیرنے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت کرے اور راہ راست دکھائے۔ آمین۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

۱۔ "قل لایعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا اللہ" (النمل: ۶۵)

۲۔ شرح عقائد نسفی میں ہے: "وبالجملة العلم بالغیب امر تفرد به الله تعالیٰ لاسبیل للعباد الیه الا باعلام منه بالوحی والهام بطریق المعجزة او الکرامة او ارشاد الی الاستدلال بالامارات." وفی النبراس: "والتحقیق ان الغیب ماغاب عن الحواس والعلم الضروری والعلم الاستدلالی. وقد نطق القرآن بنفی علمه عمن سواه تعالیٰ. فمن ادعی انه یعلمه کفر و من صدق المدعی کفر الخ۔" (النبراس: ص ۳۴۳ ط امدادیہ ملتان)

۳۔ "وفی الواقع ہم چوں اعتقاد کہ حضرات انبیاء واولیاء ہر وقت حاضر و ناظر اند .... شرک است چہ ایں صفت از مختصات حق جل جلالہ است کسے را در آں شرکت نیست .... ونیز در بزازیہ است وعن هذا قال علماؤنا من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم یکفر انتهی۔"

(مجموعة الفتاویٰ فارسی: ج ۱ ص ۲۸، مجموعة الفتاویٰ عبدالحیؒ اردو: ج ۱ ص ۴۶ ط ایچ ایم سعید)

۴۔ "امّن یجیب المضطر اذا دعاه ویکشف السوء" (النمل: ۶۲) وقال تعالیٰ: وان یمسسك الله بضر فلا کاشف له الا هو" (الانعام) وفی الحدیث: عن رجل من بلهجم قال قلت یارسول الله الام تدعو؟ قال: ادعو الی الله وحده الذی ان مسّك ضر فدعوته کشف عنك الخ" (ابن کثیر: ۳/ ۳۷۰ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

۵۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: "دوم آنکہ بلا انتقال چیزے خصوصیت بجناب الٰہی دارد مثل دادن فرزند یا بارش باراں یا دفع امراض یا طول عمر و مانند این چیزہا بے آنکہ دعا و سوال از جناب الٰہی در نیت منظور باشد از مخلوقے درخواست نماید این نوع حرام مطلق بلکہ کفر است۔ واگر از مسلمانان کسے از اولیائے مذہب خود خواہ زندہ باشد یا مردہ این نوع مدد خواہد از دائرہ مسلمانان خارج میشود۔" (فتاویٰ عزیزی، بیان در شبہات بت پرستان: ج ۱ ص ۶۴ ط کتب خانہ رحیمیہ دیوبندی یوپی)

مختلف فیہ مسائل میں الجمعیۃ کا مسلک

(شذرۂ اخبار الجمعیۃ مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۲۵ء از مولانا ابوالاعلیٰ مودودی مدیر اخبار الجمعیۃ)

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ الجمعیۃ مورخہ ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۴ھ میں ”حوادث واحکام“ کے زیر عنوان حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کا ایک فتویٰ شائع ہوا تھا، جو اغثنی یا رسول اللہ کے شرعی حکم کے بحث و مباحثہ کا میدان بنانا نہ تو مناسب ہے، نہ وہ اس کے متحمل ہیں۔ اگرچہ الجمعیۃ میں شائع شدہ فتوے بھی میری شخصی رائے ہی کی حیثیت رکھتے ہیں، جمعیۃ علمائے ہند کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے۔ تاہم اختلافی مسائل کی اشاعت بھی الجمعیۃ کے ذریعہ سے مناسب نہیں ہیں۔

آگے چل کر حضرت مفتی صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ :

”میں الجمعیۃ کے صفحات میں مولانا نثار احمد صاحب کے فتوے پر تنقید کرنی مناسب نہیں سمجھتا۔ اس لئے اسی قدر پر اکتفا کرتا ہوں اور بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں صلوٰۃ والسلام کے ساتھ ”یا رسول اللہ“ کہنے کو اس خیال کے ساتھ جائز سمجھتا ہوں کہ فرشتے ان کلمات کو حضور ﷺ تک پہنچا دیتے ہیں۔(۱) اور اگر کوئی شخص فرط شوق میں بغیر اختیار اور بغیر اس خیال کے کہ حضور سن رہے ہیں یا رسول اللہ کہے تو اس کا یہ والہانہ اور مضطرانہ فعل عدم جواز کے حدود میں نہیں آئے گا۔“

ان تمام تحریرات کو مفتی صاحب کے اس گرامی نامہ سمیت ہم شائع کرنے والے تھے کہ دفعتاً ہمارے پاس ایک پمفلٹ آیا۔ جس کا عنوان ”جمعیۃ العلماء کے فتوے پر ایک نظر“ تھا۔ اور اس میں وہ تمام دستاویزیں موجود تھیں جن کا پلندہ مولوی عبدالحئی صاحب نے ہمارے پاس بھیجا تھا۔ اس میں سب سے بڑی زیادتی (جسے ہماری جگہ کوئی دوسرا شخص کم از کم بد دیانتی سے تعبیر کرتا) یہ کی گئی تھی کہ مفتی صاحب کے اس شخصی فتوے کو جمعیۃ العلماء کے فتوے کی حیثیت دی گئی تھی۔ حالانکہ اس کے نیچے مفتی صاحب کے دستخط موجود تھے اور اس پر کوئی اس قسم کے آثار نہیں تھے جن سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہو کہ وہ صدر جمعیۃ علماء کی حیثیت سے لکھا گیا تھا۔ مولوی عبدالحئی صاحب کی اس بے صبری اور تلبیس کو دیکھ کر ہمیں مجبوراً ان تحریرات کی اشاعت کا ارادہ فسخ کرنا پڑا۔ اور اب ہم صرف اس امر کی تصریح کر دینے پر قناعت کرتے ہیں کہ اس فتوے کی اشاعت میں اس نیت کو ہرگز دخل نہیں تھا جو ہماری طرف منسوب کی گئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ ایک فروگزاشت ضرور تھی اور اس پر اظہار معذرت کرنا ہمارا اخلاقی فرض ہے، مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ اشاعت سے پہلے وہ فتویٰ ہماری نظر سے نہیں گزرا تھا۔ ورنہ ہم اسے ہرگز شائع نہ کرتے۔ ہم نے ”حوادث احکام“ کا عنوان محض اس غرض سے قائم کیا ہے کہ اس کے ذریعہ لوگوں کو عام شرعی مسائل سے واقفیت حاصل ہوتی رہے اور روزمرہ کے معاملات میں احکام شرع سے ناواقفیت کی بناء پر جو غلطیاں مسلمانوں سے سرزد ہوتی ہیں ان کا سدباب

---

(۱) ” ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام.“ (نسائی ، کتاب الصلاۃ ، باب التسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم : ۱/ ۱۴۳ ط سعید)

ہو سکے۔ اس مقصد میں کسی بھی افتراق انگیز غرض کی آمیزش نہیں ہے جس سے مختلف فیہ مسائل میں کسی مخصوص جماعت کے اعتقادات کی اشاعت مد نظر ہو۔ اگر ہمارے دل میں اس قسم کا کوئی ادنیٰ سا ارادہ بھی ہوتا تو ایسی مختلف فیہ مسائل کی کمی نہیں ہے۔ جن پر ہم اپنے عقائد کا اظہار کر سکتے تھے۔

فصل پنجم

مجلس شہادت

محرم کے پہلے عشرہ میں بیان شہادت کے لئے مجلس کا انعقاد بدعت ہے۔

(سوال) محرم کے عشرۂ اول میں دس دن شہادت کا بیان کروانا کیسا ہے۔ اور ایسی مجلس میں شریک ہونا کیسا ہے۔

(المستفتی نمبر ۲۶۳۳ مولوی عبدالحق) امام جامع مسجد دوحد ضلع پنچ محل مورخہ ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۹۴) بیان شہادت کے لئے انعقاد مجلس بدعت ہے۔(۱) ہاں وعظ و تذکیر کے لئے جائز ہے۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

فصل ششم

مسئلہ سماع موتی

سماع موتی محققین علماء کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں؟

(سوال) سماع موتی محققین علماء کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۹۵) مسئلہ سماع موتی قرون اولیٰ سے مختلف فیہ چلا آتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا بھی اس میں اختلاف تھا۔ قرن صحابہ کے بعد بھی ہمیشہ علماء اس میں مختلف رہے۔ اکثر صوفیہ سماع موتی کے قائل ہیں۔ لیکن علمائے حنفیہ کے نزدیک ثابت نہیں۔ ہاں میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اس قدر حیات اس میں ڈالی

۱۔ یوں ایام مخصوصہ عشرۂ محرم میں مذکورہ ہیئت کذائیہ کے ساتھ لوگوں کے اجتماع کے کہ شریعت میں اس قسم کی تخصیص و تعیین نہیں ہے۔ علامہ شاطبیؒ بدعت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "منها وضع الحدود والتزام الكيفيات والهيآت المعيّنة والتزام العبادات المعينة فی اوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعيين فی الشريعة" (الاعتصام: ۱ / ۳۹ دارالفکر۔ بیروت) نیز اس میں تشبہ بالروافض بھی ہے کیونکہ ان ایام میں اس قسم کی مجالس برپا کرنا ان کا شعار ہے۔ لہٰذا اس سے احتراز واجب ہے لقوله عليه السلام: "من تشبه بقوم فهو منهم." (ابوداؤد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الاقبية: ج ۲ ص ۲۰۳ ط امدادیہ ملتان)

۲۔ بشرطیکہ یہ وعظ و نصیحت بلا تعیین یوم و بلا التزام اجتماع کے ہو، نیز اس میں صحیح اور معتبر روایات بیان کی جائیں، اور نامشروع افعال و اقوال سے اجتناب کیا جائے۔ عالمگیری میں ہے: "لاباس بالجلوس للوعظ اذا اراد به وجه الله تعالیٰ كذا فی الوجيز للكردری." (کتاب الکراهية الباب الرابع: ۵ / ۳۱۹ ط ماجدیہ کوئٹہ)

جاتی ہے کہ وہ آرام یا تکلیف کو محسوس کرے۔ فی الشامی۔(۱) (ص ۲۳۴ ج ۳) ولا يرد تعذيب الميت فی قبره لانه توضع فيه الحيوة عند العامة بقدر مايحس بالالم والبنيّة ليست بشرط عند اهل السنة بل تجعل الحياة فی تلك الاجزاء المتفرقة التی لايدركه البصر. وقال بعد اربعة اسطر. ولايردمافی الصحيح من قوله صلی الله عليه وسلم لاهل قليب بدرهل وجدتم ماوعدكم ربكم حقا فقال عمراتكلم الميت يارسول الله فقال عليه السلام والذی نفسی بيده ماانتم باسمع من هؤلآء اومنهم. فقد اجاب عنه المشائخ بانه غير ثابت يعنی من جهة المعنی وذلك لان عائشة ردته بقوله تعالىٰ وما انت بمسمع من فی القبور انك لاتسمع الموتی وانه انمّا قاله علی وجه الموعظة للاحياء وبانه مخصوص باولئك تضعيفاً للحسرة عليهم وبانه خصوصية له عليه السلام معجزة لكن يشكل عليهم مافی مسلم ان الميت ليسمع قرع نعالهم اذا انصرفوا الاان يخصو اذلك باول الوضع فی القبر مقدمة للسئوال جمعًابينه وبين الاٰيتين فانه شبه فيهما الكفار بالموتی لافادة بعد سماعهم وهو فرع عدم سماع الموتی الخ۔ تاہم کسی فریق کو یہ حق نہیں کہ وہ دوسرے فریق کی تضلیل یا تفسیق یا تجہیل کر سکے۔ کیونکہ اس صورت میں کہ مسئلہ قرون اولیٰ میں بھی مختلف فیہ تھا اس تضلیل یا تفسیق یا تجہیل کا اثر صحابہ کرام تک پہنچے گا۔ ولاشك فی فساده

فصل ہفتم

وہابی کی تحقیق

۱۔ وہابی فرقے کا تعارف اور ہندوستان میں ”وہابی“ کی اصطلاح

۲۔ علمائے دیوبند کو وہابی کہنے کی وجہ.

۳۔ میلاد شریف سے منع کرنے والوں کو کافر کہنا.

۴۔ مروجہ عرسوں میں شرکت کرنا حرام ہے۔

۵۔ وہابیوں کو مسجد میں آنے سے روکنا

۶۔ علمائے دیوبند کے اکابر کو کافر کہنے والے کا حکم.

۷۔ ایسی مساجد میں جانا جہاں علمائے حق کو برا بھلا کہا جائے.

(سوال) (۱) وہابی کس فرقے اور کس مذہب کے لوگوں کو کہتے ہیں۔ اس کا موجد کون تھا۔ اس کی ابتدا کب سے ہوئی اور یہ لوگ کس خیال و عقیدے کے ہیں۔ ہندوستان میں یہ فرقہ کب پایا گیا؟ (۲) کیا وہابی علمائے دیوبند کو بھی کہتے ہیں۔ اگر یہ لوگ وہابی ہیں تو کن عقائد و اعمال کی وجہ سے؟ (۳) جس شخص کا یہ خیال ہو

---

۱. ردالمحتار، كتاب الايمان، باب اليمين فی الضرب والقتل وغيرذلك، مطلب ترد الحياة الی الميت بقدر مايحس بالالم ومطلب فی سماع الميت الكلام: ۳ / ۸۳۵، ۸۳۶ ط سعيد.

کہ اس شور وشغب کے زمانے میں جب کہ عوام کے عقائد میں عام طور پر فتور آگیا ہو قیام میلاد شریف ضروری نہیں جانتا بلکہ اس کا ترک اولیٰ سمجھتا ہے اور خود قیام نہیں کرتا اور نہ دوسروں کے لئے پسند کرتا ہے۔ اس صورت میں ایک گروہ جس میں چند مولوی بھی شامل ہیں مانعین و تارکین کو کافر کہتے ہیں۔ کیا ان کا یہ کہنا اور تکفیر کرنا درست ہے۔ اور اگر مانعین قیام حق پر ہیں تو جو تارک قیام کے کفر کے قائل ہیں عند الشرع وہ کون ہیں؟ (۴) ایسا شخص جو اعراس بزرگاں کو جہاں سیکڑوں خلاف شرع امور ہوتے ہیں مثلاً عورتوں کا اجتماع، چراغاں ہونا، قوالی بامزامیر اور رنڈی بھڑوے کا ناچ گانا اور صاحب قبر سے منت مرادیں مانگنا وغیرہ، برا کہے اور گناہ بتلائے تو کیا اس انکار سے وہ شخص کافر ہو جاتا ہے؟ اور اعراس بزرگان جائز ہے؟ (۵) وہابی مسلمانوں کی مسجدوں میں نماز ادا کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور کیا مسلمانوں کو حق ہے کہ وہابیوں کو اپنی مسجدوں میں نماز پڑھنے نہ دیں۔ اور اس طرح کرنے سے ان مساجد میں جہاں مسلمانوں کو نماز پڑھنے سے بندش و انکار ہو حکم مسجد کا ہے یا غیر مسجد کا؟ (۶) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولانا محمد اسمٰعیل شہیدؒ دہلوی اور مولانا محمد فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی اور مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی لکھنوی اور مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی اور مولانا سید محمد علی صاحب خلیفہ ارشد مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے؟ یہ لوگ کامل مسلمان تھے یا کافر؟ اور کیا زید کا یہ قول صحیح ہے کہ جو ان کو کافر نہ جانے وہ کافر ہے۔ اور کیا یہ صحیح ہے کہ بعض خاص عقیدہ یا مضمون یا تصانیف کی وجہ سے ان پر کفر عائد ہو گیا ہے۔ اور وہ ایسا اٹل ہو کر جم گیا ہے کہ کسی طرح کفر اٹھتا نہیں ہے۔ حالانکہ ان لوگوں نے التصدیقات لدفع التلبیسات، ایک کتاب ان الزامات کے جواب میں لکھ کر علمائے ہندو عرب و شام وغیرہ سے دستخط و تصدیق کرا کر شائع کی ہے لیکن اس پر بھی کفر ان پر عائد کیا جاتا ہے۔ آیا یہ تکفیر زیادتی و تعدی ہے یا نہیں؟ (۷) مسلمانوں کو ایسی مساجد میں جانا اور وہاں نمازیں پڑھنا درست ہے؟ جہاں علمائے دین اہل حق و بزرگان دین کو علی العموم برا بھلا کہا جاتا ہو اور ان کی تکفیر و تضلیل کی جاتی ہو اور پکے مسلمانوں کو کان پکڑ کر نکالا جاتا ہو اور لوگوں کو فساد پر آمادہ کیا جاتا ہو؟ بینوا توجروا۔

(جواب ۱۹۶) (۱) فرقہ وہابیہ کی ابتدا محمد بن عبدالوہاب نجدی سے ہوئی۔ یہ شخص حنبلی مذہب رکھتے تھے مزاج میں سختی زیادہ تھی۔ ان کے خیالات اور اعتقادات کے متعلق مختلف روایات سنی جاتی ہیں۔ حقیقت حال خدا تعالیٰ کو معلوم ہے۔ مگر ہندوستان کے بعض مبتدعین نے تو آج کل متبع سنت کا نام وہابی رکھ دیا ہے۔ یہ ان مبتدعین کی اصطلاح جدید ہے۔

(۲) علمائے دیوبند یا ان کے ہم خیال علماء کو جو شخص وہابی یعنی متبع نجدی کہے وہ خود وہابی یعنی سخت گیری میں متبع نجدی ہے۔ علمائے دیوبند نہایت عمدہ اور پاکیزہ عقیدے والے حضرات ہیں، ان کا مذہب اور عقیدہ وہی ہے جو سلف صالحین و تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کا تھا۔ ان کو وہابی کہنا گویا صحابہ و تابعین کو وہابی کہنا ہے۔ حالانکہ صحابہ

کی شان آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں **اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم** (۱) یعنی میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تم جس کی اقتداء کروگے راہ پاؤ گے۔ پھر صحابہ کو برا کہنا نعوذ باللہ من ذلک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنی ہے۔ اور جو شخص آنحضرت ﷺ کی تکذیب کرے اس کا خود ایمان سلامت نہیں ہے۔ (۲)

(۳) آنحضرت ﷺ کا ذکر ولادت افضل المستحبات ہے، لیکن اس کی مروجہ صورتیں اور اس کے لئے انعقاد مجالس بدعت ہے اور ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا بنائے فاسد علی الفاسد ہے۔ ہر ایسا کام جس کی کسی وقت، کسی مجلس، کسی حال کے ساتھ خصوصیت شریعت سے ثابت نہیں، اس کو کسی وقت کسی مجلس کسی حال کے ساتھ خاص کر لینا اور دین کا جزو سمجھ لینا ہی تو بدعت ہے۔ (۳) اور جب کہ یہ بدعت ہے تو جو علماء اس کو ناجائز کہتے ہیں وہ حق پر ہیں۔ ان کو کافر کہنے والے کے ایمان کی خود خیر نہیں۔ اگر بفرض محال **قیام** جائز بھی ہو تاہم زیادہ سے زیادہ مستحب ہو سکتا ہے۔ اور تارک مستحب مستحق ملامت بھی نہیں (۴) چہ جائے کہ اس کی **تکفیر و تضلیل**، **نعوذ بالله من ذلك**۔

(۴) عرس کی حقیقت شرعی نقطہ نظر سے صرف یہی ہو سکتی ہے کہ مقابر اولیاء اللہ کی زیارت کی جائے تو اگرچہ سفر طویل کر کے زیارت جانا جائز ہے (۵) لیکن ایام عرس میں وہاں جانے میں علاوہ اس کے کہ کسی

۱۔ مشکوٰۃ باب مناقب الصحابۃ، الفصل الثالث ج ۲ ص ۵۵۴ ط سعید۔

۲۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کے درمیان اور بعد کی امت کے درمیان سب سے پہلا واسطہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ اور اگر وہ لائق اعتماد نہیں تو دین کی کوئی چیز بھی لائق اعتماد نہیں رہتی۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کی کتاب، آپ کی نبوت اور آپ کے لائے ہوئے دین کی ایک ایک چیز ہمیں اسی جماعت کے ذریعہ ملی۔ لہذا صحابہ کرام کے اعتماد کو مجروح کرنا درحقیقت دین کے اعتماد کو مجروح کرنا ہے۔ علامہ ابن حجرؒ نے "الاصابہ" کے دیباچہ میں امام ابوزرعہ رازی کا قول نقل کیا ہے :۔
"اذا رأيت الرجل ينتقص احدا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فاعلم انه زنديق، وذلك ان الرسول حق، والقرآن حق، وماجاء به حق، وانما ادّى الينا ذلك كله الصحابة، وهولاء يريدون ان يجرحوا شهودنا ليبطلوا الكتاب والسنة، والجرح بهم اولى، وهم زنادقة." (الا صابة فى تمييز الصحابة، خطبة الكتاب ومقدمته، الفصل الثالث فى بيان حال الصحابة من العدالة: ۱ / ۱۰ ط دار الفكر بيروت)

۳۔ علامہ شاطبیؒ بدعت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں : "منها وضع الحدود و التزام الكيفيات والهيآت المعينة و التزام العبادات المعينة فى اوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعيين فى الشريعة۔" (الاعتصام : ج ۱ ص ۳۹ ط دار الفکر بیروت)

٤۔ "وحكمه عدم اللوم على الترك" (ردالمحتار : كتاب الطهارة، مطلب لافرق بين المندوب و المستحب و النفل و التطوع : ج ۱ ص ۱۲۳ ط سعيد)

۵۔ دور دراز کی مسافت طے کر کے زیارت قبور کے لئے جانا اہل سنت کے ہاں مختلف فیہ امر ہے۔ شامیہ میں ہے : "قلت استفيد منه ندب الزيارة و ان بعد محلها. وهل تندب الرحلة لها ؟ لم ارمن صرح به ائمتنا . و منع منه بعض ائمة الشافعية الا لزيارته صلى الله عليه وسلم، قياسا على منع الراحلة لغير المساجد الثلاث . ورده الغزالى بوضوح الفرق الخ" (ردالمحتار : ۲ / ۲۴۲ ط سعید) جو حضرات منع کرتے ہیں وہ حدیث "لا تشد الرحال الا الى ثلثة مساجد الخ (بخارى، كتاب الصوم : ۱ / ۲۶۸ قديمى) سے استدلال کرتے ہیں۔ نیز حضرت ابوھریرہؓ جب "طور" سے واپس آئے تو اس حدیث کے راوی حضرت بصرہ بن ابی بصرہ الغفاریؓ نے اسی حدیث سے طور کا سفر اختیار کرنے کی ممانعت ثابت کی (نسائی ۱ / ۲۰ ط سعید) جو حضرات جواز کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حدیث "لا تشد الرحال" کے معنی یہ ہیں کہ بہ نیت تضاعف صلوٰۃ اور کسی مسجد کی طرف سفر کرنا ممنوع ہے، اس کو زیارت قبور سے کوئی علاقہ نہیں۔ اور اس کی تائید مندرجہ ذیل حدیث سے ہوتی ہے۔ "لا ينبغى للمطى ان تشد رحاله الى مسجد يبتغى فيه الصلوة غير المسجد الحرام و المسجد الاقصى ومسجدى هذا۔" (مسند احمد : ج ۳ ص ۶۴ ط مؤسسۃ التاریخ العربی دار احیاء التراث العربی بیروت)۔ سو یہ روایت مذکورہ حدیث "لا تشد الرحال" کی تفسیر ہو سکتی ہے۔ اور اگر بالفرض تفسیر نہ بھی ہو تو کم از کم اس معنی کا احتمال تو ہے۔ اور قبور سے تعلق پر کوئی نص نہیں۔ واذا جاء الا حتمال بطل الا ستدلال۔ رہی طور پر جانے کی ممانعت تو اس کا محمل یہ کہ بہ نیت تقرب کے کسی مقام کا سفر ممنوع ہے، مطلب یہ کہ جس طرح ان مساجد کی طرف بہ نیت تقرب سفر کیا جاتا ہے اس پر دوسرے مشاہد کو قیاس کرنا جائز نہیں کیونکہ ان مساجد میں نماز پڑھنے میں تو تضاعف ثواب موعود ہے بخلاف دوسرے مشاہد کے کہ وہاں وہی [illegible] ثواب ہی ہیں۔ لہذا پہلی [illegible] میں تحصیل تضاعف کی غرض سے سفر کی اجازت ہوگی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

خاص تاریخ کو عرس کے لئے متعین کر لینا بدعت ہے،(۱) بڑی قباحت یہ ہے کہ آج کل اعراس مروجہ میں اتنے غیر مشروع اور ناجائز کام ہوتے ہیں کہ ان سب کا مجموعہ شرکت عرس کو حرام بنادیتا ہے۔(۲) مثلاً عورتوں کا جانا مزامیر کے ساتھ قوالی ہونا۔ طوائف کا ناچ گانا وغیرہ وغیرہ۔ پس جو شخص اس کو جائز اور باعث ثواب بتائے وہ سخت گناہگار ہوگا۔ ایسا شخص ہرگز اس قابل نہیں کہ اس کے کسی قول پر کان دھرا جائے۔ اور جو شخص مانعین کو وہابی اور کافر بتائے اس کے خود ایمان کی خیر نہیں۔(۳) نعوذ بالله من ذلك۔

(۵) جیسا کہ پہلے سوال کے جواب سے معلوم ہو گیا کہ آج کل مبتدعین کی اصطلاح میں متبعین سنت کو (عداوۃ) وہابی کہا جاتا ہے تو ایسے وہابیوں یعنی ان لوگوں کو جو سنت نبوی پر عمل کرتے ہیں مسجد میں آنے سے روکنا سخت ظلم اور گناہ ہے۔(۴) بلکہ روکنے والے مبتدعین خود اس کے مستحق ہیں کہ ان کو مسجدوں سے روکا جائے ان کو یہ حق کہاں سے حاصل ہو گیا کہ وہ کسی مسلمان کو اتباع سنت کی وجہ سے مسجد میں آنے سے روکیں مسجدیں ان کی مملوک تو نہیں ہیں کہ جس کو چاہیں آنے دیں اور جسے چاہیں روک دیں۔

(۶) یہ حضرات علمائے کرام اعلیٰ درجے کے مسلمان اور پکے دیندار تھے۔ جو شخص ان کو کافر کہے وہ بہت بڑا ظالم اور ایمان کا دشمن ہے۔ ان لوگوں کی کسی تصنیف اور کسی مضمون میں کوئی ایسا فقرہ یا لفظ نہیں جس کی وجہ سے نعوذباللہ من ذلک ان کی طرف کفر کی نسبت کی جائے۔ ان لوگوں کی جتنی تصانیف ہیں بہت کار آمد مفید اور رد بدعت کے لئے نہایت عمدہ ذخیرہ ہیں۔ ہر مسلمان کو ان کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ یہ لوگ سنت نبوی واحکام شرعیہ کے پابند اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قدم بقدم چلتے تھے۔ ان کو سب و شتم کرنا گویا احکام شرعیہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کرنا ہے۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کرنا، اوپر معلوم ہو چکا کیسا ہے۔ جو لوگ ان حضرات علمائے کرام کو کافر بتائیں، ان کو اپنی مجلسوں اور محفلوں میں شریک نہیں کرنا چاہئے اور نہ خود ان کی محفلوں میں شرکت کرنا چاہئے۔ تاکہ ان کے برے اور فاسد عقیدے مسلمانوں میں سرایت نہ کریں۔(۵) یہ لوگ مسلمانوں کے دشمن اسلام کے دشمن اور خدا رسول کے دشمن ہیں۔

(۷) جس جگہ اور جس وعظ کی شرکت سے فساد عقیدہ اور فساد بین المسلمین ہوتا ہو اس میں شرکت کرنا اور وہاں جانا کسی مسلمان کو جائز نہیں خواہ وہ جگہ مسجد ہو یا اور کوئی جگہ ہو۔ اس میں شک نہیں کہ فی نفسہ

(بقیہ حاشیہ) جب کہ دوسری صورت میں سفر ممنوع ہوگا کیونکہ وہاں اس نیت سے سفر کرنا امر غیر ثابت کا اعتقاد ہے۔ البتہ اگر سفر الی المقابر میں کوئی مفسدہ ہو تو اس کو اس مفسدہ کی بناء پر منع کیا جائے گا جیسے کہ حضرت علام نے اگلی سطور میں عرس کے ایام میں زیارت کے لئے جانے کو حرام کہا ہے۔ بہر حال حضرت مفتی اعظم کی رائے یہی ہے کہ زیارت قبور کے لئے سفر کرنا جائز ہے اور یہی راجح ہے واللہ اعلم۔

۱۔ "مقرر ساختن روز عرس جائز نیست" (شاہ محمد اسحاق، مسائل اربعین: ص ۳۸ ط)

۲۔ کیونکہ سفر محرم محرم ہے۔

۳۔ "ایما رجل قال لاخيه كا فر فقد باء بها احدهما." (بخاری، كتاب الادب، باب من اكفر اخاه بغير تاويل فهو كما قال: ج ۲ ص ۹۰۱ ط قديمی)

٤. "من اظلم ممن منع مساجد الله ان يذكر فيها اسمه" (البقرة: ١١٤)

۵۔ "فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين" (الانعام: ٦٨)۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے: "فان المجالسة و نحوها من المماشاة من علامات المحبة و امارات المحبة، فالمعنى لا تجالسوهم مجالسة تأنيس و تعظيم لهم لانهم اما ان يدعوكم الى بدعتهم واما ان يعود عليكم من نقصهم وسوء عملهم مايوثر فی قلوبكم و اعما لكم اذ مجالسة الا غيار تجر الى غاية البوار و نهاية الخسار۔" (مجالس اهل الضلالة ممنوع: ۱ / ۱۷۹ ط امداديه ملتان)

مسجد بہت اچھی جگہ ہے لیکن جبکہ وہاں فساد عقیدہ اور فساد بین المسلمین ہوتا ہو تو نہ مسجد ہونے کی جہت سے بلکہ ان مفسد لوگوں کے اثر بد سے بچنے کے لئے وہاں نہ جانا لازم ہے۔ واللہ اعلم۔

اکابر علمائے دیوبند مسلمان ہیں یا کافر؟

(سوال) ہمارے موضع میں بقر عید کی نماز مولوی عبدالحکیم صدر مدرس جامع العلوم حسین پور پڑھاتے ہیں اور مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمود الحسن دیوبندی اور مولانا اشرف علی تھانوی کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ آیا مولوی عبدالحکیم صاحب مسلمان ہیں یا کافر۔ اور جو ان کے کفر میں شک کرے آیا اس کی بیوی اس کی نکاح میں رہے گی یا نہیں؟ اور ہم لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۴۸۲ فریاد حسین (برما) ۲۱ صفر ۱۳۵۴ھ م ۲۵ مئی ۱۹۳۵ء

(جواب) (از مولوی حشمت علی خاں لکھنوی)۔ قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس مطبع خیر خواہ سرکار کے صفحہ ۳ پر حضور اقدس ﷺ کے خاتم النبین ہونے کے اس معنی کو کہ حضور سب سے پچھلے ہیں جاہلوں کا خیال ٹھہرایا۔ صفحہ ۱۴ پر حضور کے زمانے میں کئی اور نبی کے پیدا ہونے کو جائز بتایا۔ صفحہ ۲۸ پر حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں جدید نبی کے پیدا ہونے کو جائز اور ختم نبوت میں غیر مخل بتایا۔ رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی مصدقہ مصنفہ براہین قاطعہ ص ۵۱ پر حضور اقدس ﷺ سے زائد اپنے پیر ابلیس ملعون کا علم گایا۔ اشرف علی تھانوی نے اپنی حفظ الایمان صفحہ ۸ پر اپنے بزرگوں پاگلوں جانوروں کے علم غیب کو حضور اکرم ﷺ کے علم غیب کے مثل بتایا اور انہیں کفریات خبیثہ ملعونہ کی بنا پر مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیان عظام سے کافر و مرتد ہونے کا متفقہ فتوی پایا۔ کما ہو مصرح فی حسام الحرمین والصوارم الہندیہ۔ لہذا جو شخص ان چاروں شیاطین مرتدین میں سے کسی ایک کی کفری عبارت پر بخوبی مطلع ہونے کے بعد بھی اس کو مسلمان سمجھے یا اس کے کافر ہونے سے انکار کرے یا اس کے کافر و مرتد ہونے میں شک کرے یا اس کو کافر و مرتد کہنے میں توقف کرے تو خود بھی قطعاً یقیناً کافر و مرتد ہے۔ اور بے توبہ مرا تو ملعون و مستحق نار ابد ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز مطلقاً حرام و باطل محض ہے۔ ایسا شخص مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے اپنا نام عبدالحکیم رکھے یا کھلم کھلا اپنے کفر کا اقرار کر کے اپنے آپ کو مرتد رجیم کہے۔ نماز جمعہ ہو یا نماز عید یا نماز پنجگانہ اس کے پیچھے کوئی نماز جائز و صحیح نہیں ہو سکتی۔ امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مستطاب الشفافی تعریف حقوق المصطفی میں فرماتے ہیں اجماع المسلمون ان مشاتمہ صلی اللہ علیہ وسلم کافر. من شك فی کفرہ و عذابہ فقد کفر و ھکذا فی الدرالمختار وغیرہ من الغرر الا سفار۔ اس کی جورو اس کے نکاح سے نکل گئی۔ سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ اپنی کتاب الخراج میں فرماتے ہیں ایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوکذبہ اوعابہ اوتنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ و بانت منہ امرأتہ اھ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم۔ فقیر ابو الفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی لکھنوی غفرلہ لوالدیہ ولابویہ ولاخویہ ربہ العزیز القوی۔

المجیب مصیب فقیر غلام محی الدین غفرلہ بلیاوی مدرس مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم۔ الجواب صحیح شمس الحق عفاعنہ مدرس مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور۔ الجواب صحیح محمد علیم اللہ فتحپوری۔ الجواب صحیح اسد الحق عفا عنہ مراد آبادی۔

(جواب ۱۹۷) (از مفتی اعظمؒ) جناب نے جو فتویٰ بھیجا ہے وہ میں نے دیکھا۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی۔ مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سلمہ اللہ تعالیٰ یہ تمام حضرات ان باخدا اور محترم علماء میں سے ہیں جن کے علمی فیوض وبرکات سے تمام ہندوستان فیض یاب ہوا ہے۔ یہ علماء ہندوستان میں دین اسلام کے آفتاب ہیں۔ ان کی ہدایت کی روشنی سے ظلمت کدہ ہند روشن ہے۔ ان کو کافر بتانا کسی ایماندار مسلمان کا کام نہیں ہے۔ تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ حفظ الایمان کی طرف جن مضامین کو منسوب کر کے ان کو کافر کہنے والے اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں۔ وہ مضامین ان کتابوں میں نہیں ہیں۔ کتابوں کی عبارتوں کو توڑ مروڑ کر کے زبردستی ان کا مطلب بدلا جاتا ہے۔ اگر یہ حضرات بھی نعوذباللہ آنحضرت ﷺ کی شان مبارک کو نہ سمجھیں یا خدانخواستہ کسی طرح کی منقصت کریں تو ہندوستان میں کوئی دوسرا سلسلہ نہیں ہے جو خاندان نبوت اور اسلامی شریعت کی تقدیس کر سکے۔ آج ہندوستان کے فی صدی نوے بلکہ پچانوے علماء انہیں حضرات کے سلسلہ کے شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ اگر یہ سب کافر ہوں تو ہندوستان میں اسلام کا خدا ہی حافظ ہے۔

آپ رنگون سے مولوی حافظ عبدالروف خاں کی کتاب **براءۃ الابرار عن مکائد الاشرار** منگا کر ملاحظہ فرمائیں۔(۱) اس سے آپ کو اس فتوی کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ بہرحال یہ فتویٰ شرعی فتویٰ نہیں ہے بلکہ کذب وافترا اور تہمت کی دستاویز ہے۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔**

(جواب ۱۹۸) نمبر ۸۲۴ دیگر۔ یہ فتویٰ مسلمانوں کی بد قسمتی اور غفلت کی روشن ترین مثال ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی۔ حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی قدس اللہ اسرارہم اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نہ صرف ہندوستان کے بلکہ دنیائے اسلام کے منتخب اور برگزیدہ علمائے اتقیا میں سے ہیں۔ جن کی اسلامی اور علمی خدمات بے شمار ہیں۔ ان کو کافر بتانے والے جس افتراء و تہمت کی بنا پر ان کو کافر قرار دیتے ہیں وہ کذب و دجل اور ظلم وعدوان کی بدترین مثال ہے۔ جواب میں جن باتوں کو ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ خالص تہمتیں ہیں۔ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

---

(۱) اس موضوع پر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب مدظلہ العالی کی تصنیف "عبارات اکابر" مطبوعہ مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ ملاحظہ کی جائے۔

۱۔ کسی عالم دین کی توہین کرنا کیسا ہے ؟
۲۔ ”حضور کا نماز میں خیال لانا گدھے اور بیل سے برا ہے“ کے قائل کا حکم .
۳۔ دیوبندی اور غیر مقلد کو کافر کہنے والے کی امامت کا حکم .
۴۔ قوالی سننا کیسا ہے ؟

(سوال) (۱) کسی عالم کی توہین کرنا کیسا ہے ؟ (۲) ایک عالم دیوبندی کہتا ہے کہ حضور کا نماز میں خیال آنا گدھے اور بیل سے برا ہے۔ یہ کہنا توہین حضرت کی ہوگی یا نہیں ؟ (۳) اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگرچہ حافظ ہو یا مولوی، دیوبندی کافر ہے۔ غیر مقلد کافر۔ اور اس کو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر اور اس کے کفر میں شبہ کرے وہ بھی کافر۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟ (۴) قوالی سننا ڈھولک وغیرہ کے ساتھ کسی مزار پر یا کسی اور جگہ کیسا ہے ؟

المستفتی نمبر ۶۴۶ عبدالاحد (ضلع دربھنگہ) ۴ رجب ۱۳۵۴ھ م ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۹۹) (۱) عالم کی، عالم ہونے کی حیثیت سے توہین کرنا سخت گناہ ہے۔ (۱) (۲) یہ بات یوں نہیں ہے لوگ اسے غلط طریقے سے بیان کرتے ہیں اور غلط سمجھتے ہیں۔ اصل بات میں کوئی توہین نہیں ہے۔ (۲) (۳) یہ شخص جاہل ہے۔ اس کی امامت مکروہ ہے۔ (۳) (۴) ناجائز ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

۱۔ علمائے حق کو وہابی، کافر کہنے والے کا حکم
۲۔ تقویۃ الایمان، صراط مستقیم وغیرہ کتب اور ان کے مؤلفین کا حکم .

(سوال) آج کل بمبئی کی فضا بگڑ گئی ہے۔ یہاں پر علمائے دیوبند و بریلی دونوں وعظ بیان کرتے ہیں۔ اب ہم اس مصیبت میں پڑ گئے ہیں کہ کس کے وعظ کو سچا مانیں۔ مولوی حشمت علی صاحب نے اپنی کتاب ردالہند میں آپ کو امام الوہابیہ (نعوذباللہ لکھا ہے اور آگے لکھتے ہیں کہ جتنے علمائے دیوبند ہیں سب کے سب وہابی کافر ہیں (معاذاللہ)۔ یہاں پر مولانا مرتضیٰ حسن صاحب اور مولانا محمد منظور صاحب کے بھی وعظ ہوتے ہیں۔ مگر وہ کسی کو برا بھلا نہیں کہتے۔ ہمارے محلے میں بریلی پارٹی کا بہت زور ہے وہ لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ اس لئے آپ کی، مندرجہ، ذیل کتابوں کے بارے میں کیا رائے ہے :۔ تقویۃ الایمان، صراط مستقیم مصنفہ مولانا اسمٰعیل شہید، براہین قاطعہ، تحذیر الناس، فتاویٰ رشیدیہ اور ان کے مصنفوںؒ کے بارے میں آپ کا کیا عقیدہ ہے ؟

المستفتی نمبر ۹۵۲ ایوب خاں (بمبئی) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

۱۔ ”ویخاف علیه الکفر اذا شتم عالماً او فقیها من غیر سبب۔“ (البحر الرائق، کتاب السیر، باب احکام المرتدین: ج ۵ ص ۱۳۲ ط دار المعرفۃ بیروت)

۲۔ اس کی مفصل بحث ”عبارات اکابرؒ“ میں دیکھیں۔

۳۔ کیونکہ ناحق کافر کہنے کی وجہ سے یہ شخص فاسق اور مبتدع ہو گیا لہذا اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے : ”ویکره امامة فاسق ومبتدع. واما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه، وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه، وقد وجب علیهم اهانته شرعا“ (الدر المختار مع شرحه، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ ۱: ۵۶۰ ط سعید)

(جواب ۲۰۰) جو لوگ کہ مسلمانوں کو کافر بتاتے اور جماعت مسلمیں میں تفریق کرتے اور علمائے ربانی کو سب و شتم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے۔ میں قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ ﷺ اور اقوال و افعال صحابہ کرام و تابعین و مجتہدین عظام پر ایمان اور عمل رکھتا ہوں۔ البتہ بدعات و مخترعات کو بموجب ارشاد پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام قابل رد سمجھتا ہوں۔(۱)

حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو بزرگ اور علمائے حقانیین سمجھتا ہوں ان کی کتابیں تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، براہین قاطعہ، فتاوی رشیدیہ وغیرہ کو صحیح اور قابل عمل جانتا ہوں۔ میں کسی مسلمان اور خصوصاً عالم باعمل کو کافر کہنے کی جرات نہیں کرتا۔(۲) اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آئندہ بھی تکفیر مسلمین سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

۱۔ وہابیوں اور رضاخانیوں کے عقائد کیا ہیں ؟

۲۔ اہل حق کی بعض عبارات سے غلط مفہوم لینا .

۳۔ کسی کلمہ گو کو کافر کہنا کب جائز ہوگا؟

(۱) وہابی کس جماعت کے لوگوں کو کہتے ہیں۔ اور ان کے کیا اعتقاد ہیں۔ رضاخانی کس جماعت کے لوگوں کو کہتے ہیں۔ اور ان کے کیا اعتقاد ہیں ؟ (۲) زید نے کہا کہ حضور اقدس سرور عالم ﷺ عالم الغیب ہیں۔ اللہ نے اپنے حبیب کو سکھلادیا جو کچھ نہ جانتا تھا۔ اللہ کے نزدیک حضور کی بڑی عزت ہے۔ اس کے جواب میں عمرو نے کہا کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص۔ ایسا علم غیب ہر خاص و عام کو حاصل ہے۔ حضور اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل اور اس کے روبرو ایک ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ اب فرمائیے ان دونوں میں کس کا قول قابل یقین ہے۔ جو مسلمان ہو کر کسی نبی یا صحابی کی تقریری یا تحریری ادنیٰ گستاخی کرے وہ مسلمان ہے یا کافر ؟ (۳) بکر نے عالم ہونے کی وجہ سے کہا کسی کلمہ گو کو کافر نہ کہنا چاہئے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ وہابی و رضاخانی و غیر مقلد قادیانی و رافضی وغیرہ وغیرہ جماعتیں کلمہ گو ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں۔ اور اگر ہیں تو ان جماعتوں میں سے کون سی جماعت حق و صحیح راستہ پر ہے۔

نمبر ۱۱۷۱ مولوی محمد سلیمان صاحب میرٹھی ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۵۵ء مطابق ۷ ستمبر ۱۹۳۶ عیسوی

(جواب ۲۰۱) وہابی اصل میں وہ لوگ تھے جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیرو تھے۔ مگر ہندوستان میں یہ لفظ غلط معنی میں استعمال کیا جانے لگا۔ جو لوگ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیرو نہیں ہیں۔ مگر آنحضرت ﷺ کی

۱۔ لقولہ علیہ السلام : "من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد" (مسلم، کتاب الاقضیہ، باب نقض الاحکام الباطلۃ ورد محدثات الامور : ج ۲ ص ۷۷ ط قدیمی)

۲۔ لقولہ علیہ السلام : "ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدھما" (بخاری، کتاب الادب، باب من اکفر اخاہ بغیر تاویل الخ : ۲/ ۹۰۱ ط قدیمی)

سنت پر عمل کرتے ہیں اور بدعتوں سے منع کرتے ہیں، ان کو وہابی کہہ دیا جاتا ہے۔ اور لوگوں کو ان سے متنفر کرنے کے لئے یہ ایک چلتا ہوا جادو ہے۔ جہاں وہابی کہا بس پھر کیا تھا وہ مردود ملعون وہابڑا الہابڑا سب کچھ ہو گیا **نعوذ باللہ من ذلک۔**

رضاخانی وہ جماعت ہے جو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی متبع ہے۔

(۲) یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو بے شمار غیب کی باتوں کا علم عطا فرمادیا تھا اور حضور کا علم تمام مخلوق سے زیادہ ہے۔ باوجود اس کے حضور کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں کیونکہ عالم الغیب خاص اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔(۱)

یہ کوئی نہیں کہتا کہ حضور کے برابر علم ہر خاص و عام کو حاصل ہے۔ اور نہ معاذ اللہ کسی نے یہ کہا ہے کہ حضور اللہ کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہیں۔ جن کتابوں کی طرف یہ بات منسوب کی جاتی ہے۔ ان کی عبارتوں کا مطلب بگاڑ کر یہ باتیں کہی جاتی ہیں۔(۲)

(۳) جہاں تک کسی کلمہ گو کو کافر نہ کہنے کی گنجائش ہو اس وقت تک کافر کہنا درست نہیں۔(۳) لیکن جب اس کی گنجائش نہ رہے تو کافر کہنا جائز ہے۔ مثلاً کوئی کلمہ گو نماز کی فرضیت سے انکار کر دے۔ زکوۃ کی فرضیت سے انکار کر دے تو اس کو لامحالہ کافر کہا جائے گا۔ اسی طرح کسی اور قطعی بات سے انکار کر دے تو اس کی تکفیر ضرور کی جائے گی۔(۴) مثلاً تمام قادیانیوں کے اور رافضیوں کے بعض فرقوں کے کافر ہونے میں شبہہ نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

ا۔ کیا وہابیوں کے پیچھے نماز جائز ہے؟
۲۔ کیا حنفیوں کے ہاں فقہ حدیث سے بالاتر ہے؟

(سوال) (۱) کیا وہابیوں کے پیچھے نماز جائز ہے؟ (۲) کیا حنفیوں کے یہاں حدیث شریف سے بالاتر کتاب فقہ تصور کی جاتی ہے؟

المستفتی نمبر ۱۵۶۴ سید عبدالمعبود صاحب (ضلع بدایون)۔ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۴ جولائی ۱۹۳۷ء

ا۔ وبالجملة فالعلم بالغيب امر تفرد به سبحانه، ولاسبيل للعباد اليه الا باعلام منه والهام بطريق المعجزة، اوالكرامة، اوالارشاد الى الاستدلال بالا مارات فيما يمكن فيه ذلك ...... وذكر الحنفية تصريحاً بالتكفير باعتقاد ان النبى عليه الصلاة و السلام يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالى: "قل لا يعلم من فى السموات والارض الغيب الا الله" كذا فى المسايرة." (ملا على قارى، شرح كتاب الفقه الاكبر، مسالة فى ان تصديق الكاهن بمايخبربه من الغيب: ص ۲۲۵ ط دارالكتب العلمية بيروت لبنان)

۲۔ اس کی مفصل بحث "عبارات اکابر" مصنفہ شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر مدظلّہ العالی (مطبوعہ مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ) میں ملاحظہ فرمائیں۔

۳۔ "اذا كان فى المسئلة وجوه يوجب التكفير ووجه واحد يمنع فعلى المفتى ان يميل الى هذا الوجه (خلاصۃ الفتاوی، کتاب الکراھیۃ، الفصل الثانی فی الفاظ الکفر الخ: ج ۴ ص ۳۸۲ ط امجد اکیڈمی لاہور)

۴۔ "وقال القاضى عضد الدين فى المواقف: لا يكفر احد من اهل القبلة الا فيما فيه نفى الصانع القادر العليم، او شرك، او انكار للنبوة او ماعلم مجيئه بالضرورة، او المجمع عليه كا ستحلال المحرمات، واما ما عداه فالقائل به مبتدع لا كافر انتهى" (ملا علی قاری، شرح کتاب الفقہ الاکبر، مطلب یجب معرفۃ المکفرات الخ: ص ۲۴۱ ط دار الکتب العلمیہ بیروت)

(جواب ۲۰۲) (۱) وہابیوں کے کوئی ایسے معنی نہیں جن سے پچھ تعین ہو سکے کہ کون لوگ مراد ہیں۔ کیونکہ آج کل تو لوگ ہر اس شخص کو وہابی کہہ دیتے ہیں جو کسی بدعت سے منع کرے۔ تو ایسے متبعین سنت کے پیچھے کیسے نماز ناجائز ہو سکتی ہے۔ جن کو لوگ وہابی کہہ دیا کرتے ہیں۔

(۲) یہ صحیح نہیں ہے کہ حنفیوں کے نزدیک حدیث کی معتبر کتابوں سے فقہ کی کتاب بالاتر ہے۔ کیونکہ حدیث خود اصول شرعیہ میں سے کتاب اللہ کے بعد دوسری اصل ہے۔ اور اصل شرعیہ چار ہیں۔ ان سے حاصل کئے ہوئے احکام فرعیہ کا نام فقہ ہے۔ (۱) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔**

علمائے دیوبند اہل سنت والجماعت حنفی ہیں۔

(سوال) بعد از ماھوالمسنون عرض اینکہ دریں ایام فرخندہ نام گرامی شمایاں درمابین محققین و مدققین زیادہ تر از روشنائی آفتاب درمابین ستارہ ہاست و می دانیم کہ از دریائے فیض تشنگان جہالت سیراب شدہ۔ و می شنوم کہ لقب مبارک مفتی الہند در آفاق شہرت یافتہ و می بینیم کہ کوران راہ مستقیم بہدایتش راہ یاب شدہ۔ و در ہر کنج دنیا اگر روم از تصنیفاتش خالی نیست و ہنوز دانستم کہ اگر خدانخواستہ حدیقہ شریعت بیضاء خالی از تربیت اش یافتہ شود ظلمات علی الظلمات واقعہ خواہد شد۔ و پنداشتیم کہ دیوار شریعت انوریہ بر نقش معمور و آباد است و نیز یاد دارم کہ قلعہ دین مبین بہ حراستش محفوظ از حملہ حملہ آوراں است۔ مگر افسوس صد افسوس کہ ؎

بلبل خموش گشت پرید از سر چمن
زاغان و غوک معتکف بوستان شدند

چہ جائے گریہ اگر بجائے اشک خون دل از چشم ببارد ہم کم است کہ بایں ہمہ خوبی ہائے مذکورہ و علاوہ ازیں درمابین ہمعصراں امتیاز خاص دارد کہ عبارت از دیانتداری و تقویٰ بایں کہ جامع منقول و معقول است و منسوب بوہابیت است چنانچہ در ضلع کاٹھیاواڑ قریہ بقریہ پارچہ از سخنہائے ناشائستہ مموشدہ اشاعت یافت از طرف مفتی عبدالرشید خان حال ساکن وہوراجی کاٹھیاواڑ منسوب بہ فتح پور مدرس مدرسہ مسکینیہ وہوراجی چنانچہ موجودہ علمائے ہند ہمگی در یک فہرست درج کردہ مقلد و غیر مقلد وہابی ہمہ را از یک دیگر جدا کردہ مشہور عوام الناس شد۔ مگر چونکہ اسلامی زیر فہرست را در ینجا گنجائش تحریر نیست لہذا از مقصد اعظم خود را اطلاع غرض میشود کہ آیا اسماء مبارک تحت الذیل علماء کرام را متصف باوصاف ناشائستہ مفتی عبدالرشید فتح پوری راست است یا دروغ؟

(۱) مفتی کفایت اللہ	وہابی	مدرسہ امینیہ دہلی
(۲) مولوی ثناء اللہ	غیر مقلد	امرتسری
(۳) مولوی اشرف علی	وہابی	تھانوی
(۴) مفتی عزیز الرحمن	وہابی	دیوبندی

---

[۱] "واصطلاحاً عندالاصولین العلم بالاحکام الشرعیۃ الفرعیۃ المکتسب من ادلتھا التفصیلیۃ" (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار، مقدمہ: ۱/ ۳۶ ط سعید)

(۵) مولوی محمد انور کشمیری وہابی ڈابھیلی

علاوہ ازیں نیز مفتی المشتہر دربارۂ سیرت کمیٹی یک رسالہ گجراتی ہم چھاپ کردہ شائع نمودہ کہ سیرت کمیٹی چنیں و چناں است۔ غرض کہ در شان بانئ سیرت کمیٹی از حد زیادہ گستاخانہ الفاظ درج است۔ مگر مکرر عرض بلب ادب ہست کہ از روئے الطاف و مہربانی دربارۂ علماء کرام فوق الذکر تحریر فرمائید۔ اگر رائے جناب شمایاں مخالف از رائے عبدالرشید مذکورہ بباشد ضرور شمشیر زہر آلود پیش تربیت یافتہ مفتی عبدالرشید درد ستم می افتد و اگر موافق بجائے آں باشد فانا بری منکم و منھم **واسال اللہ انکشاف الحق کما ھوا لحق**

المستفتی نمبر ۱۳۴۹ عثمان میاں عبدالغنی میاں (کاٹھیاواڑ) ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ ۲۹ جون ۱۹۳۸ء

(ترجمہ) بعد سلام مسنون عرض ہے کہ اس مبارک زمانے میں جناب کا اسم گرامی محققین اہل علم کے درمیان ایسا روشن ہے جیسے ستاروں کے درمیان آفتاب۔ اور ہمیں معلوم ہے کہ آپ کے دریائے فیض سے تشنگان جہالت سیراب ہوئے اور آپ کا لقب مبارک مفتی الہند تمام عالم میں شہرت رکھتا ہے- آپ کے رشد و ہدایت سے راہ مستقیم سے بھٹکنے والے راہیاب ہوئے اور دنیا کے کسی گوشہ میں ہم جائیں، آپ کی تصانیف ہر جگہ شائع ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ اگر شریعت بیضاء کا باغ آپ کی تربیت سے خدانخواستہ محروم ہو جائے تو گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا جائے گا۔ ہم جانتے ہیں کہ شرع منور کی چار دیواری آپ کی توجہ و نگرانی سے معمور آباد ہے اور دین مبین کا قلعہ آپ کی نگہبانی کی وجہ سے دشمنوں کے حملے سے محفوظ ہے۔ مگر افسوس کہ ؂

بلبل خاموش ہوکر باغ سے اڑ گیا اور
کوے اور مینڈک باغ میں براجمان ہوگئے

کیسا رونے کا مقام ہے، اگر آنسوؤں کے بجائے خون دل آنکھ سے برسے تو کم ہے کہ ایسا جامع کمالات جو اپنے معاصرین میں از روئے دیانت و تقویٰ خاص امتیاز رکھتا ہے اس کو وہابیت کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے- چنانچہ ضلع کاٹھیاواڑ میں گاؤں در گاؤں ایسے اشتہارات شائع کئے جاتے ہیں جن میں نہایت گستاخانہ باتیں لکھی ہیں۔ ایسی چیزیں مفتی عبدالرشید خان ساکن فتحپور وارد حال دھوراجی مدرس مدرسہ مسکینیہ دھوراجی کی طرف سے شائع کی جارہی ہیں۔ مثلاً تمام موجودہ علماء ہند کی ایک طویل فہرست شائع کی گئی ہے اور ہر ایک کے نام کے آگے مقلد، غیر مقلد، وہابی کا لفظ درج کر کے ایک دوسرے سے ممتاز دکھایا گیا ہے۔ مگر چونکہ اس طویل فہرست کا یہاں درج کرنا مشکل ہے اس لئے ہم اپنے اصل مقصد کو ظاہر کرتے ہوئے ذیل میں چند اسماء مبارک تحریر کرتے ہیں اور دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ مفتی عبدالرشید نے ان حضرات کو جن ناشائستہ اوصاف کے ساتھ متصف کیا ہے یہ صحیح ہے یا غلط؟

علاوہ ازیں اس اشتہار کے شائع کرنے والے مفتی نے سیرت کمیٹی کے بارے میں بھی ایک رسالہ بزبان گجراتی چھاپ کر شائع کیا ہے کہ سیرت کمیٹی ایسی ہے ویسی ہے۔ اور اس کے بانی کی شان میں بے حد گستاخانہ الفاظ لکھے ہیں۔ مکرر باادب گزارش ہے کہ براہ لطف و کرم مذکورہ بالا علماء کے متعلق اپنی رائے تحریر فرمائیں۔ اگر

جناب کی رائے مفتی عبدالرشید کی رائے کے مخالف ہو گی تو عبدالرشید کے چیلوں کو سزا دینے کے لئے میرے ہاتھ میں شمشیر زہر آلود ہو گی۔ اور اگر آپ کی رائے اس کی رائے کے موافق ہو گی تو میں آپ کی اور انکی طرف سے بری الذمہ ہوں گا اور اللہ سے انکشاف حق کی آرزو کروں گا۔

(جواب ۲۰۳) ایں فقیر بے بضاعت مفتی عبدالرشید صاحب را نمیداند۔ وایں ہم مرا معلوم نیست کہ مفتی مذکور بکدام علت مرا وہابی می گوید۔

م۔ فقیر و حضرت مولانا اشرف علی تھانوی و حضرت مولانا عزیز الرحمٰن مرحوم و حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری مرحوم بر کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ بجان و دل ایمان داریم و عمل بہ فقہ امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ میکیم مایاں اہل سنت والجماعت و حنفی ہستیم **واللہ علی نقول شھید۔**

مولوی ثناء اللہ صاحب حنفی نیستند۔ ایشاں از گروہ اہل حدیث ہستند کہ تقلید شخصی معمول ایشاں نیست۔ فقیر از شمایاں التجامی کند کہ بر قول عبدالرشید صاحب کہ مراد مولانا تھانوی و مولانا دیوبندی و مولانا کشمیری را وہابی گوید یقین نکنید و بحکمت و موعظت حسنہ ایشاں را ازیں غلطی باز دارید تشدد ہرگز نکنید کہ مفید نیست۔ واللہ الموافق۔(۱)

فقیر محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(ترجمہ) یہ فقیر بے نوا مفتی عبدالرشید سے واقف نہیں اور یہ بھی مجھے معلوم نہیں کہ مفتی مذکور مجھ کو کس وجہ سے وہابی کہتا ہے۔

میں فقیر اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اور حضرت مولانا عزیز الرحمٰن مرحوم اور حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری مرحوم کتاب و سنت پر بجان و دل ایمان رکھتے ہیں اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی فقہ پر عامل ہیں۔ ہم لوگ اہل سنت والجماعت حنفی ہیں اور ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اس پر اللہ رب العزۃ گواہ ہے۔

مولانا ثناء اللہ صاحب حنفی نہیں ہیں۔ وہ گروہ اہلحدیث سے تعلق رکھتے ہیں جو تقلید شخصی پر عامل نہیں ہیں۔ فقیر آپ سے درخواست کرتا ہے کہ مفتی عبدالرشید جو مجھ کو اور مولانا تھانوی اور مولانا دیوبندی اور مولانا کشمیری کو وہابی کہتا ہے، اس کی باتوں پر ہرگز یقین نہ کیجئے اور اس کو اور اس کے پیروں کی حکمت و دانائی اور پند و نصیحت سے ان کی غلط خیالی تنبیہ کیجئے۔ تشدد ہرگز نہ کیجئے کیونکہ تشدد غیر مفید اور مضر ہے۔ واللہ الموافق۔

شرک و بدعت کا مخالف اور علمائے دیوبند کو برحق سمجھنے والا مستحق امامت ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک شخص جامع مسجد کا پیش امام ہے۔ اچھا خاصا وعظ بیان کرتا ہے۔ شرک اور بدعت کی تردید کرتا ہے۔ رسوم قبیحہ اور حالات وہابیہ سے لوگوں کو روکتا ہے۔ اپنے آپ کو امام ہمام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا معتقد بتلاتا ہے۔ سیدھے سادے لوگ ان کو دیوبندی وہابی لہابی بد مذہب وغیرہ افتراء سے بدنام کرتے ہیں۔ وہ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں دیوبند پڑھا نہیں لیکن حضرات علماء دیوبند کو حق بجانب اور صحیح سنت نبویہ کا عامل پاتا ہوں۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا اشرف علی تھانوی صاحب، مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی، مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کو بزرگ اور مسلمانوں کا پیشوا سمجھتا ہوں۔ کیا ایسے معتقدات رکھنے

والے کو ہم امام مسجد بنا سکتے ہیں۔

(المستفتی نمبر ۲۳۹۸ قاضی حسن علی صاحب (کاٹھیاواڑ) ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ م ۱۵ اگست ۱۹۳۸ء)

(جواب ۲۰۴) یہ علماء جن کے نام لکھے ہیں، حنفی عالم اور بزرگ ہیں۔ انہوں نے دین اسلام کی اور حنفی مذہب کی بے حد مخلصانہ خدمت کی ہے۔ یہ لوگ ظاہری علوم کی بھی انتہائی مہارت رکھتے تھے اور باطنی علوم میں بھی کمال تھا۔ اہل اللہ تھے اور فقیرانہ کمالات میں ہندوستان کے مشہور اولیاء میں داخل تھے۔ امام کا عقیدہ ان لوگوں کے متعلق درست اور صحیح ہے اور وہ امامت کا مستحق ہے۔ فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

قبر پر اذان کو درست نہ سمجھنے والا اہل سنت والجماعت میں داخل ہے یا نہیں ؟

(سوال) جو شخص اذان علی القبر وغیرہ کو درست نہ سمجھتا ہو وہ اہل سنت والجماعت میں داخل ہے یا نہیں۔

(المستفتی نمبر ۲۱۷ راجہ فیروز خان (جہلم) یکم جمادی الاول ۱۳۶۱ھ م ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء)

(جواب ۲۰۵) جو شخص کہ اذان قبر کا قائل نہ ہو۔ انگوٹھے چومنے اور آنکھوں سے لگانے کا قائل نہ ہو، اسقاط کے مروجہ طریقہ کو غلط بتاتا ہو۔ عید کی نماز باہر جا کر پڑھنے کی تاکید کرتا ہو۔ ظہر احتیاطی کا قائل نہ ہو وہ اہل سنت والجماعت میں سے ہے بلکہ صحیح العقیدہ وہی ہے اور اس کو برا کہنے والا غلط گو اور غلط کار ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

کیا بہشتی زیور معتبر کتاب ہے ؟

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) مولوی اشرف علی تھانوی کا بہشتی زیور اہل سنت والجماعت کو پڑھنا اور اس پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب ۲۰۶) کتاب بہشتی زیور مذہب حنفی کے موافق مسائل وغیرہ کی کتاب ہے اور معتبر ہے۔ اس کو پڑھنا اور عمل کرنا درست ہے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرسہ امینیہ۔ دہلی۔

فصل ہشتم

احترام اولیاء

”سبحان اللہ اس دربار کا کیا کہنا“ بولنا جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال) ایک شخص نے حضرت معین الدین اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کی تعریف کی۔ دوسرے نے کہا سبحان اللہ (یا ماشاء اللہ یا الحمد للہ) اس دربار کا کیا کہنا ہے۔ یہ جائز ہے یا نہیں ؟

(المستفتی نمبر ۱۲۴ حبیب اللہ (ضلع غازی پور) یکم شعبان المعظم ۱۳۵۲ھ م ۲۰ نومبر ۱۹۳۳ء)

(جواب ۲۰۷) اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۱۔ کسی بزرگ کو شمس الکونین کہنے کا حکم

۲۔ الہام حجت ہے یا نہیں؟

(سوال) (۱) زید ایک بزرگ کو ”شمس الکونین“ کے لقب سے اعتقاداً مخاطب یا ملقب کرتا ہے اور جو شخص اس اعتقاد میں ہمنوا نہ ہو تو وہ اس سے سخت ناراض ہوتا ہے کیونکہ وہ اس کو ملہم سمجھتا ہے۔ عمرو کہتا ہے کہ آقائے دو جہاں سرور کائنات سرکار دو عالم تاجدار مدینہ سید الکونین وغیرہ الفاظ متکلمین اسلام کی اصطلاح میں آقائے دو جہاں سید المرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات کے لئے مختص ہیں اور کچھ ایسے مختص ہو چکے ہیں کہ عامۃ المسلمین کا ذہن فوراً ایسے الفاظ پر حضور ﷺ کی ذات اقدس کی طرف متبادر ہو جاتا ہے۔ شمس الکونین بھی اسی قبیل سے معلوم ہوتا ہے ورنہ ملتبس ضرور ہے۔ حضور ﷺ کی ذات کے سوا کسی امتی کے لئے ایسے الفاظ کا استعمال خلط مراتب کا باعث ہے اور دھوکہ میں ڈالتا ہے اور فرق مراتب کی اہمیت ظاہر ہے۔ اس لئے ایسے الفاظ سے کسی امت کو مخاطب کرنا درست نہیں۔ دونوں میں سے کس کا خیال صحیح ہے ؟

(۲) سالکان راہ طریقت کے کیا تمام الہامات صحیح اور حجت ہوتے ہیں؟

(المستفتی نمبر ۲۵۵۵، ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ م یکم جنوری ۱۹۴۰ء)

(جواب ۲۰۸) (۱) زید کا قول بے شک نامناسب اور حدیث لاتزکوا علی اللہ احدا (۱) (او کما قال) کے خلاف ہے۔ عمرو کا قول صحیح ہے۔ کسی بزرگ متبع شریعت شیدائے سنت کی بزرگی کا اعتراف تو ناجائز نہیں۔ مگر حد سے بڑھ جانا اور آخرت کی نجات کا شخصی طور پر یقینی حکم لگا دینا درست نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ایسے ہی موقع پر وما یدریک ان اللہ اکرمہ (۲) فرمایا تھا۔

(۲) اولیا کے الہام قطعی نہیں۔ ان میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے۔ (۳) اور دوسروں کے حق میں ولی کا

۱۔ بخاری، کتاب الادب، باب مایکرہ من التمادح: ۲ ص ۸۹۵ ط قدیمی، ولفظہ: ”ولا یزکی علی اللہ احداً“

۲۔ بخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الجنائز: ج ۱ ص ۱۶۶ ط قدیمی

۳۔ ”وما ذکرہ بعض الاولیاء من باب الکرامۃ .... بطریق المکاشفۃ او الالھام او المنام التی ھی ظنیات لاتسمی علوما یقینیات۔“ (ملا علی قاری، مرقاۃ، کتاب الایمان: ج ۱ ۱۶۶ ط امدادیہ)

کوئی الہام حجت نہیں۔ خود ملہم اگر یقین رکھتا ہو کہ اس کا فلاں الہام قطعی من اللہ ہے تو وہ خود اس کے موافق عمل کر سکتا ہے۔ مگر اس کے سوا کسی پر لازم نہیں۔ کسی ولی کے کسی خاص الہام پر کسی مسلمان کو ایمان لانا ضروری نہیں ہے۔(۱) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی**

فصل نہم۔ نذر نیاز اور فاتحہ

۱۔ پیران پیر کی نیاز کے لئے بکرا ذبح کرنے کا حکم.
۲۔ قبروں پر پھول، چادر، شیرینی وغیرہ چڑھانا حرام ہے.

(سوال) یہاں پر دو جماعتوں کے درمیان مسئلہ ہذا کے بارے میں تنازعہ چل رہا ہے۔ ایک فریق کہتا ہے کہ پیران پیر غوث الاعظم جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی نیاز کے لئے بکرا خرید کر ذبح کرنا اور اس کا کھانا جائز ہے۔ دوسرا فریق اس کو حرام ٹھہراتا ہے۔ ایک فریق کا عالم یہ فرماتا ہے کہ کسی بزرگ کی قبر پر پھولوں کی چادر چڑھانا یا چڑھاوے چڑھانا جائز ہے۔ دوسرا فریق اس کو ناجائز ٹھہرتا ہے۔

(المستفتی نمبر ۲۰۰ غلام نبی۔ سوداگر چرم۔ ضلع ستارہ۔ ۲۶ شوال ۱۳۵۲ھ م ۱۱ فروری ۱۹۳۴ء)

(جواب ۲۰۹) اگر بڑے پیر صاحب یا کسی دوسرے بزرگ کو ثواب پہنچانے کیلئے جانور ذبح کرا کر اس کا گوشت پکا کر کھلا دیا جائے تو یہ جائز ہے۔(۲) لیکن اگر بکرا ان کے نام پر ذبح کیا جائے یعنی بکرے کی جان ان کے لئے دی جائے تو وہ بکرا حرام ہے، خواہ بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر ہی ذبح کیا جائے۔(۳) پہلی صورت جو جائز ہے اس میں گوشت کا ثواب پہنچانا مقصود ہے اور اس کی شناخت یہ ہے کہ اگر اس کو بکرے کے برابر گوشت دے دیا جائے تو وہ بکرا ذبح کرنے پر اصرار نہ کرے اور دوسری صورت جو حرام ہے اس میں بزرگ کے لئے بکرے کی جان نذر کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اس لئے وہ شخص بغیر بکرا ذبح کرنے کے مطمئن نہ ہوگا۔ یہ حرام ہے۔ قبروں پر پھول(۴) یا پھولوں کی چادر(۵) یا شیرینی یا اور کوئی چیز چڑھانا حرام(۶) ہے۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔**

۱۔ "الھام الاولیاء حجة فی حق انفسھم ان وافق الشریعة ولم یتعد الی غیرھم۔" (نور الانوار، مبحث افعال النبی صلعم، ص ۲۱۵، ۲۱۶ ط ایچ ایم سعید)

۲۔ "ان الانسان له ان یجعل ثواب علمه لغیرہ صلوٰۃ اوصوماً اوصدقة او غیرھا عند اھل السنة والجماعة" (ھدایة اولین، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر : ج ۱ ص ۲۹۶) ط شرکة علمیة۔

۳۔ "(ذبح لقدوم الامیر)) ونحوہ کواحد من العظماء (یحرم) لانه اھل به لغیر اللہ (ولو ذکر اسم اللہ تعالیٰ)" (الدر المختار، کتاب الذبائح : ج ۶ ص ۳۰۹ ط سعید)

۴۔ قال العینی فی العمدة : و کذلك مایفعله اکثر الناس من وضعھا فیه رطوبة من الریاحین والبقول ونحوھا علی القبور لیس بشیئی وانما السنة الغرز." (عمدة القاری : ج ۱ ص ۸۷۹) وقال المحدث البنوری فی معارف السنن : "اتفق الخطابی والطرطوشی والقاضی عیاض علی المنع وقولھم اولی بلااتباع حیث اصبح مثل تلك المسامحات والتعللات مثاراً للبدع المنکرة والفتن السائرة فتری العامة یلقون الزھور علی القبور. وبالاخص علی قبور الصلحاء والاولیاء فالمصلحة العامة فی الشریعة تقتضی منع ذلك بتاتاً استئصالاً لشافة البدع وحمسا لمادة المنکرات المحدثة. وبالجملة ھذہ بدعة مشرفیه منکرة الخ" (باب التشدید فی البول : ۲۲۵/۱ ط المکتبة النوریة)

۵۔ "فی الاحکام عن الحجة : تکرہ الستور عی القبور۔" (رد المحتار : ج ۲ ص ۲۳۸ ط سعید)

۶۔ "واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یؤخذ من الدراھم والشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقرباً الیھم فھو بالاجماع باطل و حرام۔" (در مختار : ج ۲ ص ۴۳۹ ط سعید)

گیارہویں شریف کے کھانے کا حکم

(سوال) گیارہویں شریف کا کھانا علاوہ غرباء و مساکین کے برادری کو بھی کھلایا جاتا ہے۔ کیا برادری کو کھانا جائز ہے؟

(المستفتی نمبر ۲۵۸ ابو محمد یٰسین خان (شملہ) ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ م ۱۰ اپریل ۱۹۳۴ء)

(جواب ۲۱۰) اگر یہ کھانا بغرض ایصال ثواب کھلایا جاتا ہے تو صرف غرباء و مساکین کو کھلایا جائے کہ صدقات کے وہی مستحق ہیں۔(۱) اور اگر بطور نذر و تقرب الی السید الغوث الاعظم کھلایا جائے تو کسی کو بھی کھانا جائز نہیں۔ کیونکہ نذر لغیر اللہ اور تقرب الی غیر اللہ جائز(۲) ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

۱۔ آنحضرت ﷺ کا کھانے پر سورۂ فاتحہ پڑھنا کسی روایت سے ثابت نہیں۔
۲۔ گیارہویں کا ذکر کتب فقہ میں ہے یا نہیں؟
۳۔ غیر اللہ کے نام کا بکرا ذبح کرنا

(سوال) (۱) حضرت رسول خدا ﷺ نے کھانے پر سورۂ فاتحہ پڑھی ہے یا نہیں۔ یہ ذکر ترمذی شریف باب علامات النبوۃ میں ہے یا نہیں؟

(۲) گیارہویں کا ذکر کتب فقہ میں ہے یا نہیں؟ غیر اللہ کا بکرا مسلمان کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۶۳۱ عبدالستار صاحب (ضلع بلاری) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(جواب ۲۱۱) (۱) غلط ہے۔ ترمذی شریف میں کوئی ایسی روایت نہیں ہے۔

(۲) گیارہویں کا ذکر کسی فقہ کی معتبر کتاب میں نہیں ہے۔ غیر اللہ کے نام کا بکرا حرام (۳) ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۱۔ مراد پوری ہونے پر کسی بزرگ کے مزار پر کھیر پکانے اور کھلانے کا حکم
۲۔ شہداء اور اولیاء کی ارواح کو حاجت روا سمجھنا اور ان کے وسیلے سے مرادیں مانگنا؟
۳۔ کیا مروجہ میلاد میں شریک نہ ہونے والا اور نماز چھوڑنے والا برابر کے گناہ گار ہیں؟
۴۔ نماز عیدین اور دیگر نمازوں کے بعد مصافحہ کرنے کا حکم؟

(۱) بعد پوری ہونے مراد کے، دودھ، چاول، چینی وغیرہ کسی مزار کے قریب لے جا کر کھیر پکانا اور

---

(۱) "وبهتر آنست که هر چه خواهند خوانده ثواب آن بمیت رسانند وطعام رابه نیت تصدق بفقرا خورانند و ثوابش نیز باموات رسانند." (مجموعة الفتاوی علی هامش خلاصة الفتاوی: ج ۱ ص ۱۹۵ ط امجد اکیڈمی لاہور)

(۲) "واعلم ان النذر الذی یقع الاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقرباً الیهم فهو بالاجماع باطل و حرام." (ردالمحتار: ج ۲ ص ۴۳۹ ط سعید)

(۳) "ذبح کردن جانور بنام غیر خدا خواہ پیغمبر باشد خواہ شہید خواہ غیر انسان حرام است و اگر بقصد تقرب بنام اینہا ذبح کردہ باشد فبحہ آن جانور ہم حرام و مردار میشود و ذبح کنندہ مرتد میشود توبہ ازیں فعل منع لازم است در تفسیر کبیر و نیشاپوری و دیگر تفاسیر مرقوم است قال العلماء لوان مسلماً ذبح ذبیحة وقصد بذبحه التقرب الی غیر الله صادر مرتداً وذبیحته ذبیحة مرتد انتهی." (فتاوی عزیزی، مسئله ذبح جانور بنام غیر الله تعالی: ج ۱ ص ۵۰ ط کتب خانه رحیمیه دیوبند یو، پی)

صاحب مزار کی نیاز کر کے اپنے احباب کو جمع کر کے وہیں بیٹھ کر کھانا اور کھلانا شرعاً کیسا ہے ؟

(۲) ارواح شہداء و اولیاء کے ساتھ عقیدہ رکھنا کہ دنیا میں بغرض حاجت روائی آتی ہیں اور ان کے توسل سے مرادیں مانگنا شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟

(۳) میلاد مروجہ میں شرکت نہ کرنے والا اور تارک الصلوۃ یکساں گناہ گار ہو سکتے ہیں یا نہیں ؟

(۴) نماز عیدین کے بعد معانقہ کرنا یا کسی وقتی نماز کے بعد باخود ہا مصافحہ کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

(المستفتی نمبر ۸۲۴ حبیب اللہ صاحب۔ (ضلع غازی پور) ۸ محرم ۱۳۵۵ھ م یکم اپریل ۱۹۳۶ء)

(جواب ۲۱۲) (۱) منت اگر یہ تھی کہ مراد پوری ہونے پر میں فلاں بزرگ کے مزار پر کھیر پکاؤں گا۔ اور احباب کو کھلاؤں گا تو یہ منت ہی درست نہیں۔ اور اگر یہ تھی کہ فلاں بزرگ کے مزار کے فقراء کو کھلاؤں گا تو یہ منت درست ہے (۱) مگر وہاں جا کر پکانا یا قبر کے پاس لے جا کر تقسیم کرنا ضروری نہیں۔ وہاں کے فقراء کو اپنے گھر بلا کر بھی دے سکتا ہے۔

(۲) ارواح کا دنیا میں حاجت روائی کرنے کے لئے آنا ثابت نہیں۔ (۲) حاجت روائی کرنا صرف خدا کی صفت ہے۔

(۳) میلاد مروجہ میں شرکت نہ کرنا گناہ نہیں۔ تارک الصلوۃ تو گناہ گار اور مرتکب کبیرہ (۳) ہے۔

(۴) نماز عید کے بعد یا کسی وقتی نماز کے بعد مصافحے کو خصوصیت سے کرنا مکروہ (۴) ہے۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ**

پیران پیر کی گیارہویں کرنا کیسا ہے ؟

(سوال) گیارہویں مروجہ جس طرح آج کل لوگ ہر چاند کی گیارہ تاریخ کو پیر صاحب کے نام پڑھتے ہیں، شرع محمدی میں اس کا کوئی ثبوت ہے یا نہیں ؟

(المستفتی نمبر ۱۱۸۸ عبدالعزیز صاحب مشین والا (ضلع سیالکوٹ) ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۱۶ ستمبر ۱۹۳۶ء)

(جواب ۲۱۳) یہ گیارہویں بدعت ہے (۵)۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔**

۱۔ "واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام الی ضرائح الاولیاء الکرام تقرباً الیھم فھو بالاجماع باطل و حرام مالم یقصدوا صرفھا للفقراء الانام۔ " (الدر المختار : ج ۲ ص ۴۳۹ ط سعید)

۲۔ "ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ واعتقادہ ذلک کفر۔ " (رد المحتار : ج ۲ ص ۴۳۹ ط سعید)

۳۔ "وتارکھا عمداً مجانۃ ای تکاسلاً فاسق " (الدر المختار : ج ۱ ص ۳۵۲ ط سعید)

۴۔ "ونقل فی تبیین المحارم عن الملتقط انہ تکرہ المصافحۃ بعد اداء الصلاۃ بکل حال، لان الصحابۃ رضی اللہ تعالی عنھم ماصافحوا بعد اداء الصلاۃ، ولانھا من سنن الروافض اہ ثم نقل عن ابن حجر عن الشافعیۃ انھا بدعۃ مکروھۃ لا اصل لھا فی الشرع، وانہ ینبہ فاعلھا اولاً ویعزر ثانیا ثم قال : وقال ابن الحاج من المالکیۃ فی المدخل إنھا من البدع وموضع الصافحۃ فی الشرع انما ھو عند لقاء المسلم لاخیہ لا فی ادبار الصلوات فحیث وضعھا الشرع یضعھا فینھی عن ذلک ویزجر فاعلہ لما اتی بہ من خلاف السنۃ اہ ثم اطال فی ذلک۔ " (رد المحتار : ج ۶ ص ۳۸۱ ط سعید)

(۵) "ومنھا وضع الحدود، والتزام الکیفیات والھیآت المعینۃ، والتزام العبادات المعینۃ لم یوجد لھا ذلک التعیین فی الشریعۃ "۔ (الاعتصام، الباب الاول فی تعریف البدع : ج ۱ ص ۳۹ ط دار الفکر بیروت)

کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینے کا حکم۔

(سوال) کیا اولیاء اللہ اور بزرگان دین کے سامنے حلوہ اور میوہ رکھ کر فاتحہ کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو اس کا سبب بتایئے۔

(المستفتی نمبر ۱۳۵۴ انورالاسلام (رنگون) ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۱۵ / فروری ۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۱۴) کسی بزرگ کے مزار کے سامنے حلوی یا میوہ وغیرہ رکھ کر یا صرف اپنے سامنے کھانا شیرینی، وغیرہ رکھ کر فاتحہ دینا صحابہ و تابعین و تبع تابعین اور اماموں سے ثابت نہیں۔(۱) اس لئے یہ طریقہ اور اس کا التزام شرعی امور میں داخل نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

گیارھویں شریف کی محفل کا انعقاد اور مخصوص طریقے پر فاتحہ دینا بے اصل اور بدعت ہے۔

(سوال) ہمارے یہاں شہر میں ماہ ربیع الثانی میں گیارھویں شریف کی محفلیں منعقد ہوا کرتی ہیں۔ اور فاتحہ بھی بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے۔ فاتحہ میں "۱۱" کے عدد کی خصوصیت لازمی ہے۔ گیارہ کوڑی سے لگا کر خواہ کتنی تعداد بڑھا دی جائے مگر گیارہ کی تخصیص ضروری ہے۔ اور فاتحہ بھی کوئی خاص ہے جس کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ خواندہ لوگوں کو بھی تلاش کرنا پڑتا ہے۔ علاوہ ازیں چھوٹے بچوں کو عورتیں حضرت غوث پاک کے نام کی چاندی کی ہنسلی پہناتی ہیں۔ خیال یہ ہوتا ہے کہ فاتحہ خوانی اور ہنسلی پہنانے کے بعد بچہ حضرت غوث پاک کی حفاظت میں رہتا ہے۔ میں ۱۹۱۴ء میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب گنج مراد آبادی سے بیعت حاصل کی انہوں نے مجھے یہ تعلیم فرمایا تھا کہ استغفار ۲۵ بار "درود شریف دس بار" سورہ فاتحہ ایک بار، سورہ اخلاص تین بار پڑھ کر بخشا کرو بروح پاک حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ و نیز اصحاب کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم وجد پیران طریقت و بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم خصوصاً بروح حضرت قبلہ و مولانا فضل الرحمٰن صاحب قدس اللہ سرہ۔ یہ فاتحہ بعد نماز فجر و مغرب حتی الامکان پڑھتا ہوں۔ ہاں کوئی دن یا تاریخ مقرر کر کے فاتحہ خوانی کا جلسہ میں کرتا ہوں۔ فقرا و مساکین کی خدمت کرتا ہوں اور حتیٰ الامکان اپنے حاجت مند بھائیوں کی بھی خدمت کرتا ہوں۔ اولیائے کرام کے ساتھ مجھے حسن عقیدت ہے۔ اور ان کے طرز عمل پر چلنا نہایت مبارک سمجھتا ہوں۔ اور کسی بزرگ کے نام اگر کسی کھانے کا یا شیرنی کا ثواب پہنچانا ہے تو اس کو کسی غریب کو دے کر اللہ تعالیٰ کے واسطے اس کا ثواب ان بزرگ کو پہنچاتا ہوں۔ اس پر اہل محلہ اکثر مجھ پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔ خیر ان کی طعنہ زنی سے مجھے کوئی رنج نہیں ہے۔ مگر خیال یہ ہوتا ہے کہ کہیں میرے یہ حرکات اصول شرع کے خلاف تو نہیں ہیں۔ ان معاملات میں کیا کرنا چاہئے۔

۱۔ "این طور مخصوص (یعنی فاتحہ مروجہ کہ طعام را روبرو نہادہ دست برداشتہ چیزی خواندن) نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود و نہ در زمان خلفا بلکہ وجود آں در قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر اند منقول نہ شدہ...... و این را ضروری دانستن مذموم است۔" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ: ج ۱ ص ۱۹۵ امجد اکیڈمی لاہور)

(المستفتی نمبر ۱۶۰۹ عزیز احمد نذیر احمد صاحبان ۔ سوداگران چوڑی ۔ دیوان (ریاست) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۱۹ جولائی ۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۱۵) اولیاء اللہ سے خوش عقیدگی اور محبت اور ان کے افعال کی اقتداء بہت مستحسن اور موجب برکت ہے ۔ البتہ اس قدر احتیاط لازم ہے کہ جس کو اللہ کا ولی سمجھا ہے، وہ اپنے اعمال اور ارشاد و تعلیم کے لحاظ سے ولی ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو ۔ یعنی اس کے کردار اور اعمال شریعت مطہرہ اسلامیہ کے خلاف نہ ہوں ۔ اور وہ متبع شریعت اور سنت نبویہ کا پابند ہو ۔(۱) آپ کے مرشد صاحب نے جو آپ کو تعلیم کیا ہے اس کو پڑھنا اور جن بزرگوں کو ثواب بخشنے کے لئے انہوں نے ہدایت کی ہے ان کو ثواب بخشنا صحیح اور درست ہے ۔ اسی طرح کسی خاص تاریخ یا دن یا کسی خاص چیز کی تخصیص کئے بغیر اپنی وسعت کے موافق کسی فقیر مسکین کو صدقہ دے کر بزرگوں یا دوستوں یا عزیزوں کو ثواب بخشنا بھی جائز اور مستحسن ہے ۔(۲) مگر گیارھویں کی تخصیص اور گیارہ کے عدد کا التزام(۳) اور بڑے پیر صاحب کے نام کی ہنسلی بچوں کو پہنانا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ بچہ بڑے پیر صاحب کی حفاظت میں رہتا ہے، غلط اور گمراہی ہے ۔ گیارھویں کی محفلیں منعقد کرنا اور دھوم دھام سے فاتحہ دلانا اور فاتحہ بھی خاص مقرر کرنا کہ اس کے لئے خاص آدمی ہی تلاش کرنا پڑے، یہ سب باتیں بے اصل اور بدعت ہیں (۴) ہر شخص اپنی وسعت کے مطابق کھانا کپڑا نقد یا کوئی جنس صدقہ کر کے یا کوئی بدنی عبادت مثلاً نفل نماز نفلی روزہ تلاوت قرآن مجید وغیرہ ادا کر کے جس کو چاہے ثواب بخش دے ۔ کسی مولوی یا پڑھے لکھے آدمی کی تلاش کرنے اور فاتحہ دلوانے کی ضرورت نہیں ۔ بلکہ ایسے لوگوں کی فاتحہ سے جو عوض اور اجرت لے کر فاتحہ پڑھیں ثواب بھی نہیں ہوتا ۔ اور نہ پہنچتا ہے ۔(۵) اس لئے فاتحہ اور ایصال ثواب کا مروجہ طریقہ ترک کر کے اس سیدھے سادے طریقے سے جو ہم نے بتایا ہے ایصال ثواب کرنا چاہئے کہ ایصال ثواب کا صحیح شرعی طریقہ یہی ہے ۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی ۔

۱۔ "الولی ھو العارف باللہ و صفاتہ مایمکن لہ، المواظب علی الطاعات المجتنب عن السیئات المعرض عن الانھماک فی اللذات والشھوات واللھوات انتھی" (مجموعۃ الفتاویٰ : ج ۴ ص ۳۳۵ ط امجد اکیڈمی لاہور) ۔ علامہ شاطبیؒ الاعتصام میں لکھتے ہیں : "وقال ابو الحسن الوراق : لا یصل العبد الی اللہ الا باللہ وبموافقۃ حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شرائعہ . ومن جعل الطریق الی الوصول فی غیر الاقتداء یضل من حیث انہ مھتد . وقال ابو النصر اباذی : اصل التصوف ملازمۃ الکتاب و السنۃ، وترک البدع والاھواء الخ ۔ " (ج ۱ ص ۹۲، ۹۸ ط دار الفکر بیروت)

۲۔ "الاصل ان الانسان لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوٰۃ اوصوماً او صدقۃ او غیرھا عند اھل السنۃ والجماعۃ" (الھدایۃ، باب الحج عن الغیر : ج ۱ ص ۲۹۶ ف ط شرکۃ علمیۃ ملتان، وکذا فی الشامیۃ : ۲ / ۲۴۳، ۵۹۵ ط سعید کراچی)

۳۔ مقرر کردن روز سوم وغیرہا بالتخصیص واورا ضروری انگاشتن در شریعت محمدیہ ثابت نیست" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ : ۱ / ۱۹۵ ط امجد اکیڈمی لاہور)

۴۔ "منھا وضع الحدود، والتزام الکیفیات والھیئات المعینۃ والتزام العبادات المعینۃ فی اوقات معینۃ لم یوجد لھا ذلک التعیین فی الشریعۃ ۔ " (الاعتصام، الباب الاول فی تعریف البدع : ج ۱ ص ۳۹ ط دار الفکر بیروت)

۵۔ وفی کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، مطلب فی امامۃ الامرد : "بخلاف الاستئجار علی التلاوۃ المجردۃ وبقیۃ الطاعات مما لا ضرورۃ الیہ فانہ لا یجوز اصلاً." وفی کتاب الاجارۃ، مطلب تحریر مھم فی عدم جواز الاستئجار علی التلاوۃ الخ : ولا یصح الاستئجار علی القراءۃ واھداءھا الی المیت، لانہ لم ینقل عن احد من الائمۃ الاذن فی ذلک . وقد قال العلماء : ان القاری اذا قرأ لاجل المال فلا ثواب لہ فای شیء یھدیہ الی المیت، وانما یصل الی المیت العمل الصالح، والاستئجار علی مجرد التلاوۃ لم یقل بہ احد من الائمۃ ۔ " (رد المحتار : ج ۱ ص ۵۶۲، ۵۶۳، ج ۶ ص ۵۷ ط سعید)

گیارھویں شریف اور اس کی فاتحہ کو بے بنیاد قصے سے ثابت کرنا درست نہیں .

(سوال) ہمارے ملاقاتیوں میں ایک صاحب ہیں۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے وعظ میں سنا ہے کہ حضرت غوث پاک نے فرمایا ہے کہ میں ۱۱ ربیع الثانی کو مقام "ھو" تک گیا اور پھر واپس آگیا۔ اس لئے اس تاریخ مبارک میں جو کوئی گیارہ کے عدد سے میری فاتحہ پڑھے گا وہ بھی اس مقام "ھو" تک جہاں تک میں گیا ہوں پہنچے گا۔ اور لفظ "ھو" کے عدد بھی نکال کر بتائے کہ ہ کے ۵ اور و کے ۶ عدد ہوئے۔ اس حساب سے گیارہ کے عدد کی بڑی برکت ہے گیارھویں شریف کا جلسہ یا فاتحہ ۱۱ ہی کو ہونا چاہئے کیا یہ صحیح ہے ؟

المستفتی نمبر ۱۶۱۰ انذیر احمد عزیز احمد (ریاست ریوان) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۱۹ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱۶) یہ تمام قصہ اور استدلال کا یہ طریقہ شرعی اصول کے خلاف ہے۔ ابجد کے احکام کے لحاظ سے احکام شرعیہ کا ترتب نہیں ہوتا۔ لفظ ھو کے گیارہ عدد ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ۱۱ تاریخ کو فاتحہ دینا جائز ہو جائے۔ یا کچھ برکت آجائے۔ اگر ایسا ہو تو اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور آنحضرت ﷺ کے اسماء مبارکہ کے عدد بھی متبرک ہونے چاہئیں۔ اور ہر عدد کے مطابق دن تاریخ یا چیزوں کی تعداد معین ہونی چاہئے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔**

ایصال ثواب جائز اور مستحسن ہے مگر اس کے لئے معروف ایام کی پابندی درست نہیں .

(السوال) زید اپنے شیخ کا ان کے یوم وصال کے روز عرس کرتا ہے ۔ لیکن قوالی یا قبر کو سجدہ اور کوئی ایسا امر نہیں کرتا جو ممنوع ہے۔ کچھ قرآن شریف پڑھوا کر اور کسی قدر شرینی و طعام ماحضر کو خالص اللہ کے لئے دینے کی نیت سے اپنے شیخ کو ایصال ثواب کرتا ہے اور پھر شیرینی کو تقسیم کر دیتا ہے۔ اور طعام ماحضر کو طالب علموں وغیرہ کو کھلا دیتا ہے۔ اور اسی طریق پر گیارھویں و بارھویں تاریخ حضور غوث پاک اور دو جہاں کے آقا محمد ﷺ کے لئے بھی ایصال ثواب ہر ماہ کرتا رہتا ہے۔ بکر زید کے اس فعل کو بدعت و گناہ بتلا کر مسلمانوں کو اس سے برگشتہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ دن مقرر کرنا بدعت ہے۔ اور اس طریق سے ایصال ثواب کرنے سے شیرینی وغیرہ بھی حرام ہو جاتی ہے۔ زید جواباً کہتا ہے کہ نہ میں تخصیص یوم کو واجب جانتا ہوں نہ میں غیر اللہ کے نام پر ان کی عبادت کی نیت سے شیرینی دیتا ہوں۔ میرا اس میں سے کوئی فعل بھی خراب نہیں۔ میرا طریقہ تو وہی ہے جو پچھلے بزرگوں کا رہا ہے۔ چنانچہ ابو الخیر صاحب ، شاہ محمد عمر صاحب کرامت اللہ صاحب، شاہ محمد یعقوب صاحب، شاہ عبدالرشید صاحب رحم اللہ وغیرہم کو میں نے اپنی آنکھوں سے اس طریق کا کاربند دیکھا۔ پس سوال یہ ہے کہ زید کا یہ فعل بدعت ہے یا ناجائز ہے ؟ اگر بدعت ہے تو اس کا اور جن بزرگوں کا وہ حوالہ دیتا ہے ان کا کیا حکم ہے ؟ زید اگر کبھی امامت کرے تو ہم اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں اور اگر جائز ہے تو بکر کا منہ بند کرنے کے لئے ہمیں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے ؟

(۲) زید سوم چہلم اور مولود شریف مع القیام بھی کرتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جو لوگ یہ فعل نہیں کرتے ان کو بھی برا نہیں کہتا۔ البتہ یہ ضرور کہتا ہے کہ میں ایسے لوگوں کو اچھا نہیں جانتا کہ جو ایسے افعال کو

بدعت اور گناہ بتلا کر لاکھوں بزرگوں کو بدعتی جہنمی ٹھہراتے ہیں۔ جو علماء ان افعال پر کاربند رہے ہیں، وہ چونکہ ظاہری و باطنی دونوں علموں میں کامل تھے اس لئے ان میں کسی قسم کی برائی کا شبہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ بکر ان افعال کو بھی حرام بتلاتا ہے۔ لہذا سوال یہ ہے کہ زید حق پر ہے یا بکر؟

المستفتی نمبر ۲۳۷۷ حافظ اشرف علی صاحب۔ پہاڑی دھیرج۔ دہلی ۵۲ جمادی الثانی

(جواب ۲۱۷) ایصال ثواب جائز و مستحسن ہے۔(۱) اس کو کوئی ناجائز اور بدعت نہیں کہتا۔ لیکن ایصال ثواب کے لئے شریعت مقدسہ نے تعیین تاریخ و یوم اور تخصیص اشیاء نہیں کی ہے۔ اس لئے مانعین کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز کو خدا تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے معین و مخصوص نہیں کیا اسے ہم بھی معین و مخصوص نہ کریں۔ گیارھویں بارھویں سوم دہم چہلم وغیرہ لوگوں نے مقرر کر لیے ہیں۔ ورنہ حضور انور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ سے ان ایام کی تعیین و تخصیص منقول اور مروی نہیں ہے۔ نہ ان بابرکت زمانوں میں یہ نام تھے۔ اور نہ ان زمانوں میں ایصال ثواب کا کوئی اہتمام کیا جاتا تھا۔ جن بزرگوں کے نام سوال میں ذکر کئے گئے ہیں۔ وہ بے شک بزرگ اور صلحاء امت میں سے ہیں۔ مگر اتباع و اقتداء کے لئے آنحضرت ﷺ کا اسوہ حسنہ اور صحابہ کرام اور سلف صالحین کا طریقہ مسلوکہ اولیٰ اور افضل ہے۔(۲)

ان بزرگوں کے اعمال کی ایسی تاویل کرنی لازم ہے کہ ان کا فعل سنت نبویہ علی صاحبہا السلام والتحیۃ کے خلاف قرار نہ پایا جائے۔ ایک صاحب ایمان کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکام اور سنت نبویہ و اسوہ آنحضرت ﷺ کے اتباع میں کامل نجات ہے۔(۳) پس ایصال ثواب کے لئے صحیح طریقہ یہ ہے کہ صدقات مالیہ کا ثواب پہنچانا ہو تو مال حلال میں سے جس وقت جو چیز میسر ہو اس کو خالصاً للہ کسی مستحق پر صدقہ کر دیا جاوے۔ یا عبادات بدنیہ میں سے کسی چیز کا ثواب پہنچانا ہو مثلاً تلاوت قرآن مجید کا یا نفل نماز کا یا نفلی روزے کا تو اس کو جب موقعہ اور فراغت میسر ہو ادا کیا جائے۔

پس جو شخص کہ ایام کی تخصیص کو شرعی تخصیص نہ سمجھے اور ایام معینہ میں ہی ادا کرے تو اگرچہ اس نے اعتقادی طور پر التزام و تعیین نہیں کی۔ مگر اس کے عمل سے ان بے علم لوگوں کو جو اس تخصیص و تعیین کو شرعی حکم اور لازمی اور ضروری سمجھتے ہیں، التباس پیش آئے گا اور وہ جواز کی محبت پکڑیں گے۔ اس لئے اس کے

۱۔ قال القونوی رحمہ اللہ: "والاصل فی ذلک عند اهل السنة ان للانسان ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاة اوصوما او حجا او صدقة او غیرها" (ملا علی قاری: شرح کتاب الفقه الاکبر، مسألة فی ان الدعاء للمیت ینفع خلافاً للمعتزلة: ص ۱۹۵ ط دار الکتب العلمیہ بیروت)

۲۔ لقوله علیه السلام: خیر امتی قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم ان بعد کم قوماً یشهدون ولا یستشهدون ویخونون ولا یؤتمنون وینذرون ولا یفون ویظهر فیهم السمن۔ (بخاری، کتاب المناقب، باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۱/ ۵۱۵ ط قدیمی)

وقال علیه السلام: فانه من یعش منکم بعدی فسیری اختلافاً کثیراً فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ و ایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة۔" (ابو داؤد، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة: ۲ / ۲۸۷ ط امدادیه، وترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی من دعا الی هدی الخ: ۲/ ۹۶ ط سعید)

۳۔ "ترکت فیکم امرین لن تضلوا ماتمسکتم بهما کتاب الله وسنة رسوله۔" (مشکوٰة عن الموطا، باب الاعتصام بالکتاب والسنة: ج ۱ ص ۳۱ ط سعید) ولفظ الموطا فی باب النهی عن القول فی القدر: "کتاب الله وسنة نبیه۔" (ص ۷۰۲ ط میر محمد کراچی)

حق میں بھی بہتر یہی ہے کہ ان ایام معینہ عرفیہ کو چھوڑ کر اور جس دن چاہے کرے۔ رہا وہ کھانا جو صدقہ کی نیت سے دیا جائے وہ حرام نہیں ہو جاتا اگرچہ ایام معینہ عرفیہ میں ہی دیا جائے۔(۱) مگر یہ ضرور ہے کہ وہ فقراء و مساکین کا حق ہے،(۲) خواہ کھانا ہو یا شیرینی یا نقد یا جنس۔ بہر حال نفس ایصال ثواب بدعت نہیں ہے۔ بدعت ان قیود و تعیینات و تخصیصات کو کہا جاتا ہے جو غیر شرعی ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

۱۔ شب برات اور گیارہویں کی نیاز کا حکم
۲۔ کسی مزار پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا.

(السوال) (۱) شب برات کی نیاز اور گیارہویں کی نیازوں وغیرہ کا کیا مسئلہ ہے۔

(۲) کسی مزار پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا کیسا ہے۔

المستفتی نمبر ۷۴۷ احمد صدیق۔ چتلی قبر۔ (دہلی) ۷ رجب ۱۳۵۷ھ م ۱۳ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب) (۱) شب برات یعنی شعبان کی پندرھویں رات ایک بابرکت رات ہے۔ اس میں عبادت کرنا اولی اور افضل ہے۔(۳) مگر مروجہ نیاز اور اس کی مروجہ رسوم بے اصل اور بے ثبوت ہیں۔

(۲) مزار پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا مباح ہے۔(۴) مگر بہتر یہ ہے کہ یا تو مزار کی طرف منہ کر کے بغیر ہاتھ اٹھائے فاتحہ پڑھے(۵) یا قبلہ رخ کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھ لے۔ فاتحہ سے مراد یہ ہے کہ ایصال ثواب کی غرض سے کچھ قرآن مجید پڑھ کر اس کا ثواب بخش دے۔ اور میت کے لئے دعائے مغفرت کرے۔ صاحب قبر سے مرادیں مانگنا۔ حاجتیں طلب کرنا یا ان کی منتیں ماننا یہ سب ناجائز ہیں۔(۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

تیجہ، چالیسوں وغیرہ سے دوسروں کو روکنا اور خود شرکت کرنے کا حکم

(السوال) زید نے عمر سے پوچھا کہ آیا تم گیارھویں بارھویں کرتے ہو۔ عمر نے کہا کہ ہم سب کچھ کرتے ہیں۔ تم کیا کہتے ہو۔ یہ سن کر زید نے کہا کہ تم حرام کھاتے ہو۔ اس پر عمر نے کہا کہ زبان سنبھالو۔ پہلے تم عمل کرو

۱۔ "اگر کسی این طور مخصوص بعمل آورد آن طعام حرام نمیشود" (مجموعة الفتاوی علی هامش خلاصة الفتاوی : ج ۱ / ۱۹۵ ط امجد اکیڈمی لاهور)

۲۔ "وبہتر آنست کہ ہر چہ خواہند خوانند وثواب آن بمیت رسانند وطعام را بہ نیت تصدق بفقرا خورانند وثوابش نیز باموات رسانند۔" (حوالہ بالا)

۳۔ قال فی الدرالمختار فی باب الوتر و النوافل : "ومن المندوبات احیاء لیلة العیدین، والنصف من شعبان" (ج ۲ ص ۲۴، ۲۵ ط سعید)

۴۔ "حتی جاء البقیع مقام فاطال القیام ثم رفع یدیه ثلاث مرات ۔" (مسلم، کتاب الجنائز : ج ۱ ص ۳۱۳ ط قدیمی) وقال الامام نووی : فیه استحباب اطالة الدعاء وتکریره ورفع الیدین فیه ، وفیه ان دعاء القائم اکمل من دعاء الجالس فی القبور۔" (حوالہ مذکورہ)

۵۔ تاکہ اہل قبر سے مانگنے کا ایہام نہ ہو۔

۶۔ "دوم آنکہ بالاستقلال چیز یکہ خصوصیت بجنات الہی دارد مثل دادن فرزند یا بارش باران یا دفع امراض یا طول عمر و مانند این چیزہا بے آنکہ دعا و سوال از جناب الہی در نیت منظور باشد از مخلوقے درخواست نماید این نوع حرام مطلق بلکہ کفر است واگر از مسلمانان کسے از اولیائے مذہب خود خواہ زندہ باشند یا مردہ این نوع مدد خواہد از دائرہ مسلمانان خارج میشود" (فتاوی عزیزی بیان در شبہات مت پرستان : ج ۱ ص ۴۶ ط کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یوپی)

بعد ازاں دوسروں کو نصیحت کرو۔ خود تمہارا گوشت و خون انہیں کھانوں یعنی گیارھویں، بارھویں، تیجہ، دسواں، بیسواں، چہلم، برسی وغیرہ کے ناجائز کھانوں سے پلا اور پل رہا ہے۔ تم ان ناجائز کھانوں سے پرہیز کرنے والوں پر لعن طعن کرتے ہو چہ خوش! جواب دیا کہ ہم توبہ کر چکے، اب نہیں کھاتے۔ باوجود اتنا کہنے کے دو چار ہی دن میں خود زید مذکور نے ایک ہی روز میں دو جگہ ظہر اور عصر کے درمیان چہلم کی دعوت میں بڑے ملاں بن کر خود فاتحہ خوانی کر کے اس چہلم کے بدعتی کھانے سے پیٹ بھرا اور ڈکارتا ہوا نکلا۔ پھر دوسرے اہل سنت پر بے جا اعتراض کرتا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۹۳۶ حاجی غلام محمد صاحب شوکت۔ مطبع شوکت الاسلام (بنگلور) ۲۰ شعبان ۱۳۵۶ھ
۲۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱۹) تیجہ، دسواں، چالیسواں بطور رسم کے کرنا بدعت ہے کیونکہ شریعت نے ایصال ثواب اور صدقہ وخیرات کے لئے کسی تاریخ کسی دن اور کسی زمانے اور کسی کھانے اور کسی چیز کی تخصیص نہیں کی ہے۔(۱) لیکن کھانا جو بغرض صدقہ وبہ نیت ایصال ثواب پکایا اور کھلایا جائے وہ کھانا ناجائز و حرام نہیں ہے۔(۲) البتہ پیشواؤں کو ایسے اجتماعات میں شرکت سے احتراز کرنا چاہئے۔ تاکہ ان کی شرکت کو ان اجتماعات کے جواز کے لئے بطور دلیل کے پیش نہ کیا جا سکے۔(۳) اور چونکہ یہ کھانا صدقہ کا حکم رکھتا ہے(۴) اس لئے صاحب نصاب کے لئے اس کا اپنے استعمال میں لانا، اصل مقصد کو باطل کر دیتا ہے۔ اور جو شخص کہ دوسروں کو منع کرے اور خود شریک ہو اور فاتحہ خوانی کرے وہ اتامرون الناس الخ(۵) کے ماتحت امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے باوجود بے عملی کا مجرم ہے۔ محمد کفایت اللہ۔

۱۔ ایصال ثواب کے لئے فاتحہ کا مخصوص طریقہ اختیار کرنا
۲۔ میلاد میں قیام کو واجب اور اس کے چھوڑنے والے کو فاسق اور وہابی کہنا
(۳) شب برأت فضیلت والی رات ہے

(السوال) (۱) زید کہتا ہے کہ اس صورت سے فاتحہ یعنی ایصال ثواب کرنا چاہئے کہ کسی مقررہ دن میں آگے

۱۔ وفی البزازیة ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الا ول والثالث وبعدالاسبوع و نقل الطعام الی القبر فی المواسم، واتخاذ الدعوة لقراء ة القرآن و جمع الصلحاء والقراء للختم او لقراء ة سورة الا نعام او الا خلاص۔" (ردالمحتار، مطلب فی کراهة الضیافة من اهل المیت: ج ۲ ص ۲۴۰ ط سعید)

۲۔ "واگر کسی این طور مخصوص بعمل آورد آن طعام حرام نمیشود وخوردنش مضائقہ نیست واین راضروری دانستن مذموم است۔" (مجموعة الفتاوی علی هامش خلاصة الفتاوی: ج ا ص ۱۹۵ ط امجد اکیڈمی لاہور)

۳۔ "الاول . ان یعمل بها الخواص من الناس عموماً، وخاصة العلماء خصوصاً، و تظهر من جهتهم وهذه مفسدة فی الاسلام ینشأعنها عادة من جهة العوام استسهالها واستجازتها، لان العالم المنتصب مفتیاً للناس بعمله کماهو مفت بقوله . فاذا نظر الناس الیه وهو یعمل بامر هو مخالفة حصل فی اعتقاد هم جوازه، ویقولون : لو کان ممنوعاً او مکروهاً لا متنع منه العالم۔ (الاعتصام، فصل فان قیل: اما الابتداع الخ: ج ۲ ص ۹۸ ط دارالفکر بیروت)

۴۔ "وبہتر آنست کہ ہرچہ خواہند خواندہ ثواب آنمیت رسانند وطعام رابہ نیت تصدق بفقراء خورانند وثوابش نیز باموات رسانند" مجموعة الفتاوی علی هامش خلا صة الفتاوی: ج ۱ ص ۱۹۵ ط امجد اکیڈمی لاهور)

۵. البقرة : ٤٤

کھانا رکھے اور الحمد اور چاروں قل اور درود شریف پڑھنے کے بعد یہ کہہ کر بخشے کہ ان الحمد اور قل اور درود شریف کا ثواب بنور خدا بطفیل پیغمبر فلاں روح پاک کو پہنچے۔

(۲) اور زید کہتا ہے کہ میلاد میں قیام کرنا واجب ہے اور اس کا تارک فاسق اور وہابی ہے۔

(۳) اور زید کہتا ہے کہ شب برات شب قدر ہے اور اس میں عبادت کرنا ایک ثواب عظیم ہے۔ اور اسی رات کو اللہ تعالیٰ آخری آسمان سے ندا دیتا ہے کہ کوئی ہے مریض جو مجھ سے شفائے امراض طلب کرے، اور کوئی ہے بے روزگار جو روزی طلب کرے۔ غرض اسی قسم سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ندا دیتا ہے۔ اور اسی شب میں موت و حیات کے قصے طے ہوتے ہیں۔ اور بکر کہتا ہے کہ بلا تعیین دن و بلا تعیین طعام اور بلا اس لمبی چوڑی عبادت کے اللہ کے واسطے میت کی طرف سے کسی غریب مسلمان کو کھانا کھلانا چاہئے، اور کپڑے دینا چاہئے وغیرہ۔

(۴) اور بکر کہتا ہے کہ قیام میلاد شرک ہے۔ جیسا کہ تمہارا خیال ہے کہ نبی اکرم ﷺ تشریف لاتے ہیں۔ (۵) اور بکر کہتا ہے کہ اس رات کا شب قدر ہونا یا خدا تعالیٰ کا آخری آسمان سے ندا دینا یہ باتیں ضعیف حدیث سے ثابت ہیں۔ اور اس رات کو اور راتوں کے برابر سمجھو۔ اس کو اہمیت مت دو۔

المستفتی نمبر ۲۰۳۲ صوفی قمر الدین صاحب بہاری (آگرہ) ۱۲ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۷ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۲۰) (۱) ایصال ثواب جائز ہے۔(۱) اس کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ کچھ مال نقد، کھانا، کپڑا یا کوئی اور سامان خالصاً للہ صدقہ کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ اس کا ثواب فلاں شخص کی روح کو پہنچا دیا جائے اسی طرح عبادات بدنیہ کا ثواب بھی پہنچایا جا سکتا ہے کہ نفل نماز پڑھ کر یا نفلی روزہ رکھ کر یا تلاوت قرآن مجید کر کے یہ درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب بخش دیا جائے۔ ایصال ثواب کے لئے کسی خاص دن یا تاریخ یا کسی خاص چیز یا خاص ہیئت یا مخصوص سورتوں کا التزام کر لینا بے ثبوت ہے۔(۲)

(۲) میلاد میں قیام کرنا یعنی ذکر ولادت کے وقت کھڑا ہو جانا بے ثبوت ہے۔ شریعت میں اس کی اصل نہیں (۳) اس کو واجب بتانے والا خاطی ہے۔ اور اس کے تارک کو فاسق یا وہابی کہنا بڑا گناہ ہے۔

(۳) شعبان کی پندرھویں شب ایک افضل رات ہے اس میں آسمان دنیا پر رحمت خداوندی سے گناہگاروں کی

۱۔ قال فی الشامیة : "صرح علماؤنا فی باب الحج عن الغیر بان للانسان ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاةً او صوماً او صدقة او غیرها کذافی الهدایة۔" (ج ۲ ص ۲۴۳، ۵۹۵ ط سعید)

۲۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ایصال ثواب کے بارے میں فرماتے ہیں : "انسان در کار خود مختار است میرسد کہ ثواب خود برائے بزرگان بایمان گرداند لیکن برائے اینکار وقت و روز تعیین نمودن و ماہے مقرر کردن بدعت ست۔ و ہر چیز کہ بر آن ترغیب صاحب شرع و تعیین وقت نباشد آن فعل عبث است و مخالف سنت سید الانام و مخالفت سنت حرام است پس ہر گز روا نباشد۔" (فتاوی عزیزی، طعام ایصال ثواب : ج ۱ ص ط کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یوپی)

۳۔ نیز جب آپ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں اپنے لئے قیام کو پسند نہیں فرمایا "کانوا اذا راوه لم یقوموا لما یعلمون من کراهیته لذلك ۔" (ترمذی، ابواب الآداب، باب ماجاء فی کراهية قیام الرجل للرجل : ۲ / ۱۰۴ ط سعید) تو آپ کی وفات کے بعد قیام کیونکر جائز یا مستحب ہو سکتا ہے جب کہ آپ کا مجلس میلاد میں آنا کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں اور نہ آپ کسی کو نظر آتے ہیں۔

معافی کا اعلان ہوتا ہے۔ اور عبادت کرنے والوں کو ثواب زیادہ ملتا ہے۔(۱) اس کی فضیلت کی روایت قابل عمل ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینے کا حکم.

(السوال) کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ و پنج آیت پڑھنا کیسا ہے۔ ہمارے موضع میں دستور ہے کہ پہلے فاتحہ امام مسجد سے دلوا کر آدھا کھانا تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ آدھا دریا یا ندی میں لے جا کر ڈال دیا جاتا ہے۔ یہ کیسا ہے؟ اس کو بھید یا اسرار تصور کرنا کیسا ہے۔ شرک تو نہیں ہے؟

المستفتی نمبر ۲۳۲۵ حافظ محمد صدیق صاحب (سہارنپور) ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۱۹ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۲۱) کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینے کی رسم بے اصل ہے۔(۳) کھانا اللہ کے واسطے کسی مسکین کو دے دیا جائے۔(۴) بس یہی کافی ہے۔ اور جو کچھ پڑھ کر ثواب پہنچانا ہے وہ بغیر کھانا سامنے رکھے ہوئے پڑھ کر ثواب پہنچا دیا جائے۔ آدھا کھانا دریا یا ندی میں ڈالنا ناجائز ہے۔ اور اس کو اسرار سمجھنا غلط ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

۱۔ شب برات کے موقع پر نیاز فاتحہ کا حکم.
۲۔ میلاد میں ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا کیسا ہے

(السوال) (۱) شب برات کے موقعہ پر نیاز فاتحہ جیسا کہ عموماً رائج ہے کیا ہے۔ فاتحہ کرنے کا کیا طریقہ ہے یا کیونکر ہونا چاہئے۔ (۲) میلاد شریف میں وقت ذکر ولادت شریف آنحضرت ﷺ قیام کرنا کیسا ہے۔ آیا درست ہے یا نادرست ہے۔

المتستفتی نمبر ۲۴۰۴ نبی یار خان (فیض آباد) ۳ رجب ۱۳۵۷ھ م ۳۰ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۲۲) (۱) شب برات کے موقعہ پر نیاز فاتحہ جو عموماً رائج ہے کہ حلوا پکا کر اس پر نیاز فاتحہ ضروری سمجھتے ہیں یہ بے اصل ہے۔ شریعت مقدسہ میں اس کی کوئی سند نہیں ہے۔

۱۔ ”ومن المندوبات احیاء لیالی العشر من رمضان ولیلتی العیدین وعشر ذی الحجة و لیلة النصف من شعبان۔“ (فتح المعین علی شرح الکنز. لملا مسکین، باب الوتر والنوافل: ج ۱ ص ۲۵۴ ط سعید)۔

۲۔ شیخ علامہ عبدالرحمن مبارک پوریؒ اپنی کتاب ”تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی میں شب برات کی فضیلت پر متعدد احادیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”فهذه الا حاديث بمجموعها حجة على من زعم انه لم يثبت فى فضيلة ليلة النصف من شعبان شئ۔“ (ابواب الصوم، باب ماجاء فی لیلة النصف من شعبان: ج ۳ ص ۴۴۲ الناشر محمد عبدالمحسن الکتبی صاحب المکتبة السلفیة بالمدینة المنورة)

۳۔ ”ایں طور مخصوص (یعنی طعام را روبرو نہادہ دست برداشتہ چیزی خواندن) نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودونہ در زمان خلفا بلکہ وجود آں در قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر منقول نہ شدہ واین راضروری دانستن مذموم است۔“ (مجموعة الفتاویٰ علی ھامش خلاصة الفتاوی: ج ۱ ص ۱۹۵ ط امجد اکیڈمی لاہور)

۴۔ ”وبہتر آنست کہ ہرچہ خواہند خوانند و ثواب آن بمیت رسانند وطعام را بہ نیت تصدیق بفقرا خورانند و ثوابش نیز باموات رسانند۔“ (حوالہ بالا)

(۲) میلاد میں ذکر ولادت کے وقت قیام کرنے کی کوئی سند نہیں۔ اس لئے یہ قیام ترک کرنا چاہئے(۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

ایصال ثواب کے لئے جمع ہونے والوں کو کھانا کھلانے کا حکم.

(السوال) اس قصبے میں ایک شخص سال بھر میں چند مرتبہ حسب اتفاق اپنے شیخ کی روح کو ایصال ثواب، کھانا کھلا کر قرآن شریف و کلمہ طیبہ پڑھوا کر کرتا ہے۔ تعین تاریخ وماہ نہ عقیدۃً ضروری سمجھتا ہے اور نہ عمل ہی میں اس نے تاریخ وماہ کا التزام کیا ہے۔ بلکہ جب اس کو استطاعت و توفیق ہوتی ہے نمازی و نیک لوگوں کو بلا کر خواندہ حضرات سے قرآن شریف اور ناخواندہ لوگوں سے کلمہ طیبہ پڑھواتا ہے۔ اس کا یہ عمل دس سال سے ہے اور چند سال تک ایصال ثواب میں کھانا کھلاتا رہا۔ حاضرین میں اہل علم وذکر ہونے کی وجہ سے اس مجلس میں علمی مذاکرہ و علماء و صلحاء امت کے احوال، اللہ کی یاد تازہ کرنے والی حکایات ہوتی تھیں۔ اس فرصت احباب سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے خیال کیا گیا کہ اگر اس موقعہ پر کچھ قرآن اور کلمہ خوانی ہو جایا کرے تو ہم خرما و ہم ثواب کا مضمون ہو۔

چنانچہ سال بعد تلاوت و کلمہ خوانی کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ پنج آیت یا دیگر کسی مخصوص سورت کی تلاوت یا کھانے پر ایصال مروجہ یہاں مطلقاً نہیں اور نہ شخص مذکور ان چیزوں کو جائز سمجھتا ہے۔ وہ نہایت راسخ العقیدہ متبع سنت بزرگان امت کی صحبت سے فیض یافتہ ہے۔ اس کے شیخ نہایت عابد و زاہد حامی سنت ماحی بدعت اور مقبول خلائق ولی تھے۔ موافق و مخالف ان کے تقدس کے قائل ہیں۔ اطراف میں ان کے مریدین و معتقدین کی کافی تعداد ہے۔ مدعوئین اپنے شیخ کے ایصال ثواب کو باعث خیر و برکت سمجھتے ہوئے شریک ہوتے ہیں۔ یہ طعام قرآن خوانی کی اجرت میں یا قرآن خوانی طعام کے لالچ میں نہیں ہے۔ یہ بات اول تو ابتدائے معمول پر نظر کرنے سے معلوم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ شروع میں صرف طعام سے ایصال ہوتا تھا۔ فرصت احباب کو غنیمت سمجھتے ہوئے قرآن خوانی جاری کی گئی۔ ثانیاً مجلس کے طرز و ہیئت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قرآنی خوانی میں اجرت کا شائبہ نہیں ہے۔ حاضرین میں ایسے متورع اور مقدس لوگ ہوتے ہیں جو اس سے بالا ہیں کہ اجرت پر کہیں قرآن خوانی کرنے جائیں۔ انہیں حاضرین میں شیخ کے مرید باہر سے خرچ کر کے اس ایصال میں شرکت کے لئے آتے ہیں۔ اجرت کے شائبہ کی نسبت بھی ان کی طرف بعید ہے۔ ان کا صرف شدہ خرچ اس حاصل شدہ اجرت یعنی طعام سے یقیناً زیادہ ہوتا ہے۔ پھر ان پڑھنے والوں میں کتنے ہی آدمی طعام میں شریک نہیں ہوتے اور کتنے ہی کھانے والے ایسے ہوتے ہیں جن کو پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوتا۔ اس جز کو

---

[1] عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال : "لم یکن شخص احب الیہم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کانوا اذا راوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراھیتہ لذلک (ترمذی : ۲ / ۱۰۴ ط سعید)
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ اپنے لئے قیام کو پسند نہ کرتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم باوجود یہ کہ ان کو آپ سے انتہائی محبت تھی قیام نہ کرتے تھے۔ تو پھر آج جب کہ آپ کا کسی مجلس میلاد میں آنا کسی شرعی دلیل سے ثابت ہی نہیں اور نہ کسی کو نظر آتے ہیں تو پھر کس طرح قیام کرنا جائز اور مستحب قرار دیا جا سکتا ہے۔

خاص طور پر اس لئے صاف کیا گیا کہ جناب والا کا ایک فتویٰ یہاں پیش کیا جا رہا ہے جس میں کہ تلاوت کی اجرت میں طعام ہونے کے شائبہ پر اس کو ناجائز تحریر فرمایا ہے۔

فی زمانہ درس قرآن درس حدیث و فقہ امامت و افتاء وغیرہ کتنی چیزیں ہیں جن میں کہ اجرت کا شائبہ نہیں بلکہ تیقن ہے۔ اور جو مجبوری و اضطرار کی حد سے متجاوز بھی اجرت پر کرائی جا رہی ہیں۔ اس صورت میں کھلانے اور کھانے والوں کی نیت کا علم ہوئے بغیر محض شبہ میں حرمت کا حکم بعید معلوم ہوتا ہے۔ جو استفتا یہاں سے بھیجا گیا تھا اور جس پر آپ نے اجرت کا شائبہ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہونے کا حکم تحریر فرمایا تھا اور اس میں واقعات کو اصلی حالت میں نہیں دکھلایا گیا۔ عریضہ ہذا میں حالات کو صحیح طور پر دکھایا گیا ہے۔ بہر حال مذکورہ بالا صورت میں جو حکم کہ جناب والا کی رائے عالی میں ہو تحریر فرمائیں۔ بنظر سہولت آپ کے اس فتویٰ مذکور کی (جو اتفاق سے مجھ تک پہنچ گیا ہے) نقل بھیجتا ہوں۔ اور ایک نقل حضرت مرجع عالم مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کی بھیجتا ہوں جس میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے شائبہ اجرت لگائے بغیر جواز و عدم جواز کی صورتیں صاف طور سے تحریر فرمائی ہیں۔

نقل فتویٰ علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب

(سوال) ایک صوفی شرع صاحب، حال اپنے پیشوایان شریعت و طریقت کو دوسرے تیسرے ماہ ثواب رسانی کی غرض سے کلام مجید و فرقان حمید اور کلمہ طیبہ سوا لاکھ مرتبہ کا وظیفہ کراتا ہے اور قرآن خوانی اور کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کو کھانا لوجہ اللہ تعالیٰ کھلاتا ہے لیکن ان امور کو واجب اور فرض بھی نہیں سمجھتا محض فعل مشائخ خیال کرتا ہے۔ دوسرے لوگ مکروہ بدعت اور ناجائز کہتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ یہ فعل مشائخ نے کبھی نہیں کیا۔ لہذا یہ جائز ہے یا مکروہ یا بدعت؟ بینوا توجروا ۱۵/ اپریل ۳۹ء

(جواب ۲۲۳) قرآن پڑھنے والوں کو اور کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کو کھانا کھلانا اجرت کا شائبہ رکھتا ہے۔ اس لئے ایسا کرنا جائز نہیں(۱) کیونکہ تلاوت اور کلمہ خوانی کی اجرت لینا دینا جائز نہیں۔(۲) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔**

۱۔ "وقد ردہ الشیخ خیر الدین الرملی فی حاشیۃ البحر فی کتاب الوقف حیث قال : اقول المفتی بہ جواز الاخذ استحسانا علی تعلیم القرآن لا علی القراءۃ المجردۃ کما صرح بہ فی التاتارخانیۃ حیث قال : لا معین لھذہ الوصیۃ ولصلۃ القاری بقراءتہ لان ھذا بمنزلۃ الاجرۃ و الاجارۃ فی ذلک باطلۃ وھی بدعۃ ولم یفعلھا احدٌ من الخلفاء...... وقال فی الولوالجیۃ ما نصہ : ولو زار قبر صدیق او قریب لہ و قرا عندہ شیئاً من القرآن فھو حسن ، اما الوصیۃ بذلک فلا معنی لھا ولا معنی ایضاً لصلۃ القاری ، لان ذلک یشبہ استئجارہ علی قراءۃ القرآن و ذلک باطل ولم یفعل ذلک احد من الخلفاء اھ" (رد المحتار : ج ٦ ص ٥٦، ٥٧ ط سعید)

۲۔ قال تاج الشریعۃ فی شرح الھدایۃ : ان القرآن بالاجرۃ لا یستحق الثواب لا للمیت ولا للقاریٔ . وقال العینی فی شرح الھدایۃ : ویمنع القاری للدنیا، والآخذ و المعطی آثمان۔" (رد المحتار : ج ٦ ص ٥٦ ط سعید)

نقل فتویٰ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ از فتاویٰ رشیدیہ

حضرت گنگوہی کے فتویٰ کی وضاحت اور سوال مذکور کا مکرر جواب۔

(سوال) اٹھارواں۔ ہر سال اپنے پیر یا استاد کی برسی کرے۔ یعنی جب سال بھر مرے ہوئے ہو جائے تو ایک دن مقرر کر کے اس روز کا نام عرس شریف رکھتے ہیں اور اس دن کھانا پکا کر تقسیم کرادے۔ مساکین کو اور ختم کرنے پنج آیت قرآنی کا تو یہ صوفیائے کرام کے یہاں اور ہماری شریعت میں کیا حکم ہے۔ جائز ہے یا ناجائز ہے؟

(جواب) کھانا تاریخ معین پر کھلانا کہ پس و پیش نہ ہو بدعت ہے (۱) اگرچہ ثواب پہنچے گا۔ اور طریقہ، معینہ عرس کا، طریقہ سنت کے خلاف ہے۔ لہذا بدعت ہے۔ (۲) اور بلا تعین کر دینا درست۔ (۳) فقط انتہی فتاویٰ رشیدیہ ص ۸۰ مطبوعہ شمس المطابع۔ مراد آباد جلد اول۔

المستفتی نمبر ۲۴۸۹ عبداللہ خاں صاحب (بجنور) ۹ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ م ۳۰ اپریل ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۲۴) حضرت اقدس محدث گنگوہی نور اللہ مرقدہ کے سامنے جو سوال پیش کیا گیا تھا، اس میں تعین یوم کا ذکر تھا اور قرآن خوانی یا کلمہ خوانی کا مطلقاً ذکر نہ تھا۔ صرف ایک معین تاریخ پر بغرض ایصال ثواب کھانا کھلانے کے متعلق سوال تھا۔ حضرت اقدس کا جواب بالکل صحیح ہے کہ کھانا کھلانا بتعین تاریخ بدعت ہے۔ بغیر تعین تاریخ (اور بغیر قرآن خوانی و کلمہ خوانی) ہو تو درست ہے۔ میرے سامنے جو سوال آیا اس میں تعین یوم و تاریخ کا ذکر نہ تھا۔ یہ پوچھا گیا تھا کہ یہ قرآن مجید اور کلمہ پڑھوا کر پڑھنے والوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے اس میں اجرت کا شائبہ ہونا ظاہر ہے۔ اس لئے میں نے اپنے جواب میں اس کی تصریح کردی اور اب مزید تفصیل مندرجہ سوال سے اتنا اور معلوم ہوا کہ اس مجلس کا اس قدر اہتمام کیا جاتا ہے کہ دور دور سے لوگ کرایہ خرچ کر کے آتے ہیں اور شریک مجلس ہوتے ہیں۔ یہ وجہ بھی اس مجلس کی کراہت اور بدعت کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ ایصال ثواب کی مجلس کا یہ اہتمام قرون ثلثہ میں نہ تھا اور نہ اس کی کوئی اصل ہے۔ جو لوگ سفر کر کے آتے ہیں وہ بغیر سفر کئے اور بغیر خرچ کئے اپنے گھروں پر قرآن مجید اور کلمہ پڑھ کر ایصال ثواب کر سکتے ہیں۔ اور یہ کھانا اگر ایصال ثواب اور صدقہ کی نیت سے کھلایا جاتا ہے تو کیا اس میں کوئی مالک نصاب شریک

۱۔ ”مقرر کردن روز سوم وغیرہ بالتخصیص و اورا ضروری انگاشتن در شریعت محمدیہ ثابت نیست“ (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۹۵ ط امجد اکیڈمی لاہور)۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی در فتاویٰ عزیزی میفرمایند: ”انسان در کار خود مختار است میرسد کہ ثواب خود برائے بزرگان بایمان گرداند لیکن برائے اینکار وقت و روز تعیین نمودن و ماہے مقرر کردن بدعت ست“ (عنوان طعام ایصال ثواب: ج ۱ ص ۹۷ ط کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یوپی)

۲۔ ”لا یجوز مایفعله الجهال بقبور الاولیاء والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج و المساجد الیها ومن الاجتماع بعد الحول کالاعیاد ویسمونه عرسا۔“ (قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، آل عمران تفسیر آیت ۶۳ فائدہ ثانیہ: ج ۲ ص ۶۵ ط حافظ کتب خانہ مسجد روڈ کوئٹہ)

۳۔ بشرطیکہ خلاف شرع امور کا ارتکاب نہ کیا جائے۔

نہیں ہوتا صرف فقراء و مساکین ہی کھاتے ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو ایصال ثواب کے پردہ میں ایک جدید رسم کی ایجاد ہے۔ **ولا نجاۃ الا فی اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابہ** محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

چہلم اور کھانے پر فاتحہ دلانا بدعت ہے .

(السوال) متعلقہ چہلم وغیرہ

(جواب ۲۲۵) چہلم (۱) اور مروجہ دودھ پر یا کھانے پر فاتحہ (۲) دلانا بے اصل بدعت ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

بزرگان دین کی قبروں پر چادریں چڑھانا، عرس منانا اور ان کو حاجت روا سمجھنا جائز ہے ؟

(سوال) قبور بزرگان دین پر غلاف بہ آرائش چڑھانا اور ایک دن مقرر کر کے سال بہ سال میلہ کرنا یا سوا خدا کے دلی مراد ان سے طلب کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب ۲۲۶) بزرگان دین کی قبروں پر غلاف چڑھانا (۳) اور میلے کرنا (۴) یا ان سے اپنی مرادیں مانگنا ناجائز ہے۔ (۵) جو لوگ یہ کام کرتے ہیں وہ سخت گناہگار ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے سوا کسی سے مراد پوری کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ اور اس کے سوا کسی دوسرے کو حاجت روا سمجھنا شرک ہے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

الجواب صحیح احقر مظہر الدین غفر لہ

۱۔ "از عادات شنیعہ مامردم اسراف است در ماتم ہا و سویم و چہلم و شش ماہی و فاتحہ سالینہ و ایں ہمہ را در عرب اول وجود نبود مصلحت آں است کہ غیر تعزیت وارثاں میت تاسہ روز و اطعام ایشاں یک شبانہ روز رسے نباشد۔" (شاہ ولی اللہ، المقالۃ الوضیہ فی النصیحہ والوصیہ در کتاب مجموعہ وصایا اربعہ مرتب و مترجم محمد ایوب قادری : ص ۵۳ ط شاہ ولی اللہ اکیڈمی۔ صدر، حیدر آباد پاکستان سن طباعت ۱۹۶۴ء) مولانا عبدالحی لکھنوی مجموعۃ الفتاویٰ میں لکھتے ہیں : "شیخ عبدالحق محدث دہلوی در جامع البرکات مے نویسد و آنکہ بعد سالے یا ششماہی یا چہل روز دریں دیار پزند و در میان برادران بخشش کنند و آں را بھاجی میگویند چیزے داخل اعتبار نیست بہتر آنست کہ نہ خورند" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ھامش خلاصۃ الفتاویٰ : ج ۱ ص ۹۵ ط امجد اکیڈمی لاہور)

۲۔ "فاتحہ مروجہ (یعنی طعام را روبرو نہادہ دست برداشتہ چیزی خواندن) ایں طور مخصوص نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود نہ در زمان خلفا بلکہ وجود آں در قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر اند منقول نشدہ۔" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ھامش خلاصۃ الفتاویٰ۔ حوالہ بالا)

۳۔ قال فی الشامیۃ : "فی الاحکام عن الحجۃ : تکرہ الستور علی القبور اھ" (۲ / ۲۳۸ ط سعید)

٤. "لا تجعل قبری عیداً" (ابو داؤد، کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور : ۱ / ۲۸۶ ط امدادیہ ملتان) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ حدیث کی شرح میں فرتے ہیں : لا تجعلوا زیارۃ قبری عیداً اقول ھذا اشارۃ الی سد مدخل التحریف کما فعل الیہود و النصاری بقبور انبیاء ھم وجعلو ھا عیداً او موسما بمنزلۃ الحج" (حجۃ اللہ البالغہ، مبحث فی الاذکار وما یتعلق بھا : ج ۲ ص ۷۷ ط المکتبۃ السلفیۃ لاہور)۔ نیز تفہیمات الٰہیہ میں لکھتے ہیں : "ومن اعظم البدع مااخترعوا فی امر القبور واتخذوھا عیداً." (ج ۲ ص ٦٤)

۵۔ "دوم آنکہ بالاستقلال چیزیکہ خصوصیت بجناب الٰہی دارد مثل دادن فرزند یا بارش باران یا دفع امراض یا طول عمر و مانند ایں چیز با بے آنکہ دعا و سوال از جناب الٰہی در نیت منظور باشد از مخلوقے درخواست نماید ایں نوع حرام مطلق بلکہ کفر است۔ و اگر از مسلمانان کے از اولیائے مذہب خود خواہ زندہ باشند یا مردہ ایں نوع مدد خواہد از دائرہ مسلمانان خارج میشود۔" (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، فتاویٰ عزیزی، بیان در شبہات بت پرستان : ج ۱ ص ۴۶ ط کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یوپی)

فصل دہم

مسئلہ سجدہ تعظیمی

۱۔ سجدہ تعظیمی کا حکم .
۲۔ کسی بزرگ کے ہاتھوں کو بوسہ دینا اور اس کے گھٹنے کو ہاتھ لگانے کا حکم .
۳۔ علی بخش، رسول بخش، نام رکھنا اور یا رسول اللہ کہنے کا حکم ؟

(سوال) (۱) سجدہ تعظیمی کا حکم کیا ہے ؟ (۲) کسی بزرگ کے ہاتھ کو بوسہ دینا اور گھٹنے کو ہاتھ لگانا کیسا ہے جب کہ اس کے لئے جھکنا بھی پڑتا ہے۔ (۳) علی بخش، رسول بخش، پیر بخش نام رکھنے اور یا رسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۵۱۱ ظفر علی قریشی صاحب - امرتسر) ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۰ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۲۷) (۱) سجدہ تعظیمی غیر اللہ کو حرام ہے۔ اور بنیت عبادت ہو تو کفر ہے۔ (۱) (۲) کسی بزرگ کے ہاتھ کو بوسہ دینا جائز ہے (۲) اور اس کے گھٹنے کو ہاتھ لگانا مباح ہے۔ ان دونوں صورتوں میں جو جھکنا پڑتا ہے، وہ بضرورت ہوتا ہے۔ اس جھکنے سے تعظیم مقصود نہیں ہوتی۔ ہاں قصداً تعظیم کی غرض سے جھکنا کہ رکوع کی حد تک پہنچ جائے حرام ہے۔ (۳) (۳) علی بخش، پیر بخش، رسول بخش نام رکھنا اچھا نہیں ہے کہ اس میں شرک کا شائبہ اور ایہام ہے۔ (۴) اسی طرح صلوٰۃ و سلام کے علاوہ یا رسول اللہ کہنا اور یہ سمجھنا کہ فرشتے حضور کو صلوٰۃ و سلام پہنچا دیتے ہیں، جائز ہے۔ (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

قبر کے سامنے سجدہ تعظیمی یا سجدہ عبادت کا حکم

(از اخبار الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) زید کہتا ہے کہ قبر کو سجدہ تعظیمی کرنا حرام ہے اور سجدہ عبادت کفر ہے۔ مگر سجدہ تعظیمی سے کفر لازم نہیں۔ یعنی سجدہ تعظیمی کے کرنے والے کو کافر نہیں کہنا چاہئے۔ البتہ مرتکب فعل حرام کا ہے۔

۱۔ "وکذا مایفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام و الفاعل والراضی بہ آثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن . وھل یکفر ان علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفر وان علی وجہ التحیۃ لا وصار آثما مرتکبا للکبیرۃ . وفی الملتقط التواضع لغیر اللہ حرام۔" (التنویر مع الدر : ۶ : ۳۸۳، ۳۸۴ ط سعید)

۲۔ "ولا باس بتقبیل یدالرجل العالم والمتورع علی سبیل التبرک درر۔" (تنویر الابصار مع درمختار : ۶ / ۳۸۳ ط سعید)

۳۔ "وفی الزاھدی الایماء فی السلام الی قریب الرکوع کالسجود . وفی المحیط انہ یکرہ الانحناء للسلطان وغیرہ اھ" (ردالمحتار : ج ۶ ص ۳۸۳ ط سعید)

۴۔ "ہمچو اسم کہ ایہام مذموم غیر مشروع سازد احتراز لازم ہمیں سبب علماء از تسمیہ بعبد النبی وغیرہ منع ساختہ اند۔" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ : ج ۴ ص ۳۴۷ ط امجد اکیڈمی لاہور)

۵۔ "ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام۔" (نسائی، کتاب الصلوٰۃ، باب التسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱: / ۱۴۳ ط سعید)

(**جواب ۲۲۸**) زید کا یہ کہنا کہ ”قبر کو سجدہ تعظیمی کرنا حرام اور سجدہ عبادت کرنا کفر ہے“ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ تعظیم کے ارادے سے سجدہ کرنا اور عبادت کی نیت سے سجدہ کرنا ایک ہی معنی رکھتا ہے۔ اور عوام ان دونوں باتوں میں کوئی صحیح فرق نہیں کر سکتے۔ نہ سمجھ سکتے ہیں۔ اس قائل کو بھی دھوکہ لگا ہے۔ شاید یہ سجدہ تحیۃ کو سجدہ تعظیمی کے لفظ سے تعبیر کر رہا ہے۔ سجدہ تحیۃ البتہ باعتبار اپنے مفہوم کے سجدہ عبادت سے جداگانہ شئے ہے۔ لیکن عوام کے مناسب حال یہی ہے کہ ان کو مطلقاً سجدہ لغیر اللہ کا شرک ہونا سمجھایا جائے۔ تاکہ احتراز کامل کی ان سے امید ہو۔ باقی رہا کسی سجدہ تحیۃ کے کرنے والے پر مشرک کا حکم لگانا تو اس میں احتیاط کرنا مفتی کا کام ہے۔ والتواضع لغيرالله حرام كذافي الملتقط (ھندیۃ(۱) ص ۴۰۴ ج ۵) وان سجد للسلطان بنية العبادة اولم تحضره النية فقد كفر كذافي جواهر الا خلاطی (ھندیہ(۲) ص ۴۰۴ ج ۵) وكذاما يفعلونه من تقبيل الارض بين يدى العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی به اثمان لانه يشبه عبادة الوثن وهل يكفران على وجه العبادة والتعظيم كفروان على وجه التحية لا وصار اثما مرتكبا للكبيرة وفي الملتقط التواضع لغيرالله حرام (درمختار(۳) ص ۲۶۸ ج ۵)

محمد کفایت اللہ غفر لہ۔ مدرسہ امینیہ دہلی

مرشد یا والدین کو سجدہ تعظیمی کرنا جائز نہیں.

(از اخبار الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۲۸ء)

(**سوال**) مرشد کو اور ماں باپ کو سجدہ تعظیمی کرنا کیسا ہے؟

(**جواب ۲۲۹**) سجدہ تعظیمی اور سجدہ عبادت ایک چیز ہے۔ اور سجدہ تحیۃ دوسرا ہے۔ سجدہ تعظیم اور سجدہ عبادت غیر اللہ کے لئے موجب کفر ہے۔ کیونکہ غیر اللہ کی تعظیم سجدہ کے ساتھ کرنا اور اس کی عبادت سجدہ کے ساتھ کرنا دونوں کا مفاد ایک ہے۔ ہاں سجدہ تحیۃ میں مقصد جداگانہ ہوتا ہے۔ تحیت کے معنی اور ہیں کہ اپنے ملنے والے کو ملاقات کے وقت کوئی ایسا لفظ کہنا یا ایسا کام کرنا جو تہذیب ملاقات اور ملنے والے کی خوشنودی کا باعث ہو تحیۃ کہلاتا ہے۔ تحیۃ کے لئے ضروری نہیں کہ ملنے والا بڑا ہو بلکہ برابر درجے والے اور چھوٹے بڑے سب تحیۃ کے مستحق ہوتے ہیں۔ اور تحیۃ کا معاملہ سب کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے صاحبزادوں کا سجدہ حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے سجدہ تعظیم نہ تھا بلکہ سجدہ تحیۃ تھا۔ کیونکہ اس زمانے میں ملاقات کے وقت تحیۃ کا یہ طریقہ رائج اور شریعت حاضرہ میں جائز تھا۔(۴) قرآن پاک میں ملائکہ کا سجدہ حضرت آدم علیہ السلام کو بھی تحیۃ تھا۔(۵) یہ دونوں سجدے (**فرشتوں کا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ۔ اور**

۱۔ کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن والعشرون: ج ۵ ص ۳۶۸ ط ماجدیہ کوئٹہ۔
۲۔ عالمگیری، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن والعشرون: ج ۵ ص ۳۶۹ ط ماجدیہ کوئٹہ۔
۳۔ درمختار: ۶ / ۳۸۳، ۳۸۴ ط سعید۔
۴۔ ”لم يكن عبادةً له بل تحيةً واكراماً، ولذا امتنع عنه ابليس وكان جائزاً فيما مضى كما فى قصة يوسف“ (ردالمحتار: ۶ / ۳۸۴ ط سعید)
۵۔ ”اختلفوا فى سجود الملائكة قيل كان لله تعالىٰ والتوجه الى آدم للتشريف وقيل بل لآدم على وجه التحية والاكرام ثم نسخ، والصحيح الثانى ولم يكن عبادة له بل تحية واكراماً۔“ (ردالمحتار: ۶ / ۳۸۳، ۳۸۴ ط سعید)

حضرت یعقوب علیہ السلام اور بھائیوں یا صرف بھائیوں کا سجدہ حضرت یوسف علیہ اسلام کو) سجدہ تحیۃ تھے اور جائز تھے۔ حضرت حق تعالیٰ نے نقل فرمائے ہیں۔ اور شرائع سابقہ کے احکام جو قرآن پاک یا حدیث میں نقل کئے جائیں شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اس وقت حجت اور قابل عمل ہوتے ہیں۔ جب شریعت محمدیہ میں ان کے خلاف احکام موجود نہ ہوں۔ اگر شریعت محمدیہ میں ان کے خلاف احکام موجود ہوں تو شرائع ما قبل کے احکام حجت نہیں ہوتے۔

اب شریعت محمدیہ کا حکم یہ ہے کہ سجدہ تعظیمی یعنی سجدہ عبادت غیر اللہ کے لئے اتفاقاً کفر ہے(۱) اور سجدہ تحیۃ غیر اللہ کے لئے حرام ہے۔(۲) اور اس کے جواز کی کوئی دلیل نہیں۔ جو لوگ کہ قرآن مجید میں ذکر کئے ہوئے سجدوں سے شریعت محمدیہ میں سجدہ تحیت کے جواز پر استدلال کرتے ہیں وہ قانون استدلال واحتجاج سے ناواقف ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

۱۔ "إن علی وجه العبادة والتعظيم كفر . وقال شمس الائمة السرخسی : ان كان لغير الله علی و جه التعظيم كفر اه قال القهستانی : وفی الظهيرية يكفر بالسجدة مطلقاً۔" (در مختار مع رد المحتار : ج ۶ ص ۳۸۳ ط سعید)

۲۔ "وان علی وجه التحية لا وصار آثما مرتكباً للكبيرة۔" (در مختار : ۶ / ۳۸۳ ط سعید)

نواں باب

بدعات اور اقسام شرک

اہل بدعت کے ساتھ میل جول رکھنا کیسا ہے ؟

(سوال) بدعتیوں کے یہاں کھانا جائز ہے یا نہیں اور ان کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۷۰۷ عبدالستار (گیا)

(جواب ۲۳۰) اہل بدعت سے خلا ملا رکھنا اچھا نہیں۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

۱۔ مجالس تعزیہ منعقد کرنے والے کے ایمان اور امامت کا حکم .
۲۔ مولود شریف منانا اور اس میں قیام کرنا بے اصل ہے .

(سوال) تعزیہ داری کرنے والا شخص جو شیعوں کی طرح تعزیہ داری کرتا ہے اور تعزیہ کی مجالس منعقد کرتا ہے اس میں میر انیس و دبیر و دیگر شعرائے کذاب کی غزلیں و نوحے گاتا اور سنتا ہے۔ علم چڑھاتا ہے منت مانتا ہے۔ اور منت تعزیہ کی رکھتا ہے۔ مسلمان کہلا سکتا ہے یا مشرک ہے۔ اس کی امامت جائز ہے یا نہیں۔

(۲) مولود شریف جائز ہے یا نہیں ؟ اگر جائز ہے تو اس کا طریقہ کیا ہے ؟ قیام کرنا کیسا ہے ؟

المستفتی نمبر ۳۴۴ نذیر احمد۔ ضلع بلیا۔ ۱۲ جمادی الاولی ۱۳۵۲ھ م ۴ ستمبر ۱۹۲۳ء

جواب ۲۳۱) (۱) ایسا شخص گناہگار ہے۔ مشرک ہونے کا بھی خوف ہے۔ اس کی امامت بھی مکروہ ہے (۲)۔

(۲) حضور انور ﷺ کے حالات مبارکہ بیان کرنا تو نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے۔ مگر موجودہ مجالس میلاد بہت سے امور منکرہ پر شامل ہونے کی وجہ سے غیر شرعی ہیں۔(۳) قیام جو مخصوص ذکر ولادت کے موقع پر کیا جاتا ہے، بے اصل ہے۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

۱۔ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار (ھود : ۱۱۳) وعن الحسن : "لا تجالس صاحب بدعة فانه یمرض قلبك." (الاعتصام، الوجه الثالث من النقل الخ، ومما جاء عمن بعد الصحابة رضی الله تعالی عنهم : ج ۱ ص ۸۳ ط دار الفکر بیروت)

(۲) ویکرہ امامة فاسق ومبتدع ای صاحب بدعة الخ (تنویر الابصار مع در مختار ج ۱ ص ۵۵۹، ۵۶۰ ط سعید)

(۳) لہذا ایسی مجالس میں شرکت کرنا اور انکا قائم کرنا دونوں ناجائز ہیں۔

(۴) یعنی اس پر کوئی شرعی دلیل قائم نہیں ہے۔ بلکہ آپ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں کبھی اپنے لئے قیام کو پسند نہیں فرمایا تو آپ کی وفات کے بعد آپ کے لئے قیام کیونکر جائز یا مستحب ہو سکتا ہے، جب کہ آپ کا مجلس میلاد میں آنا کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں اور نہ آپ کسی کو نظر آتے ہیں۔ ترمذی ابواب الآداب میں ہے : "کانوا اذا راوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراھیته لذلك" (باب ماجاء فی کراھیة قیام الرجل للرجل : ۲ / ۱۰۴ ط سعید)

دس محرم کو کھچڑہ پکانا، شربت پلانا، نیا کپڑا پہننا اور سرمہ لگانا بے اصل ہے .

(سوال) زید کہتا ہے کہ شربت پلانا۔ کھچڑہ پکانا۔ نیا کپڑا پہننا۔ آنکھوں میں سرمہ لگانا یہ سب سنت ہے۔ کھچڑہ اس وجہ سے سنت ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر جا کر لگی۔ جب کشتی سے اترے تو کھچڑہ پکایا یہی دن عشرہ محرم کا تھا۔ بکر کہتا ہے کہ شربت پلانا، کھچڑا پکانا نیا کپڑا پہننا آنکھوں میں سرمہ لگانا نبی ﷺ سے اس کے متعلق کوئی صحیح حدیث مروی نہیں۔ یہ سب افتراء ہے۔

المستفتی نمبر ۳۴۹ سید حاکم علی شاہ (میرٹھ) ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۳۲) کھچڑا پکانے کی کوئی سند نہیں۔ یہ بالکل بے اصل ہے۔ البتہ عاشورا کے دن روزہ رکھنا۔(۱) اور اپنے اہل و عیال پر رزق یعنی کھانے پینے کی اس روز فراخی کرنا(۲) مسنون ہے۔ البتہ سرمہ لگانے کی روایت ضعیف ہے۔(۳) بعضوں نے اسے موضوع بھی کہا ہے۔(۴) نیا کپڑا پہننے کی کوئی روایت نہیں۔ اور جو کام کہ روافض کرتے ہیں، ان میں ان کی مشابہت اہل سنت کو نہ کرنی چاہئے۔(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

عشرہ محرم میں سبیل لگانا، فاتحہ دینا بدعت ہے .

(سوال) محرم کے شروع عشرہ میں یعنی چاندرات سے دسویں تاریخ تک شربت کھانا کپڑا یا اور کوئی چیز پر فاتحہ امام حسین علیہ السلام کی دے کر کسی کو دینا یا اسی ارادہ سے سبیل کرنا کیسا ہے۔ اور اس طرح حضرت امام حسین علیہ السلام کو ثواب پہنچتا ہے یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۳۶۵ امیر بخش صاحب گڈھ مکتیسر ۱۹ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۲ جولائی ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۳۳) ایصال ثواب کے جواز میں کوئی کلام نہیں۔ اور حنفیہ کے نزدیک عبادات بدنیہ ومالیہ دونوں کا ثواب پہنچتا ہے۔(۶) لیکن ایصال ثواب کے لئے کسی تاریخ یا کسی شے کی تخصیص جو قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر یا ائمہ ومشائخ مذہب رحمھم اللہ سے منقول نہ ہو، نہ کرنی چاہئے۔(۷) حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ثواب

۱۔"عن ابن عباس قال : "مارایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتحرّی صیام یوم فضّله علی غیره الا هذا الیوم یوم عاشوراء وهذا الشهر یعنی شهر رمضان۔" (بخاری، کتاب الصوم ،باب صیام یوم عاشوراء : ج ۱ص ۲۶۸ط قدیمی)

۲۔ قال فی الدرالمختار : وحدیث التوسعة علی العیال یوم عاشوراء صحیح. وقال ابن عابدین فی الرد: وهو " من وسع علی عیاله یوم عاشوراء وسع الله علیه السنة كلها ." ثم اطال الكلام وقال نعم حدیث التوسعة ثابت صحیح كما قال الحافظ السیوطی فی الدرر۔ " (الدرالمختار مع ردالمحتار : ج ۲ص ۴۱۸، ۴۱۹ط سعید)

۳۔" وحدیث الا كتحال فیه ضعفه لا موضوعة كما زعمه ابن عبدالعزیز۔" (درمختار : ۲/ ۴۱۹ط سعید)

۴۔قال ابن عابدین : "ولا یلزم منه الإ حتجاج بحدیث الا كتحال یوم عاشوراء كیف و قد جزم بوضعه الحافظ السخاوی فی المقاصد الحسنة ، وتبعه غیره منهم ملا علی القاری فی كتاب الموضوعات ، ونقل السیوطی فی الدرر المنتشرة عن الحاكم انه منكر الخ" (ردالمحتار : ۲ / ۴۱۹ط سعید)

۵۔"نقل فی مطالب المومنین عن امامنا ابی حنیفةؒ انه لا یجوز التشبه بالروافض ...... ومن تشبه بقوم فهو منهم" (نفع المفتی السائل : ص ۱۲۶ط کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

۶۔"الاصل ...... ان الا نسان له ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاةً او صوماً او صدقةً او غیرها عند اهل السنة والجماعة" (ہدایۃ : ۱ / ۲۹۶ط مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

۷۔ "ومنها وضع الحدود ، والتزام الكیفیات، والهیئات المعیّنة ، والعبادات المعیّنة فی اوقات معیّنة لم یوجد لها ذلك التعیین فی الشریعة۔" (الاعتصام ،ابو اسحاق الشاطبی الغرناطی ،الباب الاول : ۱ / ۳۹ط دار الفکر بیروت)

پہنچانے کے لئے محرم کے عشرہ اولیٰ کو مخصوص کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اسی طرح شربت یا کھچڑا یا فیرینی وغیرہ کی تخصیص بھی غیر موجہ ہے۔ بلکہ تمام سال میں جس وقت بھی کوئی صدقہ خیرات کر کے یا کوئی بدنی عبادت کر کے حضرات امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ثواب پہنچایا جائے، بہتر اور اوفق بالشریعۃ ہوگا۔ عوام مسلمین نے اعتقاداً یا عملاً و التزاماً چونکہ محرم کے عشرہ اولیٰ کو اس کام کے لئے مخصوص اور موجب زیادت ثواب سمجھ رکھا ہے۔ اور اسی طرح مخصوص چیزوں کو (مثلاً شربت کی سبیل لگانے یا شربت پلانے یا کھچڑا یا فیرینی پکانے کو) ہی حضرات امامین کے ایصال ثواب کے لئے لازم سمجھتے ہیں اس لئے حضرات علمائے کرام اور متبعین ائمہ کرام اور طالبین اتباع سنت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وظیفہ علمیہ یہی ہے کہ ان تخصیصات غیر ثابتہ وغیر متوارثہ کے ترک کرانے کا اہتمام کریں واللہ ہو الموفق۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

بدعت کی قسمیں اور ان کا حکم .

(سوال) کیا بدعت کی دو قسمیں ہیں؟ حسنہ اور سیئہ۔

المستفتی نمبر ۸۳۱ مولوی محمد انور (ضلع جالندھر) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۳٤) شرعی بدعت تو ہمیشہ سیئہ ہوتی ہے۔ لغوی بدعت حسنہ ہو سکتی ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

"آستانہ سرور عالم" کے نام سے عمارت بنا کر اس کی تعظیم کرنا گمراہی ہے .

(سوال) کیا "آستانہ سرور عالم" کے نام سے کوئی عمارت تعمیر کی جا سکتی ہے۔ اور اس کی تعظیم واحترام کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۸۰۷ سلطان احمد خاں (برار) ۲۳ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۳۵) "آستانہ سرور عالم" کے نام سے کوئی عمارت بنانا بدعت، گمراہی اور فتنہ عظیمہ ہے۔(۲) ایسی عمارت ہرگز نہ بنائی جائے۔ اور نہ اس کی کوئی عزت اور حرمت تسلیم کی جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

صفر کے آخری بدھ کی رسومات اور فاتحہ کا حکم .

(سوال) آخری چار شنبہ جو صفر کے مہینے میں ہوتا ہے، اس کا کرنا شریعت میں جائز ہے یا نہیں۔ کھانے پر فاتحہ دلانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۸۸ عبد الرزاق (اوجین) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

۱۔ "فکل من احدث شیئاً ونسبه الی الدین ولم یکن له اصل من الدین یرجع الیه فهو ضلالة والدین بری منه وسواء فی ذلك الاعتقادات او الاعمال او الاقوال الظاهرة والباطنة واما ما وقع فی کلام السلف من استحسان بعض البدع فانما ذلك البدع اللغویة لا الشرعیة" (جامع العلوم والحکم، لابن رجب حنبلیؒ: ص ۱۹۳)

۲۔ "ہیچو اسم کہ ایسام مذموم غیر مشروع سازد احتراز لازم" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ: ۴ / ۳۳۷ ط امجد اکیڈمی لاہور)

(جواب ۲۳۶) آخری چار شنبہ کے متعلق جو باتیں مشہور ہیں اور جو رسمیں ادا کی جاتی ہیں یہ سب بے اصل ہیں۔ کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینا بے اصل ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

محرم کے ایام میں تعزیہ بنانے کے لئے چندہ دینے کے بجائے حلیم تیار کر کے تقسیم کرنا کیسا ہے؟

(سوال) زید اور اس کے بعض احباب تعزیہ اور براق کے بنانے میں چندہ دیا کرتے تھے۔ اب منع کرنے سے اس بات پر راضی ہوئے ہیں کہ تعزیہ اور براق میں کوئی چندہ نہ دیا جائے۔ اور آپس میں چندہ کر کے حلیم پکا کر غربا میں تقسیم کر دی جائے۔ اس صورت میں تعزیہ اور براق کی شرکت سے علیحدگی رہے گی۔ اور بہت سے آدمی جو ان دونوں چیزوں میں چندہ دیتے ہیں وہ بھی چندہ بند کر دیں گے۔ اور اس دوسری تحریک میں شریک ہو جائیں گے آیا اس غرض سے یہ دوسری تحریک جائز ہے یا نہیں۔ اور شرعاً اس کی کچھ اجازت ہو سکتی ہے یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۱۳۹۵ مولوی محمد یوسف۔ چوڑی والان۔ دہلی ۱۱ محرم ۱۳۵۶ھ ۳۱ مارچ ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳۷) تعزیہ اور براق تو قطعاً ناجائز ہیں۔(۲) اور ان میں چندہ دینا گناہ ہے۔(۳) اگر اس کام کو چھوڑ کر اس رقم کا حلیم پکا کر غربا کو تقسیم کر دیا جائے تو تعزیہ اور براق بنانے کے گناہ سے تو نجات مل جائے گی مگر محرم کے ایام مخصوصہ میں خاص طور پر حلیم پکانا اور تقسیم کرنا یہ بھی بدعت ہے۔(۴) شہیدان کربلا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی ارواح طیبہ کو ثواب پہنچانے کے لئے محرم کا انتظار نہ کرنا چاہئے۔ اور نہ حلیم شریف کی تخصیص کرنی چاہئے۔ بلکہ جس وقت جو کچھ میسر ہو صدقہ کر کے اس کا ثواب بخش دینا چاہئے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) تعزیہ، علم، دلدل بنانا، ان کی تعظیم کرنا اور مرادیں مانگنا، اور سینہ کوبی کرنا وغیرہ سب امور حرام ہیں۔
(۲) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر غصب خلافت اور یزید کی ولی عہدی کے لئے بیعت لینے کا الزام کہاں تک درست ہے؟

(سوال) (۱) تعزیہ بنانا۔ علم نکالنا، دلدل بنانا، تخت اٹھانا، مہندی نکالنا، مرثیہ پڑھنا، تعزیہ سے منت مراد مانگنا اور اس کا چومنا چاٹنا، نوحہ وزاری کرنا، چھاتیاں کوٹنا وغیرہ وغیرہ ازروئے شرع شریف کیسا ہے۔

۱۔ ”این طور مخصوص (یعنی فاتحہ مروجہ) نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود نہ در زمان خلفا بلکہ وجود آں در قرون ثلثہ کہ مشہود لہا بالخیر اند منقول شدہ“ (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ: ج ۱ ص ۱۹۵ ط امجد اکیڈمی لاہور)

۲۔ ”تعزیہ داری در عشرہ محرم یا غیر آں وساختن ضرائح وصورت قبور وعلم تیار کردن دلدل وغیر ذلک این ہمہ امور بدعت است نہ در قرن اول بود نہ در قرن ثانی نہ در قرن ثالث۔“ (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ: ج ۴ ص ۳۴۴ ط امجد اکیڈمی لاہور)

۳. لقوله تعالى: ”ولا تعاونوا على الاثم والعدوان.“ (المائدة: ۲)

٤. ”ومنها وضع الحدود، والتزام الكيفيات والهيات المعينة، والتزام العبادات المعينة فى اوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعيين فى الشريعة“ (الا عتصام، ابو اسحاق الشاطبى، الباب الاول فى تعريف البدع الخ: ۱ / ۳۹ ط دارالفكر بيروت)

(۲) حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت غصب خلافت کا الزام نیز یزید کو آپ کا ولی عہد سلطنت باوجود اس کے فسق و فجور کے بنانا جس کو بعض سنی بھی کہتے ہیں کس حد تک صحیح و درست ہے۔ امور متذکرہ بالا کا جواب معہ ثبوت آیات واحادیث کے مرحمت فرمایا جائے۔ نیز یہ کہ اگر یہ افعال حرام و ناجائز ہیں تو اس کے متعلق کافی ثبوت کی ضرورت ہے جس پر خاص توجہ فرمائی جائے۔

المستفتی نمبر ۱۴۰۲ سید خلیل حیدر صاحب (کانپور) ۵ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۷ اپریل ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳۸) تعزیہ بنانا، اس کی تعظیم کرنا۔ اس سے منت مرادیں مانگنا۔ چومنا، علم نکالنا، دلدل بنانا تخت اٹھانا۔ مہندی نکالنا، مرثیہ پڑھنا، ماتم اور نوحہ کرنا، چھاتیاں کوٹنا یہ سب کام ناجائز حرام اور مفضی الی الشرک ہیں۔(۱) شریعت مقدسہ ایسے کاموں کی اجازت نہیں دیتی۔ یہ اسلامی توحید اور پیغمبر ﷺ کی صحیح اور سچی تعلیم کے خلاف ہیں۔ اور عقل صحیح بھی ان کی اجازت نہیں دیتی۔ سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کے کارناموں میں اس قسم کی فضولیات کا نام و نشان نہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کرلی تھی اور اس کے بعد وہ جائز طور پر خلافت کے حامل تھے۔(۲) انہوں نے یزید کے لئے بیعت لینے میں غلطی کی کیونکہ یزید سے بہتر اور اولیٰ وافضل افراد موجود تھے۔ لیکن اس غلطی کے باوجود یزید کے اعمال و افعال کی ذمہ داری ان پر عائد نہ ہوگی۔ کیونکہ اسلام اور قرآن پاک کا اصول ہے **لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ**۔(۳) اس لئے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی اور درشتی نہیں کرنی چاہئے۔(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

۱۔ یا ”شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کہنے کا حکم.
۲۔ قبروں پر پھولوں کے ہار رکھنا.
۳۔ قبر پر چادر چڑھانا یا قبر کے پاس شیرینی وغیرہ تقسیم کرنا بدعت ہے.

(سوال) (۱) یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کہنا درست ہے یا نہیں۔ (۲) قبروں پر جو پھولوں کے ہار رکھ دیتے ہیں یہ کیسا ہے۔ (۳) زید نے ایک کپڑے کی چادر اور کچھ شیرینی ایک بزرگ ولی اللہ کی قبر پر لے جا کر شیرینی بعد فاتحہ خوانی لوگوں کو تقسیم کردی اور چادر اس قبر کو اڑھادی۔ زید کی نیت اور غرض اس عمل کے کرنے سے عبادت خدا ہے۔

المستفتی منشی عبدالوحید صاحب (ضلع بلند شہر) ۷ صفر ۱۳۵ھ ۱۸ اپریل ۱۹۳۷ء

---

[۱] ”تعزیہ داری در عشرۂ محرم یا غیر آں و ساختن ضرائح و صورت قبور و علم تیار کردن و دلدل وغیرہ ذلک ایں ہمہ امور بدعت است نہ در قرن اول بود نہ در قرن ثانی نہ در قرن ثالث۔“ (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ : ۴ / ۳۴۴ ط امجد اکیڈمی)

[۲] قال ابن العربی : ”فنفذ المیعاد، وصحت البیعۃ لمعاویۃ، وذلک لتحقیق رجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم. فمعاویۃ خلیفۃ ولیس بملک“ (العواصم من القواصم : ص ۲۰۰ ط سہیل اکیڈمی)

[۳] الانعام : ۱۶۴

[۴] لقولہ علیہ السلام : اکرموا اصحابی فانہم خیارکم الخ“ (مشکوٰۃ : ج ۲ ص ۵۵۴ ط ایچ ایم سعید) وفی العقیدۃ الطحاویۃ : ”ومن احسن القول فی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...... فقد بریٔ من النفاق“ (شرح العقیدۃ الطحاویۃ، الطبعۃ الثالثۃ : ص ۴۹۱ ط المکتب الاسلامی للطباعۃ والنشر)

(جواب ۲۳۹) (۱) یہ وظیفہ پڑھنا ناجائز اور موہم شرک ہے۔(۱) (۲) یہ بھی ناجائز ہے۔(۲) کیونکہ اکثری طور پر اس سے مراد تقرب الی صاحب القبر ہوتا ہے۔ (۳) قبر پر چادر اڑھانا(۳) خدا کی عبادت کس طرح ہوگئی۔ یہ تو قبر یا صاحب قبر کی تعظیم یا عبادت ہوئی۔ خدا کی عبادت میں وہ افعال داخل ہو سکتے ہیں، جن کا خدا یا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا یا اجازت دی۔ شیرینی یا کھانا یا غلہ محتاجوں کو تقسیم کرنا بیشک خدا کی عبادت میں داخل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ محتاجوں کی امداد اور حاجت روائی کا خدا نے حکم دیا ہے۔ مگر ان چیزوں کو قبر پر لے جانا غلط ہے۔(۴) اور عبادت کی حیثیت کو مکدر اور خراب کر دیتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

تعزیوں کو ناجائز اور بدعت کہنا صحیح ہے۔

(سوال) کیا تعزیوں کی شان میں گستاخانہ الفاظ اور برا بھلا کہنے سے شرعاً کوئی گناہ عائد ہوتا ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۵۶۴ جناب سید عبدالمعبود صاحب (ضلع بدایون) ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۴ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۴۰) تعزیوں کو ناجائز اور بدعت کہنا صحیح ہے اگر گستاخانہ الفاظ سے ایسے الفاظ مراد ہیں جو ان کا شرعی حکم ظاہر کرنے کے لئے استعمال کئے جائیں تو یہ گستاخانہ الفاظ نہیں اور اگر اور کوئی برے اور بھونڈے الفاظ مراد ہیں تو وہ مسلمان کی زبان کے شایان نہیں۔ (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

جعلی اور مصنوعی قبر بنا کر عوام کو گمراہ کرنا۔

(سوال) ہمارے یہاں چند اشخاص فتنہ پردازوں نے ایک جعلی قبر بنا کر تیار کرلی ہے جس میں میت وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ جہلا کو ورغلا کر پرستش کراتے ہیں اور فاتحہ دلاتے ہیں۔ اس بارے میں شرع شریف کا کیا حکم ہے ؟

۱۔ "ازیں چنین وظیفہ احتراز لازم وواجب اولاً ازیں جهت کہ ایں وظیفہ متضمن شیئاً للہ است وبعض فقہاء راازہیچو لفظ حکم کفر کردہ اند چنانچہ در در مختار می نویسند کذا قول شیء للہ قیل یکفر انتہی۔ ودر ردالمختار آوردہ لعل وجهه انه طلب شيئا لله والله غنى عن كل شيء والكل مفتقر و محتاج اليه وينبغى ان يرجح عدم التكفير فانه يمكن ان يقول اردت طلب شى اكراماً لله شرح الوهبانية .قلت فينبغى اويجب التباعد عن هذه العبارة وقد مر ان مافيه خلاف يؤمر بالتوبة والاستغفار وتجديد النكاح انتہی ثانیاً ازیں جهت کہ این وظیفہ متضمن ست ندای اموات راازامکنہ بعیدہ وشرعاً ثابت نیست کہ اولیاء راقدرتے حاصل است کہ ازامکنہ بعیدہ ندارا بشنوند" (مجموعۃ الفتاوی علی حامش خلاصۃ الفتاوی: ج ۴ ص ۳۳۱ ط امجد اکیڈمی)

۲۔ قال العينى : "وكذلك مايفعله اكثر الناس من وضعها فيه رطوبة من الرياحين والبقول ونحوها على القبور ليس بشئ وانماالسنة الغرز." (عمدة القارى : ج ۱ ص ۸۷۹ ط مصر) وقال محدث العصر البنورى : اتفق الخطابى والطرطوشى والقاضى عياض على المنع و قولهم اولى بالاتباع حيث اصبح مثلاً تلك المسامحات و التعللات مثاراً للبدع المنكرة والفتن السائرة فترى العامة يلقون الزهور على القبور وبالا خص على قبور الصلحاء والا ولياء فالمصلحة العامة فى الشريعة تقتضى منع ذلك بتاتا استيصالا لشافة البدع وحسماً لمادة المنكرات المحدثة وبالجملة هذه بدعة مشرقية منكرة الخ." (معارف السنن باب التشديد فی البول : ۱/ ۲۲۵ ط المکتبۃ البنوریۃ)

۳۔ "فى الاحكام عن الحجة : تكره الستور على القبور۔" (ردالمختار : ج ۲ ص ۲۳۸ ط سعید)

۴۔ "وفى البزازية: يكره اتخاذ الطعام فى اليوم الا ول والثالث وبعد الا سبوع ونقل الطعام الى القبر فى المواسم۔" (ردالمختار : ۲ / ۲۴۰ ط سعید)

۵۔ "تعزیہ داری در عشرہ محرم و ساختن ضرائح و صورت وغیرہ درست نیست . این ہمہ بدعت است بلکہ بدعت سیئہ است۔" (فتاویٰ عزیزی، مسئلہ تعزیہ داری محرم وصورت : ۱ / ۷۵ ط کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یوپی)

المستفتی نمبر ۱۷۶۳ بابو لعل بھوسائی (ضلع پونہ) ۱۲ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۸ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۴۱) جعلی اور مصنوعی قبر بنانا گناہ ہے خصوصاً جب کہ مقصود روپیہ کمانا ہو۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

بارہ ربیع الاول کو کاروبار بند رکھنا اور اس پر مجبور کرنا کیسا ہے؟

(سوال) بنگلور سے مسلمانوں کے دو گروہوں سے دو مختلف اشتہارات شائع ہوئے ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ بارھویں ربیع الاول کو دکانیں بند کرنا بدعت ہے تو دوسرا گروہ کہتا ہے کہ سنت عشق رسول ہے، چونکہ دونوں اشتہارات میں ہندوستان کے عالم بے بدل ہیں۔ جس کی بدولت عوام میں بے چینی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ ساتھ ہی اشتہارات بھی روانہ خدمت ہیں۔

المستفتی نمبر ۲۲۴۸ جناب مرتضیٰ خاں صاحب (بنگلور سٹی) ۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ م ۱۴ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۴۲) جماعت تاجران میوہ جات معسکر بنگلور کی طرف سے جو اشتہار شائع ہوا ہے اور اس میں میرا جو فتویٰ درج ہے، وہ فتویٰ ان لوگوں کے متعلق ہے جو شرعی احکام وراثت پر عمل نہیں کرتے اور رواج کو شریعت پر مقدم رکھتے ہیں۔ اس فتویٰ کا تعلق ۱۲ ربیع الاول کو کاروبار بند رکھنے سے کچھ نہیں۔ کاروبار بند رکھنے کے بارے میں اس اشتہار کا لب و لہجہ اسلامی تعلیم اور تہذیب کے خلاف ہے۔ مخالفین کے متعلق اس قسم کے الفاظ استعمال کرنا جیسے کہ اس اشتہار میں استعمال کئے ہیں اسلامی طریقہ نہیں ہے۔ بلکہ مسلمانوں میں اختلاف و بغض و عداوت پیدا کرنا ہے جو ہر طرح قابل افسوس ہے۔

۱۲ ربیع الاول کو کاروبار بند رکھنا کوئی شرعی حکم نہیں ہے جو دکان بند نہ کرے اس پر خدا اور رسول کی طرف سے کوئی الزام نہیں ہے۔ مگر یہ لوگ اس کو چغد اور وہابی کہتے ہوئے خدا و رسول سے نہیں ڈرتے اگر یہ لوگ عشق رسول اسی کو سمجھتے ہیں کہ اس دن اپنا کاروبار بند رکھیں تو بشرطیکہ اس کو شرعی حکم نہ سمجھیں اور کسی کو لعن و طعن نہ کریں اور کسی کو مجبور نہ کریں تو خیر، لیکن ان کو اس بات کا حق نہیں کہ بغیر ہدایت شرعیہ خود ایک بات ایجاد کریں پھر اس کو دوسروں سے جبراً کرائیں۔ اور جو نہ کرے اس کو ایسے الفاظ سے یاد کریں جو اشتہار میں لکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

تعزیہ داری کی رسم ناجائز ہے۔

(سوال) تعزیہ داری جو عموماً ہندوستان میں رائج ہے درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۰۴ نبی یار خاں ضلع فیض آباد ۳۰ رجب ۱۳۵۷ھ مطابق ۳۰ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۴۳) تعزیہ داری کی رسم سر تا سر ناجائز ہے۔(۱) اس میں بعض چیزیں حرام اور بعض افعال شرک اور بعض بدعات محدثہ ہیں۔ یہ رسم واجب الترک ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

۱۔ "تعزیہ داری در عشرہ محرم یا غیر آن و ساختن ضرائح و صورت قبور و علم تیار کردن دلدل وغیر ذلک این ہمہ امور بدعت است نہ در قرن اول بود نہ در قرن ثانی نہ در قرن ثالث۔" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۴۴ ط امجد اکیڈمی لاہور)

ماہ رجب میں ”نبی کا روٹ“ بنانا بدعت اور جہالت ہے۔

(سوال) لوگ علی الخصوص کاٹھیاواڑ کے آدمی اس ماہ رجب المرجب میں ”نبی صاحب کا روٹ“ بناتے ہیں (یعنی گندم کے آٹے کے ساتھ حسب استطاعت مصالحہ یعنی بیضہ مرغ، گھی، شکر، بادام، پستہ، چلغوزہ، خشخاش، سونف، کشمش، وغیرہ ملا کر کوئی گھر میں اور کوئی تنور میں روٹی پکاتے ہیں۔ بعضے اس روٹ کو رکھ دیتے ہیں۔ اور عیدالبقر کے گوشت کے ساتھ نیز عیدالبقر کے اندوختہ گوشت کو اس روٹ کے ساتھ کھاتے ہیں۔ اور ثواب سمجھتے ہیں) اور اس روٹ کے بنانے کو اس ماہ رجب میں ضروری بلکہ ثواب عظیم جانتے ہیں۔ اور اگر کوئی کتابی ملّانہ بنائے یا اسے خلاف امر شرع شریف کہہ ڈالے تو اسے وہابی وغیرہ نام سے موسوم کر دیتے ہیں اور اپنی بات کو جانے نہیں دیتے۔ پس :-
(۱) کیا یہ روٹ نبی ﷺ کا فرمان ہے؟ (۲) کیا حضرات خلفاء رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمان کیا ہے؟ (۳) کیا عشرہ مبشرہ یا کسی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے حکم شدہ ہے؟ (۴) کیا فعل تابعینؒ یا تبع تابعینؒ سے ثابت ہے؟ (۵) کیا اماماں مذاہب اربعہ حنفیؒ شافعیؒ مالکیؒ حنبلیؒ کی فقہ سے لیا گیا ہے؟ (۶) کیا پیران پیر غوث الاعظم عبدالقادر جیلانیؒ نے اس کی تعلیم دی ہے؟ (۷) کیا کسی پیر فقیر بزرگان دین کا یہ فعل ہے؟ (۸) کیا علمائے زمانہ حالیہ کا حکم ہے کہ ایسا نبی صاحب کا روٹ کیا کرو؟ (۹) اگر مذکورہ سوالات سے کہیں ثبوت نہیں تو اس پر اڑے رہنا اور بلا ناغہ ہر سال کرتے رہنا بلکہ کرنا ضروری جاننا گمراہی ہے یا نہیں؟ (۱۰) کیا ہم ایسا مستفسرہ صفت کا روٹ کریں؟ ایسا شرع شریف کا حکم یا آپ علماء حق کا ہے؟ برائے مہربانی جواب باصواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۲۶۸۰ ایم۔ یو۔ شیرازی۔ جام نگر (کاٹھیاواڑ) ۳ رجب ۱۳۶۰ھ م ۲۹ جولائی ۱۹۴۱ء

(جواب ۲۴۴) اس روٹ کے بارے میں نہ نبی صاحب ﷺ کا فرمان ہے، نہ حضرات خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ارشاد ہے، نہ حضرات عشرہ مبشرہ یا کسی اور صحابی رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اجازت ہے، نہ یہ چاروں اماموں یا تابعین یا تبع تابعین رحمہم اللہ سے ثابت ہے نہ حضرت پیران پیر یا کسی اور مرشد طریقت نے اس کا حکم دیا، نہ معتبر علماء امت نے اس کو جاری کیا۔ لہذا یہ محض ایک بدعت اور جہالت ہے۔(۱) اور اس پر اڑے رہنا ضلالت و گمراہی ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

”یوم صدیق اکبر“ منانے کا حکم۔

(سوال) چند اشخاص ایک صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ ہم ”یوم صدیق“ منانا چاہتے ہیں۔ اس شخص نے

۱۔ کیونکہ ”بدعت ہر وہ چیز ہے جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ کے بعد دین میں بغیر کسی شرعی دلیل کے نکالی جائے۔“ (النبراس شرح شرح العقائد: ص ۵ ط مکتبہ امدادیہ ملتان)

۲۔ ”من اصر علی امر مندوب وجعلہ عزماً ولم یعمل بالرخصۃ فقد اصاب منہ الشیطان من الا ضلال فکیف بمن اصر علی بدعۃ او منکر۔“ (مرقاۃ: ج ۳ ص ۳۱ ط المکتبۃ الحبیبیۃ کوئٹہ)

برجستہ جواب دیا کہ تمہارے اس فقرے سے میرے قلب کو بے حد تکلیف ہوئی۔ تم اس خیال کو ترک کردو اور یہ نیا فتنہ نہ کھڑا کرو۔ اب آپ بروئے شریعت ایسے شخص کے بارے میں تحریر فرمائیں کہ اس شخص کے متعلق شریعت میں کیا حکم ہے؟ یوم صدیق، ازروئے شریعت کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

المستفتی نمبر ۲۷۳۰ محمد افتخار الدین خان صاحب شاہ جہاں پوری ۲۴ جمادی الثانی ۶۱ھ

(جواب ۲۴۵) "یوم صدیق" منانے سے اگر یہ غرض ہو کہ ایک دن کوئی جلسہ کر کے حضرت صدیق ؓ کے مناقب و فضائل کی تبلیغ کی جائے تو یہ جائز ہے۔(۱)

اگر اس شخص کا مقصد اس جواب سے یہ ہو کہ وہ صدیق اکبرؓ کے مناقب کی تبلیغ کو ناپسند کرتا ہے تو بے شک وہ مورد الزام ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر اس کا مقصد یہ ہو کہ اس طرح خاص یوم صدیق کے نام سے ایک جدید رسم پیدا کرنا مصلحت عامہ اسلامیہ کے منافی ہے، اور بجائے فائدے کے اس کا ضرر زیادہ ہے تو اس پر کوئی الزام نہیں آسکتا۔(۲) یوم صدیق کا نام رکھے بغیر بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب کی تبلیغ کی جاسکتی ہے۔ اور اس میں کوئی فتنہ بھی نہیں ہوگا۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

قبر پر گنبد بنانا یا قبر کو پختہ بنانا ناجائز ہے:

(سوال) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ جو اکابر اولیائے کرام میں سے دہلی میں گذرے ہیں، ان کا مزار آج تک خام چلا آرہا ہے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ مجھ کو بشارت ہوئی ہے کہ میرا مزار ننگا پڑا ہے اس پر گنبد پختہ بناؤ۔ چنانچہ ایک شخص مستعد ہو گیا ہے کہ ان کے مزار پر گنبد بنادے۔ لہذا علماء کرام سے سوال ہے کہ کیا شرعاً اس بشارت پر عمل کرنا نیز کسی قبر پر عمارت و گنبد وغیرہ پختہ بنانا درست ہے یا نہیں۔ مطابق کتاب و سنت و مذہب حنفیہ کے جواب مرحمت فرمایا جائے بینوا توجروا۔

المستفتی نمبر ۲۷۳۵ حاجی محمد صدیق ولد حاجی احمد۔ قوم شیخ۔ ساکن پھاٹک حبش خاں دہلی۔

(جواب ۲۴۶) قبر پر گنبد بنانا یا قبر کو پختہ بنانا ناجائز ہے۔ صریح طور پر حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے۔(۳) ایسی بشارت (یعنی خواب) جو کسی نامشروع فعل کے ارتکاب کی ترغیب دے قابل التفات و قابل عمل نہیں ہے۔ اس کا جب خیال آئے تو لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنا چاہئے۔ یہاں تک کہ یہ خیال جاتا رہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

---

(۱) " لاباس بالجلوس للوعظ إذا أراد به وجه الله تعالىٰ كذا في الوجيز للكردري " (الفتاوىٰ العالمگيرية . كتاب الكراهية ، الباب الرابع فى الصلاة والتسبيح الخ : ج۵ ص: ۳۱۹ ط: ماجديه كوئٹه)

(۲) " ومنها وضع الحدود ، والتزام الكيفيات والهيآت المعينة والتزام العبادات المعينة فى أوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعين فى الشريعة" (الاعتصام أبو إسحاق الشاطبى ، الباب الاول فى تعريف البدع الخ: ۱/۳۹ ط: دارالفكر، بيروت ، لبنان.

(۳) "ولا يجصص، ولا يطين ، ولا يرفع عليه بناء وقيل لا بأس به وهو المختار كما فى عبارة السراجية وقوله وقيل لاباس به الخ المناسب ذكره عقب قوله ولا يطين لان عبارة السراجية كما نقله الرحمتى ذكر فى تجريد ابى الفضل ان تطيين القبور مكروه ، والمختار انه لا يكره اه و عزاه اليها المصنف فى المنح ايضاً . واما البناء عليه فلم ارمن اختار جوازه . وفى شرح المنية عن منية المفتى : المختار انه لايكره التطيين . وعن ابى حنيفة : يكره ان يبنى عليه بناء من بيت اوقبة او نحو ذلك لماروى جابر : نهى رسول الله عن تجصيص القبور و ان يكتب عليها وان يبنى عليها رواه مسلم وغيره اه "(الدرالمختار مع ردالمحتار : ج۲ ص ۲۳۷ ط سعید)

پانچ محرم الحرام کو ''سبز چوکی'' کا تعزیہ نکالنا بدعت ہے

(سوال) زید ہر سال پانچویں محرم الحرام کو بنام ''سبز چوکی'' اپنے محلے سے اپنے اہتمام میں چندہ وغیرہ کر کے نہایت شان و شوکت سے اٹھاتا ہے۔ سبز چوکی بہت بڑے جلوس کی شکل میں اٹھتی ہے۔ گیس کے ہنڈے ہوتے ہیں۔ ماتم کرنے والے ہوتے ہیں۔ عورتوں کا مجمع بغرض زیارت جلوس ہوتا ہے۔ انگریزی باجہ بھی بجتا ہے۔ زید کہتا ہے کہ اس تعزیہ داری سے ہمارا مقصد شان اسلام دکھانا ہے۔ اور یہ کہ کافر اس کو روکتے ہیں، ان کی ضد مد نظر ہے۔

اس چوکی کی واسطے راستہ لینے اور چوک کی زمین حاصل کرنے کے واسطے مقدمہ بھی ہو چکا ہے لیکن مسلمانوں کو کامیابی نہیں ہوئی۔ اب وہ چوکی دوسرے راستہ سے اٹھتی ہے۔ اس راستے کو بھی روکنے کی کوشش کی گئی، مگر اس کوشش میں کفار ناکام رہے۔

المستفتی نمبر ۲۷۴۰ منشی مہدی حسن کاتب، مفتی پورہ غازی پور۔ ۱۳ محرم ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۴۳ء

(جواب ۲٤۷) لاخير الا فى اطاعة الله واطاعة رسوله واضح ہو کہ دنیا اور آخرت کی کوئی بھلائی اللہ تعالیٰ اور اس کے مقدس نبی کی اطاعت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ کفار کی ضد میں کوئی کام کرنا یا یہ سمجھنا کہ کسی ناجائز چیز میں اسلام کی شوکت ظاہر ہوگی، صحیح نہیں ہے۔ یہ سبز چوکی بدعت ہے۔ (۱) اس میں روپیہ خرچ کرانا اسراف ہے جو حرام ہے۔ (۲) باجے بجانا، (۳) عورتوں کا اجتماع (۴) یہ سب امور ممنوعہ محرمہ ہیں۔ روافض کی اقتدا ہے۔ (۵) اہل سنت کے مذہب کی اور سنت رسول ﷺ کی مخالفت ہے۔ لہذا اہل سنت پر اس عمل کا ترک کرنا اور گزشتہ سے توبہ کرنا واجب ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

۱۔ کیونکہ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ''لان من حقيقة البدعة ان لا يدل عليها دليل شرعي لا من نصوص الشرع ولا من قواعده۔'' (الاعتصام، الباب الثالث: ج ۱ ص ۱۹۱، ۱۹۲ ط دار الفکر بیروت)

۲۔ ''ان المبذرين كانوا اخوان الشيطين'' (الاسراء پ ۲۷)

۳۔ ''ومن الناس من يشترى لهو الحديث الخ، (لقمٰن: ۶) وقال الحسن البصرى: نزلت هذه الآية فى الغناء والمزامير'' (تفسیر ابن کثیر: ج ۳ ص ۴۴۲ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

۴۔ ''ليس للنساء نصيب فى الخروج الا مضطرة (الى قوله) وليس لهن نصيب فى الطرق الا الحواشى۔'' (رواہ الطبرانی فی الکبیر، بحوالہ پردہ کے شرعی احکام از مولانا اشرف علی تھانویؒ: ص ۳۵ ط ادارہ اسلامیات لاہور)

۵۔ ''نقل فى مطالب المومنين عن امامنا ابى حنيفة انه لايجوز التشبه بالروافض...... ومن تشبه بقوم فهو منهم'' (نفع المفتی والسائل: ص ۲۶ ط کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

۱۔ اللہ کی ذات و صفات میں حضور علیہ السلام کو شریک کرنا .
۲۔ یہ کہنا کہ احمد اور احد میں صرف میم کا فرق ہے .
۳۔ عالم الغیب ہونا صرف خدا کی شان ہے .
۴۔ رسول اللہ ﷺ اور تمام اولیاء کو حاضر و ناظر جاننا .
۵۔ سرود سننا حرام ہے .

(سوال) ایک شخص یہ شعر وعظ میں پڑھتا ہے ؎

جمال خدا گر نہ دیکھا ہو تم نے محمد کو دیکھو وہی ہو بہو ہے

پڑھنے کے بعد کہتا ہے یہ شعر بالکل صحیح ہے اس واسطے کہ جو صورت محمد ﷺ کی ہے وہی صورت بعینہ باری تعالیٰ کی ہے۔ کیونکہ باری تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی شکل پر پیدا کیا ہے۔ اس کے بعد کہتا ہے کہ احمد اور احد میں صرف میم کا فرق ہے۔ دوم یہ کہ وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہیں۔ تمام اشیاء اور ذرات کو جانتے ہیں ان سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو اور تمام اولیاء کو حاضر و ناظر جانتا ہے اور کہتا ہے جس جگہ اور جس وقت ان کو پکارو ہماری فریاد سنتے ہیں اور امداد کرتے ہیں۔ سوم یہ کہ سرود سنتا ہے اور اس کو حلال اور باعث نجات جانتا ہے۔ ایسے شخص کے متعلق شرع کا کیا حکم ہے۔

(جواب ۲۴۸) یہ شعر بالکل شرک ہے اور جو شخص اس کو سچ سمجھ کر پڑھے وہ مشرک ہے۔ اس میں کلام نہیں کہ آنحضرت ﷺ روحی فداہ افضل الموجودات اور خاتم الانبیاء والرسل ہیں۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ لیکن آپ بھی خدا تعالیٰ کی ایک مخلوق اور بندے ہیں۔ خالق و مخلوق بھلا ایک کیونکر ہو سکتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ نہ جسم ہے نہ جسمانی اور تمام ضروریات سے مبرا ہے۔ نہ اس کا کوئی مکان نہ کوئی اس کی شکل و صورت۔ آنحضرت ﷺ بعینہ خدا کیسے ہو سکتے ہیں۔ تمام ضروریات جسمانی آپ کو لاحق تھیں۔ جو شخص یہ عقیدہ رکھے وہ مشرک ہے۔(۱) نیز یہ کہنا کہ احمد اور احد میں صرف میم کا فرق ہے۔ یہ بھی الحاد اور زندقہ ہے۔(۲) یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خالق اور مخلوق دونوں ایک ہو جائیں۔

(۲) آنحضرت ﷺ کو تمام اشیاء کا عالم جاننا بھی شرک ہے۔ شرک اسی کا نام نہیں کہ خدا کی ذات میں کسی کو شریک مانا جائے بلکہ اس کی صفات خاصہ میں بھی کسی کو شریک کرنا شرک ہے۔ عالم الغیب ہونا صرف خدا کی شان ہے۔ دوسرا ہرگز اس کا مصداق نہیں بن سکتا۔ حضرت حق جل شانہ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے

۱۔ قال تعالیٰ : "لیس کمثله شیء۔ " (الشوریٰ : ۱۱) وفی شرح کتاب الفقه الاکبر لملا علی القاری : لیس کمثله شیء ای کذاته او صفته. وقال اسحاق بن راهویه : من وصف الله فشبه صفاته بصفات احد من خلق الله فهو کافر بالله العظیم۔ "(الطبعۃ الاولیٰ : ص ۲۴ ط دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

۲۔ "الزندیق فی لسان العرب یطلق علی من ینفی الباری تعالیٰ، وعلی من یثبت الشریک الخ" والملحد هو من مال عن الشرع القویم الی جهة من جهات الکفر۔ "(ردالمحتار : ج ۴ ص ۲۴۱ ط سعید)

ولو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر وما مسنی السوء۔(۱) بحر الرائق میں ہے وفی الخانیۃ والخلاصۃ تزوج بشھادۃ اللہ ورسولہ لا ینعقد ویکفر لا عتقادہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب انتھی (۲) اور فتاویٰ قاضی خاں میں ہے رجل تزوج امراۃ بغیر شھود فقال الرجل و المراۃ خدائے راو پیغامبر را گواہ کردیم قالوا یکون کفرا لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب وھو ماکان یعلم الغیب حین کان فی الاحیاء فکیف بعد الموت. انتھی۔(۳) اور جب کہ آپ عالم الغیب نہیں تو پھر کسی دوسرے کا عالم الغیب ہونا تو صراحۃً باطل ہے۔ لہذا آپ کو یا کسی ولی کو حاضر وناظر سمجھنا یقینی طور پر عقیدہ اسلامیہ کے خلاف اور شرک ہے۔(۴) جو شخص یہ عقیدہ رکھے وہ مشرک ہے مسلمانوں کو اس سے احتراز واجب ہے۔

(۳) سرود سننا حرام ہے اور اس کو حلال سمجھنا کفر ہے۔(۵) ایسا شخص جو ان تمام امور مذکورہ بالا کا معتقد ومرتکب ہو وہ باتفاق علمائے اہل سنت والجماعت مشرک ہے۔ واللہ اعلم۔

حضور علیہ السلام کے لئے خدائی صفات ثابت کرنا شرک ہے .

(سوال) ہمارے یہاں کے بعض واعظ بیان کرتے ہیں کہ عالم برزخ میں جانے کے بعد حضرت رسول کریم ﷺ کی آنکھوں میں اللہ تعالیٰ نے وہ قوت عطا فرمائی ہے کہ آپ امت کا سب حال دیکھتے ہیں۔ کانوں میں وہ قوت ہے کہ امتی جو کچھ درد دل کا اظہار کرتے ہیں آپ اس کو سنتے ہیں اور آپ کی روح پر فتوح مومنین کے مکانوں میں رہتی ہے۔ امتی یارسول اللہ پکارتے ہیں آپ سنتے ہیں اور ہر ایک امتی کو پہنچانتے ہیں۔ اور ہر ایک امتی کے کچے پکے ہر قسم کے ارادوں کو اپنے نور کمالات نبوت سے دیکھتے اور جانتے ہیں۔ ایسے حاضر وناظر جان کر یارسول اللہ کہنا جائز ہے اور اپنی حاجت ان کے سامنے بیان کرنے سے آپ اس حاجت کو خدا سے دعا کرکے دلوا دیتے ہیں۔ اس قسم کے کلمے ہمارے یہاں کے واعظ وعظ میں کہہ کر جاہلوں کے عقیدے کو بگاڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علمائے دہلی کا بھی ایسا ہی عقیدہ ہے۔ یہ بیان ان کا صحیح ہے یا غلط ہے ؟

(جواب ۲۴۹) آنحضرت ﷺ افضل الرسل خاتم الانبیاء سیدالاولین والآخرین غرض کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے بعد تمام مخلوق سے افضل وبرتر ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں لا یمکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ لیکن یہ کہنا کہ آپ اپنی آنکھوں سے امت کے تمام احوال دیکھتے ہیں۔ اپنے کانوں سے امت کے تمام اقوال عرض معروض سنتے ہیں۔ آپ کی روح پر فتوح ہر امتی کے مکان میں حاضر رہتی

۱۔ الاعراف: ۱۸۸

۲۔ البحر الرائق، اوائل کتاب النکاح، ج ۳ ص ۹۴ ط دار المعرفۃ بیروت۔

۳۔ قاضی خان علی ہامش الہندیۃ، کتاب السیر، باب مایکون کفرا من المسلم وما لایکون، ج ۳ ص ۵۷۶ ط ماجدیہ کوئٹہ)

۴۔ ”اعتقاد اینکہ کہ غیر حق سبحانہ حاضر وناظر وعالم خفی وجلی در ہر وقت وہر آن است اعتقاد شرک است۔“ (مجموعۃ الفتاویٰ علی حاشیۃ خلاصۃ الفتاویٰ: ج ۴ ص ۳۳۱ ط امجد اکیڈمی لاہور)

۵۔ فتاویٰ عزیزی میں ہے: ”وفی جامع الفتاوی استماع الملاھی و الجلوس علیھا وضرب المزامیر والرقص کلھا حرام ومستحلھا کافر وفی الحمادیۃ من النافع اعلم ان التغنی حرام فی جمیع الادیان“ (ج ۱ ص ۷۳ ط کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یوپی)

ہے، آپ ہر امتی کے یا رسول اللہ کہہ کر پکارنے کو سنتے ہیں ، آپ ہر امتی کے دل کے پکے اور کچے ارادوں کو دیکھتے اور جانتے ہیں۔ یہ سب بے دلیل باتیں ہیں۔ اور بے شک ان عقائد و خیالات سے شرک صریح لازم آتا ہے اور یہ عقائد آنحضرت ﷺ کے ارشاد **لا تطرونی كما اطرت النصارى عيسى بن مريم** (۱) اور آپ کے ارشاد **ماالمسؤل عنها باعلم من السائل** (۲) اور آپ کے ارشاد **والله مادرى وانا رسول الله ما يفعل به اوبى** (۳) اور حضرت عائشہ صدیقہ کے فرمان **و من قال ان محمدا يعلم الغيب فقد اعظم الفرية على الله** (۴) اور جناب باری عز اسمہ، کے پر جلال قول **وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها الا هو** (۵) اور حضرت حق سبحانہ کے فرمان **ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسنى السوء** (۶) اور بے شمار آیات واحادیث کے خلاف ہیں۔ علماؤ فقہائے امت محمدیہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ علم غیب حضرت حق جل شانہ کی خاص صفت ہے۔ کوئی دوسرا اس صفت میں اس کا شریک نہیں۔ حضور رسول اکرم ﷺ کو جناب باری عز اسمہ، نے بے شمار غیب کی باتوں پر مطلع فرمادیا تھا۔ اور حضور ﷺ نے بہت سی غیب کی باتیں امت کو بھی بتادیں۔ لیکن باوجود اس کے آپ کو عالم الغیب کہنا صحیح نہیں۔ کیونکہ جو غیب کی باتیں آپ نے باعلام خداوندی معلوم کیں ان میں آپ کا علم علم غیب نہیں۔ نیز عالم کی ہر ایک جزئی کو جاننا اور امت کے دل کے بھیدوں پر مطلع ہونا ثابت نہیں۔ اور دلائل شرعیہ اس کے خلاف پر قائم ہیں۔ پس یہ عقیدہ جو سوال میں مذکور ہے شرکیہ عقیدہ ہے اور مسلمانوں کو ایسے خیالات سے احتراز لازم ہے۔ واللہ اعلم۔

آیت "انما المشركون نجس" کے تحت کسی مشرک کا جھوٹا کھانا جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال) اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں رسول اللہ ﷺ کے آخر عہد میں مشرک کو نجس العین فرمایا ہے۔ ایسی صورت میں ان کا جھوٹا کھانا جائز ہے یا نہیں ؟ اور اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول (ﷺ) خدا نے کسی مشرک کے ساتھ کھانا کھایا ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۳۵ نذیر احمد۔ ضلع بلیا ۱۲ جمادی الاولی ۱۳۵۲ھ ۴ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۵۰) قرآن پاک میں مشرکوں کو نجس فرمایا ہے اس سے اعتقادی نجاست مراد ہے۔ (۷) ورنہ انسان کا

---

۱. بخاری ، کتاب الانبیاء، باب قول الله واذكر فى الكتاب مريم الخ : ۱ / ۴۹۰ ط قدیمی .

۲۔ بخاری، کتاب الایمان، باب سوال جبریل الخ : ۱ / ۱۲ ط قدیمی

۳۔ بخاری، کتاب التعبیر، باب العین الجاریۃ فی المنام : ۲ / ۱۰۳۹ ط قدیمی۔

۴۔ یہ روایت مذکورہ الفاظ کے ساتھ نہیں ملی البتہ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب معنی قول الله عزوجل ولقد راه نزلة اخرى الخ میں روایت ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے : "ومن زعم انه يخبر بما يكون فى غد فقد اعظم على الله الفرية" (۱ / ۹۸ ط قدیمی)

۵۔ الانعام : ۵۷

۶۔ الاعراف : ۱۸۸

۷۔ امام ابن کثیرؒ آیت "انما المشركون نجس" کے ذیل میں فرماتے ہیں : "امر تعالىٰ عباده المومنين الطاهرين ديناً وذاتاً بنفى المشركين الذين هم نجس ديناً عن المسجد الحرام وان لا يقربوا بعد نزول هذه الآية۔" (ج ۲ ص ۳۴۶ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

جسم ناپاک نہیں ہے۔(۱) قرآن مجید میں نصاریٰ کو مشرک قرار دیا ہے۔باوجود اس کے **طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم**(۲) کا حکم بھی موجود ہے۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی**

۱۔ کیا نماز میں حضور ﷺ کا خیال آنا گائے اور گدھے کے خیال آنے سے بدتر ہے ؟
۲۔ ”حق تعالےٰ کو زمان و مکان سے پاک جاننا بدعت ہے“ کہنے والے کا حکم :
۳۔ نماز میں ”السلام علیك ایها النبی“ اس خیال سے پڑھنا کہ حضور خود اسے سنتے ہیں شرک ہے :

(سوال)(۱) کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ نماز میں حضور ﷺ کا خیال آنا، گائے بھینس اور گدھے کے خیال آنے سے بدتر ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان ہے یا کافر ؟

(۲) جو شخص یہ کہتا ہے کہ جناب باری عزاسمہ کو زمان و مکان اور ترتیب عقلی سے پاک جاننا اور اس کا دیدار بے جہت اور بے محاذات حق جاننا بدعت ہے۔ کیا ایسا کہنے والا مسلمان ہے یا نہیں ؟

(۳) کسی صاحب نے ایک مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ تشہد میں صیغہ خطاب **السلام علیك ایها النبی** کے بجائے صیغہ غائب **السلام علی النبی** کہنا چاہئے یا **السلام علیك ایها النبی** پڑھنا چاہئے ؟ اس کے جواب میں مولوی صاحب نے فرمایا کہ اگر کسی کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام خود خطاب سلام کا سنتے ہیں وہ کفر ہے۔ کیا جواب مولوی صاحب کا صحیح ہے ؟

المستفتی نمبر ۴۷۹ مرزا علی جان۔ دہلی ۱۱ صفر ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۵ مئی ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۵۱) (۱) نماز حق تعالیٰ کی عبادت بلا شرکت غیرے ہے۔ عبادت میں معبود کی عظمت اور جلال و جبروت کا تصور مقصود ہے۔ اور اسی پر اقتصار ہونا چاہئے۔ اور کسی دوسرے کا تصور بجہت تعظیم نہ ہونا چاہئے۔ یہ ظاہر ہے کہ نماز میں قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اسماء مبارک آتے ہیں۔ ان کے قصے اور واقعات مذکور ہیں۔ فرعون ہامان اور دیگر کفار کے نام بھی آتے ہیں، ان کے قصے بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ شیطان کا نام بھی آتا ہے، جس سے پناہ مانگی جاتی ہے۔ اور جن مکرم و معظم ہستیوں کے اسمائے گرامی اور قصص قرآن پاک کے نظم عبارت میں زبان پر آئیں گے ان کا تصور اور خیال بھی لازمی طور پر آئے گا۔ اسی طرح فرعون ہامان اور شیطان کا جب نام لیا جائے گا تو ان کی طرف بھی خیال منعطف ہوگا۔ اور اس کو آج تک کسی نے بھی قابل اعتراض اور مذموم نہیں کہا۔ اب رہی یہ بات کہ نمازی بحیثیت تعظیم معبودیت کے اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کا تصور کرے تو وہ شرک فی العبادۃ ہوگا۔ اور شرک اعلیٰ درجے کا گناہ، ناقابل مغفرت ہے۔

پس خلاصہ ہوا کہ اگر کوئی شخص نماز میں آنحضرت ﷺ کا تصور بجہت تعظیم عبادت کے کرے تو یہ

۱۔ ”واما نجاسة بدنه فالجمهور علی انه لیس بنجس البدن والذات لان الله تعالیٰ احل طعام اهل الکتاب۔“ (حوالہ بالا)
۲۔ المائدة : ۵

اتنا بڑا گناہ (شرک) ہے کہ نماز بھی باطل ہوئی اور مغفرت کی بھی امید نہیں۔ اور اس صورت میں یہ تصور کسی اپنے شیخ یا شے کے تصور سے زیادہ مضر ہے جس کی تعظیم (عبادت) متصور نہیں ہو سکتی کہ اس تصور سے عبادت کے خلوص اور خشوع میں تو نقصان آئے گا اور عبادت خراب ہو جائے گی لیکن شرک لازم نہیں آئے گا۔ اس کے علاوہ اور کوئی مطلب اس قول کا نہیں ہے نہ ہو سکتا ہے۔

(۲) اس قائل کا یہ مطلب نہیں کہ وہ حق تعالیٰ کو زمان یا مکان کے ساتھ مقید یا محدود مانتا ہے۔ بلکہ اس کی غرض صرف یہ ہے کہ یہ ابحاث دقیقہ اور تشقیقات منطقیہ، وفلسفیہ سلف صالحین کے اندر معروف نہ تھیں، اس لئے ان میں پڑنا بدعت ہے اور یہ ایک سادگی اور تکلفات فلسفیہ سے بچنے کی راہ ہے۔ جس کا سالک قابل مواخذہ نہیں ہے۔

(۳) یہ عقیدہ رکھنا کہ آنحضرت ﷺ ہر شخص کا ہر جگہ سے خطاب اور کلام سن لیتے ہیں۔ گویا حضرت حق کی یہ صفت کہ ہر جگہ ہر شخص کی بات سنتا اور ہر شے کو دیکھتا ہے حضور انور میں بھی اسی طرح پائی جاتی ہے کہ ہر جگہ حضور اپنے حواس اور ذرائع علم کے ساتھ موجود اور ہر شخص کی بات سنتے ہیں ایک شرکیہ عقیدہ ہے (۱)

ہاں صلوٰۃ و سلام میں السلام علیك ایها النبی کہنا اس بنا پر جائز ہے کہ درود و سلام پہنچانے کے لئے فرشتے مقرر ہیں وہ حضور کو یہ الفاظ پہنچا دیتے ہیں تو اس عقیدے سے خطاب کے صیغے درود و سلام میں استعمال کرنا درست ہے۔ (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

کن باتوں سے شرک لازم آتا ہے اور اس کا تدارک کیا ہے؟

(سوال) انسان پر کون کون سی باتوں سے شرک و کفر عائد ہوتا ہے۔ اور ایسی صورت میں اس کا تدارک کیا ہے؟

(جواب **۲۵۲**) غیر اللہ کی عبادت کرنے اور اس کو حاجت روا سمجھنے یا کسی مخلوق میں خدائی صفات ثابت کرنے سے شرک لازم آتا ہے۔ اور اس کا علاج توبہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

نماز میں کسی بزرگ یا حضور کا خیال آنے کا حکم۔

(سوال) کیا نماز میں کسی بزرگ (یعنی اپنے پیر یا کسی اور ولی اللہ کا) یا حضور اکرم ﷺ کا خیال آجانا شرک ہے؟

المستفتی نمبر ۱۵۶۴ جناب سید عبدالمعبود صاحب (ضلع بدایون) ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۴ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب **۲۵۳**) کسی بزرگ یا حضور اکرم ﷺ کا نماز میں خیال آجانا شرک کس طرح ہو سکتا ہے۔ اور کون شخص

---

(۱) "اعتقاد اینکہ غیر حق سبحانہ حاضر و ناظر و عالم خفی و جلی در ہر وقت و ہر آن است اعتقاد شرک است" (تحفۃ الفتاوی عن حاشیہ خلاصۃ الفتاوی، ج ۴ ص ۳۳۱ ط امجدیہ)

(۲) "ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام" (نسائی، کتاب الصلوۃ، باب التسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱ ص ۱۴۳ ط سعید)

ایسی بیوقوفی کی بات کہہ سکتا ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ نماز میں تعوذ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور تمام قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے اور قرآن مجید میں پیغمبروں کے نام اولیاء اللہ کا تذکرہ آتا ہے۔ حضور کا نام نامی موجود ہے۔ ان کے بالمقابل کفار کا ذکر شیطان کا ذکر۔ فرعون کا ذکر اور ہامان کا ذکر موجود ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب ان لوگوں کے نام زبان پر آئیں گے تو ان کا خیال اور تصور بھی آئے گا۔ تو اس کو کون شرک کہہ سکتا ہے یا کون یہ کہہ سکتا ہے کہ نام تو زبان پر آئے مگر ان کا خیال اور تصور نہ آئے۔

جن لوگوں نے اس میں کلام کیا ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ نماز موقع عبادت ہے۔ اس موقع میں حضور کا تصور علیٰ جہتہ التعظیم العبادۃ نہ آنا چاہئے۔ بس اس سے زیادہ ان کا کوئی مطلب نہیں ہو سکتا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

جس مسجد میں شرکیہ افعال ہوتے ہوں اس میں نماز پڑھنے کا حکم

(از اخبار الجمعیۃ سہ روزہ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۴۵ء)

ایک مسجد میں چند قبریں ہیں جو بعض بزرگوں کی بتائی جاتی ہیں۔ زید ان قبروں پر (۱) جھنڈا گاڑتا ہے۔ اور (۲) مسجد میں ہر وقت اور بردہ شاہ لطیف کا نعرہ لگاتا رہتا ہے۔ اس کے (۳) چند چیلے بھی اس کے ساتھ شریک ہیں۔ جب ان کو منع کیا جاتا ہے تو جھگڑا کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ (۴) زید غیب دانی کا دعویٰ بھی کرتا ہے اور مستقبل کی باتیں بتاتا رہتا ہے۔ جس مسجد میں اس قسم کے افعال ہوتے ہوں اس میں نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(**جواب ۲۵۴**) سوالات مذکورہ بالا کا شرعی جواب یہ ہے کہ زید کے یہ افعال شرعاً ناجائز اور حرام ہیں۔ نعرے لگانا۔ غیب دانی کا دعویٰ کرنا بدعت و شرک ہے۔ مسجد کے اندر اسے ان افعال کے ارتکاب کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ اہل محلہ اسے منع کر سکتے ہیں۔(۱) اور جو لوگ اس کی ان افعال میں اعانت و حمایت کریں گے وہ بھی گناہگار ہوں گے۔(۲)

مسجد میں نماز جائز ہے اس کے مسجد میں رہنے اور افعال ناجائز کرنے سے مسجد میں کوئی خرابی نہیں آئی۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ

۱۔ لقولہ علیہ السلام : "من رای منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ" وقال القاری فی المرقاۃ : "ثم اعلم انہ ان کان المنکر حراماً وجب الزجر عنہ" (مرقاۃ : ۹ / ۳۳۹ ط امدادیہ)

۲۔ لقولہ تعالیٰ : "ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان" (المائدۃ : ۲)

۱۔ محرم میں تعظیم و تکریم کی غرض سے مٹی کا شیر بنانا :
۲۔ بت کی پوجا کرنا .
۳۔ غیر اللہ کی نذر و نیاز .
۴۔ بتوں کو حاجت روا سمجھنا .
۵۔ اس گوشت کا حکم جو بت کو خوش کرنے کے لئے اس کے منہ میں ڈالا جائے .
۶۔ "شیر گلی میں روح، رسالت پناہ ہے" کے قائل کا حکم .
۷۔ مسلمانوں میں بت پرستی اور مشرکانہ رسوم کو مٹانے کی سعی کرنا .
۸۔ مورتیوں کی حمایت کرنا اور ان کو برقرار رکھنے کی کوشش کرنا حرام ہے :

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) ملک دکن میں، جس میں مدراس، بمبئی، میسور اور حیدر آباد وغیرہ سب شامل ہیں، منجملہ دیگر افعال مشرکانہ کے مسلمانوں میں ایک یہ رسم جاری ہے کہ مٹی کا شیر پانچ چھ فٹ یا کچھ کم و بیش بنا کر محرم میں اس کی پوجا کرتے ہیں۔ اور اس مٹی کے شیر کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کر کے اس کو مولا علی کا شیر کہتے ہیں۔ محرم میں اس کے گلے میں کھوپروں کا ہار ڈالتے ہیں اور منہ میں اس کو خوش کرنے کے لئے کچا گوشت ٹھونستے ہیں۔ مرد و عورت اس سے مرادیں طلب کرتے ہیں۔ منتیں مانتے ہیں۔ اور ہر طرح اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ ایک جاہل یوں کہتا ہے "شیر گلی میں روح رسالت پناہ ہے"

(۱) آیا مذہب اسلام میں ایسا بت بنانا جائز ہے ؟ (۲) اس کی پوجا پاٹ کرنے والے کا کیا حکم ہے ؟ (۳) غیر اللہ کی نذر کرنا اور منت ماننا کیسا ہے ؟ (۴) ایسے بتوں کو لینے دینے والا سمجھنا اور ان کی پوجا اور تعظیم کو جائز و حلال سمجھنا کیسا ہے ؟ (۵) یہ گوشت کھانا جو اس کے منہ میں اس کو خوش کرنے اور مرادیں بر لانے کے لئے ڈالا جاتا ہے کیسا ہے ؟ (۶) جو شاعر کہتا ہے کہ اس مٹی کے شیر میں معاذاللہ آنحضرت ﷺ کی روح ہے، اس کا کیا حکم ہے ؟ (۷) مسلمانوں سے اس بت پرستی یا رسم کا مٹانا اور اس کی سعی کرنا موجب ثواب ہے یا نہیں۔ (۸) ایسی مورتیوں کی حمایت کرنا اور ان کے قائم رکھنے کی کوشش کرنا گناہ ہے یا نہیں ؟

(جواب ۲۵۵) یہ شیر بنانا جس کا سوال میں ذکر ہے اور اس کے ساتھ یہ معاملہ کرنا جو بیان کیا گیا ہے، مسلمانوں کا کام نہیں۔ کیونکہ اسلام تو اس قسم کی مشرکانہ حرکات کو مٹانے اور صرف اللہ تعالیٰ جل شانہ کی توحید و عبادت پھیلانے کے لئے آیا ہے۔ خدائی اور سماوی دین ان بیہودہ مشرکانہ افعال و اعمال کا دشمن ہے۔ ایسی باتیں کرنے والے اگرچہ بظاہر مسلمان ہوں، اسلام کا کلمہ پڑھتے ہوں مگر ان کو اسلام سے کیا واسطہ۔ ہندوستان کی بت پرست قوموں کے تعلق سے ان کی طبیعتوں میں بھی بت پرستی کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اور چونکہ بظاہر مسلمان کہلاتے ہیں اس لئے اس بت پرستی کے شوق کو اسلامی رنگ دے کر مذہبی کام بنا کر پورا کرتے ہیں۔ اسلام

اور پیغمبر اسلام اور اللہ تعالیٰ ان چیزوں پر لعنت فرماتے ہیں۔ اور ایسے بتوں کو رجس اور پلید قرار دیتے ہیں۔(۱) نعوذ بالله من ذلك۔ (۱) بت بنانا اور اس کی تعظیم و تکریم کرنے کی غرض سے بنانا قطعاً حرام اور مشرکوں کا کام ہے۔(۲) (۲) غیر اللہ کی پوجا (عبادت) کرنا شرک اور کفر ہے۔ اسلام میں تو صرف خدا کی عبادت اور بندگی کا حکم ہے اور خدا تعالیٰ کے سوا کسی کی پوجا اور عبادت حلال نہیں۔(۳) (۳) غیر اللہ کی نذر کرنا اور منت ماننا حرام ہے۔(۴) (۴) ان بے جان اور بے شعور تصویروں اور مجسموں کو، دینے والا اور حاجت پوری کرنے والا سمجھنا نہ صرف اسلام کے خلاف اور شرک ہے، بلکہ نری جہالت اور خالص حماقت ہے۔(۵) (۵) یہ گوشت بھی جو اس کے منہ میں ڈالا جاتا ہے کھانا حرام ہے۔(۶) (۶) جو شاعر یہ کہتا ہے "شیر گلی میں روح رسالت پناہ ہے۔" وہ سخت جاہل اور بے باک ہے۔ اگر اس کا یہ عقیدہ بھی ہو تو اس کے ایمان کی خیر نہیں۔ اسلامی حکومت ہو تو وہ سخت تعزیر دے سکتی ہے (۷) ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس کفر و شرک کی رسم کو مٹانے میں جس قدر سعی کر سکتا ہے کرے۔ جان سے، مال سے، قلم سے، زبان سے ان خرافات رسموں کو مٹانے میں جو سعی کرے گا اس کو بے حد اجر و ثواب ملے گا۔(۷) (۸) ان مورتیوں کی حمایت کرنا اور ان کے قائم رکھنے کی کوشش کرنا حرام اور اسلام کی روح کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرسہ امینیہ اسلامیہ دہلی۔

۱۔ دس محرم کی رسوم .
۲۔ عاشوراء کے دن حلوہ، کھچڑا وغیرہ پکانا اور فاتحہ دینا :
۳۔ ۹ محرم کو تعزیوں پر مہندی چڑھانا، سبز کپڑے پہننا، فاتحہ دلانا ؛
۴۔ دس محرم کو اکھاڑے قائم کرنا :
۵۔ انیس و دبیر شعراء کے مرثیئے اور نوحے پڑھنا .
۶۔ عاشوراء کا روزہ رکھنا .
۷۔ اہل بیت کے ساتھ اظہار محبت کا طریقہ :
۸۔ شوکت اسلام اور تعزیئے :

(از اخبار الجمعیۃ (سہ روزہ) دہلی مؤرخہ ۱۳ جولائی ۱۹۲۸ء

(۱) جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے قبل عرب میں محرم کی دسویں تاریخ کو کیا رسوم ادا ہوتی تھیں؟

(۲) حلوے کرنا، کھچڑے پکانا، اور فاتحہ دلا کر خود مع اہل برادر کے کھانا۔ محتاج اگر آگیا تو ایک آدھ

۱۔ "یا ایها الذین اٰمنوا إنما الخمر و المیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان" (المائدۃ: ۹۰)
۲۔ "فاجتنبوا الرجس من الاوثان" (الحج: ۳۰) وقال تعالیٰ: انما تعبدون من دون الله اوثاناً وتخلقون افکاً (العنکبوت: ۱۷)
۳۔ "واعبدوا الله ولا تشرکوا به شیئاً" (النساء ۳۶)
۴۔ "واعلم ان النذر الذی یقع للاموات ...... فهو بالاجماع باطل و حرام" (در مختار: ۲/ ۴۳۹ ط سعید)
۵۔ "ماهذه التماثیل التی انتم لها عاکفون" (الانبیاء: ۵۲)
۶۔ لقوله تعالیٰ: "وما اهل به لغیر الله" (البقرۃ: ۱۷۳)
۷۔ "من رای منکم منکراً فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه وان لم یستطع فبقلبه" (مسلم: ج ۱ ص ۵۱ ط قدیمی)

خوراک دے دی جاوے۔ خیر ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۳) سبز کپڑے پہننا، بتاشے، ریوڑیوں پر فاتحہ دلانا، تعزیوں پر ۵ تاریخ کو مہندیاں چڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۴) اکھاڑے میں لنگوٹ باندھ کر قلابازیاں کھانا، شعبدہ بازی کرنا، گلی کوچوں میں انیس اور دبیر کے مرثیے اور نوحے پڑھنا۔ یا علی یا حسین کہہ کر آواز کا نکالنا جائز ہے یا نہیں؟ (۵) کیا انیس و دبیر کے مرثیوں کا مضمون صحیح ہے؟ یا مبالغہ ہے۔ (۶) کیا دس محرم کا روزہ رکھنا مسنون ہے؟ (۷) کوئی غریب آدمی اپنی محبت کا اظہار کیسے کرے۔ امرا تو خود کھاتے ہیں اور لٹاتے ہیں اور یہ محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ (۸) بعض اہل علم حضرات کہتے ہیں کہ تعزیئے بناؤ مہندی چڑھاؤ، عام رسوم ادا کرو۔ اسی سے شوکت اسلام ہے۔ مگر ثابت نہیں کرتے کہ یہ باعث ثواب ہے۔ بعض اس کے خلاف ہیں جو وہابی کہلاتے ہیں۔

(جواب ۲۵۶) (۱) یوم عاشوراء اسلام سے پہلے بھی ایک محترم اور معظم دن تھا۔ یہود اس کی تعظیم کرتے اور اس دن روزہ رکھتے تھے۔(۱) اور خانہ کعبہ کو اس روز غلاف پہنایا جاتا تھا۔(۲) حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے اس دن کے متعلق فرمایا ہے کہ اسی روز حضرت آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی دن جنت میں داخل کیے گئے۔ اور اسی دن جنت سے دنیا میں بھیجے گئے۔ اور اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات ہوئی۔ غرض کہ یہ دن پہلے سے ایک فضیلت واحترام کا دن ہے۔ حضور نے اس روز روزہ رکھا اور مسلمانوں کو روزہ رکھنے کی ترغیب دی۔(۳) (۲) عاشوراء کے دن اچھا کھانا پکانا اور اپنے بال بچوں اور عزیزوں اور پڑوسیوں کو کھلانا مسنون و مستحب ہے۔(۴) باقی حلوا کھچڑا فیرنی پکانے کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ اور ایصال ثواب بروح حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقصود ہو تو اس کے لئے بھی اس دن کی تخصیص نہیں۔ جب چاہیں صدقہ کر کے حضرت امام کی روح مبارک کو ثواب پہنچا سکتے ہیں۔ (۳) سبز کپڑے پہننا، بتاشوں، ریوڑیوں پر فاتحہ دلانا، تعزیوں پر مہندی چڑھانا، تعزیئے بنانا۔ علم، شدے اٹھانا۔(۵) باجے بجانا۔ تعزیوں سے مرادیں مانگنا اور ان کی تعظیم کرنا اور اسی قسم کے کام سب خلاف شرع اور بے اصل ہیں۔ اور بعض کام ان میں سے سخت گناہ کے ہیں جن سے کفر کا بھی خوف ہوتا ہے، جیسے تعزیوں سے مرادیں مانگنا اور ان کو حاجت روا سمجھنا وغیرہ۔(۶) (۴) اکھاڑے قائم کرنا اور ان میں جو جو افعال قبیحہ کیے جاتے ہیں وہ کرنا ناجائز اور سخت برا ہے۔ ہاں ورزش اور لکڑی کے کرتب سیکھنا اور ان کی مشق کرنا، یہ فی حد ذاتہ اچھا کام ہے۔ مگر اس کے لئے عاشوراء کو خاص کر لینا نہیں

۱۔ "فقالوا هذا اليوم الذى اظهر الله فيه موسى و بنى اسرائيل على فرعون فنحن نصوم تعظيما له"۔ (مسلم ج ۱ ص ۳۵۹ ط قدیمی)

۲۔ عن خارجة بن زيد بن ثابت عن ابيه قال: "ليس يوم عاشوراء باليوم الذى يقوله الناس انما كان يوم "تستر فيه الكعبة وكان يدور فى السنته الخ" (سندہ حسن، فتح الباری: ج ۴ ص ۳۱۰ ط مصر)

۳۔ "فصامه رسول الله صلى الله عليه وسلم وامر بصيامه" (مسلم: ج ۱ ص ۳۵۹ ط قدیمی کتب خانہ)

۴۔ لماروى عنه عليه السلام "من وسع على عياله يوم عاشوراء وسع الله عليه السنة كلها" قال فى الدرالمختار: "وحديث التوسعة على العيال يوم عاشوراء صحيح" (درمختار: ج ۲ ص ۴۱۸ ط سعید)

۵۔ "تعزیہ داری در عشرۂ محرم یا غیر آں و ساختن ضرائح و صورت قبور و علم تیار کردن دلدل و غیر ذلک این ہمہ امور بدعت است" (مجموعۃ الفتاوی علی ہامش خلاصۃ الفتاوی: ج ۴ ص ۳۴۴ ط امجد اکیڈمی)

۶۔ واگر فاعل این فعل تعزیہ را منفعت در انجاح مرام میداند کافر است (حوالہ سابق: ص ۳۴۵)

چاہئے بلکہ اس فن کی تحصیل و تکمیل کے لئے سال بھر کوشش کرنا اور مشغولی کی صورت پیدا کرنا چاہئے۔ (۵) انیس و دبیر و دیگر شعراء کے مرثیئے بہت مبالغہ آمیز ہیں۔ ان کا پڑھنا اور مجلسیں قائم کرنا اور سینہ کوبی کرنا یہ سب ناجائز اور مذموم اور تعلیم اسلام کے خلاف ہیں۔(۱) (۶) دس تاریخ کا روزہ مسنون ہے مگر اس کے ساتھ ۹ تاریخ کا روزہ بھی ملا کر دو روزے رکھنے چاہئیں۔ اگر ۹ کا روزہ نہ رکھ سکے تو ۱۰ اور ۱۱ کے روزے رکھے۔(۲) (۷) غریب آدمی اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ اظہار محبت کثرت دعا اور عبادت بدنیہ کا ثواب پہنچانے کی صورت میں کر سکتا ہے۔ نوافل پڑھ کر روزہ رکھ کر تلاوت قرآن مجید کر کے ثواب پہنچا سکتا ہے (۸) یہ خیال کہ تعزیوں سے شوکت اسلام ظاہر ہوتی ہے غلط ہے۔ کسی غیر مشروع فعل سے اسلام کی شوکت نہیں ہو سکتی جو اعمال اسلامی کے خلاف ہیں وہ مفید شوکت نہیں ہو سکتے۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ غفر لہ

جواب دیگر از رسومات محرم و رجب اور شب برات۔

(جواب ۲۵۷) جواب دیگر :۔ رجب کے کونڈوں کا کوئی ثبوت نہیں ہے یہ گھڑی ہوئی باتیں ہیں جن کو ترک کر دینا چاہئے۔ تبارک پڑھنے اور پڑھوانے کا طریقہ بھی شریعت سے ثابت نہیں۔ یہ بھی لوگوں کا خود گھڑا ہوا طریقہ ہے۔ اسے بھی ترک کر دینا لازم ہے۔ شب برات کا حلوہ محرم کا کھچڑا، کونڈے اور تبارک، یہ کوئی شرعی چیز نہیں ہیں۔ ان کو شرعی سمجھ کر پکانا بنانا بدعت ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

تعزیہ بنا کر جلوس نکالنا اور اس سے مرادیں مانگنا۔

(از اخبار الجمعیۃ مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) ہم لوگ حنفی ہیں اور شہر میں اور بھی حنفی کہلانے والے لوگ ہیں۔ مگر ان کا طرز عمل حنفیت کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ تعزیہ بناتے ہیں اور نو تاریخ کو شب کے گیارہ بجے مرد و زن اکٹھے ہو کر تعزیہ کو گشت کرانے کے لئے لے جاتے ہیں۔ آگے آگے نقارے ڈھول وغیرہ بجاتے جاتے ہیں۔ پھر صبح کے پانچ چھ بجے اپنے مقام پر لاتے ہیں۔ اور دس تاریخ کو مقام مقررہ پر تعزیہ رکھا جاتا ہے اور روٹیاں چرونجی دانے وغیرہ

۱۔ "وسینہ کوبی وشق کردن پارچہ ونوحہ کردن وخاک بر سر انداختن موہا را منتشر ساختن وغیرہ امور از قبیل منہیات وممنوعات است ودر حدیث بر نائحہ لعنت آمدہ است ودر مجمع البرکات می آرد یکرہ للرجل تسوید الثیاب وتمزیقھا التعزیۃ واما تسوید الخدود والایدی وشق الجیوب وخدش الوجوہ و نشر العشور ونثر التراب علی الرؤوس والضرب علی الصدر والفخذ وایقاد النار علی القبور فمن رسوم الجاھلیۃ والباطل کذافی المضمرات" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ : ۴ / ۳۴۵ ط امجدیہ)

۲۔ "قالوا یارسول اللہ انہ یوم" یعظمہ الیھود والنصاریٰ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا کان العام المقبل انشاء اللہ صمنا الیوم التاسع قال فلم یات العام المقبل حتی توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" (مسلم : ج ۱ ص ۳۵۹ ط قدیمی) قال فی ردالمختار : ویستحب ان یصوم یوم عاشوراء بصوم یوم قبلہ أویوم بعدہ لیکون مخالفاً لاھل الکتاب' (ردالمختار : ۲ / ۳۷۵ ط سعید)

۳۔ 'ومنھا وضع الحدود والتزام الکیفیات، والھیآت المعینۃ، والعبادات المعینۃ فی اوقات معینۃ لم یوجد لھا ذلک التعیین فی الشریعۃ" (الاعتصام، ابواسحاق الشاطبی، الباب الاول فی تعریف البدع الخ۔ "۱ / ۳۹ ط دار الفکر بیروت لبنان)

چڑھائے جاتے ہیں اور مرادیں مانگی جاتی ہیں۔ پھر تین بجے تعزیہ اٹھا کر مع مرد وزن ہمراہ تعزیہ ڈھول تاشے بجاتے ہوئے تالاب پر لے جا کر پانی میں ٹھنڈا کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد تین روز تک ماتم کر کے تیجہ کیا جاتا ہے۔ ان کو سمجھایا جاتا ہے تو وہ لوگ ہم کو وہابی غیر مقلد کہتے ہیں۔

(جواب ۲۵۸) تعزیہ بنانا(۱) اور اس کے ساتھ باجے بجانا(۲) اور عورتوں اور مردوں کا مل جل کر اس کے جلوس میں شریک ہونا اور تعزیہ پر نذریں چڑھانا،(۳) یہ سب کام تمام ائمہ کے نزدیک ناجائز اور حرام ہیں۔ جو لوگ حنفی کہلا کر ایسے کام کرتے ہیں۔ وہی در حقیقت غیر مقلد ہیں۔ کیونکہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کاموں کی کہیں اجازت نہیں دی ہے اور نہ کسی حنفی فقیہ نے ان حرکات کی اجازت دی ہے۔ جو لوگ کہ ان کاموں سے علیحدہ رہتے ہیں وہ امام ابو حنیفہؒ کے سچے مقلد ہیں۔ **محمد کفایت اللہ غفرلہ**

قبر پر فاتحہ خوانی اور میلاد کا رواج ڈالنا

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۴ء)

(سوال) محلہ مولوی چک میں ایک قبر خام ایک آدمی کے دروازے پر تھا۔ بوجہ دروازہ کے کسی ذی علم نے یہ رائے دیا کہ قبر ہو کر چلنا وغیرہ منع ہے، اس قبر کو گھیر دو تاکہ قبر پر راستہ نہ ہو۔ چند بزرگوں سے معلوم ہوا کہ صاحب قبر محلہ کے ایک مولوی تھے۔ جب وہ قضا کئے تو اس قبر میں دفن ہوئے۔ اس لئے محلہ کا نام مولوی چک رکھا گیا۔ اس کے سوا کوئی بات معلوم نہیں۔ کچھ عرصے کے بعد غیر جگہ کا ایک شخص بصورت شاہ صاحب آیا۔ چند لوگوں کو کہا کہ ہم کو خواب ہوا ہے کہ اس قبر میں بزرگ لیٹے ہوئے ہیں۔ ہر سال بارہویں ربیع الثانی کو میلاد شریف و فاتحہ خوانی کیا کرو۔ چنانچہ شاہ صاحب نے اسی سال سے فاتحہ خوانی و میلاد شریف کا رواج ڈال دیا۔ ہر سال تاریخ مذکورہ پر عورت مرد موضع کے قرب وجوار کے لوگ جمع ہو کر کرتے ہیں، اور اپنی اپنی مرادیں مانگتے ہیں۔

(جواب ۲۵۹) یہ سب معاملہ غلط اور ناجائز ہے۔ اس رسم کو بند کرنے کی سعی کرنا چاہئے۔(۴) اس میں شرکت کرنا یا اس کی حمایت کرنا شرعی جرم ہے۔(۵) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی**

---

۱. تعزیہ داری در عشرہ محرم وغیر آں وساختن ضرائح و صورت قبور و علم تیار کردن دلدل وغیرہ ذلک ایں ہمہ امور بدعت است (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ : ۴/۳۴۴ ط امجد اکیڈمی)

۲۔ "ومن الناس من یشتری لہو الحدیث(لقمٰن : ٦) قال الحسن البصری : نزلت فی الغناء و المزامیر "(صفوۃ التفاسیر : ۲/۴۸۸ ط دار القرآن الکریم بیروت)

۳۔ "والنذر للمخلوق لا یجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لا تکون لمخلوق"(ردالمحتار : ۲/۴۳۹ ط سعید)

۴۔ " لقولہ علیہ السلام : من رای منکم منکراً فلیغیّرہ بیدہ الخ"(مسلم : ج ۱ ص ۵۱ ط قدیمی)

۵۔ "ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان"(المائدۃ : ۲)

۱۔ ایصال ثواب کا طریقہ .
۲۔ مخصوص ایام میں ایصال ثواب .
۳۔ مخصوص غذاؤں سے ایصال ثواب .
۴۔ شب برات کا حلوا اور سلف صالحین .
۵۔ مستحب کام کو فرض اور واجب کی طرح ضروری سمجھنا .

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) (۱) شرع شریف نے ایصال ثواب کا کیا طریقہ مقرر کیا ہے ؟ اگر نہیں مقرر کیا تو اس کی کیا وجہ ہے ؟

(۲) کیا مخصوص ایام میں ایصال ثواب کا کوئی حکم آیا ہے۔ کیا شعبان کی چودھویں تاریخ کو شریعت نے ایصال ثواب کے لئے مقرر کیا ہے ؟ اگر نہیں تو از خود مقرر کر لینا کیسا ہے ؟

(۳) مخصوص دنوں کے علاوہ مخصوص غذاؤں سے ایصال ثواب کرنا اور ہمیشہ ایک غذا کو ایصال ثواب کے لئے مخصوص کر لینا کیسا ہے ؟ مثلاً شب برات کو حلوا پکانا۔ اور ہر سال اسی کو مخصوص کر لینا کیسا ہے ؟

(۴) کیا صحابہ تابعین تبع تابعین ائمہ اربعہ، محدثین اور عہد اول کے مسلمانوں میں شب برات کا حلوا مقرر تھا ؟ کیا فقہاء نے بھی کہیں شب برات کے حلوے کا ذکر کیا ہے ؟ (۵) کیا فقہا نے جو یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی امر مندوب اجتماعی طور کیا جانے لگے تو اس کو چھوڑ دینا چاہئے۔ مثلاً منیۃ المصلی کی شرح غنیۃ المستملی میں لکھا ہے کہ شعبان کی پندرھویں شب اور رمضان کی ستائیسویں شب میں نماز باجماعت بدعت ہے۔ ایصال ثواب کے بارے میں بھی کیا ایسا لکھا ہے ؟

(جواب ۲۶۰) ایصال ثواب ایک اچھا اور مستحسن کام ہے۔ (۱) بشرطیکہ اس میں احکام و حدود شرعیہ سے تجاوز نہ کیا جائے۔ اس کی اصل شرعی یہ ہے کہ انسان کوئی نیک عمل کرتا ہے اور اس سے اس کی غرض حضرت حق جل مجدہ کی رضاجوئی یا اس کی عبادت کرنی ہوتی ہے ریا و سمعہ یا رسوم مروجہ کی پابندی مقصود نہیں ہوتی۔ اخلاص پر عمل کا مدار ہوتا ہے تو حضرت حق تعالیٰ شانہ کے رحیم و کریم بارگاہ سے اس کو اس عمل خیر کا ثواب دیا جانے کا وعدہ صادقہ فرمایا گیا ہے۔ اور رحمت بالائے رحمت یہ ہے کہ اگر وہ اخلاص کے ساتھ یہ دعا کرے کہ یا اللہ اس ناچیز عمل کا جو ثواب مجھے عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا گیا ہے وہ فلاں شخص کو میں بخشتا ہوں۔ اس کو پہنچا دیا جائے، تو حضرت حق اس شخص کو جسے ثواب بخشا گیا ہے عطا فرما دیتے ہیں۔ شریعت مقدسہ نے اس عمل ایصال ثواب کے لئے کوئی خاص وقت یا خاص چیز یا خاص ہیئت کی شرط اور قید نہ لگائی ہو تو اپنی طرف سے ایسی تخصیص کرنی

۱۔ "صرح علماؤنا في باب الحج عن الغير بان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلاةً اوصوماً او صدقةً او غيرها كذافي الهداية . وفي البحر : من صام اوصلى او تصدق وجعل ثوابه لغيره من الا موات والا حياء جاز ، ويصل ثوابها اليهم عند اهل السنة والجماعة كذافي البدائع" (ردالمحتار : ج۲ ص ۲۴۳ سعید)

ناجائزاور حد شرعی سے تجاوز ہوگا۔(۱)

(۲) جو لوگ ایصال ثواب کے لئے اپنی طرف سے کوئی خاص دن یا کوئی خاص غذا مقرر کر لیتے ہیں اور اس کا التزام کر لیتے ہیں اور اس کو شرعی طور پر موجب ثواب یا موجب زیادت ثواب سمجھتے ہیں وہ حد شرعی سے تجاوز کرتے ہیں(۲)

مثلاً شعبان کی چودھویں تاریخ کی تعیین ایصال ثواب کے لئے شریعت سے ثابت نہیں۔ اسی طرح حلوے کی تخصیص بے اصل ہے۔ اگر اس کو شرعی حیثیت دی جائے گی جیسا کہ عام مسلمانوں کا خیال اور عقیدہ ہے تو یہ درست نہیں ہوگا۔

(۳) اس کا جواب بھی نمبر دوم میں آگیا کہ حلوے کی تخصیص اور التزام شرعی چیز نہیں ہے۔ اور اس کو شرعی بات سمجھ کر کرنا دین میں زیادتی کرنا ہے جو سخت مذموم اور قابل مواخذہ ہے۔

(۴) سلف صالحین اور ائمہ، مجتہدین سے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

(۵) نہیں۔

(۶) ہاں اگر کسی مستحب چیز پر بھی فرائض وواجبات کی طرح عمل کیا جانے لگے اور لوگ اس ترک کو فرائض وواجبات کے ترک کی طرح بلکہ اس سے زیادہ اہمیت دینے لگیں تو اس کا ترک لازم ہو جاتا ہے۔(۳) فقہائے کرام کے کلام میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نماز کے بعد داہنی طرف مڑ کر بیٹھنے کو ضروری سمجھنے کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ خیال اور التزام کرنا نماز میں شیطان کا حصہ قائم کر دینا ہے۔ اور جیسے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز چاشت کے لئے اہتمام سے لوگوں کے مسجد میں جمع ہونے اور فرض نماز کی طرح اس کے لئے اہتمام کرنے کو بدعت فرمایا (رواھما البخاری فی صحیحہ) حالانکہ سیدھی طرف مڑنا اور نماز چاشت پڑھنا دونوں جائز اور حضور رسول کریم ﷺ سے ثابت ہیں۔ اسی طرح حلوے کا لازم کر لینا اور فرائض کی طرح اس کو ضروری سمجھنا بھی اسی مد میں داخل ہے۔(۴) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی**

(۱،۲) "من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد" (مسلم ج ۲ ص ۷۷ ط قدیمی)

"ومنها وضع الحدود، والتزام الكيفيات والهيآت المعينة، والتزام العبادات المعينة فی اوقات معينة لم يوجد كلها ذلك التعيين فی الشريعة" (الاعتصام، ابواسحاق الشاطبی، الباب الاول فی تعريف البدع الخ: ۱/ ۳۹ ط دار الفکر)

۱۔ قال فی الهداية: "ويكره ان يوقت بشئی من القرآن لشئ من الصلوات" وقال فی فتح القدير: قال الطحاوی و الاسبيجابی: هذا اذا رآه حتماً يكره غيره. اما لو قرأ للتيسير عليه او تبركاً بقراء ته صلی الله عليه وسلم فلا كراهة، لكن بشرط أن يقرأ غيرهما احيانا لئلايظن الجاهل أن غيرهما لايجوز ولاتحرير في هذه العبارة بعد العلم بان الكلام فی المداومة، والحق ان المداومة مطلقاً مكروهة سواء رآه حتماً يكره غيره اولا۔" (شرح فتح القدير علی الهداية: ۱/ ۳۳۷ ط مطبعہ مصطفی البابی الحلبی مصر)

۲۔ قال عبدالله: لا يجعل احد كم للشيطان شيئاً من صلاته يری ان حقاً عليه ان لاينصرف الا عن يمينه لقدرايت النبی صلی الله عليه وسلم كثيراً ينصرف عن يساره" (بخاری: ۱/ ۱۱۸ ط قدیمی)

۳۔ "فاذا عبدالله بن عمر جالس" الی حجرة عائشة واذا اناس "يصلون فی المسجد صلوٰة الضحی قال فسالناه عن صلاتهم فقال بدعة" (بخاری: ج ۱ ص ۲۳۸ ط قدیمی)

۴۔ "ومنها وضع الحدود، والتزام الكيفيات، والهيآت المعينة، والعبادات المعينة فی اوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعين فی الشريعة" (الاعتصام، الباب الاول فی تعریف البدع الخ ۱/ ۳۹ ط دار الفکر بیروت)

۱۔ سنتوں کے بعد فاتحہ خوانی اور درود کا التزام بدعت ہے .

۲۔ کسی ولی کا جھنڈا نکالنا .

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۳۷ء)

(السوال) (۱) سنتوں کے بعد امام با جماعت کا فاتحہ خوانی اور درود بھیجنا کار ثواب ہے یا بدعت ہے ؟ (۲) اگر کسی مسلمان کے ٹولہ والوں نے کسی ایک اولیاء کا جھنڈا نکالا تو کیا یہ بدعت ہے ؟ (۳) اولیاء و شہدا کی درگاہوں کی زیارت کو جانا وہاں اپنی مرادیں مانگنا بطور تاکید روا ہے یا بدعت ہے ؟

(جواب ۲۶۱) (۱) سنتوں کے بعد اس عمل کا التزام کر لینا سنت نہیں۔ اور اس پر اصرار اور التزام کرنا بدعت ہے۔ (۱) (۲) جھنڈا نکالنا بدعت ہے یعنی اولیاء کے نام سے جھنڈا نکالنا بدعت ہے۔ (۲) (۳) زیارت کو جانا تو جائز ہے۔ (۳) اور وہاں ان کے لئے دعائے مغفرت کرنا اور السلام عليكم يا اهل القبور انتم سلفنا ونحن بالاثر پڑھنا سنت ہے۔ (۴) اور ان سے مرادیں مانگنا ناجائز ہے۔ (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

۱۔ یعنی جو صورت فاتحہ و درود کی سوال میں مذکور ہے یہ بدعت ہے، اس کی کچھ اصل نہیں، بالخصوص التزام اور اصرار کی وجہ سے یہ بدعت سیئہ میں داخل ہے "من اصر على امر مندوب و جعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال فكيف بمن اصر على بدعة اومنكر (مرقاۃ: ج ۳ ص ۳۱ ط المکتبۃ الحبیبیۃ کوئٹہ)

۲." تعزیه داری در عشره محرم و ساختن ضرائح و صورت قبور و علم تیار کردن دلدل وغیر ذلک ایں همه امور بدعت است" (مجموعة الفتاوی : ٤ / ٣٤٤ ط امجد اکیڈمی)

۳۔ عن بريدة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : "نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها الخ" (مسلم)

۴۔ عن ابن عباس قال مرالنبی صلى الله عليه وسلم بقبور المدينة فاقبل عليهم بوجهه فقال : السلام عليكم يا اهل القبور يغفر الله لنا ولكم انتم سلفنا ونحن بالآثر (ترمذی: ج ۱ ص ۲۰۳ ط ایچ ایم سعید)

۵۔ لقوله تعالى : ولا تدع من دون الله مالا ينفعك ولا يضرك (یونس: ۱۰۶)

دسواں باب
کائنات عالم

پیشن گوئی پر اعتقاد رکھنا.

(السوال) شمالی بہار میں جو قیامت خیز زلزلہ ہوا اس کے متعلق تین چار مہینے پیشتر بمبئی کے چند جوتشیوں نے گجراتی اخبار میں یہ پیشین گوئی کی تھی کہ ان دنوں میں سات گہن ایک ساتھ جمع ہوں گے اور ایسا ایک واقعہ ضرور ہوگا۔ ان باتوں پر میرا ابھی اعتقاد بالکل نہیں لیکن جو مذبذب تھے ان کا اعتقاد پختہ ہو گیا ہے۔ اس کے متعلق شریعت میں کیا حکم ہے؟ کیا گہن ایک ساتھ جمع ہونے سے زمین کے اوپر کچھ اثر ہوتا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۸۹ اسمعیل ابراہیم محمدی۔ ۱۱ شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۶۲) آسمان اور اس کے متعلقہ مخلوقات کے آثار طبیعیہ زمین اور اس کے مخلوقات پر ہوتے ہیں۔ اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے مقرر کئے ہوئے اور پیدا کئے ہوئے ہیں۔ اور اس کے ارادے اور مشیت کے ماتحت وقوع میں آتے ہیں۔ بعض اثار تو معلوم اور مشاہد ہیں جیسے سمندر کا مدوجزر چاند کے طلوع و غروب کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور زمین کے نباتات کی ترقی و تنزل، پختگی و رنگ و مزہ آفتاب و ماہتاب سے تعلق رکھتا ہے وعلیٰ ہذا۔ اور بعض آثار معلوم و مشاہد نہیں ہیں۔ ممکن ہے کہ چند ستاروں کا کسی خاص برج میں اور خاص ہیئت پر جمع ہو جانا زمین کے اوپر حوادث عظیمہ کے ظہور کی علامت ہو۔ مگر ان حوادث کا ظہور حضرت حق کے حکم و مشیت سے ہی ہوگا۔ (۱) کہ حضرت حق نے ہی ان ستاروں کی حرکات اور ان کے اوضاع مقرر کر کے ان کے ساتھ خاص خاص حوادث کو متعلق کر دیا ہے تو اس میں کسی قسم کی بدعقیدگی اور اصول اسلامیہ سے انحراف کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(جواب ۲۶۳) قطعی طور پر شریعت میں سیارات یا زمین کے حرکت کرنے کی تصریح نہیں۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بارش بادلوں سے برستی ہے یا آسمان سے؟

(السوال) زید موجودہ سائنسدانوں کے نظریئے دیکھ کر یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ بارش بادلوں سے آتی ہے۔ اور بادلوں میں پانی سمندر سے بخارات اٹھ کر آتا ہے۔ عمرو اس پر یوں معترض ہوتا ہے کہ کلام الٰہی (قرآن

---

(۱) قال فی العقيدة الطحاوية: "ولا يكون الا مايريد" وفی شرحه: واما الا رادة الكونية فهی الا رادة المذكورة فی قول المسلمين: ماشاء الله كان ومالم يشالم يكن۔ (شرح العقيدة الطحاوية، الطبعة الثالثة: ص ۵۳، ۵۵ ط المكتب الاسلامی)

(۲) قدیم ہیئت کے علماء زمین کو ساکن مانتے تھے۔ جدید فلکیات کے ماہرین نے دلائل عقلیہ سے زمین کی حرکت کو ثابت کیا ہے۔ اور یہی درست ہے۔ قرآن مجید کی آیت الم نجعل الارض مهادا (کیا ہم نے زمین کو جھولا نہیں بنایا) میں زمین کی سالانہ گردش کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے "الهيئة الوسطىٰ مع شرحها النجوم النشطیٰ" مصنفه مولانا محمد موسیٰ الروحانی البازی مطبوعة دفتر وفاق المدارس العربية پاكستان ملتان۔ "نیز شیخ محمد علی الصابونی کی کتاب "حركة الارض و دورانها حقيقة اثبتها القرآن" ط دار القلم دمشق۔

شریف) میں پانی کا نازل ہونا آسمان سے ثابت ہے۔ کیونکہ کئی مقامات پر لفظ سماء کا استعمال آیا ہے۔ اور سماء عام الفاظ میں آسمان کو کہا جاتا ہے۔ اور عمرو اپنے اس ثبوت میں تفسیر روح البیان میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول پیش کرتا ہے۔ چنانچہ پارہ الم سورہ بقرہ رکوع ۲، ۱۳، ۲ میں آیت **او کصیب من السمآء فیه ظلمٰت" (الی) بالکفرین** کی تفسیر کرتے ہوئے بارش کا برسنا اور بننا یوں بیان کیا ہے۔ آسمان کے اوپر پانی کا ایک دریا ہے وہاں سے پانی حسب منشاء الٰہی بادلوں میں آتا ہے۔ اور پھر بادلوں میں سے وہی پانی چھن چھن کرا تارا جاتا ہے۔ ہر ایک قطرہ کے ساتھ فرشتہ ہوتا ہے وغیرہ الخ اور اس بیان میں یونانی حکماء کے خیال کارد بیان کیا گیا ہے کہ بادلوں میں سمندر کے بخارات سے ہرگز نہیں آتا۔ اب حل طلب سوال یہ ہے کہ ان دونوں اقوال میں سے کس کو قبول کیا جائے اور کون سے کورد۔ اگر پہلے کو لیا جائے تو قرآن مجید کے لفظ سماء کو کس معنی میں لیا جائے اور اگر دوسرے قول کو لیا جائے کہ آسمان کے اوپر تالاب ہے۔ وہاں سے پانی بادلوں میں آتا ہے تو پھر اس کا کیا جواب ہے۔ ہزارہا تجربوں اور مشاہدوں سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ حرارت سے پانی گرم ہو کر ہوا میں ملتا رہتا ہے۔ اور اس لئے ہم اپنے گرد ہوا میں پانی موجود پاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی قرآن شریف میں بھی ہواؤں کو پانی سے لدا ہوا بتایا گیا ہے یعنی بادل وغیرہ۔

المستفتی نمبر ۱۲۰۴ مسٹر عبدالرحمٰن صاحب مروت۔ بی۔ اے ٹیچر اسلامیہ ہائی اسکول ڈیرہ اسمٰعیل خاں ۱۰ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۲٦٤) قرآن شریف میں بارش کا آسمان سے آنا مذکور ہے۔(۱) لہذا اس پر ایمان رکھنا لازم ہے لیکن اس کی کیفیت کہ کس طرح آتا ہے قرآن مجید میں مذکور نہیں۔ لہذا عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ بارش آسمان سے آتی ہے مگر اس کیفیت کے ساتھ جو خدا کو معلوم ہے ہمیں معلوم نہیں۔ قرآن مجید میں بادل کو بارش کا سبب بھی بتایا گیا ہے۔ **قالوا هذا عارض ممطرنا۔**(۲) لہذا بادل کو بارش کا سبب جاننا قرآن مجید کے خلاف نہیں بادلوں میں پانی کہاں سے آتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ، سمندر کے بخارات بادل بن جاتے ہیں، یہ بھی ممکن ہے، اور اس طرح بارش ہونا بھی ممکن ہے، اور آسمان سے کسی نامعلوم طریقہ سے بادلوں میں پانی آنا بھی ممکن۔ اس لئے ان دونوں باتوں میں تنافی اور تضاد نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

جنات کی تخلیق پہلے ہوئی یا انسانوں کی ؟

(السوال) متعلقہ پیدائش جن

(جواب ۲٦٥) جن انسان سے پہلے پیدا ہوئے ہیں۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

۱۔ "وانزل من السماء ماءً" (البقرة : ۲۲)
۲۔ الاحقاف : ۲۴
۳۔ "والجآنّ خلقنه من قبل من نار السموم" (الحجر : ۲۹) قال ابن کثیر : "(من قبل) ای من قبل الانسان ۔" (تفسیر ابن کثیر : ۲ / ۵۵۰ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

۱۔ بیل کے سینگ پر زمین کا ہونا .
۲۔ کیا زمین گول ہے ؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ زمین کے نیچے بیل ہے۔ اس نے زمین کو اپنے سینگوں میں پکڑا ہوا ہے نیز یہ کہ زمین ساات عدد ہیں۔ (۲) سائنسدان کہتے ہیں کہ زمین گول ہے۔ کیا شرعاً یہ ٹھیک ہے ؟

المستفتی نمبر ۲۴۷۱ کامراں صاحب (ریاست سوات، صوبہ سرحد) ۸ صفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۳۰ / مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۶۶) (۱) یہ روایت اسرائیلیات میں سے ہے۔ اور عقیدہ قائم کرنے کے قابل نہیں۔ (۲) شریعت کو اس سے بحث نہیں کہ زمین گول ہے۔ یا مسطح۔ وہ تزکیہ قلب و تصحیح عقائد اور اصلاح اعمال کی تعلیم کے لئے نازل ہوئی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

چاند میں روشنی آنے پر مغرب کی اذان کہنا ؟

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲ مئی ۱۹۲۸ء)

(السوال) غروب شمس کے واسطے عوام میں مشہور ہے کہ جب چاند میں روشنی آجائے تو اذان مغرب کہہ دیتی درست ہے۔

(جواب ۲۶۷) چاند میں روشنی کی خاص کیفیت اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ بات بطور علامت کے سمجھی جاتی ہے۔ اور ایک حد تک صحیح ہے۔ مگر یقینی اور کلی طور پر دلیل نہیں ہے۔
محمد کفایت اللہ غفر لہ

(سوال) ا۔ کتاب "ہزار مسئلہ "معتبر نہیں ؟

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۸ء)

کتاب ہزار مسئلہ کے مسائل اجتماعی طور پر کہاں تک مستند اور معتبر ہیں جب کہ نہ مصنف کا پتہ ہے اور نہ جن کے مسائل میں کسی معتبر کتب حدیثیہ کے دلائل و حوالہ جات ہیں۔

(الف) علی الخصوص زمین کی ساخت کے بارے میں کہ ایک موتی تھا، خدا کے خوف سے پگھل کر پانی ہو گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہوا کو بنا کر پانی پر چلنے کا حکم دیا۔ ہوا کے چلنے سے پانی زور سے ملنے لگا۔ اور پانی میں کف پیدا ہو گیا۔ یہی کف خشک ہو کر زمین بن گئی ۔ قرآن کریم کے لفظ کن **فیکون** سے کیا مراد ہے ؟

(ب) زمین کی استقامت کے بارے میں کہ زمین ایک بیل کے سینگ پر ہے۔ بیل ایک پہاڑ پر ہے جس کا نام کوہ مسعود ہے۔ کوہ مسعود کوہ غضبان پر ہے۔ علیٰ ہذا یکے بعد دیگرے سے چلا گیا ہے۔ آخر کے متعلق کسی کو علم نہیں۔

(ج) یہ اعتقاد کہ خدائے جل شانہ نے دنیا کو اپنی قدرت سے بالکل معلق رکھا ہے کیسا ہے ؟

(جواب ۲۶۸) کتاب ہزار مسئلہ میں جو مسائل مذکور ہیں وہ قابل اعتماد نہیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

زمین کا گائے کے سینگ پر ہونے کی ایک روایت پر تبصرہ.

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۲۷ء)

(السوال) زید کہتا ہے کہ زیر زمین دریا ہے اور دریا میں مچھلی ہے اور مچھلی کی پشت پر گائے ہے۔ اور گائے کے سینگ پر زمین ہے۔ کیا یہ صحیح ہے ؟

(جواب ۲۶۹) یہ روایت اس ترتیب کے ساتھ سند صحیح سے ثابت نہیں۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ

گیارھواں باب

ذات پات، نسل قبیلہ

۱۔ حضرت صدیق اکبرؓ، عمر فاروقؓ، اور عثمان غنیؓ کی اولاد کا صدیقی، فاروقی اور عثمانی کہلانا درست ہے.

۲۔ صدیقی، فاروقی، اور عثمانی کا اپنے آپ کو قریشی کہنا جائز ہے.

۳۔ خلفائے اربعہ کی سب اولادیں نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں.

(السوال) جو شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں ہے وہ فاروقی کہلا سکتا ہے یا نہیں ؟ اور اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد عثمانی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صدیقی کہلائے گی یا نہیں ؟ (۲) جو شخص آج تک اپنے کو اولاد حضرت سیدنا فاروق یا حضرت سیدنا ابو بکر صدیق میں رکھ کر اپنے کو فاروقی یا صدیقی کہتا رہا ہے، آیا اس کا یہ فعل کہ اب محض قانونی فائدہ اٹھانے کے لئے اپنے کو قریشی سے منسوب کرے اخلاقاً اور شرعاً جائز ہو گا یا ناجائز ؟ (۳) یہ کہ ہندوستان میں سوائے نضر بن کنانہ کی اولادوں کے خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولادیں کہلاتی ہیں یا نہیں ؟

المستفتی سید مطلبی فرید آبادی ۲۰ جولائی ۱۹۲۹ء

(جواب ۲۷۰) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اور اولاد در اولاد فاروقی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اور اولاد در اولاد عثمانی اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اور اولاد در اولاد صدیقی ہے۔ اور یہ سب قریشی ہیں۔ یعنی تمام فاروقی قریشی ہیں اور تمام عثمانی قریشی ہیں اور تمام صدیقی قریشی ہیں۔ کیونکہ ان کے جد اعلیٰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریشی ہیں۔ (۲) کسی فاروقی کا اپنے کو قریشی کہنا اور کسی عثمانی کا اپنے کو قریشی کہنا اور کسی صدیقی کا اپنے کو قریشی کہنا نہ واقعۃً غلط ہے اور نہ شرعاً ناجائز۔ بلکہ ایک حقیقت واقعیہ کا اظہار ہے اور اس میں کوئی شرعی عرفی اخلاقی قانونی قباحت نہیں ہے۔ (۳) خلفاء اربعہ کی اولادیں سب کی سب نضر بن کنانہ کی اولاد میں ہیں۔(۱) اور سب کی سب قریشی ہیں۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ۔ مدرسہ امینیہ دہلی

---

(۱) "بنو النضر الذی الیہ جماع قریش علی الصحیح" (البدایۃ والنہایۃ : ۱/ ۲۵۴ ط مصر)

کسی مسلمان کو نو مسلم یا کم ذات ہونے کی وجہ سے ذلیل سمجھنا؟

(السوال) ایک عورت ہندو سے مسلمان ہوئی جس کو عرصہ قریب پچیس برس کے گذرا اور مارواڑی قوم کے مسلمان کے ساتھ نکاح کیا۔ چار اولادیں مسلمان حیات ہیں۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند رہی۔ اب مارواڑی لوگ اس کو برادری میں بٹھانے سے انکار کرتے ہیں کیا وہ عورت مسلمان نہیں ہوئی؟ برادری میں بیٹھنے کے قابل نہیں؟

(جواب ۲۷۱) کسی کا یہ خیال کرنا کہ نو مسلم ہماری قوم سے نہیں اور اس وجہ سے اس کو ذلیل و حقیر سمجھنا گناہ ہے۔ اسلام میں ذات پات کا کوئی لحاظ نہیں۔ اسلام تو یہ تعلیم دیتا ہے **انما المومنو ن اخوۃ**۔(۱) جتنے مسلمان ہیں سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ احکام اسلام کے خلاف کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ کسی کو ذلیل و حقیر سمجھے۔ جو ایسا کرے گا سخت گناہگار ہوگا۔ خداوند تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے۔ **وجعلکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عنداللہ اتقکم**(۲) یعنی خداوند تعالیٰ نے تمہارے قبیلے اور خاندان اس لئے مقرر کیے کہ آپس میں تعارف اور شناخت کے کام آئیں۔ بے شک شریف تر تم میں وہی ہے جو پرہیزگار تر ہے۔ یعنی خدا کے نزدیک شرافت کا معیار تقویٰ ہے۔ نہ ذات پات۔ جو لوگ کسی نیک بخت مسلمان کو محض نو مسلم یا کم ذات ہونے کی وجہ سے ذلیل سمجھیں ان کو خدا کے عذاب سے ڈرنا چاہئے اور توبہ کرنا چاہئے۔ معلوم نہیں کس وقت موت آجائے۔ بغیر توبہ مرنے میں عذاب خداوندی کا سخت خوف ہے۔

خلفائے ثلثہ کی اولاد کو سید کہنا درست ہے یا نہیں؟

(السوال) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کے سوا حضرات خلفائے ثلثہ کی اولاد کو سید لکھنا یا کہنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۷۲) سید عربی لفظ ہے جس کے معنی سردار کے ہیں۔ اور اس معنی کے لحاظ سے یہ لفظ ہر بزرگ اور واجب التعظیم شخص کے حق میں استعمال کیا جاتا ہے۔ متقدمین میں طریقہ یہ تھا کہ شاگرد اپنے استاد کو مرید اپنے پیر کو۔ بیٹا اپنے باپ کو، غلام اپنے آقا کو سیدنا و مولانا، یا سیدی و مولائی کہا کرتا تھا۔ بے شمار مثالیں اس کی کتب متقدمین سے مل سکتی ہیں۔ لیکن ہمارے عرف میں اس لفظ کے معنی دوسرے ہوگئے ہیں اور وہ یہ کہ "سید" بول کر "علوی" یعنی اولاد علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ سے ہونا مراد لیا جاتا ہے۔ اور اردو فارسی عبارتوں میں اس کے یہی پچھلے معنی غالب الاستعمال ہیں۔ اگرچہ عربی کلام میں ابھی تک علوی کے معنی میں یہ غالب الاستعمال نہیں ہے لیکن کسی ایسے کلام میں جس میں یہ لفظ علوی کے معنی میں غالب الاستعمال ہوگیا ہو اور اس لفظ سے یہی سمجھا جائے کہ اولاد علی ہونا مراد ہے کسی غیر علوی کے لئے اس کا استعمال کرنا مناسب نہیں کہ اس میں انتساب غیر واقعی کا ایہام ہے اگرچہ استعمال کرنے والے نے سردار کے معنی میں استعمال کیا ہو اور اس وجہ سے اس پر کوئی گناہ نہیں۔ لیکن ایہام غیر مقصود کی وجہ سے نامناسب ضرور ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۔ الحجرات : ۱۰

۲۔ "المسلم اخو المسلم لایظلمه ولا یخذله ولا یحقره الخ" (مسلم : ج ۲ ص ۳۱۷ ط قدیمی)

خاکروبی کا پیشہ اختیار کرنے کی وجہ سے نو مسلم سے حقارت کا برتاؤ کرنا .

(السوال) تابعدار فدوی کانسٹیبل عبدالرحیم ولد محمد ہاشم کے خاندان اہل سنت والجماعت نے پیشہ خاکروب کیا تھا۔ چند سال ہوا کہ ہم بھائیوں نے پیشہ ترک کیا۔ اور سنت جماعت بھائیوں کا سوال ہے کہ ہم لوگ مسلمان نہیں ہیں۔ تو تابعدار کا جواب یہ ہے کہ مسلمان نہیں ہیں تو ہر ایک بات سے کیوں بند نہیں کر دیتے مسجد میں آنا، موت میں آنا، اور قرآن شریف پڑھنا۔ ہمارے سرور کائنات سرکار دو عالم ﷺ کا کیا فرمان ہے۔ تابعدار کے خاندان نے پیشہ خاکروبی کیا۔ اس لئے ہم بھائیوں کے ہاتھ کا کھانا ناجائز ہے، تو تابعدار کا سوال ہے کہ کون سی حدیث اور فقہ میں ہے کہ جس نے غلاظت صاف کی اس کے ہاتھ کا کھانا ناجائز ہے۔ اور جو غلاظت کھاتے ہیں ان کے ہاتھ کا جائز ہے۔ جس روز سے تابعدار نے یہ لفظ سنا کہ مسلمان نہیں اس روز سے تابعدار نے اسلام کی ہر ایک بات چھوڑ دیا ہے۔ لہذا تابعدار کو دوسرے مذہب میں شامل ہونے کی اجازت دی جائے۔

المستفتی نمبر ۷۶ عبدالرحیم کانسٹیبل نمبر ۱۶۱ پولیس بلڈانہ برار۔ مورخہ ۲۵ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ م ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء

یہ غالباً نو مسلم ہیں اور مسلمان ان سے حقارت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ لہذا ان کی تائید میں کوئی جواب ہو جائے تو ان کی آسانی کا باعث ہوگا۔ خواجہ حسن نظامی۔

(جواب ۲۷۳) اسلام کا حکم یہ ہے کہ جو شخص خدا و رسول پر ایمان لے آیا اور جو باتیں کہ پیغمبر خدا لائے ہیں ان کو مان لیا اور قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی کتاب تسلیم کر کے اس کے احکام کو قبول کر لیا، وہ سب مسلمانوں کا بھائی ہو گیا، خواہ کسی قوم اور کسی ذات کا ہو۔ اسلام نے چھوت چھات قائم نہیں کی بلکہ اس کو اٹھا دیا ہے۔ جو لوگ اس سے چھوت کریں یا تمہارے ہاتھ کی چیز سے پرہیز کریں یا تم کو ذلت و حقارت کی نظر سے دیکھیں وہ اسلامی احکام سے ناواقف ہیں۔ خدا اور رسول کے نافرمان اور گنہگار ہیں۔ (۱) تم ہرگز دل تنگ نہ ہو اور اسلامی کاموں کو ادا کرتے رہو اور مضبوط رہو۔ اور ان لوگوں سے کہو کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی عزت دی ہے۔ تم ہم کو حقارت سے دیکھ کر گنہگار نہ بنو۔ انما المومنون اخوة (۲) قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ سب مسلمان بھائی بھائی ہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

حدیث "قدموا قریشا" کی تخریج اور اس کا مفہوم .

(السوال) میں نے ایک رسالہ میں یہ حدیث دیکھی ہے۔ قدموا قریشا ولا تقدموها وتعلموا منها ولا تعلموها۔ الحدیث۔ اخرجہ ابن البخاری (از کنز جلد ۷ ص ۱۴۰) آیا یہ حدیث صحیح ہے یا غیر صحیح اور بصورت صحیح ہونے کے اس کا مطلب کیا ہے ؟

۱۔ "المسلم اخو المسلم لایظلمه ولا یخذله ولا یحقره الخ" (**مسلم**: ج۲ ص ۳۱۷ ط قدیمی)

۲۔ الحجرات: ۱۰

المستفتی نمبر ۱۳۱۷ مولوی محمد زکریا۔ عربک ٹیچر مسلم ہائی اسکول انبالہ۔ ۲۴ شوال ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۴) یہ حدیث کنز العمال کے ص ۱۴۰ جلد ہفتم میں موجود ہے۔(۱) ابن النجار سے نقل کی ہے اور مناوی نے کنوز الحقائق میں اس کو روایت کر کے (الشافعی) کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور **لا تعلموها** کے بجائے **لا تعالموها** ذکر کیا ہے اور جامع صغیر میں کئی حوالوں سے بالفاظ مختلفہ ذکر کیا ہے(۲) مثلاً اس میں ہے **قدموا قریشا ولا تقدموها وتعلموا من قریش ولا تعالموها. الشافعی والبیهقی فی المعرفة عن ابن شهاب بلاغا (عد) عن ابی هریرة (صح) قدموا قریشا ولا تقدموها وتعلموا من قریش ولا تعلموها ولولا ان تبطر قریش لا خبر تها بمالخیارها عند الله تعالیٰ (طبرانی) عن عبدالله بن السائب (صح) قدموا قریشا ولا تقدموها ولولا ان تبطر قریش لا خبر تها بما لها عندالله . البزاز عن علی (صح)** یعنی یہ حدیث ابن النجار اور شافعی اور بیہقی اور ابن عدی اور طبرانی اور بزاز نے روایت کی ہے۔ اور جامع صغیر میں اس کی تمام روایتوں پر صحت کی علامت کی گئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث صحیح ہے۔ اور اس کے معنی یہ ہیں کہ قریش مقدم (مقتدا) ہونے کے اہل ہیں۔ ان کو مقدم رکھو اور (ما اقاموا الدین)(۳) جب تک ان کی اہلیت قائم ہو تم ان سے مقدم ہونے کی کوشش نہ کرو۔ اور قریش (یعنی عترت نبویہ) سے دین سیکھو یا قرآن مجید کی قرائت (لان القرآن أنزل بلغة قریش)(۴) حاصل کرو اور اس بارے میں ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کی راہ اختیار نہ کرو۔ یہ فقط ایصال حق الی اهله کی تعلیم ہے اور اہلیت کا ثبوت ان کے لئے علی ماینبغی ہے نہ کہ بطور لزوم جیسے کہ لفظ ما اقاموا الدین سے ظاہر ہے کہ دین سے روگردانی پر وہ قیادت اور تقدم کے مستحق نہیں۔

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

بنو ہاشم بھی سید ہیں .

(السوال) بنو فاطمہ کے علاوہ بنو ہاشم بھی سید ہیں یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۸۲۲ محمد نذر شاہ (ضلع گجرات) ۶ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۵) بنو ہاشم کے علاوہ دوسرے ہاشمی بھی لغۃً و احتراماً سید ہیں اور حرمت صدقہ کے حکم میں شامل ہیں۔ مگر اصطلاحاً "سید" کا لفظ صرف بنو فاطمہ کے لئے خاص ہو گیا ہے۔ محمد کفایت اللہ

جن لوگوں کے لئے صدقہ لینا حرام ہے ان کو سید پکارنا ضروری نہیں .

(السوال) کیا مذہب اسلام کا یہ حکم ہے کہ جن افراد پر از روئے شرع شریف صدقہ حرام ہے اور وہ مستحق

۱۔ کنز العمال، الباب الرابع فی القبائل و ذکرهم نمبر ۳۳۸۰۸، نمبر ۳۳۸۶۳ مکتبۃ التراث الاسلامی۔
۲۔ الجامع الصغیر (حرف القاف قدموا) : ۲ / ۲۱۱ ط مصر۔
۳۔ بخاری، کتاب الاحکام، باب قول الله اطیعوا الله واطیعوا الرسل الخ : ۲ / ۱۰۵۷ ط قدیمی۔
۴۔ "فاکتبوها بلسان قریش فان القرآن انزل بلسانهم" (بخاری باب نزول القرآن بلسان قریش الخ : ۲ / ۷۳۵ ط قدیمی)

خمس ہیں۔ ان کو بغرض اظہار نسب سید اور سادات سے موسوم و مخاطب کیا جائے۔ بینوا توجروا.

المستفتی نمبر ۹۳۸ سید کمال احمد۔ دہلی۔ ۲۸ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۰ مئی ۱۹۳ء

(جواب ۲۷۶) صدقہ بنی ہاشم پر حرام ہے۔ اور بنی ہاشم میں جن پر صدقہ حرام ہے عباسی اور بنو حارث اور اولاد جعفر بن ابی طالب اور اولاد عقیل بن ابی طالب اور اولاد علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب شامل ہیں۔(۱) ان سب کے لئے لفظ ہاشمی ایسا لفظ ہے جو اظہار نسب کے ساتھ اظہار حرمت صدقہ کے لئے کافی ہے۔ سید کا لفظ اس معنی میں محاورات عرب میں مستعمل نہ تھا۔ ہندوستان میں بھی اتنے عام معنی میں متعارف نہیں ہے۔ بلکہ حضرت علی کی تمام اولاد پر بھی حاوی نہیں۔ صرف اولاد فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر عرفاً بولا جاتا ہے اس سے واضح ہو گیا کہ شریعت میں کسی ایسے حکم کا وجود نہیں کہ لفظ سید اپنے نام کے ساتھ حرمت صدقہ کے اظہار کی غرض سے لکھنا یا کہنا ضروری ہو۔ فقط **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ**

محض نسب کی بنا پر دوسرے مسلمان کو ذلیل سمجھنا .

(السوال) جو مسلمان دوسرے مسلمان کو کسی حیثیت سے ذلیل سمجھے اور مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرے وہ کیسا ہے ؟

المستفتی نمبر ۱۰۰۱ غلام محمد۔ امروہہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۷ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۷) محض نسب کی بنا پر کسی کو ذلیل سمجھنا اور ذلیل کہنا اسلامی تعلیم کی رو سے غلط اور ناجائز ہے(۲) اور اس بنا پر مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا موجب فسق ہے۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔** دہلی

سید ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا اور دوسروں کو ذلیل سمجھنا .

(السوال) کسی کا محض اس بنا پر کہ میں شیخ و سید ہوں، اپنے کو بڑا سمجھنا اور پیشہ ور اقوام مثلاً بافندہ نداف حجام وغیرہ کو ذلیل سمجھنا باعتبار نسب کے جائز ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۰۱۹ ایم۔ عمر صاحب (ضلع سارن) ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۸) سادات کے لئے اور اسی طرح صحابہ کرام اور بزرگوں کی اولاد کے لئے ایک قسم کا شرف حاصل ہے۔ لیکن وہ اسی وقت معتبر اور کار آمد ہے کہ اعمال کے لحاظ سے بھی وہ شخص اچھا ہو اور باوجود اس کے دوسروں کو ذلیل نہ سمجھے(۳) اور ان کے ساتھ شودر کی طرح معاملہ نہ کرے۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔**

۱۔ "ولا تدفع الى بنى هاشم وهم ال على وال عباس وال عقيل وال الحارث بن عبدالمطلب" (ہدایۃ: ۱/ ۲۰۶ مکتبہ شرکۃ علمیۃ)

۲۔ "یا ایها الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوباً وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند الله اتقکم" (الحجرات : ۱۳)

۳۔ "یاایها الذین آمنوا لا یسخر قوم" من قوم عسی ان یکونوا خیراً منهم" (الحجرات : ۱۱)

۱۔ ذات پات کی وجہ سے عزت اور ذلت کا فرق کرنا.
۲۔ اعلیٰ ذات والے غیر مسلم کو گھٹیا پیشہ والے مسلمان پر ترجیح دینا.

(السوال) (۱) مثل ہندوں کے شیخ سید مغل پٹھان کو اعلیٰ ذات سمجھنا اور باقی کو ذلیل سمجھتے ہوئے اپنے برابر بٹھانا ان کے ساتھ شودر جیسا سلوک کرنا کیسا ہے ؟

(۲) ہندوؤں کے اعلیٰ ذات برہمن راجپوت وغیرہ کو برابر بٹھانا، اور مسلم پیشہ ور اقوام مثل بافندہ وغیرہ کو برابر نہ بٹھانا کیسا ہے ؟

المستفتی نمبر ۱۰۱۹ ایم۔ عمر صاحب انصاری (ضلع سارن) ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۹) مسلمانوں میں اور اسلام میں ذات کے طبقات پر شرافت اور رذالت کا فرق نہیں۔ اسلام میں شرافت صلاحیت اعمال و تقویٰ پر ہے۔ (۲) اسلامی شرافت نسبی شرافت سے بالاتر ہے۔ ایک مسلمان پیشہ ور صالح متقی غیر مسلم نسبی شریف سے اکرام و اعزاز کا زیادہ مستحق ہے۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی**

غیر مسلم کا جھوٹا استعمال کرنا درست ہے بشرطیکہ اس کے منہ سے کوئی نجاست نہ لگی ہو :

(السوال) ملک حاجی عبدالعزیز نے اچھوت کا جھوٹا پانی پیا۔ (روزنامہ آفتاب ۲۵ جولائی ۱۹۳۶ء)

(۱) گذشتہ شب کمہارواڑہ میں مسٹر چندرا کی تقریر ہو چکی تو مولانا مولوی محمد عثمان صاحب نے جو جلسہ کے صدر تھے، اپنی فاضلانہ تقریر کے دوران میں اسلام کی تعلیم اور نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کو حاضرین کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے اچھوت بھائیوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایک مسلمان ان کے ساتھ بیٹھ کر ایک تھالی میں کھانا کھا سکتا ہے۔ اور ایک گلاس میں پانی پی سکتا ہے۔ مولانا کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ ملک حاجی عبدالعزیز نے کھڑے ہو کر سب اچھوت بھائیوں کے سامنے مسٹر چندرا کا جھوٹا پانی جو گلاس میں میز پر رکھا تھا، پی لیا اور ثابت کر دیا کہ مسلمانوں میں بالکل چھوت چھات نہیں ہے۔ ملک صاحب نے پانی پیا تو چاروں طرف سے احسنت و مرحبا کے نعرے بلند ہوئے۔ مولوی محمد عثمان صاحب نے تقریر کرتے ہوئے بہت سے واقعات کا ذکر کیا۔ پھر ملک صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس طرح انہوں نے آپ کے سامنے مسٹر چندرا کا پانی پیا، کیا کوئی ہندو کر سکتا ہے۔ اس پر ایک ہندو نوجوان جلسہ میں کھڑے ہو کر بولا کہ ہاں میں پی سکتا ہوں۔ چنانچہ اس نے سب کے سامنے ایک دوسرے اچھوت کا جھوٹا پانی پیا۔ مولانا نے اس پر اظہار مسرت کرتے ہوئے کہا کہ یہ اسلام کی پاک تعلیمات کا اور حضور نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی کا اثر ہے کہ آج ہندوں بھی اسلام کی تعلیمات کی طرف رجوع کر رہے ہیں اور بری رسومات کو چھوڑ رہے ہیں۔ جلسہ خیر و خوبی سے ختم ہوا۔

(۲) مسلمانوں میں کسی قسم کی چھوت چھات نہیں۔ مدیر آفتاب اچھوت بھائیوں کا مہمان

گذشتہ شب مسٹر چندرا جب تقریر ختم کر چکے اور جلسہ برخاست ہو چکا تو کمہار واڑہ کے اچھوتوں نے مسٹر چندرا کو درخواست کی کہ وہ ان کے پاس رات گذاریں اور ان کے مہمان ہوں۔ انہوں نے مدیر آفتاب سے دریافت کیا کہ ان کو بھنگیوں کے ہاں رہنے میں کچھ عذر ہو گا۔ وہ چاہتے تھے کہ مدیر آفتاب ان کے ترجمان کا فرض ادا کریں۔ اس لئے کہ مسٹر چندرا کی زبان سے ناواقف ہیں۔ مدیر آفتاب نے اچھوت بھائیوں کی دعوت کو نہایت خوشی سے قبول کر لیا۔ اور وہ مسٹر چندرا کے ساتھ شب بھر بھنگیوں کے کوارٹر میں قیام پذیر رہا۔ اچھوت بھائیوں نے اپنی حیثیت کے مطابق اپنے مہمان کی خاطر داری میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ اور صبح کا ناشتہ کرا کے ان کو رخصت کیا۔ نقیب کراچی ۲۷ جولائی ۱۹۳۶ء۔

علمائے کرام کیوں خاموش ہیں ؟

کراچی میں ایک نیچری خیال کا لامذہب ایک اردو اخبار کی پناہ لے کر علی رؤس الاشہاد سورہ ممتحنہ اور قرآن پاک کی مقدس آیات کا خاکہ اڑا رہا ہے، لیکن کسی بھی عالم دین کو یہ جرات نہیں ہوتی کہ اس دریدہ دہن کے منہ میں لگام دے۔ یوں تو معمولی معمولی ناکارہ چیزوں پر وہ فتویٰ دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ لور الیکشن تک کے معاملات بھی ان کے افتاء کی زد سے محفوظ نہیں رہتے لیکن **ظلم** کی بات ہے کہ ایک لامذہب شخص اسلام لور مسلمانوں کی ہلم کھلا تضحیک کر رہا ہے۔ اور علماء حق کو "بجومت" کے الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ مگر کسی عالم کی غیرت ایمانی کو احساس نہیں ہوتا۔ آج کہاں ہیں وہ مبلغ اسلام حافظ مولوی محمد حسن صاحب، مولانا مولوی ایوب بیگ صاحب، مولوی رحمت اللہ صاحب مولوی محمد عثمان صاحب اور حکیم علی محمد صاحب۔ ذرا ملاحظہ تو کریں کہ ملک عبدالعزیز آف پنجاب ہوٹل لور مدیر آفتاب جیسے نمائشی مسلمان مردار خوار لوگوں کے ساتھ چائے پیتے اور ان کا جھوٹا پانی پیتے ہیں لور وہ بھی بر سر عام بے علم اور سادہ لوح مسلمانوں کے سامنے۔ اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ کسی ایسے شخص کا جھوٹا کھایا جائے جو حرام اور مردار اشیاء کو جائز اور حلال سمجھ کر کھا رہا ہو، تاوقتیکہ وہ مسلمان ہو کر ان اشیاء سے تائب نہ ہو جائے۔ لیکن افسوس ہے کہ صرف غیر مسلموں پر جھوٹا اثر قائم کرنے کے لئے یہ علم دین سے بے خبر لوگ اسلام کو ذلیل کرتے پھرتے ہیں۔ کیا غیر مسلموں پر اسلام کا اثر اسی صورت سے ڈالا جا سکتا ہے کہ ان کا جھوٹا پانی پیا جائے۔ اور ان کے ساتھ کھانا کھایا جائے۔ اسلام کی سطح محبت ارفع و اعلیٰ ہے۔ اس کی مقدس تعلیم اور زرین اصولوں پر کاربند ہو کر ہر مسلمان و نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر سکتا ہے کہ غیر مسلم خود اسلام کے شیدائی بن جائیں۔ آج اس قسم کے نئے مسلمان اپنی حرکات سے اسلام کو بجائے فائدہ پہنچانے کے نقصان پہنچاتے ہیں۔ مسلمانوں کو ضرورت نہیں ہے کہ وہ کسی بے دین یا مشرک کا جھوٹا کھائیں۔ بلکہ دنیا اور دین میں باعزت لور خوشگوار زندگی بسر کرنے کے لئے بے دینوں اور مشرکوں کو اسلام کی پناہ میں آنے کی ضرورت ہے لور جیسے جیسے ان کو احساس ہوتا ہے وہ حلقہ بگوش اسلام ہوتے جاتے ہیں۔ شیخ خالد لطیف گاما اور شیخ عبداللہ گاندھی اور دوسرے ہزاروں نو مسلم اس لئے مسلمان نہیں ہوئے کہ ملک عبدالعزیز نے ان کا جھوٹا پانی پیا تھا۔ یا قاضی محمد مجتبیٰ صاحب نے ان کے سامنے بھنگیوں اور چماروں کی محفل میں بیٹھ کر چائے نوشی کی تھی ؂

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

آج کراچی کے علماء دین اور مبلغین کا فرض ہے کہ وہ اپنے عشرت کدوں سے باہر نکلیں اور میدان میں آکر اسلام کی صحیح تعلیم مسلمانوں اور غیر مسلموں کے سامنے پیش کریں اور اس غلط فہمی کو دور کریں جو ان جاہلوں کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہے۔ اسلام کی نظر میں تمام غیر مسلم خواہ وہ اچھوت ہوں یا برہمن چھتری ہوں یا ویش ایک ہیں۔ ان میں سے جو بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو وہ ان کا بھائی ہے۔

المستفتی نمبر ۱۰۸۷ محمد یوسف صاحب دہلوی۔ (کراچی) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق یکم اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۰) اسلام میں چھوت چھات نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام نے وزن کے لحاظ سے مسلمانوں یا غیر مسلموں کو کلاسز میں تقسیم نہیں کیا ہے۔ اور کوئی شخص اپنی نسل اور قومیت کے لحاظ سے اچھوت نہیں۔ ہاں اگر وہ کوئی ایسی شے استعمال کرتا ہے جو اسلام نے ناپاک یا حرام قرار دی ہے تو اس سے مسلمان اس لئے احتراز کرے گا کہ ناپاک یا حرام چیز کا اس کے ساتھ لگاؤ نہ ہو جائے۔ خواہ استعمال کرنے والا مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن اسلام نے انسان کے بدن کو (جب کہ اس پر کوئی خارجی نجاست نہ ہو) پاک قرار دیا ہے اور اس میں مسلمان اور کافر کا فرق نہیں کیا۔ اور اسی بناء پر انسان کا جھوٹا پاک ہے۔(۱) خواہ مسلمان ہو یا کافر۔ پس اگر کوئی مسلمان کسی کافر شریف یا اچھوت کا جھوٹا پانی پی لے تو بشرطیکہ اس کافر نے کوئی ناپاک چیز کھائی پی نہ تھی، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اگر کوئی مسلمان یا کافر شراب پی کر فوراً گلاس سے پانی لے تو یہ جھوٹا پانی پینا ناجائز ہے کہ اس میں شراب پینے کی وجہ سے نجاست آگئی۔(۲) پس نقیب کراچی کا مضمون بھی اعتدال سے متجاوز ہے۔

فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

۱۔ ایک برتن میں غیر مسلم بھنگی کے ساتھ کھانا کھانا .

۲۔ غیر مسلم سے مسجد میں جھاڑو دلوانا .

(السوال) (۱) ایک غیر مذہب بھنگی کے ساتھ مسلمان کو کھانا ایک پلیٹ میں کیسا ہے ؟

(۲) ایک غیر مسلم بھنگی کو بلا کر مسجد میں جھاڑو دلوانا کیسا ہے ؟

المستفتی نمبر ۱۳۳۶ شیخ عبدالغفور صاحب (دہلی) ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۶ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۸۱) (۱) اسلام کا اصول یہ ہے کہ انسان کا بدن پاک ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔(۳) اس میں بھنگی اور چمار کا بھی سوال نہیں ہے۔ سوال میں غیر مذہب بھنگی کی تصریح کی گئی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر غیر

۱۔ "الاول من الاقسام سؤر" طاهر مطهر بالاتفاق من غير كراهة فى استعماله وهوما شرب منه آدمى ليس بفمه نجاسة...... ولا فرق بين الصغير والكبير والمسلم والكافر والحائض والجنب." (نورالایضاء مع شرحه مراقی الفلاح الطبعة الاولى : ص ۱۸ ط مصطفى البابى الحلبى واولاده بمصر)

۲۔ "واذا تنجس فمه فشرب الماء من فوره تنجس۔" (حوالہ بالا)

۳. واما نجاسة بدنه فالجمهور على انه ليس بنجس البدن والذات لان الله تعالى احل طعام اهل الكتاب. (تفسير ابن كثير تحت قوله تعالى انما المشركون نجس الآية : ۳۴۶/۲ ط سهيل اكيڈمی)

مسلم بھنگی کو نہلا دھلا کر اس کا بدن اور ہاتھ پاک صاف کرا لئے جائیں تو اس کے ساتھ ایک برتن میں کھانے والا محض اس بناء پر کہ غیر مذہب کے ساتھ کھایا ہے ناپاک کھانے یا حرام کھانے کا مرتکب قرار نہ دیا جائے گا کیونکہ اس مفروضہ صورت میں اس کے ہاتھ پاک کرا لئے گئے ہیں۔ رہی یہ بات کہ اس نے غیر مذہب اور بھنگی کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کیوں کیا تو یہ بات مختلف حالات اور مختلف مصالح کے لحاظ سے بدل سکتی ہے - اگر کوئی معقول وجہ اپنے ساتھ کھلانے کی ہو تو پھر کوئی الزام و اعتراض نہیں اور اگر کوئی معقول وجہ نہ ہو تو بلاوجہ غیر مسلموں کے ساتھ کھانے پینے کے تعلقات قائم کر لینا الزام ہوگا مگر ناپاک یا حرام کھانے کا الزام نہ ہو گا۔

(۲) احاطہ مسجد میں نماز کی جگہ کے علاوہ باقی جگہ میں بھنگی سے جھاڑو دلوائی جائے تو کوئی حرج نہیں اور اگر بھنگی کے پاؤں اور بدن پاک ہونے کا یقین ہو تو نماز کی جگہ میں بھی اس سے جھاڑو دلوائی جا سکتی ہے - کیونکہ انسان کا بدن فی حد ذاتہ اسلامی اصول کے لحاظ سے پاک ہے - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

(۱) ذات پات کی تمیز مٹانے کے لئے بطور تواضع فقیر کا لفظ استعمال کرنا .

(۲) فقیر کا مفہوم گداگر متعین کر کے ایسے افراد کی تذلیل کرنا اور مستحقہ حقوق سے محروم کرنا ظلم ہے۔

(۳) فقیر کا لفظ چھوڑ کر اپنے اصلی قبیلہ کی طرف انتساب درست ہے .

(السوال) ہمارے علاقہ ہریانہ میں ائمہ مساجد، متولی خانقاہ ایک زمانہ سے پشت در پشت نسلاً بعد نسل تبلیغ اسلام کا اہم فریضہ ادا کر رہے ہیں اور اس تبلیغی جماعت کے افراد نے اپنی اصلی ذات و قبیلہ شیخ، قریش، سید، مغل، پٹھان وغیرہم سے منسوب ہونے کے بجائے محض باتباع سنت نبوی ﷺ الفقر فخری و بتقلید علماء عظام و صوفیائے کرام ہندی اقوام سے ذات پات کی تمیز مٹانے کے لئے اپنے آپ کو بطور انکساری کلمہ فقیر سے موسوم کیا اور ہر تقریر و تحریر میں منکسرانہ طریق پر فقیر ظاہر کرتے رہے۔ جیسا کہ اس کلمہ کا استعمال روشن ضمیر علمائے عظام پر بخوبی روشن ہے۔ چنانچہ اس علاقہ میں اس جمعیت (ملا امام متولی خانقاہ) کے افراد اسی کلمہ سے موسوم ہو رہے ہیں لیکن ایکٹ انتقال اراضی کے باعث پنجاب و بالخصوص علاقہ ہریانہ میں زراعت و غیر زراعت پیشہ یعنی ذات پات کی تمیز خود مسلمانوں میں ہو چکی ہے بلکہ حقوق ملکی، زرعی، ملازمتی میں اس ذات پاک کا امتیاز قائم ہو چلا ہے اور اس جمعیت کے افراد از مہد تا لحد خدمت اسلام و مسلمین کے صلہ میں سید القوم خادمہم کی بجائے محض فقیر موسوم ہونے کے باعث باوجود جملہ صفات و ضروریات زمانہ ہر شعبہ، صیغہ سوسائٹی، حکومت میں ذلیل کئے جا رہے ہیں اور چند مواضعات کے واحد بسویدار و بمثل و دیگر کاشتکاران پیداوار اراضی پر بسر اوقات کرنے کے باوجود حقوق زرعی فوجی ملازمتی سے محروم کئے جا رہے ہیں۔ اس اللہ کا نام بلند کرنے والی، اللہ کے گھروں کو آباد کرنے والی جماعت کے افراد پر فی زمانہ جملہ وسائل ترقی ہر طرح و ہر طرف سے بند کر کے ان پر دائرۂ معیشت تنگ کیا جا رہا ہے۔ لہذا علمائے عظام کی خدمت میں اس طبقہ کی موجودہ حالت پیش کر کے التماس ہے کہ براہ مہربانی سوالات ذیل کا جواب باصواب فرداً فرداً بروئے

شریعت حقہ عطا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(۱) طبقہ مسلمین میں بمثل قریش، سید، مغل، پٹھان وغیرہم قبائل، فقیر بھی کوئی ایسی قوم یا ذات ہے یا کلمہ انکسار ہے۔ جس سے سلف صالحین اور ان کی اولاد و جانشین موسوم ہوتے رہے ہیں۔

(۲) زید اور اس کی برادری بصورت مذکورۂ بالا لفظ فقیر سے موسوم ہے۔ ان کو باوجود جملہ صفات ضروریات کی ذات فقیر (جس کے معنی فی زمانہ پیشہ ور گداگر کے لئے جارہے ہیں) حقارتاً کہہ کر سوسائٹی و حکومت میں ذلیل کرنا اور ہر مستحقہ حقوق سے محروم کرنا اور کرانا بلحہ ملازمت تک سے برطرف کرانا مسلم آزادی و ظلم موجب گناہ ہے یا نہیں۔

(۳) اس تذلیل سے بچنے اور اپنے تمدنی و معاشرتی ترقی کے لئے اپنے اصلی قبیلہ (قریش، سید، مغل، پٹھان وغیرہم سے منسوب ہو کر بدستور خدمت اسلام بجالانا کیسا ہے (اور بجائے فقیر اپنی اصلی نسبی شیخ، سید، مغل وغیرہ درج کرانا کیسا ہے۔

(المستفتی نمبر ۱۵۸۱ محمد سلیمان صاحب صدیقی (ضلع حصار) ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۸ جولائی ۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۸۲) مسلمانوں میں فقیر کوئی ذات اور کوئی نسل نہیں ہے۔ فقیر ایک لقب تھا جو کوئی شخص بطور انکسار اپنے لئے یا بطور اظہار زہد دوسرے شخص کے لئے استعمال کرتا تھا اور ہر نسل والا شخص (خواہ علوی ہو یا فاطمی مغل یا افغان یا اور کوئی) اس لفظ کو استعمال کر سکتا تھا۔ پس اس کو ایک ذات قرار دے لینا صریح غلطی ہے اور اس کا مفہوم گداگر متعین کر دینا خواہ سادات، قریش یا عرب نسل سے ہوں یا مغل، پٹھان وغیرہ نسلوں سے ہوں، ایک ظلم ہے جس کا رفع کرنا ضروریات میں سے ہے۔ اور فقیروں کی اس جماعت میں سے ہر شخص کو اپنی نسل کے لحاظ سے سید یا قریشی یا مغل وغیرہ کا لقب اپنے نام سے ملحق کرنا جائز ہے۔ فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسلمانوں کو جائز پیشہ کی بناء پر ''جولاہا'' کہہ کر اس کی تذلیل کرنا.

(السوال) ایک مسلم و مومن کی شان میں کسی ایسے لفظ کا استعمال کرنا جس سے اس کی تضحیک و تذلیل ہوتی ہو شرعاً جائز ہے یا ناجائز اور ایسے معاملہ میں مسلمانوں کو کس طرح کا احتیاط لازم ہے۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو کہ ایک مسلم خاندان جس میں علماء و مشائخ صالحین و مدرسین کثرت سے موجود ہوں ان کے آبائی پیشے بافندگی کی بناء پر اس پورے قبیلے کا نام جولاہا رکھ دیا گیا ہے اور اس لفظ جولاہے کو تمام باشندگان ہندوستانی خواہ مسلم ہوں یا غیر مسلم عرف و حقیقت دونوں میں اتنا معیوب اور مذموم سمجھتے ہیں کہ مسلم خاندان تو درکنار اگر ڈوم اور چمار کو بھی لفظ جولاہے سے تعبیر کیا جائے تو چراغ پا ہو جاتا ہے اور اپنے لئے اسے نہایت تذلیل و تضحیک کا سبب سمجھتا ہے۔ اس لئے کہ کوئی دوسرا لفظ اس سے بدتر کسی خاندان کی تضحیک و تذلیل کے لئے عرف میں ہنوز نہیں ہے۔ تو اب ایسی صورت میں خاندان کے متعلق جن کے آباؤ اجداد بافندہ تھے یا اس کے اکثر افراد اب بھی اسی پیشہ کو کرتے ہیں تو اس پیشے کی بناء پر ایسے ذلت آمیز لفظ ''جولاہا'' کا استعمال کرنے والا

کسی شرعی سزا کا مستحق ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اس کے ساتھ مسلمانوں کا کیسا برتاؤ ہونا چاہئے۔ قرآن مجید، حدیث شریف و فقہ حنیف کی رو سے حکم صادر فرما کر اس شر و فتن کے زمانے میں صحیح طریق عمل بتلا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(المستفتی نمبر ۱۷۷۸ محمد نصیر الدین عفی عنہ (گیا) ۱۴ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۳۷ء)

(**جواب ۲۸۳**) جائز پیشے کی بناء پر کسی کو ذلیل سمجھنا اسلامی احکام اور اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔ مسلمانوں میں یہ مرض ہندوستان میں ہندوؤں کے اختلاط سے (کہ ان میں ذات پات کی تقسیم اور پیشوں پر شرافت اور ذلت کی بنیاد رکھی گئی ہے) پیدا ہوا ہے اور بد قسمتی سے اسی درجے پر پہنچ گیا ہے، جس درجے پر ہندوؤں میں ہے اور اس نے اسلامی وحدت کو پاش پاش کر دیا۔ چونکہ پیشوں پر شرافت اور رذالت کی بنیاد قلوب و اذہان میں راسخ ہو گئی ہے اس لئے ایسے الفاظ جو دراصل پیشوں کے ظاہر کرنے کے لئے وضع کئے گئے تھے ان کی اصل وضع میں عزت و ذلت کا مفہوم نہ تھا، جیسے لفظ جولاہا صرف بافندگی کے اظہار کے لئے وضع کیا گیا تھا۔ اس عام تخیل کی بناء پر ذلت و رذالت کے مفہوم کے حامل بن گئے اور جولاہے کا اطلاق کرنا گویا اس کو ذلیل کہہ دینے کے قائم مقام ہو گیا اس لئے یا تو اس تخیل کو رد کیا جائے یا ایسے الفاظ کے اطلاق سے احتراز کیا جائے۔ یہ احتراز کا حکم اسی اصول پر مبنی ہے کہ گو اطلاق کرنے والے کی نیت میں تذلیل و توہین نہ ہو۔ اظہار حرفہ و اظہار حقیقت ہی مقصود ہو۔ مگر یہ لفظ عام تخیل کی لحاظ سے توہین و تذلیل کا حامل ہو گیا ہے۔ جیسے حدیث شریف کے وہ الفاظ جو آنحضرت ﷺ کے حالات کے بیان میں آتے ہیں۔ یعنی **کان یرکب الحمار**(۱) **ویخصف نعلہ**(۲) اس کے ترجمہ میں حمار کا ترجمہ دراز گوش کرنا لازم ہے اور یخصف کا ترجمہ اصلاح فرما لیتے تھے کرنا لازم ہے اور اگر اطلاق کرنے والے کی نیت بھی تذلیل و توہین کی ہو تو پھر وہ **سباب المسلم فسوق**(۳) میں داخل ہو کر کم از کم فاسق تو ہو گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

سادات کن لوگوں کو کہا جاتا ہے؟

(السوال) بہت سے لوگ یہ سوال پیش کرتے ہیں کہ سید قوم کہاں سے شروع ہے اور اس لقب سے کیا مراد ہے؟ یعنی سادات کا سلسلہ کہاں سے شروع ہوا اور سید کس لئے کہلائے گئے اور یہ نسب کیا ہے اور سید کے کیا معنی ہیں اور شیعہ کیا ہے؟

(المستفتی نمبر ۱۱۷۹ عابد علی صاحب، بنگال۔ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۳۶ء)

---

۱. شمائل ترمذی، باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ص ۲۲ ط ایچ ایم سعید.
۲. مشکوۃ بحوالہ ترمذی، باب فی اخلاقہ و شمائلہ صلی اللہ علیہ وسلم: ج ۲ ص ۵۲۰ ط سعید.
۳. بخاری، کتاب الفتن، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاترجعو ابعدی کفاراً: ۱۰۴۸/۲ ط قدیمی

(جواب ۲۸۴) یہ ذاتوں کا سلسلہ جس طرح کہ عجم میں اب قائم ہو گیا ہے، اسلام کے ابتدائی زمانہ میں نہ تھا۔ اب تو شیخ، صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی اور سید سب الگ الگ ذاتیں سمجھی جانے لگیں۔ حالانکہ یہ سب قریش اور شیخ قریشی ہیں۔ ان میں سے سید وہ کہلاتے ہیں جو حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کی اولاد میں داخل ہیں۔ پس سید تمام کے تمام قریشی بھی ہیں۔ انصاری وہ لوگ ہیں جو قریشی نہیں ہیں۔ مدینہ طیبہ کے رہنے والے غیر قریشی انصاری کہلاتے تھے۔ ان کی اولاد شیوخ انصاری کہلاتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ سید اور صدیقی اور فاروقی اور عثمانی اور حضرت علی کی وہ اولاد جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہیں سب قریش میں داخل اور باہم ایک دوسرے کے ہم کفو ہیں اور پٹھان اور مغل عجمی قومیں ہیں۔ ان کا عرب کے ساتھ سلسلہ النسب نہیں ملتا۔ اسی طرح عجم اور ہندوستان کی دوسری نو مسلم اقوام شیخ کہلاتی ہیں۔ پس شیخ کا لفظ عرب کے بہت سے سلسلوں (مثلاً انصاری، صدیقی، فاروقی، عثمانی، زبیری وغیرہم) اور بہت سے عجمی نو مسلم قوموں پر بولا جاتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

محض پیشے کی بناء پر اپنے آپ کو انصاری کہنا درست نہیں

(سوال) رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں حضرت ایوب انصاری صاحب کپڑا بن کر تیار کرتے تھے اور فروخت کرتے تھے اس لئے اس زمانے کے وہ مسلمان جو کہ کپڑا بنتے ہیں اور فروخت کرتے ہیں اپنے کو انصاری قرار دیتے ہیں، جس کو کہ ہندوستان میں مومن یا نورباف یا جولاہا کہہ کر پکارا جاتا ہے، کیا ان اصحاب کے زمانے میں کوئی ایسا بھی فرقہ تھا جو روئی کو صاف کر کے یعنی دھن کر قابل سوت بناتا تھا۔ یعنی روئی کو دھنتا بھی تھا اور دھن کر سوت تیار کرتا تھا اور سوت تیار کر کے کپڑا بھی بنتا تھا۔ ایسے لوگ اس زمانے میں تھے تو ان کا کیا نام تھا اور کس فرقے اور کس جماعت سے موسوم کئے جاتے تھے۔ جیسا کہ حضرت ایوب کے فرقے کے لوگ لقب انصاری سے موسوم کئے جاتے ہیں، اور جن کا فرقہ ہندوستان میں اس زمانہ میں نداف یا دھنیا کے نام سے پکارا جاتا ہے اور فرقہ انصاری کے قدم بقدم چلنے والا ہے۔ اس لئے التماس ہے کہ اس فرقہ کے لوگ زمانہ خلافت و زمانہ اصحاب میں کس نام و حرفہ سے موسوم کئے جاتے ہیں اور اس کا پتہ کن کن کتب کے دیکھنے سے مفصلاً معلوم ہو سکتا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۹۰۹ ڈاکٹر حسن علی (ہردوئی) ۷ شعبان ۱۳۵۶ھ موافق ۱۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۸۵) حضور اکرم ﷺ کے زمانہ مبارک میں انصار ان لوگوں کا لقب تھا جنہوں نے مسلمان مہاجرین کی مدد اور نصرت کی تھی۔ یہ لوگ مدینہ منورہ کے باشندے تھے اور ان میں ہر قوم کے پیشہ والے اور ہر نسب سے منتسب شامل تھے۔ انصاری کا لقب کسی خاص پیشے یا کسی نسب کی بناء پر نہیں تھا۔ جو لوگ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی اولاد میں ہوں وہ اپنے کو انصاری کہہ سکتے ہیں۔ خواہ ان کا موجودہ پیشہ کچھ بھی ہو۔ اور جو ان کی اولاد میں نہیں، وہ محض پیشہ کی بناء پر اپنے کو انصاری نہیں کہہ سکتے۔ پیشوں کی بناء پر وہی الفاظ بولے جاتے ہیں جو ان پیشوں پر دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً دباغ حائک حجام وغیرہ۔ ہاں اس وقت ان پیشوں کو بنظر حقارت نہیں دیکھا جاتا تھا اور اس نسبت کو موجب توہین قرار نہیں دیا جاتا تھا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

(۱) ''میراسی'' بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کے وقت کسی کا زنا کرنا ثابت ہے یا نہیں ؟

(السوال) جو قوم مطرب و مغنی کی یعنی میراسی کی ہے۔ یہ قوم آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں یا کسی اور جنس حیوان، درندہ یا پرندہ۔ اب دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود میں کافر ڈالنے لگے تو اس وقت کس کس شخص نے وہاں پر فعل یعنی زنا کیا تھا؟

(المستفتی نمبر ۱۲۰۵ امیر الدین صاحب (منٹگمری) ۸ شوال ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ ستمبر ۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۸۶) (۱) میراسی بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔(۱) کسی اور کی اولاد میں سے نہیں۔

(۲) اس واقعہ کا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کے وقت کسی نے گناہ کیا تھا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

ہندوستان کی ''پارچہ باف برادری'' کا اپنے آپ کو انصاری کہنا۔

(السوال) دہلی میں پارچہ باف برادری کے چند نوجوانوں نے ایک انجمن بنام اصلاح الانصار قائم کی ہے اور وہ کہتے ہیں۔

(۱) ہم انصار ہیں اس لئے ہر موقعہ پر ہمیں اپنی ذات انصار ہی ظاہر کرنی چاہئے۔

(۲) (انجمن اصلاح الانصار کا دعویٰ ہے کہ ہندوستان کے چار کروڑ پارچہ باف انصاری کی اولاد ہیں۔

(۳) انصار مدینہ کا پیشہ پارچہ بافی تھا۔ اس لئے ہر مسلمان جس کا پیشہ پارچہ بافی ہے انصاف کہلایا جا سکتا ہے۔ دہلی جیسے مرکزی شہر میں جہاں تقریباً ہندوستان کے ہر صوبہ کے اور ہر قوم کے افراد آباد ہیں اور اسی طرح پارچہ باف برادری کے افراد بھی ہندوستان کے مختلف حصص میں آکر آباد ہو گئے ہیں۔ بعض راجپوت ہیں اور بعض جاٹ وغیرہ ہیں اور بہت سے ہندو پارچہ بافوں کی اولاد میں سے ہیں جن کے آباؤ اجداد کسی زمانہ میں مسلمان ہو گئے تھے، کیا بغیر ثبوت کے یہ لوگ اپنے تئیں انصار کہلوا سکتے ہیں۔ اور من نسب الی اخرہ اور ومن ادی علی غیر ابیه فالجنة حرام وغیرہ احادیث کا کیا مطلب ہے ؟

(المستفتی نمبر ۲۴۳۴ منشی محمد عثمان صاحب دہلی۔ ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ ۲ جنوری ۱۹۳۹ء)

(جواب ۲۸۷) یہ دعویٰ کہ ہندوستان کے تمام پارچہ باف انصار مدینہ کی اولاد اور نسل سے ہیں۔ بظاہر صحیح نہیں اور اس کا ثبوت تقریباً ناممکن ہے۔ اس لحاظ سے پارچہ باف جماعت کو انصار (یعنی انصار مدینہ کی نسل) کہنا ایک بے اصل اور بے ثبوت دعویٰ ہے اور اس معنی کے لحاظ سے مدعی کا وعید من ادعی الی غیر ابیه میں داخل ہونا اغلب ہے۔ ہاں اس جماعت میں سے اگر کوئی خاندان ایسے ہوں جو اپنے سلسلہ نسب کو محفوظ رکھتے ہوں اور ان کا جد اعلیٰ کوئی انصاری ہو، وہ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں اور اس میں کوئی استبعاد نہیں ہے کہ پارچہ بافوں کے بعض خاندان بلحاظ نسب انصار مدینہ کی نسل سے ہوں۔

---

(۱) ''انتم بنو آدم'' (ابو داؤد، باب فی التفاخر بالاحساب : ج ۲ ص ۳۵۰ ط امدادیہ)

دوسری صورت یہ ہے کہ وہ اپنی جماعت کا نام انصاریا انصاری تو رکھیں، مگر یہ دعویٰ نہ کریں کہ ہم سب کے سب انصار مدینہ کی نسل سے ہیں۔ تو اس صورت میں ان پر **ادعی غیر اب**(۱) کا گناہ تو نہ ہوگا۔ مگر اس نام سے انصاری النسل ہونے کا اشتباہ ہونے کی وجہ سے ایک مشتبہ لقب اختیار کرنے کا نامناسب عمل ضرور قرار پائے گا۔ الا یہ کہ وہ اس کی تصریح کر دیں کہ ہم نے لفظ انصاری محض ایک نام اور لقب کے طور پر اختیار کیا ہے۔ نہ اظہار نسب و نسل کے لئے تو پھر اس نام کے اختیار کرنے کا بھی کوئی شرعی الزام ان پر عائد نہ ہوگا اور جو خاندان کہ فی الحقیقت انصاری النسل ہوں وہ معروف معنی سے بھی اپنے کو انصاری کہہ سکتے ہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

نو مسلم بھنگیوں سے مسلمانوں کا کراہت کرنا.

(السوال) بنام فیروز الدین واللہ دتا خاکروب نو مسلم ملازم پلٹن نمبر ۲ ریاست جموں و کشمیر چھاؤنی سے درخواست ہذا خدمت حضور ہے۔ تاریخ ۲۷ پوہ ۱۹۹۶ء حسب دریافت فتویٰ انجمن جموں مفتی صاحب سے فیصلہ ہو چکا ہے کہ آپ لوگ مطابق اصول اسلام نماز روزہ وغیرہ کے پابند ہوں۔ مگر ہمارا پیشہ خاکروب ہے اور ہندو اور مسلمانوں ہر دونوں کی نوکری دیتے ہیں۔ ہر دونوں سے نان پختہ کھاتے ہیں۔ مگر حرام چیز سے پرہیز ہے۔ وہ ہمارے واسطے حرام ہی ہے۔ کیونکہ ہم نو مسلم خاکروب ہیں اور ہم کو مسلمان اپنے ساتھ کھانا نہیں دیتے۔ اس لئے درخواست ہذا پیش خدمت ہے۔ برائے خدا شرع کے مطابق فتویٰ دیا جائے کہ ہم خاکروب نو مسلم عام و خاص کو مسلمان کے ساتھ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۲۵۹۰ مولوی عبدالمجید صاحب (لاہور) ۹ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۸ اپریل ۱۹۴۰ء)

(جواب ۲۸۸) مسلمان خاکروب بھی مسلمانوں کے بھائی ہیں۔(۲) اور وہ پاک صاف ہو کر مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھ سکتے ہیں اور جماعت میں شریک ہو سکتے ہیں اور صفائی ستھرائی اور پاکی کے ساتھ مسلمانوں کے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہو سکتے ہیں۔ جو مسلمانوں کی خاکروبوں کو باوجود ان کی صفائی اور پاکی کے مسجد میں آنے سے روکیں یا ان کے ساتھ کھانے پینے سے روکیں وہ یا تو اسلامی تعلیم سے ناواقف ہیں یا سخت گناہ گار اور فاسق ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

قریش اور انصار کو ایک دوسرے پر فضیلت ہے یا نہیں؟

(السوال) قبیلہ قریش اور انصار کے درمیان باعتبار مسلم برادری ہونے کے، ایک کو دوسرے پر کوئی فوقیت حاصل ہے یا نہیں۔

۱۔ ابو داؤد باب "فی الرجل ینتمی الی غیر موالیہ" : ۲ / ۳۵۰ ط امدادیہ۔
۲۔ "انما المؤمنون اخوۃ" (الحجرات : ۱۰)

(المستفتی نمبر ۲۵۹۸ محمد جلال الدین صاحب (گوڑ گانوہ) ۴ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ، ۱۲ مئی ۱۹۴۰ء)

(جواب ۲۸۹) انصار اور قریش دونوں عرب کے قبائل ہیں وہ اپنے انساب کے لحاظ سے انصار اور قریش کے جداگانہ ناموں سے نامزد ہوگئے ہیں۔ پھر قریش میں بھی بہت سی شاخیں بنو امیہ، ہاشمی، مطلبی، تیمی، عدوی، صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی ہیں۔ یہ سب قریشی ہیں۔ اسی طرح انصار میں بھی بہت سی شاخیں ہوگئیں۔ مگر یہ سب عربی النسل ہیں اور ان کے باہم قبائلی خصوصیات کے علاوہ اسلامی برادری کے احکام میں تفاوت نہیں ہے۔ بعض حیثیتوں سے بعض کو بعض پر فضیلت بے شک حاصل ہے۔ مثلاً فاطمی، علویوں کو یہ فوقیت حاصل ہے کہ وہ فاطمہ زہرا کی اولاد ہیں۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دوسری بیوی سے اولاد کو حاصل نہیں۔ مگر علوی اور قریشی ہونے میں ان کے بھی شبہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

سڑک پر جھاڑو دینے والے نو مسلموں کو مسجد سے روکنا اور ان کے ساتھ کھانے کا حکم۔

(از اخبار الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۲۷ء)

قوم حلال خور جو عرصہ سے مسلمان ہوگئی ہے۔ اور یہ لوگ صرف سڑکوں پر جھاڑو دیتے ہیں اور دیگر کوئی پیشہ سنڈاس وغیرہ کا نہیں کرتے۔ ان لوگوں کو مسجدوں میں آنے سے لوگ منع کرتے ہیں اور اپنے کھانا پانی کے برتنوں کو ہاتھ لگانے سے روکتے ہیں۔

(جواب ۲۹۰) جو شخص اسلام لے آئے وہ مسلمانوں کا دینی بھائی ہو جاتا ہے، چمار ہو یا حلال خور یا اور کوئی اسلام لانے کے بعد وہ مسجدوں اور اسلامی معابد میں دوسرے مسلمانوں کی طرح داخل ہونے اور عبادت کرنے کا حق اور اختیار رکھتا ہے۔ کسی مسلمانوں کو یہ حق نہیں کہ اس کو مسجد میں آنے سے روکے۔ ہاں اسلامی احکام کی رو سے مسجد میں آنے والے کو پاک صاف ہو کر آنا ضرور ہے اور یہ حکم ان تمام لوگوں کے لئے جو مسجد میں داخل ہونا چاہیں۔ اگر یہ حلال خور جو مسلمان ہیں۔ پاک صاف ہو کر مسجد میں آتے ہیں تو کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ ان کو منع کرے۔ جو منع کرے گا وہ سخت ظالم اور فاسق ہوگا۔ اور **و من اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ**(۱) کے حکم میں داخل ہوگا۔ جب کہ ان لوگوں کے ہاتھ پاک صاف ہوں تو ان کے ساتھ کھانا پینا اور اپنے برتنوں میں ان کو کھلانا جائز ہے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

"حلال خور" کا پیشہ کرنے والوں کو اسلامی برادری سے خارج کرنا:

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۳ء)

(جواب ۲۹۱) جو لوگ مسلمان ہیں وہ اسلامی برادری میں شامل ہیں اور بفرمان خدائے قدوس **انما المؤمنون اخوۃ**(۲) بھائی بھائی ہیں۔ حلال خور کا پیشہ کرنے سے وہ اخوت اسلامیہ سے باہر نہیں ہو جاتے۔ اگر وہ صفائی جسم

---

(۱) البقرۃ: ۱۱۴

(۲) الحجرات: ۱۰

ولباس کے ساتھ مسلمانوں کے ساتھ کھانے میں شریک ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ شریعت مقدسہ اسلامیہ نے کسی پیشہ کی بناء پر کسی مسلمان کو اسلامی برادری سے خارج نہیں کیا ہے۔ واللہ اعلم۔
محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاہ۔ دہلی۔

اسلام میں ہندوانہ طبقاتی تقسیم کا کوئی اعتبار نہیں۔

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۳۴ء)

(السوال) اب سے ایک ہزار سال پہلے ہندوستان میں ہندوؤں کا راج تھا اور یہاں کے بسنے والوں کو ہندو مذہبی قانون کے بموجب مختلف طبقوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ جن میں سے بعض عزت اور مرتبہ میں اعلیٰ خیال کئے جاتے تھے۔ جیسے برہمن بعض ان سے کم تھے جیسے چھتری۔ بعض متوسط حالت میں شمار ہوتے تھے۔ جیسے ویش۔ اور بعض کو بالکل ادنیٰ خیال کیا جاتا تھا جیسے بھنگی، چمار، کوری، نٹ وغیرہ۔ اس پر چوتھی قسم والے انسانوں کے ساتھ مذکورہ بالا تین قسم والوں کا برتاؤ نہایت جابرانہ اور غیر منصفانہ تھا۔ یہ ان کو اپنے برابر بیٹھنے نہیں دیتے تھے اور اپنی کھانے پینے کی چیزوں کو انہیں چھونے نہیں دیتے تھے۔ ان کا یہ مذہبی خیال تھا کہ یہ چوتھی قسم والے انسان ہمارا کھانا پانی چھو لیں گے تو وہ نجس ہو جائے گا۔ وہ ان کو کتے سؤر سے بھی بدتر سمجھتے تھے۔ مسلمان جب اس ملک میں فاتحانہ آئے تو انہوں نے بحیثیت حکومت تو کامیابی حاصل کی۔ مگر ہندوؤں کے ان مذہبی احکام سے مفتوح ہو گئے اور مثل اعلیٰ طبقات ہنود کے ہندوستان کے پرانے باشندوں میں سے چوتھی قسم والوں سے نفرت کا برتاؤ کرنے لگے۔ عام مسلمانان ہند کا طرز عمل یہ ہے کہ اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ ان کے کھانے پانی سے پرہیز نہیں کرتے۔ لیکن چوتھی قسم کے ہندوؤں کو ہندوؤں کی طرح اپنے برابر بیٹھنے نہیں دیتے خواہ وہ ظاہر میں کتنا ہی صاف ستھرا اور خوش پوشاک ہو۔

(جواب ۲۹۲) بحیثیت غیر مسلم ہونے کے سب برابر ہیں۔ برہمن ہوں یا ویش یا شودر، ہندوؤں کی ذاتوں کی تفریق کا اسلام کے اصول سے کچھ اعتبار نہیں۔ محض ہندوانہ خیال کی بناء پر برہمنوں کی اعلیٰ اور ویش شودروں کو ادنیٰ قرار دینا اور اس قسم کا معاملہ کرنا جائز نہیں۔ باقی اسلامی اصول کی رو سے انسانی جسم جب کہ بیرونی نجاست سے آلودہ نہ ہو، پاک ہے اور اس میں مسلمان کافر جنبی حائضہ وغیرہ سب یکساں ہیں۔ (۱) غیر مسلموں میں برہمن، چھتری، ویش، شودر کا کوئی تفاوت اس حکم میں نہیں ہے۔ البتہ جو لوگ کہ نجاست میں آلودہ رہتے ہوں۔ ان کے یہاں کی گیلی چیزوں اور کھانے پینے سے پرہیز کرنے کا مضائقہ نہیں اور اس بارے میں غیر مسلم اور غیر محتاط مسلمان برابر ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

ضمیمہ نہایات الارب فی غایات النسب از احمد عثمانی۔

(السوال) اس زمانہ پر فتن میں ہر چار طرف سے آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ کہیں سے آواز آتی ہے کہ زلزلہ

---

(۱) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال لقیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا جنب فمدّیدہ الیّ فقبضت یدی عنہ وقلت انی جنب فقال سبحان اللہ ان المسلم لاینجس (شرح معانی الآثار: ۱ ۱۶ ط سعید)

سے فلاں آبادی تباہ ہو گئی۔ کہیں سے صدا بلند ہو رہی ہے کہ مشرکین و کفار کی جانب سے فلاں ظلم و تشدد ہو رہا ہے۔ واقعی یہ ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ درست و راست ہے۔ مگر اس کی طرف بالکل توجہ نہیں کہ اصل سبب ان تمام واقعات کا امور شرعیہ کو ترک کر دینا ہے۔ ہم جملہ اقوام سے اس کی استدعا نہیں کر سکتے کہ وہ کیا کریں۔ مگر اپنی قوم حضرات شیوخ سے ضرور درخواست کریں گے کہ تاوقتیکہ آپ حضرات امور شرعیہ پر عامل نہ ہوں گے۔ ان مصائب سے نجات نہ ہو گی۔ امور شرعیہ منجملہ دیگر امور کے یہ بھی ہیں کہ رذیل اقوام سے خلط ملط بالکل نہ رکھیں۔ کیونکہ ان کی رذالت کا اثر ضرور واقع ہو گا۔ تخم تاثیر، صحبت کا اثر مشہور مقولہ ہے۔ و نیز ان دیگر اقوام رذیلہ سے معاملات خرید و فروخت و امور دینیہ تحقیق مسائل وغیرہ مطلقاً تعلق نہ رکھیں کیونکہ یہ جملہ امور بھی قیامت سے ہیں کہ اخیر زمانہ میں اقوام شریفہ پستی میں ہوں گی اور اقوام رذیلہ کو ترقی ہو گی۔ آج دیکھا جاتا ہے کہ جولاہوں، تیلیوں، قصائیوں، نائیوں، دھوبیوں، بھٹیاروں، لوہاروں، درزیوں، سناروں، بساطیوں، راجپوتوں وغیرہ وغیرہ کو ترقی ہو رہی ہے۔ بلحاظ دنیا بڑے بڑے عہدوں پر قائم ہیں۔ محلات کھڑے ہیں۔ مولوی، مفتی، قاری، صوفی، شاہ صاحب، بابو، مسٹر وغیرہ کہلاتے ہیں مگر یہ خیال نہیں کرتے کہ یہ باتیں ہماری اندر کیوں آ رہی ہیں۔ بس وہی قرب قیامت کی نشانی ہے لیکن یہ جاہل لوگ خوش ہو رہے ہیں۔ جہنم کو بھول رہے ہیں۔ صاحبو! جب تک علم دین حضرات شیوخ میں رہا اور اقوام دیگر تابع رہیں کوئی آفت نہیں آئی۔ مگر جب سے قصائی، نائی، تیلی، لوہار، بساطی، کلال، جولاہہ وغیرہ مولوی مدرس، قاری، صوفی، حافظ وغیرہ ہونے لگے، مصائب کا دور دورہ بھی آنے لگا۔ کیونکہ یہ لوگ مطلقاً عقل سے کورے ہوتے ہیں اور بوجہ نادانی دل کے اندھے ہوتے ہیں۔ چنانچہ بعض احادیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ دجال پر ایمان لانے والے اکثر جولاہے ہوں گے۔ وجہ یہ ہے کہ چونکہ یہ لوگ ہر وقت اسی خیال میں رہتے ہیں کہ جیسے بھی ہو خیانت کی جاوے۔ چونکہ یہ خیانت ایک زہریلی بلا ہے، اس وجہ سے دجال پر ایمان لانے کی علت ہوئی۔ اور یہ خیانت جملہ دیگر اقوام میں موجود ہے۔ الا شاذ و نادر کالمعدوم۔ تو ثابت ہوا کہ یہ اقوام ہمراہ دجال ہوں گی۔ البتہ اگر یہ اقوام تابعداری شیوخ میں مصروف رہیں تو ان کی برکت سے اتباع دجال سے نجات ہو سکتی ہے۔ غور کی ضرورت ہے کہ اس سے پہلے دیگر اقوام بوجہ اتباع شیوخ راحت سے زندگی بسر کر رہی تھیں۔ ان میں خود بینی آتے ہی مصائب کی آمد شروع ہو گئی۔ مثلاً ہمارے سہارنپور میں مولوی حبیب احمد قصائی، مولوی منظور حسن قصائی، قاری عبدالخالق نائی، مولوی سعید جولاہا پان فروش، منشی عبدالکریم سہراب جولاہہ، مولوی مقبول احمد بساطی، مولوی نور محمد بھٹیارہ، مولوی عبدالمجید گاڑا وغیرہ افراد رذیل موجود ہیں کہ اپنی نادانی اور خبط عقل کی وجہ سے کوئی مہتمم ہونے پر ناز کر رہا ہے، کوئی مدرس یا مناظر ہونے پر فخار ہے۔ کوئی قاری ہونے پر کود رہا ہے۔ کوئی اپنی ولایت پر مغرور ہے۔ کوئی مؤلف بن کر علمائے حقانی پر اعتراض کر رہا ہے۔ ہم کو یہ سن کر کہ ہمارے بھائی حاجی عزیز احمد صاحب، ایک جاہل گھڑی ساز بازار نخاسہ محمد صادق لوہار سے مرید ہو گئے ہیں، افسوس ہوا کہ بھلا ولایت سے دیگر اقوام کا کیا تعلق؟ کیا مرید ہونے کے لئے مظاہر العلوم سہارنپور، دارالعلوم دیوبند، تھانہ بھون کے

مشائخ نہ تھے؟ ہم اپنی قوم شیوخ سے درخواست کرتے ہیں کہ دیگر اقوام سے اجتناب کلی رکھیں۔ الحمد اللہ۔ شیوخ میں علماء، فضلاء، قراء، مشائخ، محدثین، مفسرین، مناظرین وغیرہ بکثرت موجود ہیں۔ دنیاوی لحاظ سے تجار بھی موجود ہیں۔ کل معاملات اپنی قوم شیوخ سے وابستہ رکھیں۔ تاکہ ہر قسم کی ترقی قوم کو ہو۔ دیگر اقوام سے جدا رہیں۔ چونکہ ان کی حالت ایمانیہ بہت خراب ہوتی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا فرمان عقل الحائک فی الدبر روشن موجود ہے۔ اب غور کر لیجئے کہ مرزا قادیان پر ایمان کون لاتا ہے۔ بجز جولاہوں۔ تیلیوں، لوہاروں وغیرہ کے؟ شیوخ میں سے بھی کوئی سنا ہے؟ سو جبکہ ہمارے سامنے دجال اصغر پر ایمان لارہے ہیں تو ضرور دجال اکبر پر بھی یہ لوگ ایمان لاویں گے۔ اس سے قبل کچھ مضمون اخبار محقق سہارنپور مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۳۵ء میں شائع ہوچکا ہے، وہ بھی قابل ملاحظہ ہے۔ باقی آئندہ بھی ہم ایسے مضامین کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔ حاصل یہ ہے کہ دیگر اقوام سے انقطاع کلی کریں۔ اور جو امور شرعیہ ہوں ان کی پابندی کریں۔ اس میں اپنی قوم سے ہمدردی بھی ہے اور ہر قسم کی فلاح دارین ہے۔

فقط والسلام۔ خادم قوم شیوخ احمد عثمانی سہارنپور۔

(۱) شیوخ برادری کا ادنیٰ قوموں کے ساتھ تعلقات رکھنا.

(۲) گھٹیا پیشہ سے منسلک افراد کا دینی تعلیم حاصل کرنا.

(۳) ادنیٰ قوموں کا دینی و دنیاوی ترقی کرنا کیسا ہے؟

(۴) خدا کی نعمتیں کسی مخصوص قوم کے ساتھ خاص نہیں.

(۵) یہ غلط ہے کہ گھٹیا اقوام کو مراتب ولایت عطا نہیں ہوتے.

(۶) احمد عثمانی کے ضمیمہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ضمیمہ مذکورہ بالا کے متعلق علمائے دین سے چند سوالات :۔

(السوال) (۱) کیا حضرات شیوخ کا دیگر اقوام مندرجہ ضمیمہ بالا سے تعلقات رکھنا خلاف شریعت ہے؟ اگر ہے تو ابتدائے اسلام سے اب تک اس کی طرف رہنمائی نہ کرنے کی قانون اسلام میں کیا مصلحت رہی؟

(۲) دیگر اقوام مندرجہ، ضمیمہ کی علم دین حاصل کرنے کے لئے کیا قرآن شریف میں ممانعت آئی ہے؟ اگر اجازت ہے تو کیا یہ شرط ہے کہ ان کا یہ فعل موجب مصائب ہوگا؟

(۳) دیگر اقوام مندرجہ، ضمیمہ کا دینی و دنیاوی ترقی کرنا کیا شرعاً ناجائز ہے؟

(۴) کیا مراتب ولایت صرف شیوخ زہاد کے لئے ہیں؟ دیگر اقوام کے جو افراد ان کے ہم پلہ یا ان سے زیادہ خدا پرست گزر چکے یا موجود ہیں یا آئندہ ہوں گے کیا وہ مراتب ولایت کے مستحق نہیں ہیں؟

(۵) دیگر اقوام مندرجہ، ضمیمہ کے افراد عابد و زاہد کو اگر خداوند کریم مراتب ولایت عطا کرنا پسند نہیں فرماتے تو پھر اس آیت ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم کی تفسیر کیا ہوگی؟

(۶) کتاب "غایات النسب" ایڈیشن اول اور اس کے ضمیمہ کو بعض علمائے دین حق بجانب اور صحیح بتا

چکے ہیں۔ کیا احمد عثمانی صاحب کے ضمیمہ کی بھی وہی حیثیت ہے؟

(المستفتی سرپرست جمعیۃ الانصار ضلع سہارنپور ۱۳۵۴ھ)

(جواب ۲۹۳) (۱) تمام مسلمان دینی اخوت کے لحاظ سے بھائی ہیں۔ انما المؤمنون اخوۃ قرآن مجید میں موجود ہے۔ (۱) اور لافضل لعربی علی عجمی. الناس کلھم بنوآدم وادم من تراب (۲)۔ المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضا (۳)۔ احادیث صریحہ موجود ہیں۔ (۲) کسی مسلمان کو علوم دینیہ حاصل کرنے کی ممانعت نہیں۔ بلکہ ہر مومن تحصیل علم کے لئے مامور ہے۔ (۳) قطعاً جائز ہے۔ (۴) کسی قوم یا فرقہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی نعمتیں اور انعامات مخصوص نہیں۔ ان اکرمکم عنداللہ اتقکم (۴)۔ اس کے یہاں تقویٰ یعنی ایمان اور اعمال صالحہ کا اعتبار ہے۔ (۵) یہ غلط ہے کہ حق تعالیٰ کی بارگاہ سے اقوام مندرجہ ضمیمہ کو مراتب ولایت عطا نہیں ہوتے۔ (۶) یہ مضمون صراحۃ نصوص صحیحہ صریحہ کے خلاف ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

---

۱. الحجرات: ۱۰

۲. ابوداؤد، باب فی التفاخر بالاحساب: ۲/ ۳۵۰ ط امدادیہ.

۳. ترمذی، باب ماجاء فی شفقۃ المسلم علی المسلم: ج ۲ ص ۱۴ ط سعید

۴. الحجرات: ۱۳

بارھواں باب

معاصی اور توبہ

(۱) تکمیل توبہ کی شرط .
(۲) بوجہ مجبوری توبہ کرنا .

(سوال) (۱) زید نے ڈاکے اور چوریاں کیں۔ جن لوگوں کا مال کھایا اب تک وہ لوگ یا ان کی اولاد زندہ ہے۔ اس نے ان لوگوں سے مال مسروقہ خوردہ بخشوایا نہیں ہے - ایسی ہی سوکھی توبہ کی ہے - کیا ایسی توبہ شرعاً مقبول ہے۔ (۲) ڈاکہ زن کا زور جب ڈاکہ اور چوری پر نہ ہو سکے بوجہ مجبوری توبہ کرے اور پھر پیری مریدی کرے تو ایسا آدمی قابل بیعت ہے یا نہیں ؟

(المستفتی نمبر ۴۱۴ فقیر محمد خان (ضلع ہزارہ) ۲۹ جمادی الثانیہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۹ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(جواب ۲۹٤) (۱) جن لوگوں کا مال ڈاکہ اور چوری سے لیا ہے ان کا مال واپس کرنا یا ان سے معاف کرانا تکمیل توبہ کے لئے ضروری ہے(۱)۔ (۲) توبہ تو ہر وقت لازم ہے اگر طاقت کے وقت توفیق نہیں ہوتی تو جس وقت ممکن ہو اسی وقت کر لے۔

حقوق اللہ سے توبہ کے بعد ان کی قضا یا وصیت کرنا ضروری ہے۔

(سوال) یہ مسئلہ مشہورہ متفقہ ہے کہ حقوق اللہ اگر کسی سے تلف ہو جاتے ہیں۔ وہ اگر توبہ خالص کرے تو بفضل اللہ تعالیٰ توبہ مقبول و منظور ہو جاتی ہے اور اس کے گناہ صغیرہ ہوں مثلاً بوسہ یا ناجائز یا کبیرہ ہوں مثلاً زنا و تفویت نماز و تلف زکوٰۃ، معاف ہو جاتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ توبوا الی اللہ توبۃ نصوحاً عسٰی ربکم ان یکفر عنکم سیئاتکم الآیہ (سورہ تحریم) پھر توبہ کے بعد اگر وہ سلامت و زندہ رہا۔ اس پر نماز و مافات کا مثلاً قضا کرنا واجب ہے یا نہیں۔ اسی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی وغیر ذلک۔ اگر واجب ہے تو عفو کیا چیز ہوتی ہے۔ اگر واجب نہیں تو خیر الحمد للہ اور اگر زندہ نہ رہے تو کیا اس پر وصیت اسقاط صلوٰۃ کی واجب ہے یا نہیں۔ اگر وصیت نہ کی تو ماخوذ ہو گا یا نہیں ؟

(المستفتی نمبر ۱۳۳۵ مولوی عبداللہ صاحب (ضلع ملتان) ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۶ فروری ۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۹۵) توبہ سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، خواہ حقوق اللہ ہوں یا حق العباد(۲)۔ مگر توبہ کے معنی یہ

۱۔ اس کی اصل بخاری کی یہ روایت ہے - "من کانت لہ مظلمۃ لاخیہ من عرضہ او شیء فلیتحللہ منہ الیوم قبل ان لایکون دینار ولا درھم ان کان لہ عمل صالح اخذ منہ بقدر مظلمتہ وان لم تکن لہ حسنات اخذ من سیئات صاحبہ فحمل علیہ۔ (بخاری، ابواب المظالم والقصاص، باب من کانت لہ مظلمۃ عند الرجل الخ: ۱ / ۳۳۱ ط قدیمی)

۲۔ "لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً" (الزمر : ۳۹)

ہیں جو بیضاوی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہیں۔ **وسئل علی رضی اللہ عنہ من التوبة فقال يجمعها ستة اشياء علی الماضی عن الذنوب الندامة وللفرائض الاعادة ورد المظالم واستحلال الخصوم وان تعزم علی ان لا تعود وان تربی نفسك فی طاعة الله كما ربيتها فی معصية انتهی۔**(۱) یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے توبہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ توبہ میں چھ باتیں ہونی چاہئیں۔ (۱) گزشتہ گناہ پر ندامت۔ (۲) فرائض کی ادائیگی۔ (۳) حقوق ادا کرنا۔ (۴) صاحب حق سے معافی طلب کرنا۔ (۵) اور آئندہ اجتناب کا پختہ ارادہ کر لینا۔ (۶) اور اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے لئے تربیت کرنا۔ تو ظاہر ہے کہ ایسی توبہ سے حقوق اللہ اور حقوق العباد سب معاف ہو جائیں گے اور یہ سوال پیدا نہیں ہو گا کہ فرائض فائتہ کو ادا کرنا ذمے پر باقی رہے گا یا نہیں۔ رہا یہ شبہ کہ اگر فرائض کی ادائیگی لازم رہی تو معافی بے معنی ہو گی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس صورت میں معافی اس کوتاہی اور معصیت کی ہو گی جو فرائض کو اپنے معینہ وقت کے اندر ادا نہ کرنے کے ضمن میں مستحق ہوتی تھی(۲)۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ حقوق اللہ میں فرائض فائتہ کی ادائیگی کو موقعہ اور قدرت علی الادا کے ساتھ مقید کر دیا جائے۔ یعنی اگر باوجود قدرت کے فرائض فائتہ کو ادا نہ کرے تو کہا جائے کہ توبہ ہی کامل نہیں ہوئی اور اگر توبہ کے بعد ادائے فرائض کا موقعہ ہی نہ ملے تو توبہ کو کامل و مقبول قرار دے دیا جائے اور اس سے مواخذہ نہ ہو۔ قدرت علی الادا میں قدرت علی الوصیت بھی شامل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافر کہنا۔

(سوال) اگر کوئی مسلمان کسی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو تو اسے کافر کہنا درست ہے یا نہیں۔ اور عدم جواز کی صورت میں کافر کہنے والے پر شرعاً کیا حکم صادر ہو گا۔

(المستفتی نمبر ۱۵۲۲ خواجہ عبدالمجید صاحب (بنگال) ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۲ جون ۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۹۶) گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے کفر لازم نہیں آتا۔ محض گناہ کبیرہ کے ارتکاب پر کسی کو کافر کہنا سخت گناہ ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

۱۔ آیت "یاایھا الذین امنوا توبوا الی اللہ توبة نصوحاً" (التحریم : ۸) کے ذیل میں تفسیر بیضاوی ملاحظہ کریں۔ نیز تفسیر کشاف میں بھی اسی مقام پر مذکور روایت موجود ہے۔

۲۔ وقال عیاض : " اجمع اهل السنة والجماعة ان الكبائر لايكفرها الا التوبة، ولا قائل بسقوط الدين ولوحقاً لله تعالیٰ كدين صلاة وزكاة، نعم اثم المطل وتاخير الصلاة ونحوها يسقط." (در مختار باب الهدیٰ : ۲ / ۶۲۲ ط سعید)

۳۔ "ان العبد المؤمن لايكون كافراً بالفسق والمعصية" (شرح فقه الاكبر، فصل المؤمن لايكفر بالفسق : ص ۵۷ ط قطر)

بار بار گناہ کرنا اور بار بار توبہ کرنا۔

(سوال) بار بار گناہ کرنا اور بار بار توبہ کرنا کیسا ہے؟

(المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جلال الدین صاحب (ضلع حصار پنجاب) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۱۳ جولائی ۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۹۷) توبہ کر کے پھر گناہ کرنا۔ پھر توبہ پھر گناہ کرنا۔ غرضیکہ بار بار ایسا کرنا بہت برا ہے۔ مگر پھر بھی توبہ کرنا لازم ہے مایوسی کہ اب توبہ قبول نہ ہو گی نہیں ہونی چاہئے۔　　**محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔**

معصیت کے ارادے سے گناہ عائد ہوتا ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک شخص گھر سے زنا کی نیت سے نکلا اور وہ کسی وجہ سے واپس لوٹ آیا۔ آیا اس پر گناہ عائد ہوا یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۲۲۷۹ اے۔ سی۔ منصوری (بمبئی) ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۲ جون ۱۹۳۸ء)

(جواب ۲۹۸) زنا کا گناہ تو نہیں ہوا۔ یہ ارادہ برا تھا اور جب پورا نہیں ہوا تو گناہ نہیں لکھا گیا۔ توبہ کرے تو اس ارادۂ بد کا مواخذہ بھی نہیں ہو گا۔　　**محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔**

سچی توبہ کرنے سے گناہ معاف ہو جاتا ہے۔

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۲۷ء)

(سوال) جس گناہ کی وجہ سے توبہ کیا جاتا ہے، بعد توبہ کر لینے کے وہ گناہ کیا جاتا ہے؟ توبہ کے بعد اگر گناہ پورا یا کم باقی رہ جاتا ہے تو پھر توبہ سے کیا حاصل؟ اور اس توبہ کا کیا مقصد ہوا؟

(جواب ۲۹۹) جس گناہ سے سچی توبہ کر لی جائے وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے(۱)۔ یعنی پھر اس کا مواخذہ نہیں ہو گا۔ کامل اور سچی توبہ کے بعد گناہ بالکل باقی نہیں رہتا(۲)۔ کامل توبہ کے ارکان یہ ہیں۔ (۱) ادائے حق، یعنی کسی کا مال چرایا تھا یا روزہ چھوڑ دیا تھا تو پہلے اس شخص کا مال اسے دے دیا جائے یا روزہ قضا کر لیا جائے۔ اگر حق قابل ادا نہ ہو تو صاحب حق سے معاف کرا لیا جائے۔ (۲) گذشتہ ارتکاب گناہ پر ندامت اور استغفار۔ (۳) آئندہ کے لئے پختہ ارادہ کہ اب یہ کام نہ کروں گا۔(۳)　　**محمد کفایت اللہ غفر لہ۔ مدرسہ امینیہ دہلی۔**

۱۔ "فان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب اللہ علیه" (بخاری، کتاب المغازی، حدیث الافک ۲/۵۹۶ ط قدیمی)

۲۔ "التائب من الذنب کمن لاذنب له" (ابن ماجه، باب ذکر التوبة ص ۳۱۳ ط قدیمی)

۳۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "کشاف" اور "بیضاوی" میں سورۂ تحریم کی آیت ۸ کے ذیل میں مذکور ہے۔

کیا فطری طور پر اندھا، بہرا، گونگا شخص گناہ گار ہو سکتا ہے؟

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۶ جون ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک آدمی جو آنکھوں سے اندھا، کانوں سے بہرا اور زبان سے گونگا ہے۔ یعنی یہ ہر سہ حس قدرت نے اس کو عطا ہی نہیں کیا، تو کیا وہ گناہ گار ہو سکتا ہے؟ مذکورہ آدمی جوانی کی حالت میں گھاس کاٹ کر لاتا اور بھیک مانگتا رہا مگر بوساطت دوسرے اشخاص کے۔

(جواب ۳۰۰) جو شخص فطری اندھا، گونگا، بہرا ہے اس پر ان اعضاء کے متعلق جو اعمال و افعال ہیں، ان کے بجا نہ لانے کا کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔(۱) محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

غلطی سے آگاہ ہو کر گمراہی سے توبہ کر لینا۔

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۷ء)

(سوال) چند مسلمانوں نے ایک بے شرع گمراہ فقیر کے پھندے میں پھنس کر اس کا عقیدہ اختیار کیا۔ اس کے مرید ہوئے- نماز روزہ چھوڑ دیا اور وقتاً فوقتاً کلمات نامشروع بھی زبان سے نکالتے تھے- اب وہ لوگ اپنی غلطی سے آگاہ ہو کر فقیر کی صحبت کو ترک کر دیا اور اپنی بدعت سے باز آئے اور بہت سے مسلمانوں کے مجمع میں ایک عالم کے سامنے یہ اظہار کیا کہ ہم لوگوں نے جس عقیدہ کو اختیار کیا تھا اس سے باز آئے اور توبہ کیا۔ اب کبھی ہم فقیر کے پاس نہیں جائیں گے۔ ان لوگوں کا توبہ صحیح ہو گیا یا نہیں؟

(جواب ۳۰۱) جب ان لوگوں نے علی الاعلان توبہ کر لی اور نماز پڑھنی شروع کر دی تو مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ ان کے ساتھ اسلامی برتاؤ اور محبت و سلوک کا معاملہ کر کے ان کے قلوب کو اپنی طرف مائل اور جہالت سے بالکلیہ علیحدہ کر دیں۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

عالم کا توبہ کے الفاظ تلقین کرنے کی اجرت طلب کرنا.

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۲۸ء)

(سوال) چند لوگوں نے توبہ کرنے کے لئے ایک مولوی صاحب کو دعوت دی۔ مولوی صاحب نے ان سے روپیہ کا مطالبہ کیا۔ داعی نے روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ مولوی صاحب وقت مقررہ پر کشتی سے وہاں پہنچا اور بولا کہ روپیہ ادا کرو ورنہ کشتی میں سے نہیں نکلوں گا۔ بہت کہنے پر اٹھا اور بولا۔ روپیہ نہ دینے پر توبہ نہیں کراؤں گا۔ داعی نے مجبوراً حسب وعدہ دس روپے دے دیئے۔ حاضرین تائبین میں سے ایک شخص بولا کہ ایسے مولوی صاحب کے ہاتھ پر توبہ نہیں کروں گا اور کل دوسرا مولوی صاحب کو بلا کر توبہ کر لوں گا۔ اس پر مولوی صاحب نے خفا ہو کر برا بھلا کہا۔ اس شخص نے بھی اس کا جواب دیا اور یہ بھی کہا کہ تم عالم نہیں،

۔ ”لایکلف الله نفسا الا وسعها“ (البقرة: ۲۸۶)

مولوی نہیں۔ ان باتوں کی وجہ سے مولوی صاحب نے ان لوگوں پر کفر کا فتویٰ دیا ہے اور کہا ہے کہ انہوں کی بیویاں مطلقہ بطلاق بائن ہو گئیں۔ کسی مسلمان کو ان کے ساتھ ملنا جلنا جائز نہیں اور اسی حالت میں ان کے جو اولاد ہوں گے۔ وہ حرام زادے ہوں گے۔ واضح رہے کہ متعدد شاہدوں کی شہادت سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب مذکور کے اخلاق و اعمال بہت خراب ہیں۔ تاش، پانسہ وغیرہ کھیلتے ہیں۔ بعض کی زمین غصب کیا ہے اور جعلی مقدمہ کر کے کئی مدیون سے دوبارہ روپیہ وصول کیا اور بھی اسی قسم کے کئی کبائر کے مرتکب ہیں۔

(جواب ۳۰۲) معلوم نہیں کہ یہ توبہ کرانے کے لئے مولوی صاحب کو بلانا اور ان کا روپیہ لے کر توبہ کرانا اس کا کیا مطلب ہے اور یہ کیسی رسم ہے۔ ہمارے اطراف میں تو یہ رسم نہیں ہے۔ ہمیں اس کی حقیقت معلوم بھی نہیں توبہ کرنے والے خود خدا تعالیٰ کی جناب میں توبہ کر سکتے ہیں۔ کسی مولوی کو بلانے کی ضرورت ہی نہیں۔ اگر کسی عالم کو توبہ کے الفاظ تلقین کرنے کے لئے بلایا جائے تو اس کو اجرت طلب کرنا نہیں چاہئے۔ ہاں اگر مقام دور ہو تو سواری کا کرایہ لے سکتا ہے۔

اگر شخص مخالف نے مولوی صاحب کے متعلق صرف یہی لفظ کہے ہیں کہ "تم عالم نہیں، مولوی نہیں۔" تو اس پر کفر کا حکم درست نہیں۔ نہ ان لوگوں سے مقاطعہ کرنا درست جو اس کے ساتھ ہوں کیونکہ اس میں عالم کی بحیثیت عالم ہونے کی توہین نہیں ہے، بلکہ عالم ہونے سے انکار ہے۔

اور اگر مولوی صاحب کے یہ افعال جو سوال میں مذکور ہیں صحیح ہیں تو وہ بوجہ ارتکاب کبائر اور فسق کے کسی تعظیم کے مستحق نہیں ہیں۔(۱) **محمد کفایت اللہ غفر لہ**

کتنی عمر تک بچے معصوم ہوتے ہیں؟

(ازاخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۲۹ء)

(سوال) باری تعالیٰ کے نزدیک کس عمر کے بچے معصوم قرار دیئے جائیں گے اور معصوم کا کیا درجہ ہے؟

(جواب ۳۰۳) بچہ جب تک نابالغ ہے اس وقت تک معصوم ہے(۲)۔ یعنی اس سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔ اس کی شفاعت قبول ہوگی اور حق تعالیٰ کی نظر رحمت اس کی طرف زیادہ ہوگی۔ **محمد کفایت اللہ غفر لہ۔**

توبہ سے حرام مال حلال نہیں ہوتا۔

(ازاخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) زانیہ اگر تائب ہو جائے تو اس کا کسب کردہ مال حلال ہو جاتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۰٤) توبہ سے مال حلال نہیں ہوتا۔ زنا کا گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ **محمد کفایت اللہ غفر لہ۔**

۱۔ "واما الفاسق .... وقدوجب علیهم اهانته شرعاً" (ردالمحتار : ۱/۵٦۰ ط سعید)
۲۔ "رفع القلم عن ثلثة .... عن الصغیر حتی یکبر الخ" (ابن ماجہ، ابواب الطلاق، باب طلاق المعتوہ: ص ۱۴۷ ط قدیمی)

نابالغی کی حالت میں سرزد گناہوں پر مواخذہ نہیں۔

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) میرے بزرگ میرے رہبر جناب مفتی صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ دست بستہ گزارش بندۂ حقیر کی یہ ہے کہ میں جب کہ قرآن شریف پڑھنے کے لئے مسجد میں جایا کرتا تھا اور رات کے وقت گھر میں مطالعہ کیا کرتا تھا۔ ایک روز جب کہ میری طبیعت پڑھنے کی طرف بالکل رجوع نہ تھی مگر والدہ اور ہمشیرہ محترمہ کی تنبیہ اور زبردستیوں کے باعث مجھ کو قرآن شریف لے کر بیٹھنا پڑا مگر میں بدنصیبی اور غصے کے غلبے مین اندھا ہو کر قرآن شریف کی بے حرمتی کر بیٹھا (یعنی قرآن شریف کے اوپر اپنا پیر رکھ دیا) اور اس گناہ عظیم کے تقریباً دو ڈھائی سال بعد نادانی کے جوش میں آکر اپنا پیشاب نکال کر خود ہی پی گیا۔ میرے بزرگ یہ دونوں غلطیاں میری نابالغی کے زمانے میں سرزد ہوئی تھی۔ میرا گمان غالب یہ ہے کہ پہلی غلطی پر میری عمر تقریباً نو سال اور دوسری غلطی کے وقت بارہ سال تھی۔ میں بوجہ شرم کے خود حاضر نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ گناہ عظیم ایسا سرزد ہوا ہے کہ شاید دنیا میں کسی نے بھی نہ کیا ہوگا۔ آپ اس کا جواب اخبار الجمعیۃ میں شائع فرمادیں۔ جو کچھ کفارہ یا ہدایات ہوں وہ بھی تحریر فرمادیں۔

دہلی کا ایک گناہ گار مسلمان لڑکا۔

(جواب ۳۰۵) عزیز من **سلمکم اللہ تعالیٰ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ**۔ اگر تمہارا یہ خط بے نام ونشان نہ ہوتا تو میں اس کا جواب خود تمہارے پاس آکر تم کو زبانی بتاتا اور تمہاری تسلی کر دیتا۔ تمہارے اس خط کا میرے دل پر گہرا اثر ہوا ہے کیونکہ اٹھارہ سال کی عمر میں اپنی نادانی کے زمانے کی غلطیوں کا اتنا زبردست احساس و تاثر تمہاری فطری سعادت اور ایمانی قوت کی دلیل ہے - میں نے تمہارے لئے بہت مخلصانہ دعائیں کی ہیں کہ رب العزت جل شانہ، تم کو اس ایمانی جذبہ میں مزید در مزید ترقی عطا فرمائے۔ آمین!

عزیزم جو غلطیاں کہ تم سے ہوئی تھیں وہ غلطیاں ضرور تھیں مگر اول تو نابالغی اور نادانی کے زمانے کی غلطیاں حضرت حق جل شانہ کے یہاں قابل مواخذہ نہیں کیونکہ صریح حدیث شریف میں ہے **رفع القلم عن ثلثة عن المعتوہ حتیٰ یفیق والنائم حتیٰ یستیقظ والصبی حتیٰ یحتلم او کما قال**۔(۱) یعنی بچہ جب تک بالغ نہ ہو جائے اس وقت تک قابل مواخذہ نہیں۔ دوسرے یہ کہ تمہاری یہ ندامت اور شرمندگی جس کا ثبوت تمہارے اس خط کے ایک ایک حرف سے ہوتا ہے اس سے بہت بڑی غلطیوں کی معافی کے لئے بھی کافی ہے- **فان العبد اذا اعترف وتاب تاب اللہ علیہ**۔(۲) یعنی جب کوئی بندہ اپنے مولیٰ کے سامنے اپنے گناہ کا اعتراف کرے، توبہ کرلے تو مولائے کریم اسے معاف ہی فرمادیتا ہے۔ اس لئے اب ان غلطیوں کی بناء پر تمہیں تشویش نہیں ہونی چاہئے اور اس کا کوئی کفارہ تمہارے ذمہ واجب نہیں۔ بس آئندہ زندگی میں اطاعت خدا اور رسول اور اتباع سنت پر قائم رہنا ہی اس قسم کی تمام گزشتہ غلطیوں کے لئے کفارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو بایں جذبہ ایمانی اپنی

---

۱. ابن ماجہ، ابواب الطلاق، باب طلاق المعتوہ والصغیرہ والنائم: ص ۱۴۷ ط قدیمی.

۲. بخاری، کتاب المغازی، حدیث الافک: ۲/ ۵۹۶ ط قدیمی.

توفیق خاص سے نوازے اور تمہارا حافظ و ناصر ہو۔ والسلام علیکم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

توبہ کے بعد دوبارہ گناہ کا ارتکاب کرنا۔

(الجمعیۃ مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) جو شخص کسی بد عقیدہ کے قول یا فعل سے ایک مجمع عام میں برا جان کر توبہ گار ہو اور پھر اسی قول یا فعل کی اتباع کرے اس کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟

(جواب ۳۰۶) توبہ کے بعد پھر اسی برائی کا ارتکاب کرنا بہت زیادہ برا ہے اور اس کا مواخذہ زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

انشاء اللہ کے ساتھ کیا گیا وعدہ پورا نہ ہونے پر جھوٹ کا گناہ ہو گا یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲ مئی ۱۹۲۷ء)

(سوال) کوئی شادی کی تقریب یا مکان کی تعمیر یا کسی کا قرضہ ہو اس کا بغیر کسی ظاہر اسامان ہونے کے صرف خدا کے بھروسے پھر انشاء اللہ کے ساتھ وعدہ کر لے کہ فلاں مہینے یا فلاں تاریخ کو یہ کام کر دوں گا اور اللہ کے دربار سے کافی امید ہو اور پھر وہ کام مقررہ وقت پر نہ ہو تو جھوٹ ہوا یا نہیں؟

(جواب ۳۰۷) اس صورت میں جھوٹ کا گناہ نہ ہو گا۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ

عابد اور تائب میں افضل کون ہے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) عابد اور تائب میں کس کا مرتبہ زیادہ ہے؟

(جواب ۳۰۸) عابد کا مرتبہ زیادہ ہے۔ اگرچہ عاصی تائب جب کہ اس کی توبہ قبول ہو جائے خدا کے نزدیک محل عتاب نہیں رہتا لیکن وہ فضیلت جو عابد نے اوقات عبادت میں عبادت کر کے حاصل کی ہے وہ قاعدہ کی رو سے تائب کو حاصل نہیں۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ

تیرھواں باب
مختلف فرقے

فصل اول : فرقہ شیعہ

شیعوں کا ذبیحہ ، ان سے رشتہ داری اور دیگر تعلقات استوار کرنے کا حکم .

(سوال) شیعوں کے ہاتھ کا ذبیحہ اور ان کے ساتھ کھانا اور رشتہ کرنا درست ہے یا نہیں۔ نیز سلام علیک کرنا اور جواب سلام دینا کیسا ہے ؟

(جواب ۳۰۹) رافضیوں کا وہ فرقہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو (عیاذ باللہ) خدا یا اور کچھ اسی طرح جو شرعاً کفر ہو، مانتا ہو ، ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا درست نہیں (۱)۔ اور جو لوگ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلفائے ثلثہ پر صرف افضل مانتے ہوں، ان کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے (۲)۔ اور ان لوگوں کی لڑکیوں سے نکاح کر لینا بھی جائز ہے۔ مگر انہیں اپنی لڑکیاں نہیں دینا چاہئے۔ بلا ضرورت ان سے سلام کرنا یا خلا ملا رکھنا بھی اچھا نہیں (۳)۔

شیعہ اسماعیلیہ کا سنیوں کے ساتھ ان کی مسجد میں عبادت بجالانے کا حکم .

(سوال) ایک ہندو ریاست میں ایک شکستہ شاہی جامع مسجد سرکار کے عطیہ اور سنی و شیعہ کے متفقہ چندہ سے انجمن اسلام کی نگرانی میں جس کا صدر ایک شیعہ اسماعیلیہ اور منصرمہ کمیٹی کے اراکین دونوں فریق سے منتخب ہوئے تھے تخمیناً ڈیڑھ لاکھ روپے کے خرچ سے تعمیر ہوئی۔ اس مسجد میں ایک مدت تک فرقہ شیعہ اسماعیلیہ کی ایک شاخ سلیمانیہ کے اراکین جب کبھی نماز کے وقت موجود ہوئے تو حنفی پیش امام کی کامل اقتداء میں نماز باجماعت ادا کر لیا کرتے تھے، کیونکہ یہ گروہ اس مسئلے میں دوسرے شیعوں مثلاً داؤدی اور اثناء عشری وغیرہ (جو کبھی سنیوں کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھتے) سے مختلف ہے- علاوہ اس کے یہ گروہ سب شیخین نہیں کرتے- ہاں عقائد میں تفضیلیہ ہیں۔ تھوڑے عرصے سے سنیوں نے اس بناء پر کہ شیعوں کا داخلہ اس مسجد میں قطعاً ممنوع ہے فرقہ سلیمانیہ مذکورۂ بالا کو مسجد میں داخل ہونے، نماز پڑھنے، قرآن مجید اور وعظ سننے سے روکا اور حال میں اس فرقہ کے لوگوں کو جب کہ وہ ایک سنی عالم کا وعظ سننے مسجد میں آئے زدو کوب کیا۔ لہذا کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرح متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ :

(۱) شیعہ اسماعیلیہ مذکورہ بالا مسجد میں نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں ؟ اور سنیوں کی نماز میں ان کی شرکت باجماعت سے کسی قسم کا خلل تو نہیں آتا ؟

---

۱. "فلا تو کل ذبیحۃ اہل الشرك والمرتد" (الفتاویٰ الھندیہ ، کتاب الذبائح الباب الاول: ۵ /۲۸۵ ط ماجدید)

۲. "وان كان يفضل علياً كرم الله تعالىٰ وجهه على ابى بكر رضى الله عنه لا يكون كافراً الا انه مبتدع" (الھندیة، باب المرتد : ۲/۲٦٤ ط ماجدیه)

۳. "ولا تركنوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار." (هود : ۱۱۳)

(۲) شیعہ اس مسجد میں قرآن مجید اور وعظ سننے آسکتے ہیں یا نہیں ؟ اور ان میں سے اگر کوئی شخص اس میں علیحدہ اپنے طریق پر نماز ادا کرے تو اس کی اجازت ہے یا نہیں ؟

(۳) جو لوگ مسجد میں اہل قبلہ کو زدو کوب کریں ان کے لئے کیا حکم ہے ؟ دراں حالیکہ وہ اہل قبلہ نماز پڑھنے یا وعظ سننے یا کلام مجید کی تلاوت کے لئے حاضر ہوں۔ بینوا توجروا۔

(المستفتی سید نواب علی۔ پروفیسر بڑودہ کالج)

(جواب ۳۱۰) اگر سوال کے امور مذکورہ صحیح ہیں یعنی شیعہ اسماعیلیہ اعتقاداً صرف تفضیلیہ ہیں اور اہل سنت کے پیچھے نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہیں اور یہ کہ پہلے وہ اس مسجد میں نماز پڑھتے رہے ہیں، تو اب بھی وہ مسجد میں نماز اور استماع وعظ کے لئے آسکتے ہیں۔ مسجد میں زدو کوب کرنا سخت مذموم ہے اور جس فریق نے اس کی ابتداء کی ہے وہی ذمہ دار ہے۔

(جواب دیگر ۳۱۱) شیعہ تفضیلیہ جو تبرا نہیں کرتے سنیوں کی مسجد میں سنی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے آئیں تو آسکتے ہیں، مگر اپنے مذہب کے ایسے کام جو سنیوں کے مذہب میں ناجائز ہوں یا موجب فتنہ ہوں نہیں کر سکتے۔ اسی طرح قرآن خوانی اور وعظ میں بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

اہلسنت کی مسجد میں سنی امام کے پیچھے شیعہ کا نماز پڑھنا۔

(سوال) سنی حنفی مذہب کی جامع مسجد جو سرکاری نگرانی میں ہے اس میں حنفی المذہب پیش امام کے پیچھے شیعہ نماز پڑھنے کے مستحق ہیں یا نہیں ؟ مذکورہ بالا مسجد میں اگر قرآن مجید کی تلاوت ہوتی ہو اس وقت قرآن مجید سننے کے لئے شیعہ بیٹھ سکتے ہیں یا نہیں۔ مذکورہ بالا مسجد میں شیعہ وعظ سننے جا سکتے ہیں یا نہیں ؟

(المستفتی احمد حسین قاضی شہر نواب باڑہ، بڑودہ)

(جواب ۳۱٤) سنی فرقہ کی مسجد یا جامع مسجد میں سنی حنفی امام کے پیچھے شیعوں کے ان فرقوں کے افراد جو حد کفر تک نہیں پہنچتے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مگر وہ ایسے اعمال نہیں کر سکتے جو سنی مذہب میں ناجائز یا موجب فتنہ ہوں۔ تلاوت کے وقت بشروط متذکرہ بیٹھ سکتے ہیں اور بشروط متقدمہ وعظ سننے جا سکتے ہیں۔ مگر ان امور کے استحقاق کے دعوے کا فیصلہ دستور قدیم پر ہوگا۔ مسلمانوں کی مسجد میں سرکاری نگرانی کا کیا مطلب ؟ اگر نگرانی سے مراد صرف حفظ امن ہے تو خیر ! اور اگر مسجد کے انتظامات میں مداخلت مراد ہے تو ناجائز ہے۔ غیر مسلم مسجد کے انتظامات میں مداخلت نہیں کر سکتا۔ فقط

(جواب دیگر ۳۱۳) ایسے لوگوں کا مسجد میں آنا اور سنی امام کے پیچھے نماز ادا کر لینا جائز ہے۔ لیکن بصورت نزاع استحقاق کا فیصلہ دستور قدیم کے موافق ہوگا۔ اگر وہ پہلے سے آتے رہے ہیں اور نماز ادا کرتے رہے ہیں تو آنے اور نماز پڑھنے کا ان کا حق ہے اور اگر پہلے کبھی نہیں آئے اور نماز نہیں پڑھی تو سنیوں کی رواداری پر ہے کہ اب آنے دیں یا نہ آنے دیں۔ بہر حال ان کی شرکت سے سنیوں کی نماز میں خلل نہیں آتا۔ فقط

(جواب دیگر ۳۱٤) جو لوگ کہ اعتقاداً حد کفر تک نہ پہنچیں مثلاً شیعہ تفضیلیہ وہ مسجد میں نماز پڑھ سکتے

ہیں۔ اہل سنت والجماعت کی مسجد میں اگر پہلے سے یہ لوگ نماز پڑھتے چلے آئے ہیں تو اب بھی آسکتے ہیں اور ان میں کا کوئی فرد امین و معتمد ہو اور مسجد کی بھلائی کی امید ہو تو اس کو منتظمہ جماعت کا رکن بھی بنایا جا سکتا ہے۔ مگر ان کو اس مسجد میں اپنے عقائد کی تبلیغ واشاعت کرنی یا کوئی امر موجب فتنہ نکالنا جائز نہیں اور نہ اس صورت میں ان کو آنے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ سنی حنفی امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا یا وعظ سننا ہو اور کوئی امر تبلیغ مذہب کی غرض سے نہ کرنا ہو تو مضائقہ نہیں کہ آنے دیا جائے۔ جامع مسجد اور دیگر مساجد کا حکم ایک ہے۔ فقط

شیعہ لڑکے کا سنی لڑکی سے نکاح .

(سوال) ایک شیعہ لڑکا سنی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ اگر سنی قاضی یا پیش امام نکاح پڑھانے سے انکار کرے اور کوئی شیعہ پڑھادے تو کیا حکم ہے؟ یہ شیعہ تفضیلی ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو باقی خلفاء پر فضیلت دیتے ہیں۔ عالمگیری جلد دوم صفحہ ۲۴۶ میں یہ عبارت ہے الرافضی اذا کان یسب الشیخین او یلعنهما والعیاذ بالله، فهو کافر۔ وان کان یفضل علیا کرم الله وجهه علی ابی بکر الصدیق لایکون کافراً الا انما هو مبتدع. اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ سے سنی لڑکی کا نکاح درست نہیں ہے۔

(المستفتی نمبر ۶۳۲ حافظ محمد اسحاق (کوئٹہ) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(**جواب ۳۱۵**) شیعہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوسرے صحابہ پر فضیلت دیتا ہے، بس اس کے علاوہ اور کوئی بات اس میں شیعیت کی نہیں تو یہ کافر نہیں ہے(۱)۔ اور ایسے شیعہ کے ساتھ سنی لڑکا کا نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر شیعہ غلطی وحی یا الوہیت علیؓ یا افکِ صدیقہؓ کا قائل ہو یا قرآن مجید میں کمی بیشی ہونے کا معتقد ہو، صحبت صدیقؓ کا منکر (۲) ہو تو ایسے شیعوں کے ساتھ سنی لڑکی کا نکاح منعقد نہیں ہوتا اور چونکہ شیعوں میں تقیہ کا مسئلہ شائع اور معمول ہے اس لئے یہ بات معلوم کرنی مشکل ہے کہ فلاں شیعہ قسم اول میں سے ہے یا قسم دوم سے۔ اس لئے لازم ہے کہ شیعوں کے ساتھ مناکحت کا تعلق نہ رکھا جائے۔ شیعہ لڑکی کے ساتھ سنی مرد کا نکاح ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ تعلق پیدا کرنا اکثر حالات میں مضر ہوتا ہے۔ اس لئے اجتناب ہی اولیٰ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

شیعہ سنی مناکحت کا حکم .

(سوال) زید کے دادا اپنی زبان سے اقرار کرتے ہیں کہ میں اہلسنت والجماعت ہوں۔ مگر انہوں نے اپنا نکاح ایک

---

١. وان كان يفضل علياً كرم الله تعالى وجهه على ابى بكر رضى الله عنه لايكون كافراً الاانه مبتدع (الهندية، باب المرتد : ٢٦٤/٢ ط ما جديد)

٢. "الرافضى ان كان يسب الشيخين ويلعنهما والعياذ بالله فهو كافر .... ولو قذف عائشة كفر .... ويجب اكفار .... بقولهم ان جبرئيل عليه السلام غلط فى الوحى الى محمد صلى الله عليه وسلم دون على بن ابى طالب رضى الله عنه وهولآء القوم خرجوا عن ملة الاسلام واحكامهم احكام المرتدين." (الهندية، باب المرتد : ٢٦٤/٢ ط ما جديه)

عورت شیعہ یعنی عورت رافضی سے کیا ہوا ہے اور اس رافضی عورت سے چار بچے ہیں اور انہوں نے اپنی لڑکیوں کی شادیاں بھی شیعہ لوگوں میں کر رکھی ہیں اور زید کا کہنا ہے کہ میں شیعہ نہیں ہوں۔ سنت والجماعت ہوں۔ حالانکہ اس نے اپنی شادی بھی ایک عورت شیعہ سے کر رکھی ہے اور ملنا جلنا خلط ملط سب اسی طرح ہے کوئی فرق نہیں ہے - زید کہتا ہے میں سنت جماعت ہوں اور ایک سنت جماعت حنفی المذہب کے ہاں رقعہ اپنی شادی کا بھیجا ہے اور شادی سنت جماعت میں کرنا چاہتا ہے - ایسی صورت میں اس لڑکے سے سنت جماعت کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا۔ جو اولاد رافضی کے تخم سے پیدا ہوئی اور وہیں پرورش پائی، وہ کون ہوئی۔ رافضی ہوئی یا سنت والجماعت ہوئی۔ شیعہ لوگوں میں دھوکہ دینا جائز کر رکھا ہے - اپنی مطلب برآری کے واسطے جس کو وہ لوگ تقیہ کہتے ہیں۔ آیا شرعاً کیا حکم ہے ؟

(المستفتی نمبر ۱۳۵۳ محمد دین صاحب دہلوی، ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۱ فروری ۱۹۳ء)

(جواب ۳۱۶) شیعوں کے بہت فرقے ہیں۔ بعض فرقے کافر ہیں۔ مثلاً جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت یا حلول کا اعتقاد رکھتے ہیں یا غلط فی الوحی یا افک عائشہ صدیقہؓ یا قرآن مجید میں کمی زیادتی کے قائل ہیں۔ ایسے شیعوں کے ساتھ رشتہ کرنا ناجائز ہے (۱)۔ اور جو لوگ کہ حد کفر تک نہیں پہنچتے ان کے ساتھ مناکحت جائز ہے۔ یہ صحیح ہے کہ شیعوں کے یہاں تقیہ کا مسئلہ ہے اور اس بناء پر ان کے خیالات اور عقائد کا پتہ لگانا مشکل ہے اور جو شخص اس بات سے واقف ہیں وہ شیعوں میں رشتہ ناتہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

رافضیت اختیار کر کے خلفائے راشدین بالخصوص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالی دینے والا مرتد ہے۔

(سوال) (۱) نذیر احمد قوم نداف ساکن نجیف آباد معہ متعلقین جو عرصہ تقریباً ڈیڑھ سال سے اپنا مذہب ترک کر کے رافضی ہو گیا ہے اور اب تمام کام وہی کرتا ہے جو رافضی کرتے ہیں اور خلفائے راشدین خصوصاً سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کر رہا ہے وہ شرعاً مرتد ہے یا مسلمان۔ (۲) نذیر احمد مذکور کے ساتھ مسلمانوں کو کیا برتاؤ کرنا چاہئے۔ (۳) ہم لوگوں کی برادری کی پنچایت ہے - شرعاً ہمیں نذیر احمد سے ترک تعلقات کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ (۴) اگر برادری کی پنچایت نذیر احمد کو برادری سے خارج نہ کرے تو تمام برادری گناہ گار ہو گی یا نہیں۔ (۵) نذیر احمد مذکور سے اور اس کے متعلقین سے جو رافضی ہو چکے ہیں سلسلہ مناکحت قائم کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

(المستفتی نمبر ۱۵۵۲ میاں جی خدا بخش نداف (ضلع بجنور) ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۰ جون ۱۹۳ء)

---

۱ . "وحرم نکاح (الوثنية)، وفی الشامية : وفی شرح الوجيز وکل مذهب يکفر به معتقده". (ردالمحتار : ۳/ ۴۵ ط سعيد)

(جواب) از مفتی مسعود احمد نائب مفتی دار العلوم (دیوبند) اگر فی الواقع نذیر احمد نے شیعہ مذہب اختیار کر لیا ہے اور سب شیخین کرتا ہے یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالی دیتا ہے، تو وہ مرتد ہے۔ فتاویٰ عالمگیری باب المرتد میں ہے الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنهما العیاذ بالله فهو کافرا لخ (۱)۔ (۲) اول نذیر احمد کو بنرمی سمجھایا جائے اور اس باطل مذہب سے اس کو ہٹانے کی کوشش حسن تدبیر کے ساتھ کی جائے۔ اگر وہ کسی طرح اور کسی صورت سے باز نہ آوے تو اس سے تعلقات برادرانہ منقطع کر دیئے جائیں (۲)۔ (۴) اگر باوجود سمجھانے کے اور باوجود کوشش کے بھی نذیر احمد راہ راست پر نہ آئے تو اس سے قطع تعلق کرنا ضروری ہے۔ اگر برادری اس سے قطع تعلق نہ کرے گی تو گناہ گار ہوگی۔ (۵) ان لوگوں سے سلسلہ مناکحت کرنا اہل سنت والجماعت کو ناجائز اور حرام ہے کیونکہ مسلمان اور کافر میں باہم نکاح صحیح اور منعقد نہیں ہوتا۔ کذافی الشامی باب المحرمات (۳) فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ مسعود احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی دار العلوم دیوبند۔ ۱۸ محرم ۱۳۵۶ھ

(جواب ۳۱۷) (از حضرت مفتی اعظمؒ) ہو الموفق۔ اگر نذیر احمد غالی شیعہ ہو گیا ہے یعنی حضرت عائشہؓ کے تہمت کا قائل ہے یا قرآن مجید کو صحیح اور کامل نہیں سمجھتا، یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت کا منکر ہے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وحی کا اصل مستحق سمجھتا ہے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا قائل ہے تو بے شک وہ کافر ہے اور اس صورت میں باقی سب جواب صحیح ہیں۔ فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

کیا "تفضیلیہ" اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے؟

(سوال) فتویٰ کا جواب ۲۵ جنوری ۱۹۳۸ء موصول ہوا تھا۔ اس کو دیکھ کر ایک شخص نے اعتراض کیا ہے کہ اہل سنت والجماعت کو ایسا فتویٰ دینے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ چونکہ اہل سنت کے نزدیک ہر مسلم مومن ہے۔ اور ہر مومن کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ اور ہر مومن یا مسلم کی شناخت یہ ہے کہ وہ تین اصول کا قائل ہو۔ توحید، نبوت، قیامت۔ شیعہ علی العموم تینوں اصول کے قائل ہیں۔ لیکن اس فتویٰ میں مفتی صاحب نے صاف نہیں کیا ہے۔ چونکہ شیعہ غالی نصیری کو کہتے ہیں اور تفضیلیہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے جس مذہب سے اصل میں معاملہ در پیش ہے اس کو بالکل اڑا دیا ہے یعنی شیعہ اثنا عشری۔ اور علاوہ ازیں کوئی شیعہ اثنا عشری اپنے آپ کو تفضیلیہ یا غالی نہیں کہتا۔ چونکہ زمانہ موجودہ میں تقیہ جائز نہیں ہے۔ اور تبرا اصول مذہب اہل سنت سے کسی طرح بھی مانع نکاح نہیں ہے۔

المستفتی نمبر ۲۲۶۵ جناب شمشاد حسین صاحب (میرٹھ) ۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۵ مئی ۱۹۳۸ء

---

۱. ج ۲ ص ۲٦٤ ط المکتبة الماجدیة
۲. "لاتجد قوما یؤمنون بالله والیوم الاخر یوآدون من حآدالله ورسوله" (المجادلة : ۲۲)
۳. "(و) حرم نکاح (الوثنیة) وفی الشامیة : وفی شرح الوجیز و کل مذهب یکفر به معتقده" (۳/ ٤٥ ط سعید)

(جواب ۳۱۸) تفضیلیہ مذہب اہل سنت والجماعت کا نہیں ہے۔ یہ شیعہ مذہب کی ایک شاخ ہے، اور غالی سے مراد وہ شیعہ ہیں جو کسی ایسے عقیدہ کے قائل ہوں جس سے کفر لازم آتا ہے مثلاً افک عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یا قرآن مجید میں کمی واقع ہونے کا عقیدہ یا غلط فی الوحی یا الوہیت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ یا حلت تبرا یعنی سب و شتم صحابہ وغیرہ۔ اور جواب سابق جو میں نے لکھا تھا وہ صحیح ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

کیا شیعوں پر سید کا اطلاق کرنا درست ہے؟

(سوال) شاہا کہ در خدمت عرضی مفلسی در جہاں بود مرضی احول ازیں باشد کہ در مقام بہرام پور ضلع گنجام در اسم شیعہ نزاع عظیم برپا شدہ ہست چند نفرمی گویند کہ شیعہ سادات را گفتن روا نباشد بلکہ ایں اسم روافض را باشدنہ کہ سادات را گویند و بعض گویند کہ شیعہ سادات اثنا عشری را گویند نہ آنکہ سادات سنت و جماعت را۔ ولیکن گمان فقیر ایں نباید چراکہ سادات ہمگی از اولاد نبی آخر زماں باشند چنانکہ خداوند تبارک و تعالیٰ در کتاب پاک خود دلالت می کند در سورہ کوثر **انا اعطیناك الکوثر** خبر داد پیغمبر خود از کثرت اولاد در دنیا و عقبیٰ منقطع نشوند اولاد پیغمبر ما در یں جا ہر دو گروہ سادات یک باشند ہر چند کہ مذہب جدا باشد۔ در نہایۃ ابن اثیر جزری در لغت شیعہ

(ترجمہ) بہرام پور ضلع گنجام میں لفظ شیعہ کے متعلق بڑا اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیعہ سادات کو کہتے ہیں۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ سادات کو شیعہ کہنا درست نہیں ہے، بلکہ شیعہ روافض کا نام ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیعہ سادات اثنا عشریہ کو کہتے ہیں، نہ کہ سادات اہل سنت والجماعت کو۔ لیکن فقیر کا خیال ہے کہ سادات سب کے سب نبی آخر الزماں ﷺ کی اولاد میں سے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب پاک میں ارشاد فرماتا ہے **انا اعطیناك الکوثر** اور خود رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی کثرت اولاد کے بارے میں خبر دی ہے کہ دنیا و عقبیٰ میں ہمارے پیغمبر کی نسل منقطع نہیں ہو گی۔ اس صورت میں دونوں گروہ سادات ہی ہیں ہر چند کہ مذہب جدا جدا ہوں۔ نہایہ ابن اثیر جزری میں لغت شیعہ کے متعلق لکھا ہے۔ **شیعة الرجل الخ**

نوشتہ است

شیعة الرجل بالکسر اتباعه و انصاره وقد غلب هذا الاسم علی کل من یتولی علی ابن ابی طالب۔ خلاصہ مطلب این است کہ شیعہ اکثر آں را گویند کہ محبّ علی ابن ابی طالب باشد بے شک چنانکہ جملہ سادات اولاد علی علیہ السلام میباشند اگر شیعہ گویند چہ اہانت ندارد۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ شیعہ اس کو کہتے ہیں جو حضرت علی ابن ابی طالب سے محبت رکھتا ہو۔ اور جب کہ تمام سادات حضرت علی علیہ السلام کی اولاد ہیں اگر ان کو شیعہ کہا جائے تو کیا حرج ہے؟

ایں حالات از لغات کشوری باب شین فصل ش ی ع

(۱) (شیعہ (ء) مطیع۔ تابعدار۔ مددگار گروہ۔ سر خود۔ غالب۔

(۲) مطیع (ع) فرمانبر دار۔ خادم۔ اطاعت کنندہ

(۳) تابعدار (ف) فرمانبر دار۔ خادم۔ اطاعت کنندہ

(۴) مدد (ع) کمک مدد گار۔ مدد کنندہ

(۵) گروہ (ف) غول۔ جمعیت آدمیاں

(۶) سر خود (ف) خود مختار

(۷) غالب (ع) زبر دست۔ زور آور

ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين الخ ومن يقنت منكن لله ورسوله الخ ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون انا اعطيناك الكوثر لايملكون الشفاعة الا من اتخذ عند الرحمن عهداً وانتم الا علون

در نصائح از حضرت علی رضی اللہ عنہ رہبر کامل باب ہمزہ سے متعلق صف ۱۱۸ النصائح

"سب سے زیادہ سعادت مند وہ ہے جس نے ہماری فضیلت کو معلوم کیا ہمارے طفیل سے مقربان بارگاہ الٰہی میں داخل ہوا۔ ہم سے خالص دوستی اور محبت پیدا کی۔ ہماری ہدایات پر چلا۔ اور جن باتوں سے ہم نے منع کیا ان سے باز رہا سو ایسا شخص ہمارے گروہ میں شامل اور بہشت میں ہمارے ساتھ ہوگا۔"

ازیں تمام حال کہ ظاہر شدہ است امید می دارم کہ از قلم قدرت جناب فتویٰ روانہ فرمائی

ان تمام حالات کے بعد گزارش ہے کہ آپ فتویٰ صادر فرمائیں۔

(المستفتی نمبر ۲۳۱۳ مولوی ولدار بیگ (بہرام پور) (گنجام) ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۴ جون ۱۹۳۸ء)

(جواب ۳۱۹) لفظ شیعہ یک معنی باعتبار لغت دار دو دیگر معنی باعتبار عرف دارد۔ معنے لغوی ہماں است کہ جناب ایشاں از لغت نقل فرمودند و بمعنی دیگر آں جماعت را گویند کہ مذہب ایشاں مقابل مذہب اہل سنت و الجماعت ہست و حضرت علی مرتضیٰ را خلیفہ بلا فصل و افضل از جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم دانند و در ایشاں فرقہائے مختلفہ ہستند۔ بعض می گویند کہ حضرت علی خدا ہستند بعض می گویند کہ خدا در حضرت علی حلول کردہ۔ بعض می گویند کہ وحی بر حضرت علی نازل شدہ بود۔ جبرئیل علیہ السلام غلط کردہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسانید۔ بعض می گویند کہ ایں قرآن کہ نزد ما موجود است قرآن منزل نیست بلکہ بیاض عثمانی است بعض می گویند کہ بعد از وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ صحابہ مرتد شدند الا معدودے چند۔ و ہمچنیں خیلے عقائد کفریہ دارند۔

پس لفظ شیعہ برائے فرقہا و لفظ روافض و رافضی برائے ایشاں مستعمل می شود اما آں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ایں قسم عقائد ندارند شیعہ نیستند۔ نہ ہر شیعہ از سادات است و نہ ہر سید شیعہ باشد۔

(ترجمہ) لفظ شیعہ کے ایک معنی باعتبار لغت کے ہیں۔ اور دوسرے معنی باعتبار عرف کے۔ لغوی معنی تو وہی ہیں جو آپ نے لغت سے نقل کئے ہیں۔ اور عرف میں شیعہ اس گروہ کو کہتے ہیں جن کا مذہب اہل سنت والجماعت کے مذہب کے بالمقابل ہے۔ جو حضرت علی مرتضیٰ کو خلیفہ بلا فصل اور تمام صحابہ سے افضل

مانتے ہیں۔ اس گروہ میں بھی مختلف فرقے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت علی خدا ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ خدا نے حضرت علی کے اندر حلول کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وحی حضرت علی کی طرف اتاری گئی تھی مگر جبرئیل علیہ السلام نے غلطی سے حضرت محمد ﷺ کو پہنچادی۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ قرآن جو اس وقت موجود ہے، وہ قرآن نہیں ہے جو آسمان سے اتارا گیا تھا۔ بلکہ یہ بیاض عثمانی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کی وفات کے بعد چند صحابہ کے علاوہ تمام مسلمان مرتد ہوگئے تھے۔ اسی قسم کے بہت سے کفریہ عقائد رکھتے ہیں۔ پس لفظ شیعہ اور رافضی اور روافض ان فرقوں کے لئے (عرفا) استعمال ہوتا ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں سے جو لوگ ایسے عقائد نہیں رکھتے وہ شیعہ نہیں۔ ہر شیعہ سید نہیں ہوتا اور ہر سید شیعہ نہیں ہوتا۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

کیا شیعہ مسلمان ہیں؟

(سوال) شیعہ مسلمان ہیں یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۲۳۵۶ محمد ابراہیم صاحب (فورٹ بمبئی) ۵ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ مطابق ۴ جولائی ۱۹۳۸ء)

(جواب ۳۲۰) شیعہ اسلامی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے۔ لیکن اہل سنت والجماعۃ فرقہ ناجیہ ہے اور باقی تمام فرقے ناجیہ نہیں ہیں۔ اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے موافق شیعوں کے کئی فرقے اسلام سے خارج ہیں۔ یہ فرقے فرقہ شیعہ کی ضمنی شاخیں ہیں۔ باوجود اس کے ادعائی طور پر وہ فرقہائے اسلام میں داخل سمجھے جاتے ہیں۔ ان کا حکم اہل کتاب کی طرح ہے کہ وہ باوجود کفریہ عقائد کے (مثلاً الوہیت مسیح یا ابنیت مسیح کے) دوسرے غیر کتابی کفار سے جداگانہ حکم رکھتے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) کیا اذان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل کا اعلان خلفائے ثلاثہ پر تبرا نہیں؟
(۲) ایسے فتنہ کے خلاف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کا حکم؟

(سوال) (۱) ایک فرقہ ضالہ اپنی اذانوں میں اور اپنے جنازوں کے ساتھ اشهدان عليا ولی الله وصی رسول الله خليفته بلا فصل بآواز بلند پکارتا ہے۔ تو کیا اس سے حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت حقہ کی تکذیب نہیں ہوتی۔ اور کیا فرقہ شاتمہ کی زبان سے اہل سنت والجماعت کے روبرو اس کلمہ کا اظہار ایک قسم کا تبرا نہیں ہے؟

(۲) کیا جس مقام پر علی الاعلان و بر سر راہ یہ کلمہ کہا جاتا ہو اور حکومت وقت نے اس کو قانوناً جائز قرار دیا ہو وہاں کے اہل سنت والجماعت پر یہ لازم نہیں ہے کہ حضرات خلفائے کرام کی خلافت حقہ اور فضیلت بلحاظ ترتیب علی الاعلان و بر سر راہ واضح کریں اور ان حضرات کے محامد و فضائل بیان کریں تاکہ جماعت اہل سنت کا کوئی واقف شخص فرقہ ضالہ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر عقیدہ فاسدہ میں مبتلا نہ ہو۔

المستفتی نمبر ۲۴۵۶ مولانا ظفر الملک صاحب (الناظر) لکھنؤ ۲ محرم ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۲ فروری ۱۹۲۹ء

(جواب ۳۲۱) تبرا سے مراد سب و شتم ہے تو اس کلمہ کو تبرا میں داخل کرنا مشکل ہے۔ یہ کلمہ اگرچہ اہل سنت و الجماعت کے مذہب کے موافق باطل اور غلط ہے، تاہم اس کو کہنے والے اپنے عقیدہ کا اظہار کرتے ہیں، جو اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے خلاف ہے اور ان کے نزدیک باطل ہے۔ اور اگر اس سے اشتعال جذبات اور فساد کا خطرہ ہو تو اس جہت سے اس کی بندش کرنا مقامی حکام کے فریضہ حکومت میں داخل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرنے اور فسق و فجور میں مبتلا شخص کا حکم .

(سوال) زید نے اپنی ابتدائی زندگی میں کافی علم حاصل کیا۔ مگر وہ ہمیشہ بے عمل رہا۔ وہ تارک صوم و صلوٰۃ بھی ہے اور خائن بھی۔ وہ فاسق و فاجر بھی ہے اور عیاش بھی۔ وہ ظالم و غاصب بھی ہے اور غدار بھی۔ اس کے پاس ہر وقت نازنینوں کا جمگھٹ رہتا ہے اور وہ ایک بڑی درگاہ کا سجادہ نشین ہوتے ہوئے بھی ہر وقت اوباشوں کی صحبت میں رہتا ہے۔ جائیداد موقوفہ پر متصرف ہونے کی وجہ سے ایک بڑی حیثیت رکھتا ہے اور جہلا میں اسے مذہبی پیشوائی حاصل ہے۔ گو وہ عالم ہے مگر الجاهل الصوفی مرکب الشیطان کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ وہ ایک سنی وقف کا متولی ہے اور اپنے کو سنی اور حنفی کہتا ہے۔ لیکن وہ حضرت امیر معاویہ پر لعن و طعن کرتا ہے۔ اس کا دن بھر کا مشغلہ صرف تبرا بازی ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ گالی تک کے ناشائستہ الفاظ استعمال کرتا ہے۔ اس نے عوام میں اپنے اثر سے کام لے کر رافضیوں کو بہت فائدہ پہنچایا ہے۔ مدح صحابہ جیسی اہم تحریک کا مذاق اڑاتا ہے اور اسے بیکار بتلاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ سنیوں کی تعداد تمام فرقوں سے کم ہے۔

وہ صرف اس بنا پر حضرت مجدد صاحب کی شان میں اور دیگر علمائے اسلام کی شان میں گستاخیاں کیا کرتا ہے کہ وہ حضرات صحابہ سے حسن ظن رکھنے کی تلقین کرتے تھے۔ وہ اکثر مسجد میں امیر معاویہ پر لعنت کرتا ہے اور اسے شعار حیدری بتلاتا ہے۔ اس کے عقائد جو نظم مرسلہ سے (جسے شیخوں نے اپنی طرف سے چھپوا کر تقسیم کیا ہے) بخوبی ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کے کیرکٹر اور اس کے عقائد سے مفصل مطلع کر دیا ہے تاکہ نظم مرسلہ میں عقائد باطلہ کی کافی شافی تردید اخبار الجمعیۃ میں جلد از جلد شائع کر دی جائے۔ کیا ایسا شخص شرعاً مسلمان اور سنی کہلانے کا مستحق ہے کیا عقائد مطبوعہ واقعی سنیوں کے عقائد ہیں۔ اگر نہیں تو پھر مسلمانوں کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا عقائد رکھنے چاہئیں ۔ کیا ایسے عقائد اور ایسے کریکٹر کا شخص اس قابل ہے کہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے۔ کیا نظم مرسلہ تبرا کی حد میں داخل نہیں ہے۔ کیا حوالجات نظم صحیح ہیں۔ عوام کے عقائد اس وقت متزلزل ہیں۔ وہ سخت سراسیمگی اور بیچینی کی حالت میں ہیں۔ لہذا امید قوی ہے کہ جریدہ الجمعیۃ میں جلد از جلد کافی و شافی مفصل اور صریح فتویٰ دے کر جناب والا مسلمانوں کو تفریق اور اختلاف کے گڑھے سے نکال دیں گے اور مسلمانوں کو اپنے عقائد صحیح کرنے کا موقع دیں گے۔

المستفتی نمبر ۲۵۰۹ جناب محمد فرید عطا صاحب (ضلع رائے بریلی) ۵ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ

مطابق ۲۳ جون ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۲۲) جس شخص کے یہ اشعار ہیں وہ یقیناً اہل سنت والجماعت کے دائرہ سے خارج ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ روافض کے خیالات اور عقائد ہیں۔ وہ شعر جس کی ابتداء "جو دنیا کا" کے الفاظ سے ہوتی ہے، کھلا ہوا تبرا ہے۔ یہ قائل جس کی زبان سے یہ الفاظ نکلیں چھپا ہوا شیعہ نہیں بلکہ کھلا ہوا رافضی ہے۔ سنیوں کو اس سے مجتنب اور بے تعلق رہنا چاہئے۔(۱) اور ان عقائد سے بیزاری کا اظہار کرنا چاہئے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

"جو دنیا کا کتا ہو ہمنام سگ جو حق علی کے لئے بن جائے ٹھگ" یہ شعر کھلا ہوا تبرا ہے۔

پوری نظم منسلکہ استفتا کا ایک شعر پیش خدمت ہے آیا یہ تبرا میں داخل ہے یا نہیں۔

(المستفتی نمبر ۲۵۰۹)

(جواب ۳۲۳) یہ شعر یقیناً تبرا کے اندر داخل ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

مقدمہ جونپور میں حضرت مفتی علام کا گواہی دینے کی تردید

(سوال) (۱) پٹیالہ میں دو تین برس سے ایک مولوی محبوب علی صاحب لکھنوی مفتی ہیں۔ جو تین چار مہینے سے جونپور کے کسی مقدمہ کی نقل دکھا دکھا کر آپ اور مولانا حسین احمد شیخ الحدیث دیوبند اور مولانا عبدالشکور صاحب کاکوروی کو خارجی وہابی وغیرہ وغیرہ بتاتے ہیں۔ اور یہ کہ اس مقدمہ کی تائید اور اس کو حق و صحیح ثابت کرنے کے لئے آپ اور مولانا حسین احمد صاحب اور مولانا عبدالشکور صاحب کاکوروی نے شہادتیں دی ہیں کہ یزید اور عمرو بن سعد و عبدالرحمن بن ملجم و عبیداللہ بن زیاد و شمر اور سنان بن انس اور ابوایوب بن غنوی وغیرہم خبثاء مسلمانوں کے پیشوا ہیں اور محسن الاسلام والمسلمین ہیں اور ان ملاعنہ کی تعریف و مناقب بیان کرنا عبادت ہے۔ خدارا ہم مسلمانوں پر رحم کیجئے اور جلد از جلد جواب دیجئے۔ کیا واقعی آپ صاحبان نے اس مقدمہ میں گواہیاں دی ہیں۔ اگر نہیں تو فوراً اپنی برائت پیش فرمائیں اور اگر دی ہیں تو خدارا ہم مسلمان سنیوں کو یہ بتا کر خلجان سے چھڑائیے کہ اس گواہی کی وجہ کیا ہے۔ اس سے مذہب اہل سنت والجماعت کو کیا فائدہ ہے۔

(۲) کیا جناب والا ان شہادتوں کی نقول عطا فرما سکتے ہیں تاکہ یہاں کے مسلمانوں کو دکھا دکھا کر انہیں راہ راست پر لایا جا سکے۔ اور مفتی صاحب کا جھوٹ ثابت کیا جائے۔ تینوں شہادتوں کی نقل نہ سہی۔ صرف آنجناب کی ہی شہادت نقل آجائے تو یہاں کا فتنہ بہت کچھ دور ہو جائے۔ نقل کی روانگی میں تاخیر نہ فرمائیں۔ یہ مذہب کی خدمت ہے۔

۱۔ "ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار" (ھود: ۱۱۳)

(۳) مدعیان نے بیان دعویٰ میں لکھوایا ہے کہ وہ شیعہ بنی امیہ ہیں تو تحریر فرمایا جائے کہ شیعہ بنی امیہ کون سا فرقہ ہے - اب تو صرف شیعان علی تھے - یہ دوسرے شیعہ نکل پڑے۔ ان کی تعریف اور پہچان لکھئے اور یہ بھی لکھئے کہ شیعہ بنی امیہ اہل سنت میں داخل ہیں یا خارج۔ یا اہل سنت ہی کو شیعہ بنی امیہ کہتے ہیں۔

(۴) پٹیالہ میں انہوں نے ایک فتویٰ کا فوٹو بھی پیش کیا ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے "وقوع کذب باری کے معنی درست ہوگئے۔" یہ فتویٰ حق و صحیح ہے یا نہیں۔ اگر صحیح مانا جائے تو کیا خرابی لازم آئے گی، جب کہ مولانا نے وقوع کذب باری کے معنی درست بتائے۔ ہاں صرف وقوع کا ثبوت باقی رہتا ہے -

(المستفتی ۲۶۶۴ حافظ علی محمد صاحب (پٹیالہ) ۸ ربیع الاول ۱۳۶۰ھ مطابق ۶ / اپریل ۱۹۴۱ء)

(جواب ۳۲٤) میں نے جونپور کے مقدمہ میں شہادت نہیں دی۔ نہ ان کے لئے کوئی سعی کی۔ نہ کوئی تائید کی۔ میرے اوپر یہ تہمت اور بہتان ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہے حضرت مولانا حسین احمد صاحب اور مولانا عبدالشکور صاحب نے بھی شہادت نہیں دی۔ لوگ تہمت لگانے اور بہتان باندھنے میں خدا کے غضب سے نہیں ڈرتے۔

شیعان بنی امیہ کے متعلق مجھے معلوم نہیں کہ جونپور کے کون لوگ تھے اور انہوں نے کیا دعویٰ کیا تھا۔ اس قدر معلوم ہوا ہے کہ وہاں رافضیوں کے مقابلے پر کچھ لوگ کھڑے ہوئے ہیں جو رافضیوں کے تبرائے صحابہ کے مقابلے پر تبرائے علی (رضی اللہ عنہ) کی اجازت مانگتے ہیں۔ ہم تو دونوں تبراؤں کو ایک لعنتی فعل سمجھتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہما۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ کے فتویٰ کی جب تک پوری عبارت سامنے نہ ہو اس وقت تک ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ آیا وہ مولانا قدس سرہ کی عبارت ہے یا نہیں۔ اور ہے تو اس کا کیا مطلب ہے - وقوع کذب باری تعالیٰ بالاتفاق محال ہے - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

کیا کربلا کی لڑائی جہاد تھا؟

جنگ کربلا جہاد تھا یا کوئی سیاسی جنگ تھی؟

(المستفتی نمبر ۲۶۹۹ نسیم میرٹھی۔ ۹ محرم ۱۳۶۱ھ مطابق ۷ ۲ جنوری ۱۹۴۲ء)

(جواب ۳۲۵) جنگ کربلا یزید کی طرف سے محض سیاسی تھی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے بھی سیاست حقہ کا پہلو غالب تھا۔ مسلمانوں اور کافروں کی جنگ نہ تھی۔ مسلمانوں مسلمانوں ہی کی باہمی لڑائی تھی۔ ایک فریق باطل پر تھا اور اس کی طرف سے انتہائی ظلم و فساد اور خونخواری کا مظاہرہ ہوا اور امام مظلوم کی طرف سے حقانیت مظلومیت اور صبر و رضا کا انتہائی درجہ ظہور میں آیا۔

عہد نامہ (۱) مرسلہ کے متعلق واضح ہے کہ سرنگوں ہو کر دومنٹ کی خاموشی اور عہد نامہ شائع شدہ کی تلاوت کا پروگرام سنیوں کے لئے ناقابل عمل اور ایسی بدعت ہے کہ اس کے نتائج نہایت ہولناک ہوں گے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

۱۔ (نوٹ) عہد نامہ مذکور کی نقل رجسٹر نقول فتاویٰ میں نہیں ہے۔

(۱) یادگار حسینی میں شرکت حرام ہے۔
(۲) یادگار حسینی کی تکذیب کرنا ثواب کا کام ہے۔
(۳) یادگار حسینی میں اہلسنت کی شرکت۔
(۴) جلسہ یادگار حسینی کے خلاف کوشش وسعی کرنا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) یادگار حسینی میں اہل سنت کی شرکت کا شرعاً کیا حکم ہے؟

(۲) جب شیعہ اس کو بین الاقوامی جلسہ کہتے ہیں تو شرعاً ان کی تکذیب وتردید کرنے کا کیا حکم ہے؟

(۳) جو اہل سنت مقررین اس میں شریک ہوتے ہیں ان کے متعلق عام مسلمانوں کو شرعاً کیا حکم ہے؟

(۴) اگر شرعاً یادگار حسینی کی شرکت جائز نہ ہو تو ان کے خلاف تبلیغ وسعی کرنے کا شرعاً کیا حکم ہے؟

(المستفتی نمبر ۲۷۳۴ ناظم مجلس خیر (گونڈہ) ۵ جمادی الثانی ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۰ جون ۱۹۴۲ء)

(جواب ۳۲۶) ہوالموفق۔ یادگار حسینی اور اس کا پروگرام ۱۳۶۱ھ کی شیعی بدعات میں سے ایک ایسی بدعت ہے جس کے نتائج اور ثمرات اسلام اور اہل سنت والجماعت کے حق میں نہایت ہولناک ہوں گے اور رسم تعزیہ داری اور علم اور شدّوں اور ذوالجناح وغیرہ وغیرہ بدعات کی طرح یہ بھی اسلام اور تعلیم اسلام کے پاک صاف دامن پر ناپاک داغ بن کر موجب رسوائی ہوگا۔ شیعوں نے یہ تجویز نکالی اور وہی پوری سرگرمی سے اس کو پھیلا رہے ہیں۔

اس کو بین الاقوامی بتانا نظر فریب دھوکا ہے۔ مقصد شیعیت کی تبلیغ اور فروغ ہے۔ بالغ النظر اہل سنت اس کے عواقب وخیمہ کو سمجھ کر اس سے اپنی علیحدگی اور بیزاری کا اعلان کر چکے ہیں۔ اس میں شرکت کسی سنی کے لئے جائز نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

قاتلان حسین اور یزید کو گالیاں دینے کا حکم.

(سوال) قاتلان حسین اور یزید پلید کو گالیاں دینا جائز ہے یا نہیں؟

(المستفتی نظیر الدین امیر الدین (املہزہ۔ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۳۲۷) قاتلان حسین کے متعلق اتنا کہنا تو جائز ہے کہ انہوں نے بہت بڑا گناہ اور ظلم کیا۔ مگر گالیاں دینا درست نہیں اور لعنت کرنا جائز نہیں۔ **المؤمن لایکون لعانا۔**(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

---

۱. ترمذی، باب ماجاء فی اللعن والطعن ولفظہ: "لایکون المؤمن لعاناً": ج ۲ ص ۲۲ ط سعید.

تعزیہ اور ماتم خلاف شرع ہیں۔

(از اخبار الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۵ء)

(سوال) تعزیہ کو مذہب سے کیا تعلق ہے؟ ماتم کی حقیقت کیا ہے؟

(جواب ۳۲۸) اہل سنت والجماعت کے نزدیک تعزیہ بنانا ناجائز ہے(۱)۔ اور ماتم کرنا بھی خلاف شریعت ہے کیونکہ خدا اور رسول ﷺ نے اس کی تعلیم نہیں دی۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

شیعہ کا کفن دفن مسلمانوں پر ضروری ہے یا نہیں؟

(از اخبار الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) یہاں پر فقط ایک گھر روافض در میان مسلمانوں اور برہمنوں کے اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اگر وہ روافض مر جائے تو اس کا کفن دفن مسلمانوں پر لازم ہے یا نہیں؟ اگر لازم ہے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟

(جواب ۳۲۹) اگر ان روافض میں سے کوئی شخص مر جائے اور لوگ ان میں موجود ہوں تو وہی اپنی میت کی تجہیز و تکفین کر لیں۔ لیکن اگر ان میں کوئی موجود نہ ہو تو دوسرے مسلمانوں کو لازم ہے کہ ان کی میت کی تجہیز و تکفین کریں(۳)۔ پھر اگر وہ رافضی ایسے عقیدے کا تھا کہ اس پر حکم کفر جاری نہیں ہوتا تھا تو اس کی تجہیز و تکفین مثل مسلمین کے کریں۔ اور نماز جنازہ بھی پڑھ کر دفن کریں۔ لیکن اگر اس پر حکم کفر جاری ہو سکتا تھا تو اس کی تجہیز و تکفین میں رعایت سنت نہ کریں اور نہ نماز جنازہ پڑھیں۔ ویسے ہی دفن کر دیں۔ (۴) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ

۱۔ تعزیہ داری درعشرۂ محرم یا غیر آں و ساختن ضرائح …… این ہمہ امور بدعت است الخ. (مجموعة الفتاوی علی هامش خلاصة الفتوی : ٤/ ٣٤٤ ط امجد اکیڈمی لاهور)

۲۔ "لیس منا من شق الجیوب وضرب الخدود الخ" (ترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء النہی عن ضرب الخدود الخ: ۱/ ۱۹۵ ط سعید)

۳۔ "واذا مات الکافر وله ولی مسلم فانه یغسله ویکفنه ویدفنه"۔ (الهدایة، باب الجنائز: ۱/ ۱۸۱ ط شرکت علمیہ ملتان)

۴۔ "اما المرتد فیلقی فی حفرة کالکلب عند الاحتیاج فلوله قریب فالاولی ترکه لهم من غیر مراعاة السنة فیغسله غسل الثوب النجس ویلف فی خرقة۔" (التنویر وشرحہ، باب صلاة الجنائز: ۲/ ۲۳۰ ط سعید، وکذا فی الهدایة: ۱/ ۱۸۲ ط شرکة علمیة)

فصل دوم : فرقہ دہریہ

"ان اللہ ھو الدھر" کا صحیح مفہوم .

(سوال) نیچر، دہر، زمانے کو اپنا معبود (الٰہ) کہنے والے درستی پر ہیں یا نہیں؟ بحالیکہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ ھل الدھر الالیلۃ و نھارھا۔ والا طلوع الشمس ثم غیابھا۔ یعنی دہر (زمانہ نیچر) نظام شمسی، سورج، چاند، ستارے عناصر وغیرہ وغیرہ ہیں۔ مگر بخاری میں **ولا تقولوا خیبة الدھری فان اللہ ھو الدھر وقال اللہ یسب بنو ادم الدھر وانا الدھر بیدی اللیل والنھار.** موطا امام مالک میں **لایقل احدکم یاخیبة الدھر فان اللہ ھو الدھر** لکھا ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بخاری اور امام مالک دہر کو ہی اپنا معبود (الٰہ) مانتے ہیں۔

(المستفتی نمبر ۴۲۸ ابراہیم حنیف (لاہور) ۳۰ شعبان ۱۳۵۳ھ مطابق ۸ دسمبر ۱۹۳۴ء)

(جواب ۳۳۰) نیچر، دہر، زمانہ کو معبود کہنے والے غلطی پر ہیں۔ اگر ان کو حدیث کے الفاظ **فان اللہ ھو الدھر** یا **وانا الدھر** سے کوئی اشتباہ ہوا ہے تو یہ ان کی کم فہمی اور معانی احادیث سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔ **ان اللہ ھو الدھر** اور **انا الدھر** کے معنی یہ ہیں **ان اللہ ھو صاحب الدھر ومدبر الامور** اور **انا صاحب الدھر ومدبر الامور** یعنی دہر کا مالک اور امور کا مدبر میں ہوں۔ لوگ ناواقفیت اور جہالت سے دہر یعنی زمانے کو حوادث کا فاعل قرار دے کر اسے برا بھلا کہتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ دہر خود حوادث کا فاعل نہیں تو ان کا سب وشتم حقیقی فاعل اور خالق اور متصرف فی الامور پر پہنچے گا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: **کان اھل الجاھلیة یقولون انما یھلکنا اللیل والنھار فقال اللہ فی کتابہ "وقالوا ماھی الاحیاتنا الدنیا نموت ونحیا وما یھلکنا الا الدھر"** (۱) **وقال اللہ یوذینی ابن ادم یسب الدھر وانا الدھر بیدی الامر اقلب اللیل والنھار** (رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم والحاکم وابن مردویہ کذافی الدر المنثور) (۲) اہل جاہلیت کہا کرتے تھے کہ ہم کو رات اور دن ہی ہلاک کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کا قول اپنی کتاب میں ذکر فرمایا کہ انہوں نے کہا کہ بس یہی ہماری زندگی پر قصہ ختم ہے۔ مرتے ہیں پیدا ہوتے ہیں اور ہم کو زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے۔ حالانکہ حضرت حق نے (ایک حدیث قدسی میں) فرمایا ہے کہ ابن آدم مجھے ایذا پہنچاتا ہے کہ دہر کو برا کہتا ہے (کیونکہ وہ دہر کو فاعل متصرف سمجھتا ہے) اور دہر (کا خالق اور حقیقی متصرف) تو میں ہوں۔ تمام تدبیر و تصرف میرے ہاتھ اور میرے قبضے میں ہے۔ رات اور دن کو میں ہی الٹتا پلٹتا رہتا ہوں۔ **والحدیث اخرجہ الطبری عن ابی کریب عن ابن عیینة بھذا الاسناد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کان اھل الجاھلیة یقولون انما یھلکنا اللیل والنھار ھو الذی یمیتنا ویحیینا الحدیث** (کذافی فتح الباری) (۳) یعنی اسی حدیث کو

---

۱. تفسیر ابن کثیر تحت قولہ تعالیٰ، وقالوا ماھی الا حیاتنا الدنیا الخ: ۱۵۱/۴ ط سھیل اکیڈمی)

۲. الدرالمنثور، تفسیر سورۃ الجاثیة : ۳۵/۶ ط مصر . وکذا فی البخاری، کتب التفسیر، سورۃ الجاثیة : ۷۱۵/۲ ط قدیمی)

۳. فتح الباری، سورۃ الجاثیة : ۴۴۱/۸ ط مصر

طبری نے ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اہل جاہلیت کہتے تھے کہ رات اور دن ہی ہمیں ہلاک کرتے ہیں (یعنی ان کی گردش ہی ہمیں موت اور زندگی دیتی ہے) جب کہ امام بخاری اور امام مالک اور دوسرے ائمہ حدیث اور علمائے اسلام کے نزدیک حدیث **انا الدهر** اور **فان الله هو الدهر** کے یہ معنی ہیں جو مذکور ہوئے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "میں دہر کا خالق اور مالک ہوں۔" تو یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ ان ائمہ کا خیال یہ تھا کہ دہر معبود ہے اور چونکہ دہر اسمائے الٰہیہ میں کسی کے نزدیک داخل نہیں اس لئے **انا الدهر** کے اور کوئی معنی لئے نہیں جاسکتے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

مولانا شبلیؒ کے بارے میں محتاط رائے۔

(سوال) ایک رسالہ آپ کا ۱۳۲۲ھ میں چھپا ہوا نظر سے گذرا جو کہ مولانا شبلی مرحوم کے ملحدانہ اور زندیقانہ خیالات پر ہے۔ لیکن ایک مولوی صاحب کے کہنے سے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے رجوع فرمالیا ہے۔ اس لئے مہربانی فرماکر جواب عنایت فرمائیے کہ مولوی صاحب کا کہنا درست ہے کہ نہیں۔

(المستفتی نمبر ۱۳۹۶ ابراہیم محمد اولا۔ (راندیر۔ سورت) ۲۲ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۵ اپریل ۱۹۳۷ء)

(جواب ۳۳۱) ۱۳۲۲ھ کے رسالے میں مولانا شبلی مرحوم کے چند اقوال و خیالات پر انہیں کا فتویٰ حاصل کر کے اس کو شائع کیا تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ ان کی کتابوں میں ایسے عقائد موجود ہیں جن کو مولانا شبلی خود بھی کفر و الحاد قرار دیتے ہیں۔ مگر ۱۹۳۶ء میں مولانا سید سلیمان ندوی صاحب نے مولانا شبلی مرحوم کا ایک اعتراف نامہ شائع کیا تھا کہ وہ عقائد اسلامیہ کے پابند تھے اور فلاسفہ اور دہریوں کے عقائد سے بے زار تھے۔ اس کی بناء پر میں نے لکھا تھا کہ علماء کو مولانا شبلی مرحوم کی تکفیر نہ کرنی چاہئے کیونکہ تکفیر بہت بڑی ذمہ داری کی چیز ہے اور کسی مسلمان کو کافر کہنے میں انتہائی احتیاط لازم ہے۔(۱) فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

۱۔ "اذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر ووجه واحد يمنعه فعلى المفتي ان يميل الى ذالك الوجه۔" (الهندية، باب المرتد: ۲ / ۲۸۳ ط کوئٹہ)

فصل سوم : فرقہ خاکساراں

(۱) عنایت اللہ مشرقی کے عقائد اور اس کی جماعت کا حکم .
(۲) مرتد کا نکاح باطل اور مہر کی ادائیگی ضروری ہے .
(۳) تحریک خاکساراں میں شامل ہونے والے غلطی پر ہیں۔
(۴) فوجی پریکٹس کے لئے تحریک مذکور میں شرکت۔
(۵) اپنے ساتھ بیلچہ رکھنے کا شرعی حکم .
(۶) سلف کا اجتہاد کافی نہیں کہنے والے کا حکم .

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۵ مارچ ۱۹۳۶ء)

(سوال) عنایت اللہ مشرقی اپنے تذکرہ و اصلاح اخبار میں یہ لکھتا ہے اور کہتا ہے کہ عمل صالح فقط نئی نئی چیزیں بنانا ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کلمہ شریف وغیرہ میرے نزدیک نیک کام نہیں ہیں اور انگریزوں کی تعریف کرتے کرتے اس قدر بڑھایا اور کہا کہ بجائے آدم علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ کے سچے خلیفہ زمین پر انگریز ہی ہیں۔ اور انگریزوں کو فرشتے سجدہ کرتے ہیں۔ اور ان کی خدمت و عبادت کرتے ہیں اور انگریزوں کے برابر کسی نے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا اور نہ اس کی قدر کی۔ انگریز، یہودی، بت پرست ہی پکے ایماندار اور مسلمان ہیں۔ اور یہی لوگ جنت کے وارث ہیں۔ موجودہ مسلمان اور علماء اور پہلے زمانے کے مسلمان بزرگ اولیاء صلحا انبیاء سب کے سب دوزخ کا ایندھن ہیں اور ہر روز انگریزوں کو فرشتے سلام کرتے ہیں۔ سب مسلمان اندھے، بہرے گمراہ ہیں۔ سب مسلمان گمراہ اور سیدھے راستے سے ہٹے ہوئے ہیں۔ فقط انگریز ہی پکے کامل مسلمان ہیں۔ بت پرست یہودی و انگریز ہی توحید کے ماننے والے ہیں۔ اللہ احد کہنا اور جاننا توحید نہیں ہے۔ دنیاوی ترقی خواہ کسی طریق سے خواہ حلال یا حرام سے ہو یہی توحید ہے۔ ہزاروں خداؤں کے ماننے والے پکے موحد اور عابد خدا ہیں۔ کسی نبی نے نماز نہیں پڑھی، نہ روزہ رکھا، نہ حج کیا، نہ زکوٰۃ دی۔ حج کے لئے بیت اللہ شریف، مکہ شریف میں جانے کی ضرورت نہیں۔ اچھرہ (جو کہ مشرقی کا گاؤں ہے) مکہ سے افضل ہے۔ اسلام کی بناء نماز روزہ حج زکوٰۃ کلمہ شہادت پر نہیں ہے۔ بلکہ اسلام کے لئے اور خدا کی عبادت کے لئے کسی مذہب کی قید نہیں ہے۔ بت پرستی و صلیب پرستی اور تین خدا ماننا بھی خدائی قانون ہے۔ انگریزوں کی تابعداری کرنا ہی اللہ تعالیٰ کی تابعداری کرنا ہے۔ کسی کے ڈر و خوف کے بغیر کفر کی بات کہنے اور کفر کا فعل کرنے سے انسان کافر نہیں ہوتا۔ بدھ اور کرشن کو بھی نبی مانتا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا انکار کرتا ہے۔ محمدی نماز کی ظاہری صورت یعنی رکوع سجود وغیرہ اور ارکان نماز سے کوئی سروکار نہیں۔ کسی بزرگ یا امام یا ولی کی تابعداری شرک ہے۔ تمام اولیاء اور بزرگ عذاب کے مستحق ہیں۔ حنفی، شافعی، مقلد، غیر مقلد سب جہنم کی تیاری ہے اور سب مشرک ہیں۔ فقہ شریعت پر عمل کرنا سب کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اور اس کے حکموں کو ماننے اور کرنے کی ضرورت نہیں۔

اخبار اصلاح میں لکھا ہے کہ جس کے پاس بیلچہ نہیں ہے وہ مسلمان ہی نہیں ہے - گویا بیلچہ کو جزو ایمان قرار دیا ہے - اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا مسخرہ پن ہے - اور نماز فقط پنجوقتہ سلام کرنا ہے، جیسے نوکر اپنے آقا کو سلام حاضری وغیرہ کرلیتا ہے - موجودہ صورت سے نماز مراد لینا غلط ہے - جو کثرت سے نمازیں پڑھیں اور عبادت کریں وہ حرام خور، کام چور، گستاخ، بد معاش ہیں۔ مصلوں پر بیٹھ کر اللہ اللہ کرنا، اعتکاف کرنا کفر، شرک اور بد معاشی ہے - مکہ شریف، مدینہ شریف پر قبضہ کرنے کے مستحق لندن اور پیرس والے ہیں۔ جتنے مسلمان اس وقت موجود ہیں سب کافر اور مشرک ہیں اور بت پرست ہزاروں خداؤں کو ماننے والے پکے موحد اور مومن ہیں۔ بت پرستوں کو مشرک کہنا اندھا پن ہے۔ تین خدا ماننے والے پکے ایماندار مومن ہیں۔ اعتقاد بت پرستی بت پرستی نہیں ہے۔ نہ زبان سے تلاوت کرنا اور نماز پڑھنا اور درود شریف پڑھنا عبادت ہے - مسیلمہ کذاب کی بنائی ہوئی کتاب کو افضل کہتا ہے اور انبیاء علیہم السلام کے معجزات کو مسخرہ پن بتلاتا ہے۔ خدا کی دوستی کے لئے کسی مذہب کی تخصیص اور ضرورت نہیں۔ مسجد میں سنتیں پڑھنا گستاخی ہے - ایسے ہی اور بہت گندے اقوال ہیں - مقدمہ تذکرہ وغیرہ میں اور دیباچہ تذکرہ اردو مقدمہ تذکرہ اردو سے یہ سب اقوال لئے گئے ہیں۔

(۱) شریعت میں ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟ (۲) اور جو شخص ایسے لوگوں کو اچھا سمجھے ان کی تائید کرے اور برا نہ جانے بلکہ ان کی حمایت کرے اور کہے کہ میں دل سے تمہارے ساتھ ہوں اور ظاہر میں بوجہ امامت، نوکری کی وجہ سے میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا۔ ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں؟ (۳) جب کہ وہ لوگ ازروئے شریعت مرتد قرار پاویں تو ان کے موجودہ نکاح ٹوٹ گئے یا نہیں اور ان کو تائب ہونے پر دوبارہ نکاح پڑھنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اور پہلے مہر کا کیا حکم ہے؟ (۴) جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم کو مشرقی کے عقیدے اور اس کے قول و فعل اور اس کی کتابوں سے کوئی تعلق نہیں اور پھر بھی اس کی خاکساری جماعت میں شریک ہوتے ہیں اور دوسروں کو شریک ہونے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور ان کی کتابوں کی اشاعت کرتے ہیں۔ (۵) جو لوگ ورزش اور فوجی قواعد کے لئے اس جماعت میں شریک ہوں ان کا کیا حکم ہے؟ (۶) بیلچہ رکھنا سنت ہے یا فرض؟ کیا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے؟ (۷) جو مولوی اپنی تقریر میں یہ کہے کہ جو معنی قرآن و حدیث کے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام اور امام ابو حنیفہؒ وغیرہ نے لئے وہ اس وقت کافی نہیں ہیں۔ ہم بھی اپنے اجتہاد و ذہانت سے مناسب وقت معنی لے سکتے ہیں اور اس وقت عالم و حافظ بننے کی ضرورت نہیں بلکہ صناع بننے کی ضرورت ہے - اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۳۳۲) یہ جتنے اقوال و خیالات آپ نے سوالات میں نقل کئے ہیں اگرچہ فرداً فرداً ہر قول اور ہر عقیدے کو مشرقی کی کتابوں سے ملانے کی ضرورت ہے تاہم کتاب تذکرہ کو ہم نے بھی دیکھا تھا اور بالاجمال اس قدر صحیح ہے کہ مشرقی اس قسم کے خیالات و عقائد ضرورت رکھتا ہے جو جمہور اہل اسلام اور اصول اسلام کے خلاف ہیں۔ آپ کے سوالات جو مذکورہ بالا اعتقاد پر مبنی ہیں ان کا جواب یہ ہے :-

(۱) جو شخص ان عقائد کا حامل ہو وہ اسلام کا مبلغ نہیں بلکہ اسلام کا دشمن اور دائرہ اسلام سے خارج

ہے(۱) (۲) اور جو شخص کہ ایسے شخص کو اچھا سمجھے اور اس کی جماعت میں شامل ہو اور در پردہ ان کی حمایت کرے اس کا بھی یہی حکم ہے(۲)۔ مشرقی اور س کی جماعت سے میل جول رکھنا خطرناک ہے(۳)۔ (۳) جو شخص کہ مرتد ہو جائے اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے(۴) اور اس پر اسلام لانے کے بعد تجدید نکاح لازم ہوتی ہے اور پہلا مہر بھی واجب الادا ہوتا ہے(۵)۔ (۴) یہ غلطی ہے کہ مشرقی کی کتابوں سے اور اس کے عقائد واعمال سے بے تعلقی اور بے غرضی ظاہر کرتے ہوئے اس تحریک میں، جس کا وہ مذہبی تحریک اور اسلام کی روح ظاہر کرتا ہے، شرکت کی جائے یا شرکت کی ترغیب دی جائے۔ (۵) بغرض ورزش اور بغرض تحصیل قواعد کسی صحیح العقیدہ متشرع شخص کے ماتحت کام کرنا چاہئے۔ صرف ورزش اور قواعد کے لئے جو ثانوی درجے میں ہے اصل مذہب کو تباہ کرنا عقل ودیانت کے خلاف ہے۔ (۶) بیلچہ رکھنا نہ فرض، نہ سنت، نہ مستحب۔ البتہ آیہ کریمہ **واعدوالهم ماستطعتم** (۶) کے تحت آلات واسباب جہاد رکھنا مامور بہ ہے۔ (۷) ایسا شخص راہ حق سے بھٹکا ہوا ہے۔ سلف صالحین کے مسلک مجمع علیہ سے ہٹنا ضلالت وگمراہی ہے۔ صناع بننے کی ضرورت ومصلحت سے انکار نہیں۔ مگر یہ کہنا کہ عالم حافظ صوفی بننے کی اب ضرورت نہیں صریح گمراہی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

لاعلمی کی وجہ سے تحریک خاکساراں میں شمولیت سے ارتداد لازم نہیں آتا۔

(سوال) محترم مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پرسوں مجھے اخبار دیر بھارت دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اس میں کسی نامہ نگار نے آپ کے اخبار الجمعیۃ کا حوالہ دے کر طویل مضمون شائع کیا ہے جس میں ایک مسلمان نے علامہ مشرقی بانئ تحریک خاکساران کے عقائد بیان کرتے ہوئے، آپ سے چند استفسارات کئے ہیں اور ساتھ ہی آپ کی طرف سے ان سوالات کے جواب بھی درج ہیں۔ چونکہ وہ مضمون اہم ہے اور میرے خیال میں اس کا جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اس لئے بہتر ہوتا کہ آپ اسے صرف اپنے اخبار میں جگہ دینے کی بجائے ہندوستان کے دیگر مسلم جرائد کو بھی اس کی نقول ارسال فرمادیں تاکہ مسلمانوں کا پڑھا لکھا طبقہ اس سے استفادہ حاصل کر سکے۔ آپ نے اس مضمون کے سوال نمبر ۵ کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ جو شخص مرتد ہو جائے تو اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور اس پر بعد اسلام لانے کے تجدید نکاح لازم ہو جاتی ہے اور پہلا مہر بھی واجب الادا ہوتا ہے۔ میرے چند احباب جو اس تحریک میں بے علمی کی وجہ سے شامل تھے اور یہ معلوم کر کے کہ اس تحریک کا مدعا صرف انگریز کی غلامی اور مذہب سے انحراف ہے انہوں نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی ہے

---

۱. "المرتد الراجع عن دين الاسلام وركنها اجراء كلمة الكفر على اللسان بعد الايمان." (التنوير مع شرحه، باب المرتد : ۴/۲۲۱ ط سعيد)

۲. "والرضا بالكفر كفر" (قاضى خان على هامش الهندية، باب مايكون كفراً من المسلم ومالايكون : ۳/۵۷۳ ط ماجديه كوئته)

۳. "اذا مجالسة الاغيار تجرء الى غاية البوار" (مرقاة، مجالسة اهل الضلالة ممنوع : ۱/۱۷۹ ط امداديه)

۴. "بانت من زوجها بفعل كالردة (الهندية ، الفصل الثالث في تكرار المصر : ج ۱ ص ۳۲۳ ط ماجديه كوئته)

۵. "كان عليه المهر بالنكاح الاول ومهر كامل بالنكاح الثانى" (حواله سابق)

۶. الانفال : ۶۰

مگر جب سے انہوں نے آپ کا بیان پڑھا ہے سخت پریشان ہیں کیونکہ مذکورۂ بالا جواب کی عبارت سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا پہلا نکاح فسخ ہو چکا ہے۔ اس لئے تجدید نکاح لازم ہے۔ مگر وہ کہتے ہیں کہ ہماری اس جماعت میں شمولیت نیک نیتی پر مبنی تھی۔ ہم علامہ صاحب کو ایک مخلص رہنما تصور کرتے تھے مگر جب سے ہمیں سید عنایت اللہ شاہ بخاری نے ان کے عقائد اور مقاصد سے آگاہ کیا ہے ہم نے اس تحریک سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ علامہ موصوف ایسے بد عقیدہ انسان ہیں تو ہم ان کی تحریک میں کبھی شامل نہ ہوتے۔

(المستفتی نمبر ۹۱۱ شیر محمد بی اے (گجرات پنجاب) ۱۱ صفر ۱۳۵۵ھ ۳ مئی ۱۹۳۶ء)

(جواب ۳۳۳) جو لوگ کہ مشرقی کے عقائد سے بے خبر تھے اور محض تحریک خاکساران میں اس کو ایک مفید تحریک سمجھ کر شریک ہو گئے تھے، وہ خدانخواستہ مرتد نہیں ہوئے۔ اور ان کے متعلق وہ فتویٰ عائد نہیں ہوتا جو مرتد کے متعلق ہے۔ میرا فتویٰ جو ۵ مارچ ۱۹۳۶ء کے الجمعیۃ میں شائع ہوا ہے۔ اس کو بغور ملاحظہ فرمانے سے یہ شبہ پیدا ہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس میں نمبر ۱ سے نمبر ۳ تک کے جواب تو ان اعمال و افعال سے متعلق ہیں جو سوال میں مذکور ہیں اور جواب نمبر ۴ جو خصوصی طور پر مشرقی سے متعلق ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ "مشرقی اور اس کی جماعت سے میل جول رکھنا خطرناک ہے۔" یعنی اس کو کفر اور ارتداد نہیں کہا گیا خطرناک بتایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص مشرقی یا اس کی جماعت سے میل جول رکھے، اس کے لئے یہ بات مشکل ہے کہ وہ صرف بیلچہ داری میں تو مشرقی کا متبع اور اس کے احکام کا فرمانبردار اور مشرقی کی بد عقیدگی کے اثرات سے محفوظ رہے۔ نمبر ۵ میں ارتداد کا حکم شرعی بتایا گیا ہے جو صحیح و ثابت ہے۔ لیکن اس میں یہ نہیں کہا گیا کہ مشرقی کی تحریک کے تمام شرکاء مرتد ہیں اور ان پر مرتد کے احکام جاری ہوں گے اور میں نے تو یہاں تک احتیاط برتی ہے کہ مشرقی کے خیالات و عقائد کو تو بے شبہ جمہور اہل اسلام اور اصول اسلام کے خلاف بتایا ہے مگر مشرقی کی ذاتی اور شخصی حیثیت سے اس کو مرتد اور ملحد نہیں کہا۔ میرا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے جو امور اسانید صحیحہ کے ذریعہ سے ثابت ہیں اور وہ سنن نبویہ کے درجے سے بھی آگے (یعنی فرض واجب تک) نہیں بڑھتے ان میں سے کسی ادنیٰ سے ادنیٰ عمل کا استخفاف واستہزا کفر ہے(۱)۔ اور تذکرہ میں کتنے ہی مقامات ایسے ہیں کہ سنن نبویہ صحیحہ ثابتہ کا استخفاف واستہزا ان میں آفتاب کی طرح روشن ہے اور ان مضامین کو پڑھنے والے کے دل میں سنت نبویہ کے خلاف ایک قسم کا توہین آمیز خیال پیدا ہونے کے سوا اور کوئی نتیجہ مرتب ہی نہیں ہو سکتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۳۳۴ جواب دیگر نمبر ۱۰۲۸) جو لوگ کہ عنایت اللہ مشرقی، صاحب تذکرہ کے ہم عقیدہ ہیں وہ گمراہ اور ضال و مضل ہیں۔ مشرقی کے عقائد تعلیمات اسلامی کے خلاف ہیں۔ ہاں جو لوگ مشرقی کے عقائد میں اس کے موافق نہ ہوں، صرف تحریک بیلچہ میں شریک ہوں ان کا حکم جداگانہ، ان کے عقائد کے موافق ہو گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

---

۱. "ویکفر ...... لاستخفا فہم بالشرع." (البحر الرائق، باب احکام المرتدین: ۱۳۲/۵ ط بیروت)

تحریک خاکساران میں شامل ہونے والے کا ایمان خطرے میں ہے۔

میں خاکسار تحریک میں شامل ہوں اور میرے خیال میں سپاہیانہ و مجاہدانہ زندگی ہی قرن اول کا صحیح اسلام ہے۔ اور میرے عقائد یہ ہیں کہ اللہ ایک ہے، قیامت برحق، جنت و دوزخ پر میرا ایمان ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ قرآن کریم آخری کتاب اللہ ہے اور پانچوں ارکان اسلام پر عمل کرنا میرا ایمان ہے۔ اور بندہ اہل سنت والجماعت کا ادنیٰ خادم ہے۔ باوجود ان عقائد کے یہاں پر میں ملازم ہوں، ان مالک کارخانہ کو تسلی نہیں اور فرماتے ہیں کہ تم مفتی صاحب کا فتویٰ لاؤ۔ کہیں تم کفر کے مرتکب یا خارج از اسلام تو نہیں ہوگئے ہو۔

(المستفتی نمبر ۱۳۹۴ سید لئن علی چشتی دہلی۔ ۱۷ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۱ مارچ ۱۹۳۷ء)

(جواب ۳۳۵) سپاہیانہ اور مجاہدانہ زندگی بے شک اچھی اور محبوب ہے مگر خاکساروں کی تحریک کے بانی یعنی مشرقی صاحب کی کتابوں اور رسالوں ٹریکٹوں میں اسلام کے اصولی عقائد و مسائل و فرائض و واجبات کے متعلق ایسی باتیں درج ہیں جو صریحاً اسلامی تعلیم کے خلاف ہیں۔ نماز کو روزے کو حج کو اور بہت سی صحیح سنتوں کو اس طرح ذکر کیا ہے کہ ان کی طرف سے نفرت و حقارت کے جذبات دلوں میں پیدا ہوں اور علمائے اسلام کو برا بھلا کہنا، جاہل بتانا، ان کے اعمال، نماز روزے کا مذاق اڑانا تو معمولی بات ہے۔ ان وجوہ پر مسلمانوں کو اس تحریک میں شریک ہونا، اگرچہ وہ مشرقی کے عقائد و خیالات سے اپنی بے تعلقی کا اظہار بھی کریں سخت خطرناک ہے۔ اور ایمان کی سلامتی کی امید نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

تحریک خاکساران کے متعلق حضرت مفتی اعظم کی رائے۔

(سوال) یہاں خاکسار تحریک شروع ہوگئی ہے۔ لوگ بڑی تندہی اور جانفشانی سے خدمت خلق میں مصروف ہیں۔ ہم لوگ آپ کے ان ارادتمندوں میں ہیں کہ بلا صلاح و مشورہ کے کام کرنا پسند نہیں کرتے۔ حالانکہ مولانا ظفر علی خان صاحب، مولانا اسلم جیراجپوری و مولانا سید سلیمان ندوی کے اعلانات خاکسار تحریک کی تائید میں آچکے ہیں۔ لیکن بہت سے لوگ آپ کے اعلان کے منتظر ہیں اور بڑی بے تابی سے چشم براہ ہیں کہ کب آنجناب کا اقراری یا انکاری ارشاد ہوتا ہے۔ آپ کی ذات گرامی سے قوی امید ہے کہ اس عریضہ کا ضرور خیال فرمائیں گے۔

(المستفتی نمبر ۱۳۹۸ حکیم محمود خان صاحب (برار) ۲۷ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۰ اپریل ۱۹۳۷ء)

(جواب ۳۳۶) خاکسار تحریک کے بانی عنایت اللہ خان مشرقی کے خیالات و عقائد سے لوگ واقف نہیں ہیں اور تحریک کی محض ظاہری سطح کو (کہ خدمت خلق اور مسلمانوں میں سپاہیانہ زندگی پیدا کرنا ہے) دیکھ کر اسے پسند کرتے اور شریک ہوجاتے ہیں۔ اس شخص کا مقصد ایک جدید فرقہ پیدا کرنا ہے اور اس کا واجب الاطاعت امیر خود بن کر مسلمانوں کو دہریت و الحاد کے رستہ پر لگا دینا ہے۔ مشرقی کی کتاب "تذکرہ" ان کے فلسفیانہ خیالات

اور ڈارون تھیوری کے عقیدہ کی آئینہ دار ہے۔ سب سے پہلے کام ان کا یہ ہے کہ مسلمانوں کو علمائے اسلام سے متنفر کریں۔ اس کے لئے ان کے مرکز اچھرہ سے ٹریکٹ شائع ہو رہے ہیں۔ وہ نماز، روزہ، حج وغیرہ کو ظاہری صورتوں میں عبادات کا درجہ اور فرائض قرار نہیں دیتے بلکہ کہتے ہیں کہ نماز کی روح اطاعت امیر ہے اور جب کوئی شخص اپنے نفس کو امیر کے حوالہ کردے اور اس کے حکم کی اطاعت کرنے لگے بس اس کی نماز کی روح حاصل ہو گئی اور اس میں وہ نماز ادا کرنے سے مستغنی ہو گیا۔

تحریک خاکساراں میں جہاں تک خدمت خلق اور سپاہیانہ اسپرٹ کا تعلق ہے وہ اچھی چیز ہے لیکن یہ ناممکن ہے کہ جو شخص اس تحریک میں شریک ہو وہ بانی تحریک کے خیالات وعقائد سے متاثر نہ ہو۔ قادیانی تحریک کی ابتداء بھی ایک خوش نما عنوان سے ہوئی تھی کہ مرزا غلام احمد قادیانی آریوں اور عیسائیوں کے گندے اور ناپاک حملوں سے ناموس رسالت کی حفاظت کرنے میں علمائے وقت سے پیش پیش ہیں اور ان کے رد میں تن من دھن سبھی کچھ قربان کر رہے ہیں۔ لیکن یہ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ آج یہ قادیانی فرقہ اسلام کے لئے اور مسلمانوں کی قومیت کے لئے سب سے زیادہ مہلک اور تباہ کن ہے اور اس کے بانی نے آہستہ آہستہ مسند نبوت پر نہ صرف اپنی جگہ نکالنے کی کوشش کی بلکہ اب تمام پیغمبروں پر ایمان لانا اور خود آنحضرت ﷺ پر ایمان لانا بھی ان کے نزدیک مومن ہونے کے لئے کافی نہیں ہے تاوقتیکہ مرزا غلام احمد پر ایمان نہ لائے نہ کسی کا ایمان معتبر ہے نہ عمل مفید۔ خاکساروں کی تحریک کو حقیقت شناس حضرات قادیانی تحریک سے زیادہ خطرناک سمجھتے ہیں۔ وہ مذہب کے نام سے شروع ہوئی تھی اور یہ خدمت خلق اور سپاہیانہ اسپرٹ کے نام سے شروع ہوئی ہے اور اس نے مذہبی طبقے کے خلاف اور علم برداران مذہب یعنی علماء کے خلاف جہاد شروع کر دیا ہے۔ یہ قرآن مجید کے نام سے ملاحدۂ یورپ کے عقائد پھیلا رہی ہے اور یہ انگریزوں کو خدا کے مخلص اور مقبول بندے ظاہر کر رہی ہے اور اسی طرح بہت سی خرافات پر مشتمل ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

تحریک خاکساراں کے عقائد مسلمانوں کے لئے خطرناک ہیں۔

(سوال) حضرت اقدس جناب قبلہ مفتی صاحب دام الطافکم۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ سوال کے بعد گرامی نامہ پہنچ کر باعث مسرت ہوا جو جناب کے دست مبارک کا تحریر کردہ معلوم ہوتا ہے۔ جناب کی اس بزرگانہ شفقت اور محبت کا دل سے شکر گذار ہوں اور شرمندہ ہوں کہ ایک عظیم الشان اور واجب التعظیم ہستی کو کیوں جواب لکھنے کی تکلیف دی۔

مجھ کو اس سوا سال کی مدت میں علمائے کرام کی جانب سے انتہائی مایوسی ہو گئی تھی اور میں نے سمجھ لیا تھا کہ واقعی ہمارے علماء کو قوم کا درد نہیں رہا اور جو ان کی تسلی تشفی کر سکیں۔ مدوجزر کی طرح جناب کے اس اقدام نے پھر امید کی ایک لہر جسم میں دوڑائی۔

خموشی نے بڑی مدت میں کھولی ہے زباں ان کی   چلا ہے رُکتے رُکتے درد دل سے پھر قلم ان کا

جناب والا آپ خود فیصلہ فرمالیں کہ جو شخص سوا سال پیشتر مفصل طور پر اپنے خیالات اور عقائد کا صاف صاف اظہار کر چکا ہو اور آپ سے تسلی و تشفی کا طالب ہو اور شریعت اسلامیہ کی روشنی میں سب کچھ معلوم کرنا چاہتا ہو اور بار بار جناب سے التجائیں اور یاد دہانی کرتا رہا ہو اور بے چین ہو کر آپ کے خیالات واحکام کی طرف ٹکٹکی لگائی دیکھتا ہو۔ پھر ایسے قابل رحم اور قابل توجہ شخص کو ایک عرصہ دراز کے بعد صرف یہ جواب دینا کہ ”مشرقی صاحب کے حالیہ اعلانات، ان کی تحریک کا مقصد سمجھنے کے لئے کافی ہیں“ کہاں تک تسلی بخش اور مفید ہو سکتے ہیں۔ جب کہ میں پورے طور پر تفصیل کا بھی طالب تھا۔ میں جناب کے قیمتی وقت کو ضائع اور عظیم الشان مشاغل میں سدراہ ہر گز نہیں بننا چاہتا، بلکہ اپنی ذاتی اور قوم کی مذہبی ابتری اور روز قیامت کے خوف سے مجبور ہو کر آپ کی جناب میں مؤدبانہ گذارش کر رہا ہوں۔ مسلم قوم کی ذلت اور تباہی ان آنکھوں سے دیکھی نہیں جاتی حتی کہ صبر و تامل اور شریعت اسلامیہ یعنی صراط مستقیم کو جانچنے اور پہچاننے میں جو بال کی کھال نکل رہی ہیں اس نے قوم اور افراد کو موت کے دروازے پر لا ڈالا ہے۔ صرف قضا و قدر کے حکم کی دیر ہے۔ پھر ایسی صورت اختلاف میں جو عام طور پر مسلم علماء میں جاری ہے۔ اگر آپ سے مفصل طور پر نہ معلوم کیا جائے تو صحیح راستہ پر پہنچنا دشوار ہے۔ میں جناب کا ادنی عقیدت مند ہونے کی حیثیت سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ تحریک خاکساران کے جو اعمال واقوال ہیں وہ اسلامی نقطہ نظر سے مسلمانوں کے دینی و دنیوی حالت پر کیا اثر ڈال رہے ہیں اور اس کی کیا کیفیت ہے تفصیلی طور پر تحریر فرمائیں تو عین بندہ نوازی ہو گی۔

المستفتی نمبر ۱۵۴۲ محمد اسماعیل خاں صاحب (نجیب آباد) ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۸ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۳۷) جناب مکرم دام فضلہم بعد سلام مسنون۔ جناب کا عنایت نامہ باعث ممنونیت ہوا۔ میں پہلے خط میں تاخیر جواب کی معذرت کر چکا تھا، اب مکرر آپ کے عتاب آمیز شکوے پر زحمت انتظار کی معافی کا طلبگار ہوں۔

میں نے رد و کد میں پڑنا کبھی پسند نہیں کیا۔ اپنے ناقص خیال کے موافق مسئلہ بتا دینا اور اظہار حق کر دینا ہی کافی سمجھتا ہوں۔ اس سے زیادہ کی فرصت بھی نہیں ہے اور رد و کد کچھ مفید بھی ثابت نہیں ہوئی۔ جناب نے پہلی تحریر میرے جس جواب کو پڑھ کر اور اس سے متاثر ہو کر لکھی تھی، میں اظہار حق کے لئے اس کو کافی سمجھتا ہوں اسی کو مجملاً پھر لکھے دیتا ہوں۔ اگر جناب غور فرمائیں گے تو اس میں تسلی و تسکین پائیں گے۔

مشرقی صاحب کی کتاب تذکرہ میں نے پڑھی ہے۔ اور ان کی دوسری تحریریں بھی پڑھی ہیں۔ ان کی تحریرات میں بہت سی باتیں صحیح اور اچھی ہیں۔ ان کی یہ شکایت بھی بجا ہے کہ مسلمانوں نے عبادات نماز، روزہ و حج وغیرہ کی صورتیں تو خوب مضبوطی سے پکڑ رکھی ہیں مگر ان عبادتوں کی روح باقی نہیں ہے۔ اکثر مسلمانوں کی رسمی عبادات کے متعلق یہ خیال ایک حد تک صحیح نہیں ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ان کا یہ خیال جو ان کی تحریرات سے صاف طور پر ہر پڑھنے والے کے دل میں گھر کر جاتا ہے کہ نماز کی روح اطاعت امیر ہے۔ اور اطاعت امیر مضبوطی سے اپنا شعار بنالی جائے تو پھر نماز پڑھنے کی حاجت نہیں رہتی۔ اور ایک ایسا شخص جو اپنے

امیر کی پوری اطاعت کرتا ہے، ایسے شخص سے بہتر ہے جو رسمی نماز تو ادا کرتا ہے لیکن امیر کے احکام کو بلا چوں وچرا عمل میں نہیں لاتا۔ نہ صرف غلط ہے بلکہ گمراہ کن اور شریعت کو پلٹ دینے والا ہے۔ ان کی کتابوں میں بیسیوں سنتوں کا، جو صحیح سندوں سے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول و متوارث ہیں ایسے طور پر مذاق اڑایا گیا ہے اور استہزا کیا گیا ہے کہ ایک ایماندار خشیۃ خداوندی رکھنے والے کا دل لرز جاتا ہے۔ اگرچہ وہ ان سب باتوں کی تاویل کرتے ہیں، وہ تاویل اہل علم کے خیال میں بھی ان کی کتاب پڑھتے وقت مشکل ہی آسکتی ہے۔ عام لوگ تو سمجھانے سے بھی اس تاویل کو نہیں سمجھ سکتے۔ ان کے قلوب واذہان پر ان کی کتابوں کا براہ راست جو اثر ہوتا ہے وہ یہ کہ نماز وروزہ سب رسمی عبادتیں اور بے جان صورتیں ہیں۔ اور بہت سی سنن و مستحبات کو نہ صرف فضول بلکہ خلاف تہذیب اور قابل نفرت امور سمجھنے لگے ہیں۔ اور اسی مرحلے پر وہ ایمان کھو بیٹھتے ہیں۔ میں نے ان کی کتابوں کو پڑھ کر ابتدا ہی میں سمجھ لیا تھا کہ یہ تحریک مرزا قادیانی کی تحریک سے زیادہ خطرناک اور مسلمانوں کے ایمان کے لئے تباہ کن ہے۔ وہ تو مجددیت اور مسیحیت اور بالآخر دعویٰ نبوت تک پہنچا جس کے لئے اس کو خدا اور رسول کے ساتھ ایمان اور احترام رکھنے کی تلقین لازم تھی لیکن مشرقی صاحب نے جو بنیاد ڈالی تھی وہ خدا اور رسول اور ایمان واسلام سب کی بیخ کنی کر کے سیدھی دہریت والحاد کیطرف لے جانے والی تھی۔ ان کی کتابیں پڑھ کر نہ خدا کی وقعت دل میں رہ سکتی ہے نہ رسول کی۔ صرف دنیا میں عمل اور عمل بھی مادی اور مادیات سے متعلق انسان کے لئے انتہائی معراج ترقی ہے۔ لیکن انہوں نے اس خیال کو مذہب کے پردے میں بیان کیا اور نصوص قرآنیہ کو توڑ مروڑ کر الحاد وزندقہ کی دلیلوں کے مواقع پر استعمال کیا۔

اور بالآخر تو انہوں نے اعلان کر ہی دیا کہ امیر کا (یعنی خود ان کا) ہر امر واجب الاطاعۃ ہے۔ بلکہ ان کے ماتحت امرا کا حکم بھی علی الاطلاق واجب الاطاعۃ۔ خواہ وہ قرآن کی صریح آیات کے خلاف ہی کیوں نہ ہو ان کے اس اقدام سے مسلمانوں کے لئے ان کی تحریک کی حقیقت سمجھنے کا راستہ صاف ہو گیا ہے کہ وہ شریعت الہیہ کے بالمقابل ایک نئی شریعت ایک نیا مشرقی دین قائم کر کے مسلمانوں کو حجاز مقدس سے پھیر کر اچھرا شریف کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ اور یہ ایک ایسا فتنہ ہے جو قادیانی فتنہ سے بدرجہا زیادہ خوفناک ہے۔ رہی بیلچہ برداری اور سپاہیانہ اسپرٹ تو وہ اگر ایمان کی سلامتی کے ساتھ ہوتی تو چشم ما روشن دل ماشاد لیکن اگر اس پردے میں متاع ایمان پر ڈاکہ ڈالنا مد نظر ہو تو اس کی شرکت سے زیادہ بد نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

تحریک خاکساران پر مختصر تبصرہ۔

(سوال) (۱) تحریک خاکساران کے متعلق آپ کی شرعی رائے کیا ہے؟ (۲) اس تحریک کے بانی کے متعلق جو کفر والحاد منسوب کیا جاتا ہے وہ کہاں تک درست ہے۔ کیا جناب والا نے اس تحریک اور بانی تحریک کی تصنیفات کا مطالعہ فرمایا ہے۔ اگر فرمایا ہے تو ہماری رہنمائی فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۱۶۲۳ ملک محمد امین صاحب (جالندھر) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۳۸)(۱، ۲) تحریک خاکساران بظاہر خوشنما اور مفید ہے۔ لیکن اس کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی ایک بڑا فتنہ ہے۔ بہت سے اسلامی عقائد و اعمال حتی کہ فرائض قطعیہ سے انکار و استخفاف اس کا لازمی نتیجہ ہے۔ مشرقی کے عقائد تذکرہ اور ان کی دوسری تالیفات میں واضح طور سے موجود ہیں۔ ان کا یقینی نتیجہ ملحدان یورپ کی تحسین و تصویب اور علمائے اسلام کی تقبیح و توہین ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) تحریک خاکسار غیر اسلامی تحریک ہے اس میں شامل ہونا جائز نہیں .

(۲) اس تحریک کی مدد اور تعریف کرنا بھی ناجائز ہے .

(سوال) کئی سال سے ہندوستان میں امرتسر کے ایک شخص عنایت اللہ خاں نامی نے جس کا تخلص مشرقی ہے۔ اور جس کا موجودہ قیام گاہ لاہور ہے ایک تحریک جاری کی ہے جو تحریک خاکساران کے نام سے مشہور ہے۔ مشرقی مذکور اس تحریک میں شامل ہونے والے خاکساران کا امیر ہے وہ کہتا ہے کہ (۱) امیر کے ہر حکم کی تعمیل معروف و منکر کی شرط کے بغیر ہر ایک خاکسار کو بلا چون و چرا کرنی چاہئے (اخبار الاصلاح)۔ (۲) وہ کہتا ہے کہ ابتدائے آفرینش سے آج تک یہ قطعی فیصلہ نہ ہو سکا کہ کون سا مذہب سچا ہے۔ کون سا شارع کائنات کی منشاء کے عین مطابق ہے۔ پھر کہتا ہے کہ نہ اعتقادی بت پرستی کوئی بت پرستی ہے نہ قولی خدا پرستی کو عبودیت کہہ سکتے ہیں۔ یہ بھی کہتا ہے کہ اسلام میں عمل کے سوا کسی عقیدہ کی ضرورت نہیں۔ (تذکرہ دیباچہ)۔ (۳) مشرقی کہتا ہے کہ سو برس سے مولویوں کا مذہب غلط ہے۔ دوسری جگہ کہتا ہے کہ تین سو برس سے مولویوں کا مذہب غلط ہے۔ پھر ایک جگہ کہتا ہے کہ مولویوں کے بنائے ہوئے اسلام کا قرآن مجید میں ایک لفظ یا ایک حرف بھی نہیں۔ پھر ایک جگہ کہتا ہے کہ خاکسار تحریک اس لئے جاری کی گئی ہے کہ مولویوں کے بنائے ہوئے اسلام کو غلط ثابت کرے وغیرہ (الاصلاح اخبار کے مختلف پرچے)۔ (۴) مشرقی کہتا ہے کہ کلمہ شہادت، نماز روزہ حج زکوٰۃ پر اسلام کی بنیاد ہرگز نہیں (تذکرہ حصہ عربی ص ۵۶)۔ (۵) مشرقی رمضان کے روزوں کی فضیلت و فرضیت کو من گھڑت باتیں دروغ بافی اور فاقہ مستی کے نام سے یاد کرتا ہے اور تیرہ سو برس تک کے مسلمانوں کے روزوں کا تمسخر اڑاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ پچھلے کئی سو برس کی نمازیں اور روزے سب اکارت ہیں۔ ان سے جنت تو کیا دوزخ کا بہترین گوشہ بھی نہیں مل سکتا۔ (الاصلاح ۱۵ اپریل ۳۵ء)

(۶) مشرقی نے اپنے اخبار الاصلاح ماہ جولائی ۳۷ء کے کسی نمبر میں اپنے کسی معتقد کا یہ اعلان کہ مشرقی مجدد دین اسلام اور مامور من اللہ ہے شائع کیا اور اس طرح اپنے مامور من اللہ اور مجدد ہونے کے دعویٰ کی بنیاد رکھ دی ہے۔ کیونکہ اس نے خود اس کو شائع کیا اور اس میں کوئی ترمیم نہیں کی۔

(۷) مشرقی کہتا ہے کہ انگریز نصرانی جن کو دنیوی ساز و سامان حاصل ہیں درحقیقت یہی عبادی الصالحون کے مصداق ہیں اور انگریز خدا کے صالح بندے ہیں۔ مسلمان کہلانے والوں میں تو اسلام کچھ بھی نہیں۔ ہاں نصرانی انگریز حقیقی مسلمان ہیں۔ انگریز ہی خلیفۃ اللہ فی الارض ہیں اور اکثر فرشتے اس قوم کے

سامنے سجدہ کرتے ہیں۔ (تذکرہ حصہ عربی)

(۸) مشرقی کہتا ہے کہ لحم خنزیر کو حرام سمجھنا فی الحقیقت انسان کی معاشرتی و دنیاوی زندگی کی اصلاح کا ایک منظر ہے اس کو حتماً روحانیت سے کوئی تعلق نہیں (تذکرہ مقدمہ) اس طرح مشرقی انگریزوں کی خنزیر خوری کو حقیقت دکھا کر ان کی روحانیت کو گویا محفوظ دکھانا چاہتا ہے۔

(۹) مشرقی نے الاصلاح کے قول فیصل نمبر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مال غنیمت کی چادروں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عمر پر اعتراض کرنے والے صحابی کی نسبت (جو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے) لکھا ہے کہ وہ بدبخت جہنمی خود چور ہوگا (نعوذباللہ، نعوذباللہ، نعوذباللہ)

(۱۰) مشرقی نے ابتداءً اپنی تحریک خاکساران کی بنیاد صرف خدمت خلق اور فوجی قواعد دو چیزوں پر ظاہر کی اور مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو دنیوی حکومت و سلطنت مل جائے گی۔ یہ بھی اعلان کیا کہ اس تحریک میں کسی کے مذہبی عقائد سے کوئی بحث نہیں حتیٰ کہ ہندو، عیسائی، یہودی، پارسی وغیرہ کے لئے بھی اس میں شرکت کا موقع ہے۔ مذکورہ دونوں کاموں کو اچھا کام سمجھ کر مسلمان اس تحریک میں شامل ہونا شروع ہوئے۔ اس لئے کہ مشرقی کی پہلے لکھی ہوئی کتاب تذکرہ سے لوگوں کو عام طور پر کوئی واقفیت نہیں تھی۔ مشرقی نے تحریک خاکساران کی تبلیغ کے لئے اخبار الاصلاح جاری کیا اور نہایت چالاکی اور ہوشیاری کے ساتھ الاصلاح کے ذریعہ بتدریج لوگوں کے خیالات و عقائد پر اثر ڈالا اور تذکرہ کی اشاعت بھی ہونے لگی۔ اب یہاں تک نوبت پہنچی کہ وہ مختار ناطق، امیر اور مذہبی پیشوا بن گیا۔ اور مامور من اللہ اور مجدد وقت بننے کی تیاری کر رہی دی۔ اور اپنی جماعت کے لوگوں سے خونی معاہدے بھی لے رہا ہے اور اپنے جانبازوں اور فدائیوں کی ایک جماعت بنا رہا ہے۔ اس مذکورہ تفصیل کے علاوہ ہندوستان کے علمائے کرام کو اس تحریک کے متعلق اپنے اپنے ذرائع واقفیت کے موافق اور بھی صحیح باتیں ممکن ہے کہ معلوم ہوں۔ بہر حال دریافت طلب امور یہ ہیں :۔

(۱) مسلمانوں کو خاکسار تحریک میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں؟ یہ تحریک اسلامی ہے یا غیر اسلامی ؟

(۲) جو لوگ تحریک میں شامل ہیں ان کو از روئے احکام شرع اب کیا کرنا چاہئے ؟

(۳) جن لوگوں کو اس تحریک میں شامل رہنے اور مشرقی کی بد عقیدگیوں کا علم ہو جانے کے بعد بھی اس تحریک کی اشاعت و حمایت پر اصرار ہے ان کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۴) اس جماعت کے اعمال میں فوجی کیمپ مصنوعی جنگ فوجی مارچ جلسے وغیرہ بھی شامل ہیں۔ مسلمانوں کو ان کے کیمپ اور مصنوعی جنگ کا تماشہ دیکھنے اور ان کے جلسوں میں شریک ہونے اور ان کی تقریر سننے کے لئے جانا چاہئے یا نہیں۔ ان کے جلسے اور تقریروں کے سننے اور ان کی نمائشی چیزوں کا تماشہ دیکھنے سے مسلمانوں کو روکنا اور باز رکھنا ضروری اور ثواب کا کام ہے یا گناہ ؟

(۵) اس تحریک اور اس جماعت کی ہمت افزائی اور امداد کرنا یا مدح اور ستائش کرنا، ان کے جلسوں اور کیمپوں کے سامان بہم پہنچانا جائز ہے یا ناجائز۔ نیز اور جو احکام اس تحریک کے معاملے میں مناسب اور ضروری ہوں ان سے آگاہی بخشی جائے۔

المستفتی نمبر ۱۶۷۵ محمد ایوب خاں (نجیب آباد) ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۳۹) (۱) مسلمانوں کو اس تحریک میں شامل نہیں ہونا چاہئے اور اگر محرک اس تحریک میں شامل ہونے والوں کے لئے اسلام کی شرط نہیں کرتا، ہندوؤں عیسائیوں یہودیوں وغیرہم کے لئے بھی صلائے عام ہے تو تحریک کا اسلامی نہ ہونا ظاہر ہے۔

(۲) ان لوگوں کو جو ناواقفیت سے شریک ہو گئے تھے فوراً علیحدگی اختیار کر لینا چاہئے۔(۱)

(۳) یہ لوگ خود بھی غلطی میں مبتلا ہیں اور دوسروں کو بھی مبتلا کرنا چاہتے ہیں اور اگر مشرقی کے عقائد میں بھی شریک ہیں تو زوال ایمان کا بھی خطرہ ہے۔(۲)

(۴) ان کے اعمال کی تحسین اور بغرض تماشہ ان کے مجامع میں جانا بھی خطرناک ہے۔

(۵) اس جماعت کی ہمت افزائی اور اعانت اور مدح و ستائش کرنا باطل کی ہمت افزائی اور اعانت اور ناحق کی مدح و ستائش ہے۔(۳) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی**

(۱) تحریک خاکسار میں شرکت جائز نہیں .
(۲) اس تحریک کا رکن بننے والے کی امامت درست نہیں .

(سوال) (۱) بہرائچ میں کچھ دنوں سے عنایت اللہ مشرقی کی جماعت خاکسار قائم ہوئی ہے۔ جو کتاب تذکرہ کی اشاعت کرتی ہے۔ علماء کو برا بھلا کہتی ہے اور عنایت اللہ کو امیر مطلق مانتی ہے۔ کیا اس تحریک میں حصہ لینا جائز ہے یا نہیں ؟ (۲) تذکرہ کے مضامین میں الحاد و کفر ہے یا نہیں ؟ (۳) جو مولوی صاحب عنایت اللہ کے خیالات سے واقف ہوتے ہوئے اس تحریک میں حصہ لیں اور اس کے ممبر بنیں ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۰۱۹ احمد شاہ (بہرائچ) ۱۰ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵ نومبر ۱۹۳۷ء

اسلامی حدود میں رہتے ہوئے جہاد کی ٹریننگ سیکھنا ضروری ہے .

(سوال) (۱) ہر گاہ مواقعات تاریخ اسلام و قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے مطالعہ حیات سے یہ پایا جاتا ہے کہ آغاز اسلام میں "عسکریت" بالفاظ دیگر تنظیم و عمل جہاد مسلمانوں کے تمدن و حیات ملی کا ایک اہم جزر ہی ہے اور تابزماں کہ فدایان اسلام میں ایثار فنافی الملت روح جہاد اطاعتِ امیر اخوت جو عسکریت اور قومیت کے اعضائے رئیسہ ہیں اور اخلاص کے زرین اصول قائم رہے اور جب تک تبلیغ اسلام اور ترویج واشاعت

---

۱. "فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین" (الانعام: ٦٨)
۲. "والرضا بالکفر کفر." (قاضی خان علی ہامش الہندیة ،باب مایکون کفراً من المسلم وما لایکون : ٣/٥٧٣ ط کوئٹہ)
۳. "ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان" (المائدة: ٢)

قوانین الٰہیہ اور اپنی قومی زندگی کو بر قرار رکھنے کے لئے کتب علیکم القتال ان کے پیش نظر رہا، صحیح معنوں میں کنتم خیر امۃ رہے اور ربع مسکون کے خطے خطے میں اللہ اکبر کی پر جوش صداؤں سے فضاء عالم گونج اٹھی۔ مگر جب ان خصائص سے یکسر خالی ہوگئے **وتجاهد وافی سبیل الله** سے عملاً روگردانی کی یکرنگی واخوت کی بجائے لا تعداد فرقوں میں منقسم ہوگئے تو ایسے قعر مذلت میں گرے کہ عرصہ حیات تنگ ہو گیا۔ مظلموں کی داد دیتے دیتے خود مظلوم بن گئے۔ غریبوں بیکسوں محتاجوں کی خبر گیری کرنے والے، غلامی کا نام و نشان مٹا کر غلاموں کو برابر کرنے والے خود غلام ہو کر رہ گئے۔ دنیا سے جہالت وبربریت کو مٹانے والے خود دوسروں کی بربریت کا شکار ہو گئے۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

فی الجملہ جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے، اظہر ہے۔ قاعدہ ہے کہ اکثر زمانہ خود ٹھوکریں مار مار کر بیدار کرتا ہے اغیار کی روز روز کی یلغاریں بہانگ دہل کہہ رہی ہیں کہ اگر مسلمان کم از کم اپنا تحفظ اور قوانین شریعت کی عملاً ترویج چاہتے ہیں تو انہیں پھر سے مجاہد بننا چاہئے۔ مگر فی زمانہ سنین ماضیہ کا طریق جنگ بیکار اور عبث خیال کیا جاتا ہے۔ اس وقت مادی طاقتیں جس چیز سے مرعوب ہوتی ہیں اور موجودہ تہذیب و تمدن کے ماحول میں قومی وقار کے لئے جو چیز مابہ الامتیاز خیال کی جاتی ہے وہ مروجہ اصول عسکریت ہیں جن میں قابل ذکر قوعد یک رنگی جن کے لئے معروف انگریزی الفاظ بالترتیب پریڈ و یونیفارم استعمال ہوتے ہیں اور توپ تفنگ وغیرہ ہیں۔ جس قوم میں اس کا رواج نہیں دنیاوی طاقتوں کے نزدیک اسے اب اس دنیا میں رہنے کا حق نہیں۔ چنانچہ اکثر جگہ اس نظریہ پر عمل ہو رہا ہے۔ بناء علیہ اگر کوئی اسلامی انجمن عقائد اسلامی کی حد میں رہ کر تحفظ اسلام کی خاطر مسلمانوں میں عسکریت کی تبلیغ کرے۔ لباس میں سادگی و یکرنگی پیدا کرے۔ مسلمانوں کو استعمال اسلحہ اور دیگر ضروریات سے واقف کرے تنظیم واخوت کا سبق دے اسوۂ حسنہ رسول اللہ صلعم پر عمل کرائے صوم وصلوٰۃ کی پابندی کرے اور اس کے ساتھ بالالتزام پریڈ کا عمل بھی کرائے تو اس کی یہ حرکت شرعاً کیسا ہے اور کیا مسلمانوں کو اس سے اتحاد کرنا چاہئے۔

المستفتی نمبر ۲۴۳۱ محمد آفاق صاحب (پٹیالہ) ۸ ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ مطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ٣٤١) اسلامی عقائد واعمال کی صحیح صحیح اتباع و تعمیل کے ساتھ عسکریت نہایت ضروری اور بہتر اور مفید ہے۔ مگر واضح رہے کہ اگر سائل کا مقصد جماعت خاکساران کی عسکریت میں داخل ہونے سے ہے تو افسوس کے ساتھ یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ اس جماعت کے قائد اعظم مشرقی صاحب کے عقائد اسلامی عقائد سے منحرف ہیں۔ ان کی کتابیں اسلامی عقائد کے خلاف اور بزرگان سلف کے خلاف مضامین سے بھری پڑی ہیں۔ ان کی عسکریت مسلمانوں کے خلاف کام لینے کے لئے بنی ہے۔ انگریزوں کی اطاعت اور خدمت ان کا منتہائے مقصد ہے۔ اس لئے ان کی جماعت میں داخل ہونا اسلام کے لئے مفید نہیں بلکہ عقائد اسلامیہ کے لئے مضر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) علامہ مشرقی کے عقائد سے بیزاری کا اعلان کرنے والے خاکساران مسلمان ہیں یا نہیں؟

(۲) خاکسار تحریک کا معاون بننا جائز ہے.

(سوال) ہم خاکسار اشہدان لاالہ الا اللہ واشہدان محمداعبدہ ورسولہ (خلاصہ ترجمہ) سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ ایمان مفصل امنت باللہ و ملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر و القدرخیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت (ایمان مجمل) اٰمنت باللہ کما ھو باسمائہ وصفاتہ وقبلت جمیع احکامہ اقرار باللسان و تصدیق بالقلب (خلاصہ ترجمہ) ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کے دن اور تقدیر خیر وشر من اللہ اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر نیز اللہ تعالیٰ کے اسموں اور صفتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور خدائے تعالیٰ کے تمام احکام کو قبول کرتے ہیں۔ ان عقائد کا اقرار زبان کے ساتھ اور دل سے بھی ان کو سچا سمجھتے ہیں۔ نیز ہم اسلام کے پانچ ارکان کلمہ شہادت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کو بنائے اسلام سمجھتے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو خدائے تعالیٰ کا آخری پیغمبر سمجھتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ ان کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیز ہم خاکساروں کے عقائد کو علامہ عنایت اللہ خان المشرقی بانی خاکسار تحریک کی کتاب تذکرہ سے کوئی تعلق نہیں۔ ہمارا دستور العمل مسائل اصول و فروع میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ ہم خاکسار خدائے تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے سپاہی ہیں اور قرون اولیٰ کے مجاہدین کے طریقہ پر تنظیم کے ساتھ خدمت خلق اور غلبہ اسلام کے خواہش مند اور اسی طریق پر زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ تو کیا ان عقائد کے رکھنے والے خاکساران مسلمان ہیں۔ یا اسلام سے خارج؟ اگر مسلمان ہیں تو جو انہیں کافر کہیں وہ گنہگار ہوں گے یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۲۴۹۷ سید مبارک علی صاحب (فیروز پور شہر) ۳۰ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۱ مئی ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۴۲) جو خاکسار کہ عنایت اللہ خان مشرقی کے عقائد میں ان سے متفق نہ ہوں اور ان کے ملحدانہ عقائد سے بیزار ہوں اور ضروریات اسلامیہ کے قائل ہوں وہ اس جہت سے اسلام سے خارج نہ ہوں گے لیکن ایک ملحد کی دینی اور دنیوی امور میں غیر مشروط اطاعت جو خاکسار تحریک کا اصل اصول ہے ان کے لئے جائز نہیں (۱) اور خاکسار تحریک گو بظاہر عسکری تنظیم معلوم ہوتی ہے مگر علمائے اسلام اور سلف صالحین کی تجہیل اور تضلیل اس کے خمیر میں داخل ہے۔ اس لئے اس تحریک میں شریک ہونے والے تحریک کے بنیادی اصول سے علیحدہ نہیں ہو سکتے۔ یہ تحریک اسلامی نقطہ نظر سے بہت خطرناک اور روح اسلام کے لئے تباہ کن اور مہلک ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

۱۔ ”ولا تعاونو اعلی الاثم والعدوان“ (المائدہ: ۲)

علامہ مشرقی مرتد ہے۔

عنایت اللہ خاں المعروف علامہ مشرقی بانی تحریک خاکسار کے خیالات بذریعہ "تذکرہ" اور اشارات وغیرہ عیاں ہو چکے ہیں اور ان کے متعلق جو کچھ مولویوں کے طبقے میں اضطراب ہے وہ بھی جناب پر روشن ہو چکا ہوگا۔ لہذا علامہ مشرقی کے متعلق جناب کا کیا خیال ہے۔ وہ کافر ہے یا مسلم۔ اگر کافر ہے تو جناب کے یہاں ان کے کفر کے متعلق سب سے بڑا ثبوت کیا ہے۔

مجھے ایسے فتویٰ کی ضرورت ہے جس پر مولانا محمد کفایت اللہ صاحب کی تصدیق ہو۔

المستفتی نمبر ۲۵۳۷ مولوی غلام محمد صاحب (ضلع ملتان) ۶ رجب ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۳ اگست ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۴۳) بانی تحریک خاکساران یعنی مشرقی کے عقائد جو اس کی کتاب تذکرہ اور اشارات وغیرہ سے ثابت ہیں جمہور امت محمدیہ کے اجماعی عقیدوں کے خلاف ہیں۔ وہ صرف عمل اور مادی ترقی کو اصل ایمان کہتے ہیں۔ نماز روزے حج کی یہ صورتیں ان کے نزدیک فضول ہیں۔ نماز ان کے نزدیک اطاعت امیر کا نام ہے۔ وہ ڈارون تھیوری کے قائل ہیں۔ وہ تمام نصاریٰ کو جنتی اور پکا مومن قرار دیتے ہیں۔ ان وجوہات سے مشرقی اور ان کے تمام معتقد جو ان کے عقائد کو حق سمجھتے ہیں، سب دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔(۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

تحریک خاکسار کے مقتولین کو شہید سمجھنا۔

(سوال) ایک شخص مرتد ہے جس کے عقائد باطلہ کی وجہ سے روئے زمین کے علمائے حقہ نے اس کے ارتداد کا متفقہ فتویٰ صادر فرما کر شائع کر دیا ہے یعنی عنایت اللہ مشرقی۔ اب سوال یہ ہے کہ جو شخص اس مرتد کو مسلمان تصور کرے آیا یہ شخص عند الشرع کیسا ہے؟ مسلمان یا مرتد اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو لوگ مشرقی کی تنظیم میں شامل ہیں۔ بیلچہ اٹھائے پھرتے ہیں وہ مشرقی کو مسلمان سمجھتے ہیں اور وہ لوگ علوم دینی سے جاہل ہونے کی وجہ سے اس کے ہر حکم پر جان دینے کو تیار ہیں خواہ وہ حکم جائز ہو یا ناجائز۔ جیسا کہ لاہور میں ہوا کہ جب کہ مشرقی نے حکومت وقت کے ساتھ تشدد کا حکم دے دیا جس کی وجہ سے بہت سے خاکساروں نے اپنی جانیں دے دیں۔ آیا یہ لوگ شہید کہلانے کے مستحق ہیں یا کیا؟ دوسری شق ممکن ہے کہ کوئی شخص اس کو مسلمان نہیں سمجھتا مگر تنظیم بیلچہ میں شامل ہے اور اس کے ہر حکم کی اطاعت کرنے کو اور جان دینے کو ہر وقت تیار ہے۔ اور اطاعت بھی مرتد کی بغیر تنخواہ کے۔ یہ شخص اس کے تشددانہ حکم کی تعمیل میں مارا جائے تو شہید ہوگا یا نہیں؟ تیسری شق یہ ہے کہ جو خاکسار مشرقی کے معتقد اس کے متشددانہ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان مقتولوں کو جو شخص شہید تصور کرتا ہو۔ زبان سے اعلان کرے کہ یہ لوگ شہید ہیں اور ان کی اور ان کے ورثاء کی امداد کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے، وہ شخص کیسا ہے۔ شریعت ایسے شخص کے متعلق کیا حکم

۱۔"من اعتقدان الایمان والکفر واحد کفر۔" (جامع الفصولین، الفصل الثامن والثلاثون فی مسائل کلمات الکفر: ۲ / ۲۹۶ ط اسلامی کتب خانہ کراچی)

دیتی ہے۔ یہاں لدھیانہ میں بازاروں میں دکانوں پر دن رات یہ جھگڑا ہوتا رہتا ہے۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ اگر علمائے کرام ان لوگوں کی شہادت کا فتویٰ دے دیں تو ہم بھی علامہ مشرقی کی تحریک میں شامل ہو کر شہادت حاصل کریں۔

المستفتی نمبر ۲۶۱۱ محمد عیسیٰ دکاندار (لدھیانہ) ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق یکم جون ۱۹۴۰ء

(جواب ۳٤٤) مشرقی کے عقائد اور خیالات اسلامی اصول اور الٰہی تعلیم کے خلاف ہیں اور ان عقائد کی بنا پر مشرقی کو علماء اسلام نے خارج از اسلام قرار دیا ہے۔ لیکن مشرقی کی تحریک خاکساری اور فوجی تنظیم میں جتنے مسلمان شریک ہوگئے ہیں وہ سب مشرقی کے عقائد سے واقف نہیں ہیں۔ وہ صرف تنظیم کی ظاہری صورت سے دھوکا کھا کر شریک ہو گئے ہیں۔ اس لئے اگرچہ ان کی شرکت ایک خطرناک امر ہے، مگر ان سب کو مرتد کہنا مشکل ہے۔ وہ غلط کار ضرور ہیں اور ان کے ایمان خطرے میں ہیں۔ لیکن ارتداد کا قطعی حکم ان پر لگا دینا درست نہیں۔

لاہور کے واقعہ میں جن خاکساروں نے تشدد کیا (اگر یہ صحیح ہو کہ انہوں نے تشدد کیا) انہوں نے غلطی کی اور بہت بڑی غلطی کی جس کی شرعی ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے لیکن جس قدر خاکسار مرے یا زخمی ہوئے ان سب نے تو یقیناً تشدد نہیں کیا تھا اور وہ قتل کے مستحق نہ تھے۔ پھر اگر فائرنگ بلا ضرورت کیا گیا اور اس میں بہت سے ایسے لوگ مر گئے جو مجرم نہ تھے اور قتل کے مستحق نہ تھے وہ مظلوم مرے اور مظلوم مقتول شہید ہوتا ہے۔(۱) اس لئے لاہور کے ۱۹ مارچ کے واقعہ کے مقتولین پر عام طور سے حرام موت مرنے کا حکم لگانا درست نہیں۔ جس طرح عام طور پر تمام مقتولین کو شہید بتانا بھی اس لئے صحیح نہیں کہ اگر کوئی شخص تشدد کی ابتداء کر کے اس کے جواب میں مارا گیا ہو تو وہ شہید نہیں۔ تاہم یہ بات عوام کے لئے ناممکن ہے کہ وہ شخصی طور پر کسی مقتول کو شہید اور کسی کو حرام موت کا مقتول قرار دیں اس لئے ان کے لئے یہی بہتر ہے کہ اس قصے میں نہ پڑیں اور جب تک سچی بے لاگ تحقیقات سے یہ امر ثابت نہ ہو جائے کہ آیا خاکساروں نے تشدد کی ابتدا کی تھی اور وہ تمام اس قتل وخون کے ذمہ دار ہیں یا نہیں اس معاملہ میں گفتگو نہ کی جائے اور ان کا معاملہ خدا کے سپرد کیا جائے۔ جو شخص کہ بغیر استحقاق قتل کے مظلوم مرا ہے وہ شہید ہے اور جس نے تشدد کی ابتدا کی اور اس کے جواب میں مارا گیا اس کو شہید کہنا مشکل ہے۔ یہ بات بھی مشکل ہے کہ ان مقتولین میں کتنے مشرقی کے ہم عقیدہ تھے اور کتنے محض فوجی تنظیم کے خوشنما پھندے میں پھنس کر شریک ہو گئے تھے۔ اس کا علم بھی ہمیں نہیں ہو سکتا۔ اس لئے سب پر ایک ہی حکم جاری نہیں کرنا چاہئے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) علامہ مشرقی اور اس کے مددگاروں کی مذہبی امداد حرام ہے.

(۲) مشرقی کے مذہبی عقائد کی حمایت کرنے والے اخبار کو اسلامی ترجمان سمجھنا.

ا۔ "الشہید ...... او قتلہ ...... ظلماً" (کنز الدقائق ،باب الشہید : ۱/ ۶۸ ط محمد سعید اینڈ سنز)

(۳) مشرقی اور اس کے رضاکاروں کے ساتھ اتحاد عمل کرنے کا حکم

(سوال) مسٹر عنایت اللہ مشرقی جو لندن کے پولیٹیکل اسکول کے تعلیم یافتہ اور تحریک خاکساران کے بانی ہیں اور جنہوں نے تذکرہ نامی ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ جس میں انہوں نے جابجا احکام کفر کا فتویٰ دیا۔ مگر انہوں نے علماء کے فتویٰ کی کوئی پروانہ کی اور تاہنوز تمام عبارت تذکرہ بدستور باقی ہے۔ یہ شخص ۱۳ ر اکتوبر ۱۹۴۵ء کے خاکساروں کے جلسہ عام (اردو باغ) میں بزور طاقت عام مسلمانوں سے اس تذکرہ پر عمل کا اعلام کرتا ہے۔ اب سوالات یہ ہیں :-

(۱) جس شخص پر جس کتاب کی تصنیف کے باعث کفر کا فتویٰ عائد کیا گیا ہو اور وہ مجمع عام میں طاقت کے ساتھ تمام مسلمانوں سے اسی کفریہ تذکرہ پر عمل کرانے کا اعلان کرتا ہے تو کیا ایسے شخص کی اعانت میں مضامین شائع کرنا اور اس کے مددگاروں حامیوں اور اس کے رضاکاروں یعنی خاکساروں کی ہمدردی و اعانت کرنا جائز ہے ؟ (۲) جو اخبار مشرقی کی کفریہ عبارت سے توبہ کئے بغیر اس کی اور اس کے گروہ خاکساروں کی حمایت کریں کیا ان اخباروں کو اسلامی ترجمان سمجھا جاسکتا ہے ؟ (۳) اگر جمعیۃ اور احرار کے اراکین اعلانیہ یا در پردہ ایسے شخص کی یا اس کے رضاکاروں کی اعانت و ہمدردی کریں تو ان کے متعلق کیا حکم ہے ؟ (۴) جمعیۃ اور احرار کے کارکنان و رضاکاران مشرقی سے اتحاد عمل کرسکتے ہیں یا نہیں ؟ اگر کرسکتے ہیں تو کیا وہ علماء کے شرعی احکام کی توہین کے مرتکب ہوں گے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۷۹۷ محمد زکریا۔ دہلی۔ ۷ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ

(جواب ۳۴۵) (۱) مشرقی کی کتاب تذکرہ اور ان کے عقائد بے شک اسلام کے خلاف ہیں۔ اس میں ان کا ساتھ دینا یا امداد کرنا حرام ہے۔(۱) مگر مذہبی عقائد کے علاوہ سیاسی طور پر اگر وہ صحیح راستے پر ہوں تو ان کا ساتھ دینا مباح ہے۔ جس طرح کہ موجودہ وقت میں مسلمان انگریزی حکومت کا ساتھ دے رہے ہیں۔ تو جن معاملات میں دین کو نقصان نہ پہنچے ان میں انگریزوں کا ساتھ دینا مباح ہے۔

(۲) مشرقی کے مذہبی عقائد کی کوئی اخبار حمایت کرے تو وہ غلط ہے۔ لیکن اگر کوئی اخبار ان کی سیاسی تحریک کی حمایت کرے تو وہ دوسری بات ہے۔

(۳) اگر مشرقی کی حمایت اور جنبہ داری حق بات میں ہو تو وہ کافر کی بھی ہوسکتی ہے۔ اور ناحق بات میں ہو تو وہ ناجائز اور باطل ہے۔

(۴) کسی ایسی بات میں جو شرعاً جائز اور اس میں موافقت کرنے سے مسلمانوں کو کوئی دینی ضرورت نہ پہنچے اور کوئی فائدہ مد نظر ہو، ان کے ساتھ اتحاد عمل ہوسکتا ہے۔ کیونکہ ہندوستان میں شرعی حکومت تو ہے نہیں۔ انگریزی حکومت ہے۔ یہاں شرعی حکومت کے سیاسی احکام جاری نہیں ہوسکتے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

۱۔ "ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔" (المائدۃ : ۲)

علامہ مشرقی کی جماعت کے اراکین کا حکم .

(سوال) استاد العلماء حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صدر جمعیۃ علمائے ہند! السلام علیکم

آج کل علمائے کرام نے علامہ مشرقی قائد تحریک خاکسار اور کل خاکساروں پر کفر کا فتویٰ صادر فرمادیا ہے۔ اور ان کو واجب القتل قرار دیا ہے۔ اور ان کے ساتھ نکاح کو بھی ناجائز فرمایا ہے۔ میں ذیل میں جو مقابلہ کرتا ہوں اس کو ملاحظہ فرماکر جواب مرحمت فرمائیں۔

قائد تحریک خاکسار۔ علامہ عنایت اللہ خاں المشرقی :۔

عقائد :۔ علامہ مشرقی مطابق بیان علامہ موصوف خدائے برتر کو واحد مانتا ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء محمد ﷺ تک تمام انبیاء کو برحق اور خدا کے بھیجے ہوئے نبی مانتا ہوں۔ قیامت برحق ہے۔ فرشتوں پر میرا ایمان ہے۔ ارکان اسلام کا پابند ہوں۔ قرآن برحق ہے وغیرہ۔

بالفرض علامہ مشرقہ کافر ہے۔ لیکن خاکسار کس طرح کافر ہو سکتا ہے جب کہ خاکسار علامہ مشرقی کو نہ خدا مانتے ہیں نہ نبی گردانتے ہیں۔ نہ علامہ موصوف سے بیعت کی ہے۔ صرف ان کی جاری کردہ خاکسار تحریک کے پروگرام کے مطابق کام کرتے ہیں اور علامہ کو جرنیل یا افسر اعلیٰ خیال کرتے ہیں۔ خاکساروں کا جرنیل ایک مسلمان ہے۔ خاکسار علامہ موصوف کو اپنا جرنیل یا قائد تحریک سمجھ کر واجب القتل کیوں ہو گیا؟

قائد کانگریس۔ مہاتما گاندھی :۔

عقائد :۔ گاندھی غیر مسلم ہے۔ کافر ہے۔ مشرک ہے اسلام کی کسی کتاب، فرشتوں، انبیاء پر اس کا ایمان نہیں ہے وغیرہ۔

جواہر لال نہرو۔ لیڈر کانگریس۔ منکر خدا ہے۔ دہریہ ہے کانگریسی مسلمان اپنے لیڈر گاندھی مذکور کو نہ خدا سمجھتے ہیں نہ نبی بتاتے ہیں نہ گاندھی سے بیعت کی ہے۔ بلکہ گاندھی کو صرف اپنا لیڈر تصور کرتے ہیں۔ اس کی کانگریس کے پروگرام کے مطابق کام کرتے ہیں۔ کانگریسی مسلمانوں کا لیڈر کافر ہے تو کانگریسی مسلمان واجب القتل کیوں نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر ہو سکتا ہے تو ساٹھ سال سے آج تک ان پر کفر کا فتویٰ کیوں نہیں صادر فرمایا گیا۔ اور بے چارے خاکساروں پر چاروں طرف سے فتوؤں کی بارش ہو گئی اور زمین و آسمان سر پر اٹھالیا۔

اگر کانگریسی مسلمان بھی واجب القتل ہو سکتا ہے تو علمائے کرام کو لازم ہے کہ پہلے ان کا خاتمہ کر کے بعد میں خاکسار سے بات کرنی چاہئے۔

المستفتی نمبر ۲۵۴۱ عبداللہ خان لاہور مورخہ ۲۳ رجب ۱۳۵۸ھ مطابق ۹ ستمبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۴۶) تمام خاکساروں پر کفر کا فتویٰ نہیں ہے۔ صرف مشرقی پر ان کے عقائد کی بنا پر کفر کا فتویٰ ہے اور کانگریسی مسلمان گاندھی کے کفر کا اقرار کرتے ہیں۔ اگر خاکسار بھی مشرقی کے کفر کا اقرار کرتے ہیں تو پھر وہ خطرہ نہیں۔ لیکن وہ تو مشرقی کو علامہ پکا مسلمان واجب الاطاعت امیر اور امام قرار دیتے ہیں۔ کوئی کانگریسی مسلمان گاندھی یا جواہر لال کو واجب الاطاعت امام نہیں سمجھتا۔ نہ یہ خطرہ ہو سکتا ہے کیونکہ دونوں کا مسلمان نہ ہونا ظاہر ہے۔ جو خاکسار مشرقی کے عقائد کو مشرکانہ عقائد سمجھتے ہوں وہ کافر نہیں۔ مگر ان کو واجب الاطاعت

امیر اور امام سمجھنے پر وہ گمراہ ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

فصل چہارم : فرقہ قادیانی

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں .
(۲) قرآنی آیات "من بعدی اسمہ احمد" کا مصداق بلاتردد حضور ﷺ ہیں .
(۳) حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا مردود و مرتد ہے ؟

(سوال) (۱) فرقہ قادیان کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور قریب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آسمان سے ہوگا اور زمین پر تشریف لاکر خلیفہ وقت ہوں گے اور دجال کو ماریں گے۔ آپ آسمان پر زندہ تشریف رکھتے ہیں یا انتقال فرما گئے ؟ (۲) فرقہ قادیان کہتے ہیں کہ من بعدی اسمہ احمد جو آیت قرآن شریف کی ہے، وہ غلام احمد قادیانی کی نسبت ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ اس کے مصداق حضرت محمد ﷺ ہیں اور آپ کی ہی تشریف آوری کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ (۳) قادیانی کہتے ہیں کہ غلام احمد قادیانی عیسیٰ موعود ۱۴۰۰ھ کے نبی تھے حنفیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اس حالت میں غلام احمد نبی کیسے ہوئے جب کہ نبوت کے ختم ہونے کا ثبوت قرآن شریف دیتا ہے ؟

(جواب ۳۴۷) صرف حنفیہ کا نہیں بلکہ تمام فرقہ اہل سنت والجماعت کا یہی مذہب ہے کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ آسمان پر تشریف رکھتے ہیں اور بے شک قریب قیامت نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے۔(۱) جو شخص ان کی وفات کا دعویٰ کرے وہ زمرہ اہل السنّت والجماعت سے خارج ہے۔ ایسا شخص ہرگز اس قابل نہیں کہ اس کے قول پر کان لگایا جائے۔ (۲) آیت شریفہ **مبشر ابرسول یأتی من بعدی اسمہ احمد**(۲) کو مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنے لئے بتلانا بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اول تو باتفاق مفسرین یہ آیت حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے متعلق ہے جس میں خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ بشارت نقل فرمائی ہے جو انہوں نے آنحضرت ﷺ کے متعلق بطور پیشگوئی اپنی امت کو دی تھی تو اب آیت میں آنحضرت ﷺ کے سوا کسی دوسرے کو مراد لینا اجماع مفسرین کا خلاف کرنا ہے۔(۳) دوم یہ کہ مرزا غلام احمد کے متعلق یہ آیت کیسے ہو سکتی ہے کیونکہ اس میں آنے والے رسول کا نام احمد بتایا گیا ہے اور مرزا صاحب کا نام غلام احمد ہے نہ احمد۔ تو ایسی صورت میں ان کا یہ دعویٰ کہ یہ آیت میرے متعلق ہے

۱۔ کذافی روح المعانی تحت قولہ تعالیٰ : "بل رفعہ اللہ الیہ ...... وھو حی فی السماء ...... ھنالک مقیم حتی ینزل الی الارض یقتل الدجال." (روح المعانی : ۶ / ۲ اوشرح العقائد : ص ۱۲۴)

۲۔ الصّف : ۶

۳۔ "فعیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ھو خاتم انبیاء بنی اسرائیل و قد اقام بنی اسرائیل مبشراً بمحمد وھو احمد خاتم الانبیاء و المرسلین لا رسالۃ بعدہ ولا نبوۃ الخ ، (تفسیر ابن کثیر : ۴ / ۳۵۹ ط مصر)

صراحۃً غلط اور کھلم کھلا باطل ہے۔ سوم یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جس آنے والے کو بشارت دی ہے اس کو رسول کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور ان کے بعد جو رسول آئے وہ حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ روحی فداہ ہیں اور آپ خاتم النبیین اور خاتم الرسل ہیں اور مرزا صاحب یقیناً وبداہتہً آنحضرت ﷺ کے بعد پیدا ہوئے۔ پس اگر مرزا صاحب کو دعوی رسالت نہ ہو تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی کا مصداق اس لئے نہیں ہو سکتے کہ یہ پیشگوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے رسول کے متعلق ہے اور مرزا صاحب رسول نہیں۔ اور اگر ان کو دعوائے رسالت ہو تو یہ دعویٰ صراحۃً آیت قرآنی ولٰکن رسول اللہ و خاتم النبیین(۱) کے خلاف اور حدیث رسول مقبول انا خاتم النبین لا نبی بعدی(۲) کے مخالف ہونے کی وجہ سے باطل اور مردود ہے۔ چہارم یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ پیشین گوئی اور بشارت جس نبی کے متعلق ارشاد فرمائی ہے اسے اپنے بعد آنے والا بتایا اور بعدیت سے ظاہر اور متبادر بعدیت متصلہ ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک رسول یعنی آنحضرت ﷺ تشریف لائے جن کی رسالت کو قادیانی بھی مانتے ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت و پیشگوئی کا مصداق تو پورا ہو گیا۔ اب مرزا صاحب کا اپنے آپ کو اس آیت کا مصداق بتانا تو جب صحیح ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس کلام میں ایک سے زائد رسولوں کے آنے کی بشارت ہوتی حالانکہ نہیں ہے۔ بلکہ صرف ایک رسول کے آنے کا ذکر ہے جو آچکے۔ لہذا مرزا صاحب کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک رسول کے آنے کو تسلیم کرتے ہوئے اس آیت کا مصداق اپنے آپ کو ٹھہرانا صریح ہٹ دھرمی اور کھلی ہوئی گمراہی ہے۔ یاد رہے کہ ان کے اس دعویٰ میں حضور انور نبی ہاشمی ﷺ کی توہین بھی مضمر ہے۔ اور وہ منجر الی الکفر ہے۔(۳) (۳) اس سوال کا جواب بھی مندرجہ بالا جواب کے ضمن میں آگیا ہے۔

(۱) غلام احمد قادیانی کے عقائد کی تصدیق کرنے والے کافر ہیں، ان سے مناکحت جائز نہیں۔

(۲) زوجین میں سے کسی ایک کا قادیانی عقائد کی تصدیق کرنے سے نکاح فاسد ہو جائے گا۔

(السوال) مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال مندرجہ ذیل ہیں :۔

(۱) آیت مبشر ابرسول یاتی من بعدی اسمه احمد کا مصداق میں ہوں (ازالہ اوہام طبع اول ص ۶۷۳)

(۲) مسیح موعود جن کے آنے کی خبر احادیث میں آئی ہے میں ہوں۔ (ازالہ اوہام طبع اول ص ۶۶۵)

(۳) میں مہدی مسعود اور بعض نبیوں سے افضل ہوں۔ (معیار الاخیار ص ۱۱)

۱۔ الاحزاب : ۴۰

۲۔ ترمذی، باب ماجاء لا تقوم الساعة حتى يخرج كذابون : ۲ / ۴۵ ط سعید۔

۳۔ "اجمع العلماء على أن شاتم النبى صلى الله عليه وسلم والمنتقص له كافر۔" (مجموعہ رسائل ابن عابدین : ۱ / ۳۱۶ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۴) ان قدمی علی منارة ختم علیه كل رفعة (خطبہ الہامیہ ص ۳۵)

(۵) لا تقیسونی باحد ولا احدابی (خطبہ الہامیہ ص ۱۹)

(۶) میں مسلمانوں کے لئے مسیح مہدی اور ہندوؤں کے لئے کرشن ہوں۔ (لیکچر سیالکوٹ ص ۳۳)

(۷) میں امام حسین سے افضل ہوں۔ (دافع البلاء ص ۱۳)

(۸) وانی قتیل الحب لکن حسینکم قتیل العدی فالفرق اجلی واظهر (اعجاز احمدی ص ۸۱)

(۹) یسوع مسیح کی تین دادیاں اور تین نانیاں زناکار تھیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵)

(۱۰) یسوع مسیح کو جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵)

(۱۱) یسوع مسیح کے معجزات مسمریزم تھے۔ اس کے پاس بجز دھوکہ کے اور کچھ نہ تھا۔ (ازالہ اوہام ص ۳۰۳، ۳۲۲ و ضمیمہ انجام آتھم ص ۷)

(۱۲) میں نبی ہوں اس امت میں نبی کا نام میرے لئے مخصوص ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱)

(۱۳) مجھے الہام ہوا۔ یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعًا۔ (معیار الاخیار ص ۱۱)

(۱۴) میرا منکر کافر ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳)

(۱۵) میرے منکروں بلکہ متاملوں کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں۔ (فتاوی احمدیہ اول)

(۱۶) مجھے خدا نے کہا اسمع ولدی۔ اے میرے بیٹے سن! (البشری ص ۴۹)

(۱۷) لولاك لما خلقت الا فلاك۔ (حقیقۃ الوحی ص ۹۹)

(۱۸) میرا الہام ہے وما ینطق عن الهوی (اربعین ص ۳)

(۱۹) وما ارسلناك الا رحمة للعالمین (حقیقۃ الوحی ص ۸۲)

(۲۰) انك لمن المرسلین۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷)

(۲۱) اتانی مالم یوت احد امن العالمین۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷)

(۲۲) الله معك یقوم اینما قمت (ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۷)

(۲۳) مجھے حوض کوثر ملا ہے انا اعطینك الكوثر۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۸۵)

(۲۴) میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہو بہو اللہ ہوں رایتنی فی المنام عین الله وتیقنت انی هو فخلقت السموٰات والارض۔ (آئینہ کمالات مرزا ص ۵۶۴، ۵۶۵)

(۲۵) میرے مرید کسی غیر مرید سے لڑکی نہ بیاہا کریں (فتاویٰ احمدیہ ص ۷)

جو شخص مرزا قادیانی کا ان اقوال میں مصدق ہو اس کے ساتھ مسلم غیر مصدق کا رشتہ زوجیت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور تصدیق بعد نکاح موجب افتراق ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

(جواب ۳۴۸) مرزا غلام احمد قادیانی کے یہ اقوال جو سوال میں نقل کئے گئے ہیں اکثر ان میں سے میرے دیکھے ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی ان کے بے شمار اقوال ایسے ہیں جو ایک مسلمان کو مرتد بنانے کے لئے کافی

ہیں۔ پس خود مرزا صاحب اور جو شخص ان کا ان کلمات کفریہ میں مصدق ہو سب کافر ہیں(۱) اور ان کے ساتھ اسلامی تعلقات مناکحت وغیرہ رکھنا حرام ہے۔(۲) تعجب ہے کہ مرزا صاحب اور ان کے جانشین تو اپنے مریدوں کو غیر مرزائی کا جنازہ پڑھنا بھی حرام بتائیں اور غیر احمدی انہیں مسلمان سمجھ کر ان کے ساتھ رشتے ناتے کریں۔ آخر غیرت بھی کوئی چیز ہے۔

مرزائیوں کے ذبیحہ کا حکم۔

(لسوال) جو شخص احمدی فرقہ (المعروف مرزائی فرقہ) سے تعلق رکھنے والا ہو۔ خواہ مرزا آنجہانی کو نبی مانتا ہو یا مجدد اور ولی وغیرہ اس کے ہاتھ کا مذبوحہ حلال ہے یا حرام؟

المستفتی نمبر ۴۶۹ عبداللہ (بھاولپور)

(جواب ۳۴۹) اگر یہ شخص خود مرزائی عقیدہ اختیار کرنے والا ہے یعنی اس کے ماں باپ مرزائی نہ تھے تو یہ مرتد ہے اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست نہیں۔ لیکن اگر اس کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک مرزائی تھا تو یہ اہل کتاب کے حکم میں ہے اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست ہے۔(۳) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔**

قادیانی اور لاہوری دونوں جماعتیں کافر ہیں۔

(السوال) بعض مقتدر و باثر مسلمان مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں کو پوری قوت سے مسلمان کہتے ہیں۔ ان سے فیصلہ ہوا تھا کہ مندرجہ ذیل پانچ علمائے کرام سے فتویٰ حاصل کر لیا جائے۔ مولانا ابو الکلام صاحب آزاد۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب۔ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب۔ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری۔ اس سلسلہ میں مولوی محمد داؤد صاحب پلیڈر قصور نے آنجناب کی خدمت اقدس میں ایک استفتاء ارسال کیا تھا۔ اس کا جواب موصول ہو چکا ہے۔ چونکہ وہ جواب آنجناب کے قلم مبارک سے نہ تھا اس لئے فریق ثانی نے اس کو قبول کرنے میں تامل کیا۔

المستفتی نمبر ۴۹۱ حاجی عبدالقادر۔ میونسپل کمشنر کورٹ بدر الدین قصور۔ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ م ۱۶ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۵۰) مرزائے قادیانی نے اپنی تالیفات میں نبوت مجددیت، محدثیت، مسیحیت مہدیت کا اتنی صراحت اور اتنی کثرت سے دعویٰ کیا ہے کہ اس کا انکار یا اس کی تاویل ناممکن ہے۔ خاتم المرسلین ﷺ کے بعد

۱۔ کیونکہ رضا بالکفر کفر ہے۔ (قاضی خان علی ہامش الھندیۃ، باب مایکون کفرا من المسلم الخ: ۳ / ۵۷۳ ط ماجدیہ) "وکذا فی المرقاة لملا علی القاری وفیه اذارای منکراً معلوماً من الدین بالضرورة فلم ینکر ہ ولم یکرهه ورضی به واستحسنه کان کافراً" (ج ۹ ص ۳۲۸ ط امدادیہ ملتان)

۲۔ "مایکون کفرا یبطل العمل والنکاح۔" (الدر المختار علی ہامش رد المحتار) باب المرتد: ۴ / ۲۴۶ ط سعید)

۳۔ "وعن أبی علی انه تحل ذبیحة ...... ان کان آبائهم ...... فانهم کأهل الذمة وان کان آبائهم من اهل العدل لم تحل لأنهم بمنزلة المرتدین۔" (رد المحتار، کتاب الذبائح: ۶ / ۲۹۸ ط سعید)

نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے۔ (۱) ملت اسلامیہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی مدعی نبوت کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے کے لئے قطعاً تیار نہیں، خواہ وہ نبوت ظلیہ بروزیہ جزئیہ کی تاویلات رکیکہ کی پناہ لے یا کھلم کھلا نبوت تشریعیہ کا مدعی ہو۔ مرزا قادیانی کے کفر کی اور بھی وجوہ ہیں۔ مثلاً عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کی توہین۔ معجزات قرآنیہ کا انکار اور ناقابل اعتبار تاویلات سے ان کو رد کرنا یا استہزا کرنا۔ اور چونکہ یہ امور مرزا صاحب کی تالیفات میں آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہیں اس لئے لاہوری جماعت کا انکار اور تاویلیں بھی لاہوری جماعت کو کفر سے نہیں بچا سکتیں۔ اگرچہ یہ دونوں جماعتیں اسلام کی مدعی ہیں، لیکن عالم اسلامی کے معتمد علیہ علماء ان دونوں کو ملت اسلامیہ سے خارج قرار دے چکے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) قادیانیوں سے میل جول، رشتہ ناتا ناجائز ہے .
(۲) قادیانیوں کے ساتھ قائم شدہ رشتوں کو ختم کرنا ضروری ہے .
(۳) قادیانیوں کے عقائد جاننے کے باوجود ان کو مسلمان سمجھنے والے اسلام سے خارج ہیں .

(السوال) آج کل نئے فیشن کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی حالت یہ ہے کہ ان کو اپنے مذہب و عقائد کی تو بہت کم خبر ہوتی ہے، بسا اوقات وہ لوگ آج کل کے عقائد باطلہ و افعال ممنوعہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں چنانچہ فی زمانہ قادیانیوں کا سلسلہ عام ہو رہا ہے اور عموماً ان کو لوگ کلمہ گو کہہ کر مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور باوجود ان کے عقائد کفریہ عام ہو جانے کے پھر بھی ان سے پرہیز اور اجتناب نہیں کرتے۔ اور اگر ان سے کہا جائے کہ ان لوگوں سے بچنا چاہئے کیونکہ ان کی صحبت کا برا اثر پڑتے پڑتے ایک روز ان کے عقائد کی خرابی کا دل میں احساس بھی باقی نہیں رہتا۔ لیکن یہ لوگ نہیں مانتے اور ان کو برا بھی نہیں سمجھتے بلکہ اپنی رشتہ داری یا ذاتی اغراض کی وجہ سے خلا ملا رکھتے ہیں اور نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ وہ ان کے اس قدر حامی اور مددگار ہو جاتے ہیں کہ اصل قادیانی بھی ان سے زیادہ ان کے عقائد باطلہ کی تائید نہیں کر سکتے۔ لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ۔

(۱) آیا قادیانی یا جو ان کو اچھا سمجھیں ان سے میل جول رشتہ ناطہ کرنا ان کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا اور ان کی اعانت و مدد کرنا کیسا ہے؟

(۲) نیز جو رشتے ایسے لوگوں کے ساتھ ہو گئے ہیں ان کو باقی رکھنا بہتر ہے یا ان سے تعلق منقطع کر کے اچھے اور نیک دیندار مسلمانوں کے ساتھ تعلقات قائم کرنا بہتر ہے؟

(۳) اگر کوئی شخص باوجود سمجھانے اور باوجود شرعی حکم پہنچانے اور باوجود قادیانی کے عقائد باطلہ کو جان لینے کے بھی ان کے ساتھ خلا ملا رکھے اور ان کو اچھا سمجھے اور ان سے علیحدگی کو گوارا نہ کرے بلکہ سچے پکے

ا۔ "وقد اخبر اللہ تعالیٰ فی کتابہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی السنۃ المتواترہ انہ لا نبی بعدہ لیعلموا آن کل من ادعی ھذا المقام بعدہ فھو کذاب افاك دجال ضال مضل۔" (تفسیر ابن کثیر: سورۃ الاحزاب: ۳ / ۴۹۴ ط سہیل اکیڈمی)

دیندار مسلمانوں کو برا سمجھے، ایسے شخص سے میل جول رکھنا چاہئے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۶۸ عبدالرحمٰن (ریاست جیند) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۵۱) (۱) قادیانی فرقہ جمہور علمائے اسلام کے فتوے کے بموجب دائرہ اسلام سے باہر ہے۔ اس لئے اس فرقہ کے ساتھ میل جول اور تعلقات رکھنا سخت مضر اور دین کے لئے تباہ کن ہے۔ اس حکم میں قادیانی اور لاہوری دونوں برابر ہیں۔

(۲) اگر نادانستگی سے ان لوگوں کے ساتھ رشتہ ہو گیا ہو تو معلوم ہونے پر اسے منقطع کر دینا لازم ہے تاکہ خدا اور رسول کی ناخوشی اور آخرت کے وبال سے نجات ہو۔

(۳) جو لوگ کہ قادیانیوں کے عقائد کفریہ سے واقف ہوں اور پھر بھی ان کو مسلمان سمجھیں وہ گویا خود بھی ان عقائد کفریہ کے معتقد ہیں۔ اس لئے وہ بھی اسلام سے خارج اور قادیانیوں کے زمرے میں شمار ہوں گے۔[۱] دیندار مسلمانوں کو ان سے بھی علیحدگی اور بیزاری کا سلوک کرنا چاہئے۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی**

شائع شدہ اخبار الجمعیۃ ۲۰/ اگست ۳۵ء

(جواب ۳۵۲) قادیان کے نبی کے مقلد (دونوں لاہوری احمدی اور قادیانی) اسلام سے خارج ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور بہت سے کام مسلمان کے مذہب کے خلاف کئے۔ ان وجوہ سے وہ تمام علمائے اسلام کے نزدیک اسلام سے خارج سمجھے جاتے ہیں۔ اور دونوں فرقے جو کہ یقین کرتے ہیں کہ مرزا صاحب ہادی تھے یا مسیح موعود تھے یا مہدی تھے یا امام وقت تھے اس لئے وہ لوگ اپنے مقتدا کے مانند ہیں اور وہ لوگ کافر ہیں۔ اور لاہوری جماعت بھی یقین کرتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی قابل تقلید تھے وہ بھی کافر ہیں۔

محمد کفایت اللہ (صدر جمعیۃ علمائے ہند) ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۳۵ء

قادیانیوں کے بارے میں فتویٰ کی تصدیق.

(السوال) متعلقہ فتویٰ مذکورہ۔ ہماری نظر سے ایک فتویٰ جو قادیانیوں کی بابت انگریزی میں بمبئی کا چھپا ہوا نظر سے گزرا ہے۔ ہمارے بعض احباب فرماتے ہیں کہ یہ مولانا کفایت اللہ کا فتویٰ نہیں ہے۔ ہم یہ فتویٰ انگریزی کا جناب کی خدمت میں ارسال کر رہے ہیں۔ اگر یہ فتویٰ آنجناب کا ہو تو مہربانی فرما کر اس کی پشت پر اپنی مہر اور دستخط وغیرہ کر کے بھیج دیں۔

المستفتی نمبر ۷۶۲ حافظ وزیر محمد (دارجلنگ) ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۵۳) ہاں اس فتویٰ میں جو جواب مرزائی فرقہ کے دونوں گروہ (لاہوری و قادیانی) کے متعلق درج ہے اس کا مضمون صحیح ہے۔ اور اصل جواب میرا لکھا ہوا تھا جس کا انگریزی ترجمہ کر کے شائع کر دیا گیا ہے۔

محمد کفایت اللہ

---

[۱] ”لا نه اذا رایٰ منكرا معلوماً من الدين بالضروة فلم ينكره ولم يكرهه ورضى به واستحسنه كان كافراً“ (مرقاة: ۹/ ۳۲۸ ط امدادیہ)

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کا حکم .
(۲) قادیانیوں سے قطع تعلق ضروری ہے .

(السوال) (۱) علمائے اسلام مطابق شریعت مرزا غلام احمد قادیانی کو کیا سمجھتے ہیں ؟ (۲) ان کا پیرو کیسا ہوگا ؟ (۳) مسلمانون کو مرزائیوں سے قطع تعلق کرنا ضروری ہے یا نہیں ؟ (۴) اور قطع تعلق کہاں تک ہے ؟

المستفتی نمبر ۷۴۳ مسلمانان بھدراول۔ ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۳ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۵۴) (۱) جمہور علمائے اسلام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو بوجہ ان کے دعوائے نبوت اور توہین انبیاء کے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔ (۲) ان کے پیروؤں اور ان کو سچا ماننے والوں کا بھی یہی حکم ہے۔ (۳) ہاں اگر دین کو فتنہ سے محفوظ رکھنا چاہتے ہوں تو قطع تعلق کرلینا چاہئے۔ (۴) ان سے رشتہ ناتا کرنا ان کے ساتھ خلط ملط رکھنا جس کا دین اور عقائد پر اثر پڑے ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

قادیانیوں کے ہاں کھانا کھانے والے کا حکم .

(السوال) یہاں قادیانی لوگ ہیں۔ مگر بڑے بے شرم ہیں۔ ان کو کتنا جواب دیں مگر وہ لوگ نہیں مانتے اور ان کے ہاں جو شخص کھانا کھا آیا اس کے لئے کیا سزا ہونی چاہئے ؟

المستفتی نمبر ۸۰۶ منشی مقبول احمد (چھلوہی) ۱۷/ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۲/ مارچ ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۵۵) قادیانیوں کے یہاں جس شخص نے کھانا کھایا ہے اس سے توبہ کرالی جائے کہ آئندہ ایسا نہیں کرے گا۔ اور قادیانیوں کے ساتھ کھانا پینا رکھنا خطرناک ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

نسلی مرزائی اہل کتاب ہیں .

(السوال) آنجناب نے مرزائیوں کے متعلق ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا ہے کہ نسل مرزائی کو اہل کتاب کا حکم دیا جائے گا۔ یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ کیسے اہل کتاب ہو سکتے ہیں۔ مفصل دلائل ارشاد فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۸۳۱ مولوی محمد انور (ضلع جالندھر) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۶/ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۵۶) نسلی مرزائی اسی طرح اہل کتاب کے حکم میں ہیں جس طرح یہود و نصاریٰ۔ شامی میں اس مسئلہ کی بحث ہے اور یہی راجح ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

غلام احمد قادیانی کی تصدیق کرنے والا اور اپنے آپ کو ہندوؤں کا اوتار بتانے والا کافر ہے .

(السوال) ایک بزرگ جو اپنے آپ کو اللہ والا اور روحانیت کا بادشاہ جتاتے ہیں، مرزا غلام احمد صاحب کے معتقد اور موجودہ جماعت احمدیہ کے قائل ہیں۔ قوم ہنود کے ایک فرقے کے اوتار ہونے کے مدعی اور

۱۔ ”واعلم أن من اعتقد دیناً سماویاً وله كتاب ...... فهو من اهل كتاب۔“ (ردالمحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات : ۳/ ۴۵ ط سعید)

مامور جماعت احمدیہ کے ممتنی۔ مذکورہ اعتقاد رکھنے والے کی رائے امور شرعیہ میں کیا حیثیت رکھتی ہے۔ ایسے بزرگ کا شرعی معاملات میں اعتماد کیا جا سکتا ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۸۷۰ سلطان احمد خاں (برار) ۲۳/ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۶/ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب **۳۵۷**) جو شخص غلام احمد قادیانی کو ماننے اور ان کے دعووں کے تصدیق کرے اور اپنے آپ کو اوتار بتائے وہ گمراہ اور اسلام سے خارج ہے۔(۱) اس کی بات ماننا اور اس کو پیر بنانا یا اس کی جماعت میں شریک ہونا حرام ہے۔ مسلمانوں کو اس سے قطعاً محترز اور مجتنب رہنا چاہئے۔ **محمد کفایت اللہ**

تبلیغ کے لئے قادیانیوں کو چندہ دینا جائز نہیں .

(السوال) کسی فنڈ میں سے کچھ رقوم تبلیغ اسلام کے لئے مندرجہ ذیل انجمن کو دیا جا سکتا ہے یا نہیں ؟ اگر دیا جائے تو جائز ہے یا ناجائز جب کہ ان کے اعتقاد یہ ہیں۔ فریق اول۔ مولوی محمد علی کی پارٹی جو لاہور میں "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام" کے نام سے موسوم ہے۔ اور برلن ایشیاء وافریقہ میں اس مشن کے ذریعہ تبلیغ کا کام کر رہی ہے۔ فریق ثانی۔ خواجہ کمال الدین کی پارٹی جو لندن میں ووکنگ مشن کی بنیاد قائم کر کے لندن اور اس کے قرب وجوار میں اشاعت اسلام کا کام انجام دے رہی ہے۔ ہر دو فریق مرزا غلام احمد قادیانی کے معتقد ہیں۔ فریق اول مرزا غلام احمد قادیانی کو چودھویں صدی کا مجدد مانتے ہیں، نبی نہیں مانتے اور ان کا اعتقاد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد مجدد آئیں گے نبی نہیں آئیں گے۔ حدیثوں میں جو نزول مسیحؑ کا ذکر ہے اسے وہ درست مانتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ چونکہ قرآن کریم حضرت مسیحؑ کی وفات کا ذکر صاف الفاظ میں فرماتا ہے اس لئے وہ اس سے مراد ایک مجدد کا مثل مسیح ہو کر ظاہر ہونا لیتے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کو چودھویں صدی کا مجدد اور نزول مسیحؑ کی پیشن گوئی کا مصداق مانتے ہیں۔ اور یہ اشعار حسب ذیل مرزا غلام احمد قادیانی کی شان میں فرماتے ہیں۔ آں مسیحا کہ بر افلاک مقامش گویند **لطف** کردی کہ ازیں خاک نمایاں کر دی۔ فریق ثانی قریب قریب یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ خود کو پکا سنی حنفی المذہب کہتے ہیں۔ صحیح صورتوں میں اسلام کی تبلیغ کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تو کیا ان ہر دو فریقین میں سے کوئی اسلام کی تبلیغ کا کام صحیح معنوں وصورتوں میں انجام دے رہا ہے۔ کیا ان ہر دو فریقین میں سے کسی بھی ایک فریق کو تبلیغ کے لئے کچھ رقوم اس فنڈ میں سے دی جائے تو کیا مسلمانان عالم وعلمائے اسلام کے نزدیک مذہبی نقطہ نظر سے خلاف سمجھا جائے گا۔

المستفتی نمبر ۱۱۳۵ متولیان اوقاف حاجی اسماعیل حاجی یوسف احمد آبادی۔ میمن ایجوکیشنل ٹرسٹ فنڈ بمبئی ۸۲ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۷/ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب **۳۵۸**) یہ دونوں جماعتیں احمدی قادیانی فرقہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور ایک ایسے شخص سے

---

[۱] "اذا رای منکرا معلوماً من الدین بالضرورۃ فلم ینکرہ ولم یکرھه ورضی به واستحسنه کان کافرا" (مرقاۃ: ۹ ۳۲۸ ط امدادیہ)

مسلمانوں کو روشناس کراتی اور اس کے حلقہ ارادت میں داخل کرتی ہیں جس نے جمہور اسلام کے علم و تحقیق کے بموجب نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور اس کے مرکزی مقام میں اس کے جانشین اور خلفا اس کو نبی اور رسول ہی مانتے ہیں اور منوانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس کا اپنا لٹریچر دعوائے نبوت میں اتنا صاف اور واضح اور روشن ہے کہ محمد علی پارٹی یا خواجہ کمال الدین پارٹی کی تاویلات تحریف سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔ اور یہ دونوں پارٹیاں ممالک یورپ میں احمدی تبلیغ کرتی ہیں۔ اسلامی تبلیغ کا محض نام مسلمانوں سے چندہ لینے کے لئے ہے۔ ورنہ ان کا ذاتی نصب العین قادیانی مشن کی تبلیغ ہے۔ پس مسلمانوں کو ہرگز جائز نہیں کہ وہ کسی قومی تعلیمی فنڈ سے بلکہ اپنی جیب خاص سے بھی ان کو چندہ دیں۔ ایسا کرنے میں وہ قادیانی نبوت کاذبہ کی اعانت و امداد کے گنہگار اور مواخذہ وار ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

کلمہ پڑھ کر مرنے والے قادیانی کا اہلسنت کو جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

(السوال) ایک شخص جو مرزائی عقائد رکھتا تھا مگر نہایت نیک اور پابند صوم و صلوٰۃ علم احادیث و فقہ سے واقف عالم ربانی کے خصائل و شمائل سے متصف مغرب کی نماز کے لئے وضو کیا اور روزہ افطار کرنے کے انتظار میں مصلے پر دو زانو ہو کر بیٹھا کہ اچانک دل میں گھبراہٹ ہوئی اور بآواز بلند اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ پڑھا۔ حالت بدل گئی اور اسی حالت میں روزہ افطار کیا۔ پھر دو چار منٹ میں ہی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اہل سنت والجماعۃ نے اس کا جنازہ پڑھا۔ کیا جنازہ پڑھنے والوں پر کوئی شرعی تعزیر عائد ہو سکتی ہے یا نہیں۔ نیز فرمان نبوی ﷺ الصلوٰۃ علی بر وفاجر کیسے لوگوں کے لئے ہے۔

المستفتی نمبر ۲۰۵۱ محمد اسماعیل صاحب (جہلم) ۱۵ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۵۹) مرزائی عقائد رکھنے والا یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پر ایمان لانے والا اسلامی اصول سے خارج از اسلام ہے۔ اس کے جنازے کی نماز پڑھنا درست نہیں تھا۔(۱) اس کے انتقال کے وقت کے یہ حالات جو سوال میں مذکور ہیں اس کے غیر اسلامی عقیدے کو بدل نہیں سکتے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اسلامی انجمن میں قادیانیوں کو ممبر بنانا.

(السوال) (۱) کسی اسلامی انجمن میں قادیانیوں کو ممبر بنانا شرعاً کیا حکم ہے۔ (۲) اگر کثرت رائے اور متفقہ رائے سے یہ تجویز منظور ہو جائے کہ قادیانیوں کو بھی ممبر بنایا جائے پھر اس انجمن میں شریک ہونا یا اس کی امداد کرنا کیسا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۰۴۲ احمد صدیق (کراچی) ۱۳ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۸ نومبر ۱۹۳۷ء

---

[1] ”اما المرتد فیلقی فی حفرۃ کا لکلب عند الاحتیاج فلوله قریب فالاولی ترکه لهم من غیر مراعاۃ السنة فیغسله غسل الثوب النجس ویلف فی خرقة۔“ (التنویر وشرحہ علی هامش رد المحتار، باب صلوٰۃ الجنائز: ۲/ ۲۳۰ ط سعید)

(جواب ۳۶۰) (۱) قادیانیوں کو کسی انجمن میں ممبر نہ بنایا جائے ۔ (۲) ہرگز نہیں۔ بلکہ اس انجمن سے علیحدہ ہو جانا چاہئے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

کیا قادیانی مرتد ہے ؟

(از اخبار الجمعیۃ سہ روزہ دہلی مورخہ ۱۶/ دسمبر ۱۹۲۸ء)

(السوال) یہ گروہ جو قادیانی اور احمدی کے نام سے مشہور ہے حقیقۃ مرتد ہے ؟ اگر مرتد ہے تو ان لوگوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے ؟

(جواب ۳۶۱) جو شخص پہلے مسلمان ہو پھر قادیانی ہو جائے وہ مرتد کے حکم میں ہے۔ اور جو ابتدائے شعور سے ہی قادیانی ہو وہ اگرچہ دائرہ اسلام سے خارج ہے مگر مرتد کے حکم میں نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

فصل پنجم فرقہ مودودی

کیا جماعت اسلامی والے گمراہ ہیں ؟

(السوال) محترمی و مکرمی مفتی صاحب مدظلہ العالی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی نے جناب کے اسم گرامی سے یہ فتویٰ موسوم کیا ہے کہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی جماعت اسلامی سے متعلق حضرات کافر ہیں۔ میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کیا یہ بات درست ہے کہ جناب نے جماعت اسلامی کے متعلق ایسا فتویٰ صادر فرمایا ہے تو پھر خاکسار بلا چوں و چرا اس کو تسلیم کرلے گا۔ اس لئے کہ جناب کی ذات والا صفات پر بندہ کو کامل اعتماد ہے کہ آپ دین کے معاملہ میں امت محمدی کے کسی فرد کو کسی حالت میں گمراہ نہ کریں گے۔

المستفتی خادم میر مشتاق احمد۔ اردو ہال۔ اردو بازار۔ دہلی۔

(جواب ۳۶۲) مکرمی جناب میر صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مولوی ابوالاعلیٰ مودودی اور ان کی اسلامی جماعت کے متعلق میں نے گمراہ ہونے اور اسلام میں ایک فتنہ ہونے کا بیان تو دیا ہے۔ کافر ہونے کا بیان ابھی تک نہیں دیا ہے۔ تاہم فتنہ قوی اور بہت اندیشہ ناک ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی ۹ جون ۵۱ء

جماعت اسلامی کا رکن بننا جائز ہے .

(السوال) مودودی صاحب کے زیر اثر جو جماعت اسلامی ہے اس میں شرکت کرنا ان سے تعلق رکھنا ان کی تصانیف پڑھنا کیسا ہے ؟

(جواب ۳۶۳) مودودی جماعت کے افسر مولوی ابوالاعلیٰ کو میں جانتا ہوں۔ وہ کسی معتبر اور معتمد علیہ عالم کے

۱۔ "فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین۔" (الانعام: ۶۸)

شاگرد اور فیض یافتہ نہیں ہیں۔ اگرچہ ان کی نظر اپنے مطالعہ کی وسعت کے لحاظ سے وسیع ہے۔ تاہم دینی رجحان ضعیف ہے۔ اجتہادی شان نمایاں ہے۔ اور اسی وجہ سے ان کے مضامین میں بڑے بڑے علمائے اعلام بلکہ صحابہ کرام پر بھی اعتراضات ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو اس تحریک سے علیحدہ رہنا چاہئے اور ان سے میل جول ربط و اتحاد نہ رکھنا چاہئے۔ ان کے مضامین ظاہر دلکش اور اچھے معلوم ہوتے ہیں مگر ان میں ہی وہ باتیں دل میں بیٹھتی جاتی ہیں جو طبیعت کو آزاد کر دیتی ہیں اور بزرگان اسلام سے بد ظن بنا دیتی ہیں۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی**

فصل ششم فرقہ مہدویہ

فرقہ مہدویہ کا ذبیحہ حرام ہے۔

(السوال) فرقہ مہدویہ جو یہ کہتے ہیں کہ توبہ کا دروازہ بند ہو گیا ان کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳٦٤) فرقہ مہدویہ جو اطراف دکن میں پایا جاتا ہے، کافر ہے۔ اس کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز نہیں(۱)

فصل ہفتم فرقہ حران (سندھ)

(۱) انسان کو خدا سمجھنے، شعائر اللہ کی توہین کرنے اور قبر کو سجدہ کرنے والے ملحد اور زندیق ہیں۔

(۲) ایسے لوگوں کے ساتھ رشتہ ناتا کا حکم۔

(السوال) ایک مستند پیر جس کے ہزاروں مرید ہیں چند سال سے اپنے دادا پر اس طرح درود پڑھتا ہو اللھم صلی علی محمد الزمان السند ھی اللواری۔ (۲) اپنے دادا کے ساتھ جل جلالہ و جل شانہ کہنے کی تلقین کرتا ہو اور اس کو انسانی صورت و جسمانی جامے میں اللہ سمجھنے کی تعلیم دیتا ہو اور اس کے بعد رکن چہارم اسلامی یعنی حج بیت اللہ کی نقل اتار کر شعائر اللہ کی اس طرح توہین کرتا ہو کہ ایک قصبہ کو مکہ اور اس کے نزدیک ایک گاؤں کو مدینہ ایک کوئیں کو چاہ زمزم اور ایک میدان کو عرفات اور ایک قبرستان کو جنۃ البقیع کے نام سے موسوم کر کے نو ذی الحجہ کے دن تین بجے ایک کثیر اجتماع کے سامنے ایک بڑے ممبر پر خطبہ حج پڑھتا ہو اور اختتام حج مصنوعی پر اپنی زبان سے حاضرین کو حج مبارک دیتا ہو اور بطور سند مریدوں کو حج مبارک کا سرٹیفکیٹ دیتا ہو اور اپنے دادا کو مقبرہ کا طواف و سجدہ کراتا ہو اور اس کے اشعار پڑھاتا ہو جن میں چند بطور نمونہ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

نور ذاتی کاندراں اوصاف حسنہ شد پدید — شد ظہورش زیں مکان وقصبہ، نور القری
در لواری نور حق شاہ نبیاں آمدہ — آدم ونوح وخلیل ونور رحماں آمدہ

۱۔ "فلا تؤكل ذبيحة اهل الشرك و المرتد۔" (الھندیۃ، کتاب الذبائح، الباب الاول: ۵ / ۲۸۵ ط ماجدیہ کوئٹہ)۔

اے ملقب با محمد سید شاہ زمان ! اے امام الرسل مظہر مصطفیٰ تاج شہاں
مالک ملک نبوت ہم ولایت آمدہ در جہاں ایں نورذاتی مجسم آمدہ

(۱) ایسے پیر اور اس کے مریدوں کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے ؟ (۲) ایسے پیر اور اس کے مریدوں سے رشتہ ناتہ کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ (۳) اور جن سے رشتہ ناتہ ہو چکا ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے ؟ (۴) ان تمام حالات و حقائق کا علم رکھنے کے باوجود کوئی شخص پیر سے یا پیر کے کسی مرید سے رشتہ ناتہ کرے تو شرعاً کیا حکم ہے ؟

المستفتی نمبر ۱۶۶۱ احمد صدیق مدیر اخبار رہبر سندھ کراچی

(جواب ۳۶۵) یہ پیر اور اس کے مرید جوان عقائد شنیعہ کے معتقد ہوں ملحد اور زندیق ہیں۔ (۱) ان زنادقہ سے علیحدہ رہنا واجب ہے اور ایسے فاسد العقیدہ لوگوں سے رشتہ ناتہ کرنا ناجائز ہے۔ لیکن اس کے اقارب میں سے اگر کوئی شخص ان عقائد شنیعہ کا معتقد نہ ہو تو محض پیر کا رشتہ دار ہونے کی وجہ سے اس پر یہ حکم عائد نہ ہوگا۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی ۲۷ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۵ اگست ۱۹۳۷ء

(۱) کسی پیر کو امام الرسل اور بیت اللہ کے بجائے اور جگہ حج کرنا کفر ہے .
(۲) کفر اور خوف کفر میں فرق .

(السوال) (۱) کسی پیر کو شاہ نبیاں، مالک ملک نبوت، سید انس و جاں، امام الرسل سمجھنا اور بجائے کعبۃ اللہ کے کراچی میں حج ادا کرنا ایک میدان کو عرفات سمجھنا اور ایک قبرستان کو جنت البقیع کہنا اور ۹ ذی الحجہ کو تین بجے ایک بڑے ممبر پر خطبہ حج ادا کرنا یہ باتیں کہنے اور عقائد رکھنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے یا نہیں۔ یہ عقائد کفریہ ہیں یا خوف کفر ہے ؟ (۲) کفر اور خوف کفر میں کیا فرق ہے ؟

المستفتی نمبر ۲۰۴۲ احمد صدیقی (کراچی) ۱۳ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۸ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۶۶) (۱) یہ عقائد کفریہ ہیں۔ ان سے ہر مسلمان کو تبری کرنا لازم ہے۔ (۲) کفر کا یقیناً حکم کر دینا اس وقت ہوتا ہے جب کہ کوئی شبہہ باقی نہ رہے۔ اور دلیل میں کوئی شبہ پیش آجائے اور وہاں کہا جاتا ہے کہ خوف کفر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

۱۔ دیکھئے رد المحتار، باب المرتد، مطالب الفرق بین الزندیق والملحد : ۴ / ۲۴۱ ط سعید
۲۔ "ولا تزر وازرۃ وزر اخری" (الاسراء : ۱۵)

چودھواں باب

تقلید و اجتہاد

کیا مذکورہ خیالات کے حامل غیر مقلدین اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں؟

(السوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ماہران شرع مبین دربارہ غیر مقلدین جن کے قول حسب ذیل ہیں تمام دین اسلام کے احکام حلال و حرام فرض و سنت قرآن کریم و حدیث رسول میں ہیں اور تمام دین آنحضرت ﷺ پر پورا ہو چکا ہے اور یہی قرآن شریف میں ہے تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تمام امت کے پیشوا ہیں۔ ان کے بعد امام اور مجتہدان کے برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں نرالا ہے کوئی اس جیسا نہیں۔ جو کوئی سوا اللہ تعالیٰ کے اوروں سے دعا مانگتے یا ان کو عالم الغیب کہتے ہیں اور مانتے ہیں یا اوروں کا وظیفہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرح کرتے ہیں یا مردوں پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ قبروں پر عرس میلے کرتے ہیں۔ ان کا طواف کرتے ہیں۔ ان مردوں کو حاضر ناظر جانتے ہیں یا ان کو اولاد دینے والا نفع نقصان پہنچانے والا مانتے ہیں، مشرک ہیں۔ ان کا کوئی عمل روزہ نماز عبادت مقبول نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے سچے نبی ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری سب پر فرض ہے اوروں کی اس طرح نہیں۔ بلکہ جو کوئی امام یا صحابی غلطی سے خلاف قرآن و حدیث کے حکم دیوے وہ ماننے کے قابل نہیں ہے۔ تقلید شخصی قرآن و حدیث اور صحابہ اور چاروں اماموں اور محدثین متقدین سے ثابت نہیں۔ تقلید کا حکم نہ رسول خدا ﷺ نے دیا نہ چاروں اماموں نے اور نہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے تقلید جاری کی تھی نہ اس کا ذکر تھا۔ بلکہ قرآن و حدیث اور چاروں اماموں کے کلام میں اور صحابہ کے عملدرآمد میں تقلید کا لفظ بھی نہیں پایا جاتا جس سے تقلید شخصی جس کا آج کل شور ہے سمجھی جاوے لہذا یہ تقلید نہ قرآن نہ حدیث نہ صحابہ نہ اماموں سے ثابت اور نہ کہیں اس کا حکم۔ اور بدعت بڑا گناہ ہے اس سے آدمی مردود و خارج از اسلام ہو جاتا ہے۔ اور بدعت وہ کام ہے جس کو بعد زمانہ آنحضرت رسالت مآب ﷺ بغیر آپ کے حکم کے اور بعد زمانہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بغیر ان کے عملدرآمد کے دین میں داخل کیا گیا ہے جس کو لازم سمجھا جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک طریق و مذہب چھوڑا ہے۔ کئی مذہبوں کی تعلیم و ہدایت نہیں فرمائی۔ اہل سنت و الجماعۃ سے مراد آنحضرت ﷺ کی سنت اور جماعت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تابعدار ہیں۔ جو لوگ کسی بزرگ یا امام وغیرہ کی اطاعت و فرمانبرداری کو لازم جانتے ہیں حدیث پر بھی جبھی عمل کرتے ہیں اور اسی حدیث پر کرتے ہیں جس پر ان کے امام و مرشد نے کہا ہو یا عمل کیا ہو۔ ورنہ حدیث سے بھی انکار و نفرت و ضد ہے۔ وہ رسالت کے مخالف ہیں۔ ان کا کسی حدیث پر عمل کرنا بھی حدیث اور رسول کی عزت اور قدر اور بڑائی کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ کسی اور کی عزت کی وجہ سے ورنہ وہ سب حدیثوں پر عمل کرتے۔ سب اماماں و بزرگان دین کی عزت دل میں رکھنی چاہئے۔ کوئی کلمہ ان کے حق میں سب و شتم یا مذمت کا نہ کہنا چاہئے۔ اتباع رسول ﷺ و سبیل المومنین کو اختیار کرنا چاہئے۔ تمام امت محمدیہ میں قرن اول یعنی جماعت

صحابہ کرام قرآن وحدیث مسلم و مستقل پیشوا اور اماموں کی جماعت ہے۔ جن کی اتباع اور تابعداری حکم شرعی ہے۔ سہو ونسیان وغلطی اس امت کی معاف ہے۔ بحالت خلاف قرآن وحدیث پر پیش کرنا ضروری ہے اول وقت نماز پڑھتے ہیں۔ اور جہری نمازوں میں مقتدی وامام بعد ختم سورہ فاتحہ امین آواز سے کہتے ہیں۔ اور سورہ فاتحہ ضرور پڑھتے ہیں۔ امام ہو یا مقتدی یا تنہا۔ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے ہیں۔ جس طرح نیت باندھتے وقت اٹھاتے ہیں۔ اور نماز ٹھہرا ٹھہرا کر پڑھتے ہیں۔ ازروئے شرع شریف یہ اچھے مسلمان سنی ہیں یا نہیں۔ اور ان کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور ان کے وعظ سننے اچھے ہیں یا ناجائز؟ اور ان سے ملنا سلام کلام کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا توجروا۔

(جواب ۳۶۷) غیر مقلدین جن کے خیالات سوال میں مذکور ہیں اصولاً تو اہل السنّت والجماعۃ میں داخل ہیں۔ اور اشخاص کے لحاظ سے اگر ان میں کوئی فرد ائمہ مجتہدین کو سب وشتم کریں یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بدعتیں نکالیں یا سلف صالحین کو برا بھلا کہیں یا مسلمانوں کو بعض معمولی کوتاہیوں پر مشرک وکافر بنائیں یا امامت مطلقہ کا دعویٰ کریں تو میرا اپنا عقیدہ یہ ہے کہ ان باتوں کی ذمہ داری انہیں افراد پر ہوگی جن سے سرزد ہوں۔ نہ یہ کہ عام غیر مقلدوں کو مورد الزام بنایا جائے یا نفس ترک تقلید پر اہل سنت والجماعۃ سے خارج ہونے کا حکم لگا دیا جائے۔

رہے یہ مسائل جن کا سوال میں ذکر ہے، ان میں بہت سے مسائل تو متفق علیہ ہیں اور بہت سے مختلف فیہ اور بعض ہمارے خیال میں افراط وتفریط پر مبنی ہیں۔ ان کی تفصیل کا نہ یہ فتویٰ متحمل ہے اور نہ سائل کا سوال ان سے متعلق ہے۔ اس لئے ان تمام افعال کی جملۃً تصویب نہیں کی جاسکتی۔ اور نہ عام غیر مقلدوں کو اہل السنّت والجماعۃ سے خارج کیا جاسکتا ہے اور نہ بالعموم ان سے سلام وکلام کو ناجائز بتایا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ غفر لہ۔ دہلی ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء

مقلدین کو مشرک کہنے والے کی امامت کا حکم.

(السوال) ایک شخص تقلید کرنے والے کو مشرک کہتا ہے۔ سو ایسے شخص کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ مدلل بیان فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

(جواب ۳۶۸) جو شخص کہ تقلید کو شرک کہے وہ خود خاطی ہے۔ اور اگر تمام مقلدین کو مشرک بتائے تو اس کے ایمان کی سلامتی مخدوش ہے۔(۱) اس کے پیچھے نماز بھی نہیں ہوتی۔ کیونکہ مطلق تقلید کا ثبوت قرآن مجید اور احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ اور تعامل سلف سے یقینی طور پر موجود ہے اور تقلید شخصی کا جواز بھی قرآن وحدیث واقوال صحابہ وتعامل سلف سے ثابت ہے۔ پس اس کو شرک کہنا جہالت ہے۔

غیر مقلدین کے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے؟

(السوال) غیر مقلدین کے یہاں کھانا پینا اور ان کو کھلانا پلانا بلاکراہت جائز ہے یا نہیں؟

۱۔ "ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدہما" (بخاری، کتاب الادب، باب من اکفر آخاہ بغیر تاویل: ۲ / ۹۰۱ ط قدیمی)

المستفتی نمبر ۱۱۲۳ محمد عنایت حسین۔ کھنور۔ ۲۶ رجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۶ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۶۹) بلاکراہت جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

اہل حدیث اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں.

(السوال) اہل حدیث جن کو ہم لوگ غیر مقلد بھی کہتے ہیں مسلمان ہیں یا نہیں ؟ اور وہ اہل سنت والجماعة میں داخل ہیں یا نہیں۔ اور ان سے نکاح شادی کا معاملہ کرنا درست ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۱۷۴ اسمعیل محمود ولی صاحب (سورت) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷۰) ہاں اہل حدیث مسلمان ہیں اور اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں۔ ان سے شادی بیاہ کا معاملہ کرنا درست ہے۔ محض ترک تقلید سے اسلام میں فرق نہیں پڑتا اور نہ اہل سنت والجماعة سے تارک تقلید باہر ہوتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) اہل حدیث کو کافر کہنا سخت غلطی ہے.
(۲) اہل حدیث عورت کے غسل دینے کی وجہ سے میت کا جنازہ نہ پڑھنا.
(۳) جنازے میں اہل حدیث شامل نہ ہو تو میت جنتی ہے کہنے والے امام کا حکم.
(۴) کیا اہل حدیث حضرات کا پیسہ مسجد میں خرچ کیا جاسکتا ہے ؟

(السوال) (۱) فرقہ اہل حدیث جو فاتحہ خلف الامام آمین بالجہر رفع یدین وغیرہ کرتے ہیں اور رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت کے قائل ہیں ہم ان کو کافر کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو جو ان کو کافر لکھے یا سمجھے اس کے واسطے کیا حکم ہے ؟

(۲) ایک معصوم حنفیہ لڑکی فوت ہوتی ہے۔ اس کو ایک اہل حدیث عورت غسل دیتی ہے بدیں وجہ محلّہ کا امام اس کا جنازہ نہیں پڑھاتا۔ کیا اس کا فعل شریعت محمدیہ کے موافق ہے۔ اگر نہیں تو ایسے امام کے واسطے کیا حکم ہے ؟ (۳) امام مسجد کہتا ہے کہ میں جس آدمی کا جنازہ پڑھاؤں اور جنازہ میں کوئی اہل حدیث شامل نہ ہو تو وہ آدمی قطعی جنتی ہے۔ کیا یہ سرٹیفکٹ صحیح ہے۔ اگر نہیں تو اس کے قائل کے واسطے کیا حکم ہے ؟

(۴) ایک شخص کچھ روپیہ مسجد کی توسیع کے واسطے خرچ کرنا چاہتا ہے مگر مولوی کا کہنا ہے کہ وہ اہل حدیث ہے لہذا اس کا روپیہ مسجد میں خرچ نہیں ہو سکتا مگر جب وہ شخص خود مولوی سے پوچھتا ہے تو مولوی کہتا ہے کہ وہ روپیہ ہم کو دے دو۔ جب اس کا مال مسجد میں حرام ہے تو مولوی کو کھانا کس وجہ سے حلال ہوا۔ ایسے شخص کے واسطے کیا حکم ہے ؟

(المستفتی) نمبر ۱۲۸۸ محمد اسمعیل صاحب (امرتسر) ۲۳ شوال ۱۳۵۵ھ م ۷ جنوری ۱۹۳۶

(جواب ۳۷۱) (۱) فرقہ اہل حدیث کو کافر کہنا سخت غلطی ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کو بشر سمجھنے کی بنا پر کافر کہنا تو خود کافر کہنے والے کو کفر کی تاریکیوں میں گرانے کے لئے کافی ہے، کیونکہ حضور ﷺ کا بشر ہونا قرآن کی آیات

بینات سے ثابت ہے۔(۱) (۲) اس بنا پر کہ معصومہ بچی کو ایک اہل حدیث عورت نے غسل دے دیا، اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنا سخت جہالت اور گناہ کی بات ہے۔ (۳) امام کا دعویٰ کہ میں جس کے جنازہ کی نماز پڑھاؤں اور نماز میں کوئی اہل حدیث شامل نہ ہو تو وہ میت قطعی جنتی ہے، امام کی جہالت پر مبنی ہے۔ یہ شخص اسلامی تعلیم سے ناواقف یا کوئی بے دین ہے۔ (۴) اہل حدیث کا روپیہ مسجد میں خرچ ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر مسجد میں خرچ کر کے اہل حدیث اس پر قبضہ کرنا چاہے تو اس کے روپیہ کو خرچ نہ کرنا مباح ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) فاتحہ خلف الامام کا حکم.
(۲) کیا نماز میں رفع یدین ضروری ہے ؟
(۳) تراویح کتنی رکعات ہے ؟
(۴) کیا صرف اہل حدیث ہی جنتی ہیں ؟

(السوال) (۱) یہاں پر اہل حدیث اور حنفیوں میں جھگڑا ہے۔ بہت سے حنفیوں کو ان کے مولویوں نے اہل حدیث کر لیا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ الحمد رفع یدین حضرت نے ہمیشہ کیا اور حضرت نے سینہ پر ہاتھ باندھے اور یہ بھی تحریر فرمائیے کہ تراویح کتنی پڑھی جاتی ہیں۔ مولوی عبدالغفار اہل حدیث کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے رفع یدین مرتے وقت تک کیا ہے۔ آپ تحریر فرمائیے کہ حضور نے رفع یدین کیا یا نہیں اور تراویح ۸ پڑھیں یا ۲۰ پڑھیں۔ اور اہل حدیث کہتے ہیں کہ یہی گروہ جنتی ہے اس کا جواب مع آیت اور حدیث کے تحریر فرمائیے تاکہ مسلمان اس طرف ہو جائیں۔

المستفتی نمبر ۱۵۴۳ مولانا عبدالحق صاحب (ضلع متھرا) ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۸ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۷۲) (۱) امام کے پیچھے مقتدی کو الحمد نہیں پڑھنی چاہئے۔ صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا **واذا قرأ فانصتوا** (۲) یعنی جب امام قرائت کرے تو تم خاموش رہو (۲) رفع یدین پہلے رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت کیا جاتا تھا لیکن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ثابت ہے کہ اخیر میں یہ رفع یدین ترک کر دیا گیا تھا۔(۳) وفات تک حضور ﷺ سے رفع یدین کرنے کا ثبوت نہیں۔ (۳) تراویح کی بیس رکعتیں پڑھنی چاہئیں۔(۴) آٹھ رکعتیں تہجد کی ہیں۔ تراویح کی بیس رکعتیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ سے ثابت ہیں۔ اور چاروں اماموں میں سے کوئی بیس سے کم کا قائل نہیں۔ (۴) قرآن اور حدیث اور فقہ پر عمل کرنے والے ان شاء اللہ سب جنتی ہوں گے۔ اہل حدیث کا یہ دعویٰ کہ ان کا فرقہ ہی جنتی ہے غلط ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

۱۔ "قل انما انا بشر مثلکم" (حم السجدة : ٦)
۲. مسلم، باب التشهد فی الصلوة : ۱ /۱۷٤ ط قدیمی
۳. ترمذی، باب رفع الیدین عند الرکوع : ۱ /۵۹ ط سعید.
٤. "وهی عشرون رکعة، وفی الشامیة وهو قول الجمهور." (تنویر الابصار، مبحث صلوٰة التراویح : ۲ /٤۵ ط سعید)

(۱) امام کا غیر مقلد ہونا نماز با جماعت میں شرکت سے مانع نہیں ہے .
(۲) غیر مقلد کے پیچھے نماز درست ہے .
(۳) غیر مقلد کو کافر کہنا درست نہیں .
(۴) غیر مقلد کے ساتھ تعلقات قائم کرنا جائز ہے .

(السوال) (۱) زید فرضی جماعت کے برابر منفرد نماز پڑھتا ہے۔ اس کے ساتھ نہیں ملتا۔ کیا اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ امام غیر مقلد ہے ؟

(۲) کیا موجودہ وہابیوں یا غیر مقلدوں کے خلف نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔ اثبات و نفی کی وجہ تحریر فرمائیں ؟

(۳) موجودہ وہابیوں یا غیر مقلدوں کو کافر اسلام سے خارج اور جہنمی اور گمراہ کہنا جائز ہے یا نہیں کیا جو شخص یہ الفاظ استعمال کرتا ہے اس پر کوئی حرف منجانب قرآن اور حدیث اور فقہ سے آتا ہے یا نہیں ؟

(۴) ان کے ساتھ مصافحہ کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

(۵) ان کے ساتھ رشتہ کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۲۸۹ محمد پنجابی معرفت امیر نواب پشاوری متعلم مدرسہ امینیہ ۵ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۵ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۷۳) (۱) نماز تو ہو جاتی ہے مگر وہ ترک جماعت کی وجہ سے گنہگار ہوتا ہے۔ امام کا غیر مقلد ہونا جماعت میں شریک نہ ہونے کے لئے عذر صحیح نہیں ہے۔ (۲) غیر مقلدوں کے پیچھے حنفی کی نماز جائز ہے۔ (۳) غیر مقلدوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا صحیح نہیں۔ ایسا کہنے والا سخت گنہگار ہوگا۔ کیونکہ تقلید فی حد ذاتہ کفر نہیں ہے۔ (۴) جائز ہے۔ (۵) جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) ائمہ مجتہدین کی تقلید درست ہے .
(۲) کیا تقلید ائمہ سے ترک سنت لازم آتا ہے ؟
(۳) حضور ﷺ کی وفات کے بعد تقلید ائمہ کی پیروی کیونکر کی جائے ؟
(۴) کیا ائمہ نے اپنی پیروی کا حکم دیا ہے ؟
(۵) ائمہ اربعہ کس کے مقلد تھے ؟
(۶) ائمہ کی بات شریعت کے موافق ہے .
(۷) ائمہ کے درمیان بعض مسائل میں اختلاف کیوں ہے ؟

(السوال) ہمارے یہاں ایک اہل حدیث غیر مقلد مولوی صاحب آئے اور تقریریں فرمائیں جس میں تقلید کی رد اکثر بیان کی۔ اس تقریر سے لوگوں کا دل جانب اہل حدیث ہو گیا اور اہل حدیث بننے کے لئے آمادہ ہیں مگر انتظار آپ کے فتویٰ کا ہے۔ اس لئے ہمارے سوال کا جواب جلدی سے دیویں۔

(۱) کیا تقلید ائمہ اربعہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے ؟

(۲) تقلید ائمہ اربعہ سے بعض فرمان نبوی بھی چھوٹ جاتے ہیں تو کیا رسول کی پیروی چھوڑ کر امام کی پیروی کریں ؟

(۳) رسول مقبول ﷺ کی وفات کے بعد کوئی امام سو برس کے بعد اور کوئی ڈیڑھ سو برس کے بعد پیدا ہوئے تو پھر ان کی پیروی کس طرح کریں ؟

(۴) کیا اماموں نے فرمایا تھا کہ ہماری پیروی کرو ؟

(۵) کیا اماموں کا بھی کوئی امام تھا۔ ہمیں جب ضرورت ہے تو ان کو کیوں ضرورت نہ ہو ؟

(۶) بعض فقہ کی کتابوں میں مسئلہ بیان کرتے ہیں تو ایسا لکھتے ہیں کہ فلانے امام نے ایسا کیا فلانے نے ایسا کہا۔ رسول مقبول نے یہ فرمایا ایسا کیوں نہیں لکھتے ؟

(۷) کوئی امام فرماتے ہیں حرام ہے اور کوئی فرماتے ہیں حلال ہے تو کیا اسلام نے ایسے فرقے بنائے ہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۴۹۲ ابراہیم سلیمان صاحب (سوت) ۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ۴ مئی ۱۹۳۹ء

(جواب) قرآن مجید میں ہے فاسئلو ا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔(۱) یعنی (مسلمانو !) تمہیں علم نہ ہو تو اہل علم سے دریافت کرو۔ اہل علم میں حضرات ائمہ مجتہدین بدرجہ اولیٰ داخل ہیں۔ ان کی تقلید کرنا اس بنا پر ہے کہ وہ قرآن وحدیث کے عالم اور ماہر اور مجتہد تھے۔ وہ جو کچھ کہتے تھے قرآن اور حدیث کے ماتحت کہتے تھے۔ اس لئے ان کی بات خدا ورسول کے احکام کے خلاف نہیں ہوتی تھی۔

(۲) ائمہ اربعہ کی تقلید سے حدیث نبوی چھوٹ نہیں سکتی کیونکہ ان چار اماموں کو تمام امت نے مانا ہے کہ یہ امام عالم مجتہد متبع قرآن وحدیث تھے۔

(۳) جس طرح رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد کوئی محدث سو برس کے بعد کوئی دو سو برس کے بعد کوئی اس سے زیادہ زمانہ کے بعد پیدا ہوئے اور اس کے بعد انہوں نے حدیث کی کتابیں لکھیں مگر اس سے ان کی کتابیں کمزور اور ناقابل اعتبار نہیں سمجھی گئی۔ اسی طرح امام ابو حنفیہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور امام شافعی ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور خدا نے انہیں عالم اور مجتہد اور امام بنادیا اور انہوں نے قرآن وحدیث سے دین کے مسائل استنباط کئے تو اس میں اعتراض کی کوئی بات نہیں۔

(۴) اماموں نے کہا ہو یا نہ کہا ہو خدا اور رسول نے حکم دیا ہے کہ اہل علم واجتہاد کی پیروی کرو۔

(۵) اماموں کا علم اور قوت اجتہاد۔ دین کو سمجھنے اور مسائل کا استنباط کرنے کے لئے کافی تھی۔ وہ براہ راست قرآن وحدیث کے مقلد تھے اور ہم ان کے ذریعہ سے قرآن وحدیث کے مقلد ہیں۔

(۶) فلاں امام نے ایسا کہا اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ فلاں امام نے قرآن وحدیث کا یہ مطلب بیان کیا۔ یہ

۱۔ النحل : ۱۲

مطلب ہر گز نہیں ہوتا کہ فلاں امام نے اپنی طرف سے یہ بات کہی۔

(۷) یہ اختلاف تو صحابہ میں بھی تھا۔ اور حدیثوں میں بھی ایسا اختلاف ہے کہ ایک حدیث سے ایک چیز کا جواز معلوم ہوتا ہے اور دوسری سے اسی چیز کا عدم جواز۔ پھر مجتہد کا یہ کام ہے کہ وہ یہ بتائے کہ کون سی حدیث قابل عمل ہے اور کون سی منسوخ یا ماؤل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

چاروں اماموں کا مذہب سنت نبوی کے موافق ہے .

(السوال) اہل سنت والجماعۃ کے چار امام ہیں اور چاروں کے چار طریقے ہیں۔ ان چاروں میں سے کون سا امام موافق طریق نبوی ہے۔ باقی تین کے لئے کیا حکم ہے۔

المستفتی نمبر ۲۸۰۲ محمد انعام الحق، دہلی ۸ ر رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ

(جواب ۳۷۵) ائمہ اربعہ اسلام کے اصول و مبادی میں متفق ہیں۔ ایک ذرہ بھر اختلاف نہیں ہے۔ ہاں عملی مسائل میں ان کے اندر اختلاف پایا جاتا ہے۔ وہ اختلاف دراصل اسلام میں نہیں ہے۔ بلکہ آپس کے دماغی تناسب اور رجحانات کا اختلاف ہے۔ رسول کریم ﷺ نے اعمال میں مختلف مدارج تسہیل کی غرض سے طے فرمائے ہیں۔ ان مختلف مدارج کی ترتیب نہ معلوم ہونے یا تسلیم نہ کرنے یا مختلف مقاصد پر محمول کرنے کی وجہ سے آپس میں اختلاف ہو گیا۔ مگر مآل اور مقصد میں سب متفق ہیں۔ اس قسم کا اختلاف ہر نیک سے نیک کام میں ہو جاتا ہے۔ مثلاً دس آدمی اس امر میں متفق ہوتے ہوئے کہ محتاج کو کھانا کھلانا ثواب کا کام ہے جب عمل کرنے لگیں تو ایک شخص تو کھانے کی جگہ اس کو نقد پیسے دے دے دوسرا ایک قسم کا کھانا اور تیسرا دوسری قسم کا کھانا دے تو دس آدمیوں کے عمل کی دس صورتیں ہو جائیں گی مگر مقصد میں سب متفق ہیں۔ اہل سنت کے چار اماموں میں اسی قسم کا اختلاف ہے۔ حقیقت اسلام میں سب متفق ہیں۔ عملی فریضے کی عملی صورت میں اختلاف ہے۔ اور جو صورتیں اختلاف میں متحقق ہوتی ہیں، وہ سب رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں۔ پس ان میں سے کسی ایک صورت کو کسی نے آخری سمجھا اور اس کو عمل کے لئے متعین کر لیا۔ کسی نے دوسری صورت کو۔ اور کسی نے سب صورتوں کو جائز سمجھ کر عامل کو اختیار دے دیا کہ جو چاہے اختیار کر لے۔ مقصود سب کا اتباع سنت نبویہ ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ کون سی صورت سنت ہے۔ تو یہ اختلاف دین میں نہیں ہے۔ بلکہ لوگوں کے خیال اور تتبع اور تلاش میں ہے اور اس کا دین پر کچھ اثر نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

مجتہد کی تعریف اور کیا مجتہد ہر زمانے میں ہو سکتا ہے ؟

مجتہد کس کو کہتے ہیں ؟ مجتہد ہر زمانے میں ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں تو کیوں ؟

المستفتی نمبر ۲۵۳۳ محمد ضیاء الحق متعلم مدرسہ امینیہ دہلی مورخہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۶ اگست ۱۹۳۹ء

(**جواب ٣٧٦**) مجتہد اس کو کہتے ہیں جس کو قرآن مجید، حدیث شریف اور علوم شرعیہ میں اتنی دسترس ہو کہ وہ احکام شرعیہ کا استنباط کر سکے۔(١) مجتہد کا وجود ہر زمانے میں ممکن ہے۔ مگر فقہائے کرام نے قرن اول کے مجتہد کے بعد عوام مسلمین کو سلف کے مجتہدین کے اتباع کا حکم اس لئے دے دیا ہے کہ آئندہ دین متین میں ہر مدعی اجتہاد رخنہ اندازی نہ کر سکے۔(٢) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی**

کیا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے شرعی مسائل اپنی طرف سے بنائے ہیں؟

متعلقہ ائمہ مجتہدین (سوال دستیاب نہیں ہوا)

(**جواب ٣٧٧**) واضح ہو کہ ہم لوگ حضرت سراج الامۃ امام الائمہ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ کے پیرو اور مقلد ہیں۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ حضرت امام اعظمؒ کتاب اللہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ علی صاحبہا افضل السلام وازکی التحیۃ کے اعلیٰ درجے کے عالم اور علوم دینیہ کے اول درجے کے ماہر تھے۔ انہوں نے قرآن پاک اور احادیث سے جو احکام فقہیہ نکال کر فقہ کو مدون کیا ہے وہ صحیح معنوں میں قرآن پاک اور احادیث کا عطر ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ کے لازوال خزانوں سے فقه فی الدین کا بیش قدر ذخیرہ انہیں عطا فرمایا تھا۔ اور تفقه فی الدین میں ان کی رفعت شان نہ صرف احناف بلکہ علمائے مذاہب اربعہ کے نزدیک مسلم ہے۔ اس لئے ان کے بتائے ہوئے اور نکالے ہوئے احکام پر عمل کرنا بعینہ قرآن وحدیث پر عمل کرنا ہے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ہمارا یہ خیال و عقیدہ ہرگز نہیں کہ امام ابو حنیفہ کو منصب تشریع احکام حاصل ہے۔ یعنی احکام شرعیہ محض اپنے قیاس ورائے سے وہ بنا سکتے ہیں یا بناتے تھے۔ یا ان کے احکام بہر صورت واجب التعمیل ہیں، خواہ وہ قرآن وحدیث کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔ ہم انہیں معصوم نہیں سمجھتے۔ صحابہ کرام کے برابر نہیں سمجھتے۔ پھر نعوذ باللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر سمجھنا تو کجا۔ وہ صرف ایک امتی تھے۔ بشر تھے۔ لوازم بشریت، خطا و نسیان سے بھی مبرا ومنزہ نہ تھے۔ مگر ہاں عالم تھے اور بہت بڑے عالم تھے۔ فقیہ تھے اور کامل فقیہ تھے مجتہد تھے اور مسلم مجتہد تھے۔ مبدا فیاض نے زیور علم وتفقہ تقویٰ وپرہیزگاری سے آراستہ کرنے کے ساتھ ہی انہیں شرف تابعیت بھی عطا فرمایا تھا۔(٣) اور خیر القرون میں ہونے کی بزرگی عطا فرمائی تھی۔ باوجود اس علم واعتقاد کے وہ ایک انسان تھے۔ اور ان سے غلطی اور خطا ممکن۔ ہمارا یہ اعتقاد بھی ہے کہ ہر کس وناکس کو یہ مرتبہ اور حق حاصل نہیں کہ ان کے اقوال میں سے کسی قول کو بے اصل یا بے دلیل بتائے یا ان کے کسی قول کو خلاف حدیث ہونے کا الزام لگا کر چھوڑ دے۔ ہمارے مبلغ علم ہی کیا ہیں کہ ہم احادیث کے ناسخ ومنسوخ، مقدم ومؤخر، ماول ومفسر اور محکم کو معلوم کر سکیں اور حدیث کی چند کتابیں یا چند رسالے پڑھ کر ایسے مسلم مجتہد کے

١۔ "وشرط الاجتهاد أن يحوى علم الكتاب بمعانيه اللغوية والشرعية و علم السنة بطرقها و ان يعرف وجوه القياس بطرقها۔" (نور الانوار ص ٢٤٦ ط سعید)

٢۔ اس کی مفصل بحث شامیہ میں ہے دیکھئے: "مطلب القیاس بعد عصر الاربع مأة منقطع فلیس لاحد أن یقیس" (باب الامامۃ: ١/ ٥٨٩ سعید)

٣۔ "وصح ان آبا حنيفة سمع الحديث من سبعة من الصحابة۔" الدر المختار، مقدمہ، ١/ ٦٣ ط سعید)

اقوال کی تغلیط اور اس کے تخطیہ پر آمادہ ہو جائیں۔

بزرگان سلف میں سے جو لوگ کہ علوم دینیہ میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ اور قدرت نے انہیں خزانہ علوم سے پورا حصہ عطا فرمایا تھا، انہوں نے امام اعظم کے اقوال اور مسائل کو نظر تدقیق و تحقیق سے دیکھا اور جانچا۔ مخالفین کے اعتراضات کی جانچ پڑتال کی اور امام صاحب کے اقوال کے ماخذ نکال کر دکھائے اور ان کے اقوال کو مدلل کر دکھایا۔ ہاں معدودے چند بعض مسائل ایسے بھی ملے کہ ان میں امام صاحب کے قول کے ماخذ پر انہیں بھی پوری اطلاع نہ ملی اور امام ابو یوسف یا امام محمد رحمہما اللہ کے اقوال کو انہوں نے اس مسئلے میں اپنے علم اور خیال کے موافق راجح بتایا تو متاخرین حنفیہ نے بلاتردد ایسے مسائل میں امام صاحب کے قول کو چھوڑ کر ان علمائے اعلام کے قول کے موافق امام ابو یوسف یا امام محمد رحمہما اللہ وغیرہما کے اقوال کو معمول بہا بنالیا۔ فقہ حنفی میں بہت سے مواقع ایسے ہیں کہ ان میں امام صاحب کے قول پر فتویٰ نہیں ہے بلکہ صاحبین وغیرہما کے اقوال مفتی بہا ہیں۔ اور یہ صاف اس امر کی دلیل ہے کہ ہم خدانخواستہ امام ابو حنیفہ کو بالذات واجب الاطاعت نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کا اتباع اور تقلید صرف اسی حیثیت سے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو کتاب اللہ تعالیٰ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی صراط مستقیم پر چلانے والے ہیں۔ اور شاہراہ سنت پر ہمارے رہبر ہیں۔ اگر کسی موقع پر علمائے متبحرین کاملین کے ارشاد سے امام ابو حنیفہ کے اقوال کا ماخذ ہمیں معلوم نہیں ہوتا اور صاحبین وغیرہما کا قول بظاہر زیادہ اوفق بالکتاب والسنۃ ہوتا ہے تو ہم وہاں امام صاحب کے قول پر اصرار نہیں کرتے بلکہ صاحبین وغیرہما کے قول پر عمل کر لیتے ہیں، کیونکہ مقصود اصلی اتباع خدا اور رسول ہے۔

مگر اس کے ساتھ یہ بھی واضح رہے کہ جو مسائل امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ میں مختلف فیہا تھے اور اس میں امام صاحب کی قوت اجتہادیہ نے ایک طرف پر فیصلہ کیا اور امام شافعی کی قوت اجتہادیہ نے دوسری طرح فیصلہ کیا اور یہ بھی ہمیں معلوم ہے کہ امام شافعی نے جن احادیث کی بنا پر یہ حکم دیا ہے کہ وہ حدیثیں امام صاحب کو پہنچیں مگر پھر بھی امام صاحب نے ان کا وہ مطلب نہیں سمجھا اور نہ ان کے نزدیک وہ اس حکم کے اثبات کے لئے کافی ہوئیں جو حکم امام شافعی نے ان کی بموجب دیا ہے تو ایسے مسائل میں ہماری یعنی حنفیہ کے ذمہ لازم ہے کہ (ناتمام)

حنفی مذہب چھوڑ کر شافعی مذہب اختیار کرنا.

(از اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۲۷ء)

میرا ارادہ ہے کہ میں شافعی مذہب میں ہو جاؤں۔ کوئی کتاب ایسی ہووے جس میں مفصل چاروں مذاہب کا خلاصہ ہو اور میں اب تک حنفی مذہب پر رہا۔

(جواب ۳۷۸) کیوں حنفی مذہب چھوڑ کر شافعی ہو جانے کا ارادہ کیوں ہے ؟ ایسی کیا ضرورت پیش آئی ہے ؟

محمد کفایت اللہ غفر، دہلی

پندرھواں باب

متفرقات

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کو لوگوں کے گناہوں کا کفارہ کہنا باطل اور بے ہودہ خیال ہے ۔

(السوال) عامہ مسلمین کی ایک کثیر جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح امت محمدیہ کے گناہوں کا کفارہ ہو گئے اور محض حضرت امام کی شہادت کی وجہ سے ہزارہا سیاہ کاران امت بہشت میں داخل ہوں گے۔ چونکہ یہ عقیدہ عام ہوتا جاتا ہے۔ اور ایک گروہ کثیر اس کی جانب رغبت رکھتا ہے بلکہ اس کو بالکل سچ سمجھتا ہے لہذا ضرورت ہے کہ گہری تنقیدی نظر ڈالی جائے تاکہ جہلا کے عقائد درست ہوں۔

(جواب ۳۷۹) قال اللہ تعالیٰ لا تزر وازرۃ وزر اخری (۱) یعنی ایک کا گناہ دوسرا نہیں اٹھائے گا۔ یہ نص قرآنی اس بارے میں صریح ہے کہ اصول اسلام کے بموجب کفارہ کا خیال غلط اور محض باطل ہے۔ عیسائیوں کا یہ عقیدہ کہ مسیح گناہگاروں کے گناہوں کا کفارہ بن گئے خود ان کا تراشیدہ عقیدہ ہے۔ عقل اور قوانین الٰہیہ کے خلاف ہے۔ زید کے بدلے عمرو کو پھانسی دینا یا سزا دینا کسی عقلمند کے نزدیک جائز نہیں۔ پس احکم الحاکمین کا عدل ایسے ظلم کو کیسے جائز رکھ سکتا ہے۔ اور اسلام کا مسئلہ شفاعت اس مسئلے سے بالکل جدا ہے۔ کفارہ کو شفاعت پر قیاس کرنا غلط ہے۔ شفاعت کی حقیقت یہ ہے کہ کوئی مقرب بارگاہ خداوندی کسی گناہگار کے متعلق بارگاہ قدسی میں اس کے گناہ معاف کئے جانے کی درخواست کرے۔ اور ظاہر ہے کہ اس میں کوئی عقلی قباحت نہیں ہے۔ کیونکہ سزا دینا خداوند تعالیٰ کا حق ہے۔ اور صاحب حق سے معافی طلب کرنا اور عفو کی درخواست کرنا کسی طرح ظلم یا ناانصافی میں داخل نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا شفاعت کو قبول فرما لینا یہ ہے کہ وہ اپنے حق کو معاف فرما دے۔ اور صاحب حق کا اپنے حق کو معاف فرما دینا رحم و شفقت ہے نہ ظلم و ناانصافی۔ اور کفارہ کی حقیقت یہ ہے کہ زید عمرو وغیرہ نے گناہ کئے اور مستحق سزا ہوئے لیکن خدا نے ان کے بدلے میں ایک ناکردہ گناہ کو پکڑ لیا اور ان کے گناہوں کی سزا اس کو دے دی۔ یہ صریح ظلم ہے جو خدا تعالیٰ کی مقدس ذات سے بالکل ناممکن ہے۔ نیز یہ کہنا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت امت محمدیہ کے گناہوں کا کفارہ ہوئی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے امت محمدیہ کے گناہگاروں کے گناہوں کی سزا امام حسین علیہ السلام کو دے دی۔ اور یہ خیال سراسر باطل اور بیہودہ ہے۔ اول تو یہ کہ اس کے لئے کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ کیا امت محمدیہ ﷺ حضرت امام حسین علیہ السلام سے زیادہ خدا کے نزدیک پیاری ہے کہ اس کے بلا ان کے سر ڈال دی گئی حضرت امام حسین رسول مقبول ﷺ کے جگر گوشہ اور نواسے اور محبوب تھے۔ اور امت اگرچہ امت ہونے

۱۔ الاسراء: ۱۵

کی جہت سے آپ کو پیاری ہے لیکن نہ اتنی پیاری کہ آپ کے جگر گوشہ کو امت پر سے قربان کر دیا جائے ۔ الغرض یہ خیال اور عقیدہ شریعت محمدیہ کے سراسر مخالف ہے اور نصوص قرآنیہ سے بالکل مبائن۔ اس سے توبہ کرنا چاہئے۔

لسی خاص چشمے میں شفا کی نیت سے نہانے کو شرک کہنا .

(السوال) ایک جگہ خلق خدا نے مقرر کی ہے کہ اگر کوئی شخص اس جگہ کے چشمہ میں نہائے تو اس کی بماری دور ہو جاتی ہی جس پر ایک شخص مدعی ہے کہ یہ شرک ہے۔ حکیم کا علاج کرنا چاہئے۔

(جواب ۳۸۰) بعض چشمے ایسے ہوتے ہیں کہ بعض قدرتی نامعلوم اسباب کی وجہ سے ان کے پانی میں کوئی خاص تاثیر ہوتی ہے ۔ پس اگر شہادت تجربہ سے کسی چشمے کے پانی میں کوئی خاص تاثیر ثابت ہو جائے تو اس میں نہانے کا حکم وہی ہے جو دوا و علاج کرنے کا ہے۔ اور اسے شرک کہنے والا غلط کہتا ہے۔ لیکن پانی میں اگر کوئی خاص تاثیر نہ ہو مگر لوگ اسے متبرک اور بزرگ پانی سمجھ کر نہاتے ہوں تو اگر اس کی برکت اور بزرگی کے لئے نافی وجہ ہو۔ جیسے آب زمزم اور شفا دینے والا خدا کو ہی سمجھیں تاہم جائز ہے۔ لیکن اگر کوئی کافی وجہ بزرگی اور رکت کی نہ ہو یا اس چشمے کی نسبت یہ عقیدہ ہو کہ حقیقی شفا دینے والا یہی ہے تو نہانا جائز نہیں ہے اور یہ دوسرا نیال شرک ہے۔

لیاہر شہر اور بستی میں قطب کا ہونا ضروری ہے ؟

سلمانوں میں بہت سے لوگوں میں یہ خیال پختہ ہے کہ ہر شہر اور قریہ میں ایک قطب کا ہونا لازمی ہے۔ کیا یہ اقعہ ہے ؟ اگر ہے تو جہاں مسلمانوں کی آبادی بالکل نہیں جیسے یورپ اور امریکہ کے بعض شہر تو کیا وہاں بھی تطب ہوتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۱۸۹ اسمعیل ابراہیم محمدی ۱۱ شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۳۴ء

جواب ۳۸۱) ہر شہر اور قریہ میں قطب کا ہونا روایات صحیحہ سے ثابت نہیں۔ ہاں جہاں مسلم آبادی ہو ان میں ندا کے مقبول بندے بھی ضرور ہوتے ہیں گو وہ عام لوگوں کو معلوم نہ ہوں۔ بعض اولیاء اللہ اصحاب خدمت سوتے ہیں اور اکثری طور پر وہ لوگوں کی واقفیت سے باہر ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی تعداد اور ان کے نظم کے متعلق حی کوئی صحیح معلومات نہیں ہیں۔ اہل تصوف نے ابدال او تاد اقطاب کے درجے مقرر کئے ہیں اور ان کی تعداد اور غوضہ خدمات کے متعلق کچھ بزرگوں کے مکاشفات ہیں۔ تاہم یہ کوئی عقائد کی بات نہیں۔(۱) اللہ پر ہی اس کے لم کو مفوض کرنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

۔”ھی ظنیات لا تسمی علوماً یقیناً۔“ (مرقاۃ، بحث کشف الولی والعامہ ظنی۔ ۱/ ۶۶ ط امدادیہ)

۲۹ کے چاند کی خبر سن کر افطار کرانا جائز نہیں .

(السوال) ایک مولوی نے یہ خبر سنی کہ دہلی سے تار آیا ہے کہ وہاں انتیس کا چاند ہو گیا ہے۔ اسی خبر پر اس نے روزے افطار کرا دیئے اور عید کر لی اور یہ کہہ دیا کہ اس کا تمام گناہ میرے ذمہ ہے۔ آیا اس تار کی خبر پر روزے افطار کرانا اور اپنے ذمہ گناہ لینا درست ہے ؟

(جواب ۳۸۲) صرف اس طرح خبر سن کر کہ دہلی سے تار آیا ہے کہ وہاں چاند انتیس کا ہو گیا ہے روزے افطار کر ڈالنا اور عید کر لینا ہر گز درست نہیں۔ عید کے چاند کے ثبوت کے لئے دو عادل آدمیوں کی گواہی شرط ہے۔ صورت مسئولہ میں اول تو تار خود اپنے پاس نہیں آیا۔ اور پھر اگر اپنے پاس بھی آئے جب بھی چونکہ تار میں کمی بیشی اور غلطی ہوتی رہتی ہے اس لئے وہ ثبوت رویت ہلال کے واسطے کافی نہیں۔ **وان کان بالسماء علة لا تقبل الا شهادة رجلين اورجل و امرء تين و يشترط فيه الحرية ولفظ الشهادة كذافي خزانة المفتين و تشترط العدالة هكذا في النقاية انتهى مختصرا** (ھندیہ(۱) ص ۲۱۰ ج ۱) اور کسی شخص کا نعوذ باللہ یہ کہنا کہ روزے افطار کر لو اس کا تمام گناہ میرے ذمہ ہے بہت بڑی دیدہ دلیری ہے۔ بلکہ اس میں خوف کفر ہے کس میں اتنی طاقت ہے کہ عذاب خداوندی کا متحمل ہو سکے۔ ایسی باتوں سے احتراز واجب ہے۔

ردّ منکرات حسب الاستطاعت ضروری ہے۔

(السوال) کسی منکر (برا فعل بری رسم) کا ازالہ بروئے شریعت اسلامیہ ضروری ہے یا نہیں ؟ کسی شیخ یا پیر کا اپنی جماعت کو یہ ہدایت کرنا کہ صرف میری جماعت سے رشتہ نکاح قائم کرو دوسرے مسلمانوں سے یہ تعلق قائم نہ کیا جائے۔ یا اس کی جماعت اپنے طور سے یہ عقیدہ قائم کر لے۔ ایسا عقیدہ ایسا حکم بروئے شریعت منکرات میں داخل ہے یا نہیں ؟ منکرات کے ازالہ اور دور کرنے کی کیا صورت ہے ؟

المستفتی نمبر ۲۲۸ محمد الدین نصیر آبادی ۱۶/ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۳/ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۸۳) یہ ہدایت اور تلقین اگر اس بنا پر ہے کہ اپنی جماعت کے سوا دوسرے مسلمانوں کے ساتھ رشتہ، ازدواج قائم کرنے کو وہ ناجائز قرار دیتا ہے تو یہ حکم شریعت کی صریح خلاف ورزی ہے۔ منکر سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے شریعت نے منع کیا ہے۔ اگر وہ اتفاقی طور پر منکر ہیں تو ہر مسلمان کو ان کے روکنے کی سعی کرنی چاہئے اور اگر اختلافی ہیں تو اپنے فریق میں روک سکتے ہیں۔ مثلاً کچھوے کا گوشت کھانا حنفیہ کے نزدیک منکر ہے شوافع کے نزدیک منکر نہیں۔ (۲) تو حنفیوں کو روکنا اور منع کرنا درست ہے۔ شوافع کو ہم نہیں روک سکتے۔ ازالہ، منکر کی وہ صورتیں جو ہماری استطاعت میں ہوں اختیار کرنی جائز ہیں۔ اور وہ زبانی نصیحت و تبلیغ، کبائر کے لئے مقاطعہ معاشرتی کی صورت ہے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ

۱۔ الھندیۃ، الباب الثانی فی رؤیۃ الھلال : ۱ / ۱۹۸ ط کوئٹہ)

۲۔ ”وعند الثلاثة يحل والسلحفاة الخ“ (تنویر الابصار، کتاب الذبائح : ۶ / ۳۰۴، ۳۰۵ ط سعید)

کیا شریعت کے احکام تمام مسلمانوں پر یکساں ضروری ہیں ؟

(السوال) شریعت کے احکام امیر و غریب دونوں پر یکساں ہیں یا اس میں کچھ تفاوت ہے ؟

(جواب ۳۸۴) بعض احکام میں فرق ہے۔ مثلاً فقیر پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ حج فرض نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

کیا لفظ ”غفران پناہ“ غیر خدا پر بولا جا سکتا ہے ؟

لفظ غفران پناہ غیر خدا پر بولا جا سکتا ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۰۷۵ سیٹھ عبدالستار صاحب (سورت) ۸ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۸۵) جب کہ غفران پناہ غیر خدا کے لئے استعمال کیا جائے مثلاً یوں کہیں زید غفران پناہ تو اس کے معنی یہ ہوں گے زید جس کی پناہ غفران ہے یعنی حضرت حق کی مغفرت اور بخشش اس کی پناہ گاہ ہے تو یہ معنی صحیح اور درست ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) شہداء کربلا کے مبالغہ آمیز حالات بیان کرنا جائز نہیں .

(۲) یزید کو کافر کہنے کا حکم .

(السوال) (۱) عاشورہ کے دس روز کے وعظ میں یہاں گشتی مولوی نے وعظ کہا جس میں شہدائے کربلا کے حالات بہت مبالغہ آمیز اور غم واندوہ کے جذبات کو مشتعل کرانے والے الفاظ میں مرثیہ اور نوحے وغیرہ کے اشعار ملا کر بیان کئے۔ مذہب اہل سنت والجماعت کے مطابق ایسے طرز پر بیان کرنا جائز ہے یا نہیں (۲) یزید کو کافر کہہ سکتے ہیں یا نہیں اور اس پر لعنت کر سکتے ہیں یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۱۶۵ عبدالرحمن و محمد حسین صاحبان (سادہ) ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ

مطابق ۲۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۸۶) مبالغہ آمیز حالات بیان کرنا اور لوگوں کو غلط فہمی میں مبتلا کرنا کسی حالت میں بھی جائز نہیں۔

(۲) یزید کو کافر کہنا احتیاط کے خلاف ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

کیا علامہ شبلی نے اپنے کفریہ عقائد سے توبہ کی ہے ؟

آج کل اکثر اخبارات و رسائل میں تکفیر کے جھگڑے دیکھے جاتے ہیں۔ علمائے حق میں سے اکثر لوگ مولانا شبلی اور مولانا حمید الدین فراہی کو کافر سمجھتے ہیں اور اکثر لوگ اس کے مخالف ہیں جیسے حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی۔ اس کی متعلق حضور کا کیا خیال ہے۔ کیا واقعی وہ لوگ قابل تکفیر ہیں۔

اس مضمون کے زیر عنوان حضور نے جواب عنایت فرمایا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ حضرت کے فتویٰ سے مولانا حمید الدین فراہی اور دیگر کارکنان مدرستہ الاصلاح کی بریت تو ثابت ہوتی ہے۔

مگر مولانا شبلی صاحب کی بریت ثابت نہیں ہوتی ۔ بعض لوگ مولانا کے فتویٰ سے تاویل کرتے ہیں کہ مولانا نے مولانا حمید الدین صاحب فراہی اور مدرسۃ الاصلاح کے دیگر کارکنوں کی تکفیر کے لئے میری نظر میں شرعی وجوہ نہیں ہیں لکھا ہے تو اس جگہ پر لفظ دیگر مولانا شبلی کو کسی طرح شامل ہی نہیں ہو سکتا اور لفظ کارکنان بھی اسی طرح مولانا شبلی کو شامل نہیں۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ مولانا شبلی کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ مولانا شبلی صاحب مادہ کو غیر حادث اور نبوت کو اکتسابی مانتے تھے جیسا کہ ان کی کتابوں میں مصرح ہے۔ پس ایسے شخص کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔

المستفتی نمبر ۱۱۷۹ حافظ محمد رفیق صاحب (شہر مانڈلے برما) ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۸۷) مولانا شبلی مرحوم کی ایک تحریر مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے شائع کی ہے جس میں یہ تصریح ہے کہ مولانا شبلی نے مادہ کے قدیم ہونے اور نبوت کے اکتسابی ہونے کے عقیدے سے تبری کی ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ اس تحریر کو نظر انداز کر دیا جائے۔ اس لئے مولانا شبلی کی تکفیر نہ کرنی چاہئے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

علامہ شبلی کے بارے میں فتویٰ کے متعلق وضاحت .

(السوال) گذارش یہ ہے کہ آپ کا ارسال کردہ فتویٰ موصول ہوا جس کو پڑھ کر مضمون مافیہا سے آگاہ ہوا آنجناب نے جو تحریر فرمایا ہے کہ مولانا شبلی کی ایک تحریر مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے شائع کی ہے جس میں یہ تصریح ہے کہ مولانا شبلی نے مادہ کے قدیم ہونے اور نبوت کے اکتسابی ہونے کے عقیدے سے تبری کی ہے۔ کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس تحریر کو نظر انداز کر دیا جائے۔ اس لئے مولانا شبلی صاحب کی تکفیر نہ کرنی چاہئے۔ خیر یہ تو معلوم ہوا مگر اب چند شبہات در پیش ہیں۔ امید کہ آپ ان کا ازالہ فرمائیں گے۔ اولاً تو یہ کہ آپ نے اس سے پہلے فتویٰ میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ کفر کا معاملہ بہت سخت اور واجب الاحتیاط ہے۔ بے شک یہ لکھنا آپ کا بہت ہی درست ہے اور کتب فقہ اس مسئلہ سے پر ہیں تاوقتیکہ کوئی تاویل موجود ہو کسی مسلمان کو کافر نہیں کہنا چاہئے۔ اب اس میں یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ حکم عام ہے یا خاص۔ اگر عام ہے تو حضرت والا سے دریافت ہے کہ جس زمانے میں آپ نے مولانا شبلی صاحب پر کفر کا فتویٰ دیا تھا وہ کس دلیل سے اور اس وقت یہ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کہاں تھے جو اس تصریح کو شائع نہیں فرمایا۔ نیز آپ نے ان سے تبادلہ خیال کیوں نہیں کیا اور بغیر تحقیق کئے ہوئے ایک مسلمان کی تکفیر کر دی مسلمان ہی نہیں بلکہ علامہ زماں جس کو آج تک دنیا کافر ہی سمجھتی ہے اور ایک مسلمان کو کافر کہنا کتنے بڑے ظلم کی بات ہے حالانکہ وہ کافر نہیں اور علامہ سید سلیمان ندوی نے جو کچھ اخبار الجمعیۃ اور مدینہ میں شائع کیا ہے اولاً تو اخباری چیزیں صدق اور کذب دونوں کا احتمال رکھتی ہیں۔ عامہ مسلمین اس تحریر سے مطمئن نہیں اس لئے کہ آپ کا وہ فتویٰ بھی نظروں کے سامنے ہے۔ اس کو کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اس لئے آپ پر یہ واجب اور لازم ہے کہ اپنے سابق فتویٰ کی تردید شائع کر دیں تا کہ عامہ مسلمین اس

گناہ سے بری ہو جائیں یعنی ان کو کافر نہ سمجھیں۔

المستفتی نمبر ۱۲۰۲ حافظ محمد رفیق صاحب (شہر مانڈلے برما) ۹ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۸۸) میرا پہلا کون سا فتویٰ تکفیر کا ہے جس کا آپ حوالہ دیتے ہیں۔ اگر ۱۳۳۲ھ کا مطبوعہ فتویٰ مراد ہے تو اسے غور سے پڑھئے اور یہ بھی لحاظ رکھئے کہ اس کے بعد عرصہ تک علامہ شبلی زندہ رہے اور توفیق الٰہی ایک آن میں ملحد کو تائب کر سکتی ہے۔ میں اب بھی کہتا ہوں کہ جو شخص مادہ کو قدیم مانے اور خدا کو فاعل بالاضطرار جانے نبوت کو اکتسابی کہے وہ ملحد ہے (۱) ۱۳۳۲ھ کا فتویٰ الزامی طور پر مرحوم کی تحریرات سے عائد کیا گیا تھا۔ لیکن اگر اس کے بعد انہوں نے تبری کی ہو جیسا کہ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے شائع کی ہے تو اسے نظر انداز نہ کرنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

علامہ شبلی کی عدم تکفیر کا مسئلہ .

(السوال) (۱) آپ نے دریافت فرمایا ہے کہ میرا پہلا کونسا فتویٰ تکفیر کا ہے جس کا آپ حوالہ دیتے ہیں۔ اگر ۱۳۳۲ھ کا مطبوعہ فتویٰ مراد ہے تو اسے غور سے پڑھئے اور یہ بھی لحاظ رکھئے کہ اس کے بعد عرصہ تک علامہ شبلی زندہ رہے اور توفیق الٰہی ایک آن میں ملحد کو تائب کر سکتی ہے۔ بے شک یہ لکھنا آپ کا بہت ہی درست ہے۔ مگر اب یہ دیکھنا ہے کہ ان کو بھی توفیق الٰہی ہوئی یا نہیں اور انہوں نے توبہ بھی کی یا نہیں اگر یہ کہا جائے کہ وہ تائب ہو گئے تھے تو اس کا کیا ثبوت ہے اور انہوں نے اپنی کس تصنیف اور کس کتاب اور کس صفحہ پر اپنے سابق عقائد کی تبری کی ہے۔ براہ کرم اس کا حوالہ دیں۔ جس تصریح کا آپ بار بار حوالہ دیتے ہیں اس تصریح کو تو آپ خود رد کر چکے ہیں اور وہی تصریح ہے جس کے سائل سید عبدالسلام صاحب ملک مطبع فاروقی دہلی ہیں اور مجیب علامہ شبلی فقط فرق یہ ہے کہ اس وقت اس کو شائع کرنے والے علامہ سید سلیمان صاحب ندوی ہیں۔ نیز آپ نے اس تحریر کو اپنے مطبوعہ فتویٰ کے شروع میں نقل کر کے اس کی کماحقہ تردید کر دی ہے۔ اب اس کے بار بار حوالہ دینے کا کیا معنی۔ اور فتویٰ سے وہی فتویٰ مراد ہے جس کو آنجناب نے ۱۳۳۲ھ میں مرتب فرمایا تھا تو انہوں نے اس کی کسی مقام پر تبری کی ہے براہ کرام اس کا حوال دیجئے معہ کتاب اور صفحہ کے اور حوالہ بھی اس تحریر کے علاوہ ہو۔ کیونکہ یہ تحریر تو خود آپ کے نزدیک غیر مسلم ہے تو دوسروں کے لئے آپ کے نزدیک کیونکر مفید ہونے لگی۔

(۲) اگر یہ صحیح ہے کہ انہوں نے اپنی سابق تحریرات سے رجوع نہیں کیا پس ایسے شخص کے متعلق آپ کا کیا فتویٰ ہے جو نبوت کو اکتسابی اور مادہ کو غیر حادث اور غیر مخلوق اور خدا کو فاعل بالاضطرار جانتا تھا۔

المستفتی نمبر ۱۲۵۵ حافظ محمد رفیق صاحب (شہر مانڈلے) ۲۸ رمضان ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

۱۔ "الملحد هو من مال عن الشرع القويم الى جهة من جهات الكفر ..... ولا بوجود الصانع۔" (رد المحتار باب المرتد مطلب فی الفرق بین الزندیق الخ: ۴/ ۲۴۱ ط سعید)

(جواب ۳۸۹) جناب محترم دام فضلہم۔ بعد سلام مسنون میں جس قدر لکھ چکا ہوں وہی کافی ہے۔ تکفیر مسلم میں انتہائی احتیاط کرنی چاہئے۔(۱) میں نے ان کے جواب پر جو کچھ لکھا تھا وہ الزاماً تھا اور خود اپنی طرف سے تکفیر نہیں کی تھی۔ اور اگر علامہ شبلی ان عقائد سے تبری کرتے ہیں تو ان کی طرف ان عقائد کی نسبت کر کے ان کی تکفیر کا اپنی طرف سے حکم لگانا احتیاط کے خلاف ہے اور وہ بھی اب کہ ان کے انتقال کو سالہا سال گذر چکے ہیں یہ صحیح ہے کہ نبوت کو اکتسابی ماننا اور مادہ کو غیر حادث کہنا اور خدا کو فاعل بالاضطرار بتانا یہ عقائد کفریہ ہیں اور ان کے عقائد کفریہ ہونے کو علامہ شبلی بھی تسلیم کرتے ہیں تو ضرور ہے کہ وہ اپنی پہلی عبارتوں کو ماول یا منقول یا منسوخ قرار دیتے ہیں۔ تو عدم تکفیر کے لئے اتنی کافی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

کیا درج ذیل عبارت لکھنے والا کافر ہے؟

(السوال) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مضمون ذیل مطبوعہ کے متعلق جو بجنسہ رائے عالی کے لئے پیش کیا جاتا ہے کیا ایک سیکنڈ بھی خدا ہونا خدائی کا اہل اپنے تئیں سمجھنا شرک و کفر نہیں ہے۔ اور یہ الفاظ کہ "چالیس روز تک یہ بوجھ اٹھا سکتا ہوں۔ ہاں مجھ میں اس بار کے تحمل کی ہمت ہے۔ تو دیکھے گا کہ میری چالیس روز کی خدائی کیسی آن بان کی ہوتی ہے"۔

المستفتی نمبر ۱۲۰۳ سید فدا حسین صاحب (جامع مسجد دہلی) ۱۰ رجب ۱۳۵۵ھ
مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۹۰) میں نے خواجہ حسن نظامی کا سفر نامہ نہیں پڑھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ محولہ بالا عبارت اس میں ہے یا نہیں۔ اور ہے تو اس کا اسلوب و محل بیان کیا ہے۔ منقولہ عبارت جتنی اس میں موجود ہے۔ یہ ایک شاعرانہ تخیل کا انداز رکھتی ہے۔ اور خود اس عبارت کے آخر میں اس کی حیثیت ایک مجذوبانہ گفتگو کی ظاہر کی گئی ہے اور اس کے متکلم کو حد سے گذرنے والا بندہ کہا ہے۔ اس لئے اس پر کفر یا ارتداد کا حکم نہیں کیا جا سکتا ہاں یہ ضرور ہے کہ یہ انداز تحریر ایک غیر مجذوب کے لئے حالت اختیار میں شایان اسلام نہیں کہ عوام کے لئے موجب گمراہی ہو سکتا ہے۔ فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) قبر والے سے مدد مانگنا جائز نہیں۔
(۲) گیارھویں دینے کا حکم۔
(۳) مسلمان کے عقائد کس قسم کے ہونے چاہیں؟

(السوال) (۱) کسی قبر پر جا کر قبر والے سے کہنا۔ اے فلاں۔ اللہ سے میرا فلاں کام کرا دو۔ کیا جائز ہے یا ناجائز۔

۱۔ "واعلم انہ لا یفتی بکفر مسلم ان امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف" (التنویر و شرحہ، باب المرتد: ۴/ ۲۲۹ سعید)

(۲) گیاھویں دینا جائز ہے یا ناجائز۔ (۳) انسان مسلم کے عقائد صحیح کیا ہونے چاہئے۔

المستفتی نمبر ۱۵۷۲ عبدالمجید صاحب (آگرہ) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۶ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۹۱) (۱) قبر پر جاکر صاحب قبر سے یہ کہنا کہ اللہ سے میرا فلاں کام کرادو جائز نہیں کیونکہ کسی کو اللہ سے کام کرادینے کی قدرت نہیں۔(۱) اور اگر یہ مطلب ہو کہ اللہ سے دعا کرو کہ وہ اپنی رحمت سے میرا کام کر دے۔ یہ بھی مفید نہیں۔ کیونکہ اصحاب قبور کا سماع ثابت نہیں (۲) پس ہر حاجت مند کو اللہ تعالیٰ سے ہی سوال اور دعا کرنا چاہئے۔ یہی ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء ﷺ کی ہمیں تعلیم ہے۔ (۲) گیارھویں دینے کا شریعت مقدسہ میں کوئی حکم اور کوئی ثبوت نہیں ۔ حضور ﷺ اور خلفائے راشدین اور صحابہ کرام سے یہ امر ثابت نہیں اور نہ ان میں سے کسی کی تاریخ ہائے وفات پر کوئی عمل منقول و معمول ہے۔(۳) (۳) ایک مسلمان کا عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق و رازق اور تمام حاجتیں پوری کرنے والا، ہر شخص کی دعا سننے والا اور رحمت سے قبول کرنے والا ہے، انبیاء کرام اس کے پیغامبر اس کی ہدایت اور وحی کو مخلوق تک پہنچانے کے لئے آئے تھے۔ انبیاء سب معصوم تھے۔ اور اولیاء کرام خدا کے مقبول بندے ہیں مگر خدا کی مرضی کے بغیر نہ کچھ کر سکتے ہیں نہ کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ اتباع سنت میں نجات ہے۔ اور ہر بدعت سیئہ گمراہی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) خواجہ باقی باللہ کے مزار میں قدم شریف کی حقیقت .
(۲) گیارھویں شریف کی حقیقت کیا ہے ؟
(۳) مزارات پر پھول، چراغ اور چادر چڑھانا ناجائز ہے .

(السوال) (۱) قبرستان نبی کریم (خواجہ باقی باللہ) میں جو قدم شریف ہے اس کی سند کے بارے میں جناب والا کا کیا خیال ہے۔ (۲) گیاھویں شریف کی کیا حقیقت ہے۔ (۳) مزارات پر پھول چڑھانا چراغ جلانا چادر چڑھانا کیسا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۶۴۱ بشیر احمد صاحب۔ مالک فیض عالم دواخانہ۔ پہاڑ گنج نئی دہلی۔ ۱۸/ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۷/ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب (۱) یہ قدم شریف جو مزار شریف میں لگا ہوا ہے، مجھے اس کی سند کے متعلق کوئی معلومات نہیں۔ اللہ کو علم ہے کہ اس کی کوئی قابل وثوق سند ہے یا نہیں۔ مگر دہلی میں بعض بزرگوں کے کشف سے اس کے بعض آثار برکت منقول ہیں۔ کشف اصول شریعت میں صاحب کشف کے سوا دوسروں کے لئے حجت نہیں۔(۴)

۱۔ "من ذاالذی یشفع عندہ الا باذنہ۔" (البقرہ، آیت الکرسی پارہ ۳، رکوع ۲)

۲۔ "انك لا تسمع الموتی ولا تسمع الصمّ الدعاء" (الروم: ۵۲)

۳۔ "مقرر کردن روز سوم وغیر دبا تحصیل واو راضروری انگاشتن در شریعت محمدیہ ثابت نیست۔" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ: ۱/ ۱۹۵ ط امجد اکیڈمی)

۴۔ والھام الاولیاء حجة فی حق انفسھم ان وافق الشریعة ولم یتعد الی غیر ھم الا اذا اخذنا بقولھم بطریق الادب۔" (نور الانوار، مبحث افعال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۱۵ ط سعید)

(۲) گیارھویں کا التزام اور اس تاریخ کی تخصیص اصول شریعت کے خلاف ہے۔(۱) (۳) مزارات پر پھول چڑھانا۔(۲) چراغ جلانا(۳) چادر چڑھانا (۴) ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

شیخ عبدالقادر جیلانی کے بارے میں مشرکانہ حکایت بیان کرنے والے امام کا حکم .

(السوال) امام نے خطبہ اولیٰ جمعہ عربی میں پڑھنے کے بعد اردو میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے خدا کو دیکھا۔ خدا نے پوچھا اے محی الدین کیا چاہتے ہو فرمایا کہ تیرے پاس رکھا ہی کیا ہے جو تو دے گا۔ نبوت، رسالت شہادت سب ختم ہی ہو چکا ہے۔ تب خدا نے فرمایا کہ اپنی قادریت میں نے تجھ کو دی۔ اس لئے عبدالقادر ان کا نام ہوا۔ کیا از روئے شرع محمدی درست ہے۔ اور ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے۔

المستفتی نمبر ۱۷۵۶ حکیم عبدالغفور صاحب (ضلع بھاگلپور) ۸ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۴ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۹۳) یہ روایت غلط اور مشرکانہ مضمون پر مشتمل ہے۔ ایسے امام کی امامت بھی مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

یک سو تیس فرائض پر اعتقاد نہ رکھنے والا گناہ گار ہے .

(السوال) بعض الناس یقول ان مائة وثلثين مسئلة من عظائم فرائضه ومن لم يعتقد ها كان من الآثمين . وتلك المسائل هذه :-

(۱) ستون فرضافی صوم رمضان (۲) سبعة عشر فرضافی عد دركعات الصلوٰة الخمس (۳) ثلثة عشر فرضا فی شرائط الصلوٰة واركنها (۴) ثلثة فی الغسل (۵) وثلثة فی التيمم (۶) اربعة فی الوضوء (۷) وخمسة فی معرفة اوقات الصلوٰة (۸) وخمسة فی نية الصلوٰة الخمس (۹) سبعة فی اركان الايمان (۱۰) خمسة فی اركان الاسلام (۱۱) اربعة فی معرفة مذاهب الاربعة (۱۲) اربعة فی معرفة رسول الله صلی الله عليه وسلم

(ترجمہ) ایک شخص کہتا ہے کہ ایک سو تیس مسائل بہت اہم ہیں۔ جو شخص ان پر اعتقاد نہ رکھے وہ گنہگار ہوگا۔ وہ یہ ہیں :-

---

(۱) "مقرر کردن روز سوم وغیره بالتخصیص واورا ضروری انگاشتن در شریعت محمدیه ثابت نیست" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ : ۱ / ۹۵ ط امجد اکیڈمی)

۲۔ دیکھئے ص ۲۲۹ حاشیہ ۲۔

۳۔ "واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء...... الکرام تقربا الیهم فهو بالاجماع باطل و حرام" (ردالمحتار : ۲ / ۴۳۹ ط سعید)

۴۔ وفی الاحکام عن الحجة : تکره الستور علی القبور ا ه (ردالمحتار : ۲ / ۲۳۸ ط سعید)

(۱) رمضان کے روزوں میں ساٹھ فرض ہیں۔ (۲) پنج وقتہ نماز کی رکعات میں سترہ فرض ہیں۔ (۳) شرائط نماز اور ارکان نماز میں تیرہ فرض (۴) تین فرض غسل میں۔ (۵) تین فرض تیمم میں۔ (۶) چار فرض وضو میں۔ (۷) پانچ فرض اوقات نماز کا جاننا۔ (۸) پانچ فرض پانچ نمازوں کی نیتیں۔ (۹) سات ارکان ایمان میں (۱۰) پانچ ارکان اسلام میں (۱۱) چار فرض چار مذاہب کا جاننا (۱۲) چار فرض رسول اللہ ﷺ کی معرفت ہیں۔

المستفتی نمبر ۱۷۶۹ محمد عبدالملک صاحب (بریسال) ۱۳ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۹٤) عبادات کے فرائض واجبات اور سنن کا علم تو بے شک چاہئے۔ لیکن فرائض کی یہ تفصیل جو سوال میں مذکور ہے فضول تطویل ہے۔ رمضان میں ساٹھ فرض اس کا مطلب دو فرض کہہ کر بھی ادا ہو سکتا ہے۔ ایک نیت دوسرے رمضان کے روزے۔ اسی طرح دوسرے فرائض کو سمجھئے۔ اور چار مذاہب کا علم ہونا۔ اس کو فرائض میں داخل کرنے کا مطلب بھی سمجھ میں نہیں آیا۔ اسی طرح دوسرے نمبروں میں بھی غیر معروف اور غیر مقبول باتیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

کیا اولیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں؟

اولیاء اللہ قبر میں زندہ ہیں یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۲۳۱۸ اے۔ سی۔ منصوری (بمبئی) ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۳۸ء

(جواب شہیدوں کی حیات تو ثابت ہے۔[1] اولیاء اللہ کی حیات شہیدوں کی حیات کی طرح نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

(۱) مشرکانہ افعال کرنے والے سے کس طرح کا برتاؤ کیا جائے؟
(۲) علی الاعلان زنا نکار سے بائیکاٹ ضروری ہے۔

(السوال) ایک شخص مسلمان مسمی زید ہندوؤں کے دیوتاؤں کے تھان پر جا کر حسب رسم اہل ہنود سلام وغیرہ کرے اور منت وغیرہ مانے اور چڑھاوا وغیرہ چڑھاوے عنداللہ مذہب حنفیہ کی رو سے مع حوالہ کتب جواب باصواب سے آگاہ فرمائیں کہ آیا یہ شخص زید مشرک قرار دیا گیا یا نہیں۔ اور زید کے ساتھ دوسرے مسلمان کس طرح برتاؤ رکھیں۔

(۲) مسمی بکر ایک عورت کا خسر مسماۃ ہندہ کے ساتھ جو کہ ایک نہایت نیچ قوم سے ہے، علی الاعلان زنا کرتا ہے۔ اور اس کے ہمراہ خورد و نوش بھی کرتا ہے۔ عنداللہ مذہب حنفیہ کی رو سے مع حوالہ کتب آگاہ فرمائیں کہ اس کے ساتھ شرعاً مسلمان کیا برتاؤ رکھیں۔

المستفتی نمبر ۲۳۵۸ قاری حکیم شفیق احمد صاحب مارواڑ، ۶ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ

مطابق ۵ جولائی ۱۹۳۸ء

---

[1] ”بل احیاء ولکن لا تشعرون“ (البقرہ: ۱۵۴)

(جواب ۳۹۶) (۱) دیوتاؤں کے تھان پر جا کر سلام کرنا۔ منت ماننا اور چڑھاوا چڑھانا یہ سب مشرکانہ افعال ہیں۔ اس سے توبہ کرانی چاہئے اور جب تک توبہ نہ کرے اس سے اسلامی تعلقات منقطع کر لئے جائیں۔

(۲) اس زناکار سے مسلمان اسلامی تعلقات سلام کلام اکل و شرب منقطع کر لیں تاوقتیکہ وہ اس فعل سے تائب نہ ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) قرآن پاک سمجھ کر پڑھنا چاہئے۔
(۲) اہل مقابر سے مدد مانگنا ناجائز ہے۔
(۳) معراج کی رات نبی علیہ السلام کہاں تک گئے تھے؟

(السوال) (۱) قرآن شریف کے بھیجنے کا کیا مقصد ہے۔ بعض لوگ اسے رٹا لیتے ہیں۔ اور اس سے افسوس کا کام لیتے ہیں۔ چند آدمیوں سے میں نے کہا کہ قرآن شریف کو یاد کرنے کی جگہ اس کا ترجمہ کرو اور عمل بھی کرو تو یہ اچھا ہوگا۔ وہ جھگڑنے لگے۔ کیا قرآن شریف کو بغیر ترجمہ کے پڑھا جائے اور نہ تو سمجھے نہ عمل کرے اس کو ایک حرف کے بدلے دس نیکیاں مل سکتی ہیں۔ اور بے ترجمہ اچھا ہے یا کہ باترجمہ؟

(۲) لوگ ولیوں اور بزرگوں کے مقبروں پر جاتے ہیں اور ان سے مدد مانگتے ہیں۔ اور مختلف قسم کی تکالیف کو رفع کرنے کے لئے انہوں نے ایک ایک زیارت پکڑی ہوئی ہوتی ہے۔ اور اکثر تو اپنے گھر سے نکل کر میلوں دور جاتے ہیں۔ اور راستہ میں فرض نماز بھی ان سے فوت ہو جاتی ہے۔ یہ کہاں تک درست ہے۔ کیا کوئی بابا یا ولی بہ حالت مرگ کسی کی مدد کر سکتا ہے۔

(۳) رسول اللہ ﷺ جب معراج کی رات کو اوپر گئے تو آپ کہاں تک گئے تھے۔ جس رات کو آپ معراج گئے وہ رات اٹھارہ برس کی تھی؟

المستفتی نمبر ۲۴۷۱ جناب کامران صاحب منگورہ (پشاور) ۸ صفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۹۷) (۱) قرآن مجید کے نزول کی اصل غرض ہدایت اور ارشاد ہے۔ اس کو سمجھ کر پڑھنا اور اس کی ہدایتوں پر عمل کرنا ہر مسلمان کو لازم ہے۔ اس کے ساتھ بے ترجمہ پڑھنے کا بھی ثواب ہے۔ صرف تلاوت بھی مفید ہے اور ترجمہ کے ساتھ پڑھنا اس سے زیادہ مفید ہے۔

(۲) ولیوں کی قبروں پر زیارت کے لئے جانا جائز ہے۔ مگر زیارت کا مقصد یہ ہے کہ زیارت کرنے والے کو اپنی موت اور آخرت یاد آجائے۔ اور میت کے لئے دعائے مغفرت کرے۔ مرادیں مانگنا نذریں چڑھانا اور سفر میں فرض نمازوں کی ادائیگی سے غفلت برتنا۔ یہ سب باتیں ناجائز ہیں۔ (۱)

(۳) معراج میں آنحضرت ﷺ کو مقام قرب حضرت احدیت میں جو مرتبہ علیا عطا فرمایا گیا، وہ تمام مخلوق کے عطا شدہ مراتب سے اونچا تھا۔ بس اتنا ہی کہہ سکتے ہیں۔ بمقامے کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی الاجوبۃ صحیحۃ۔ فقیر محمد یوسف دہلوی۔ مدرسہ امینیہ۔ دہلی

۱۔ "واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراھم و الشمع و الزیت و نحوھا والی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیھم فھو بالاجماع باطل و حرام." (الدرالمختار و شرحہ: ۲ / ۴۳۹ ط سعید)

ایک عبارت سے شتم صحابہ کا پہلو نکلنے کی تحقیق .

(السوال) حسب الذیل الفاظ کہنے والے شخص شاتم صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوتا ہے یا نہیں۔ اور اگر شاتم ہونا ثابت ہو شرعی نقطہ نگاہ سے تو وہ شاتم کونسی جزا کا مستحق ہوتا ہے۔ الفاظ شخص مذکور کے یہ ہیں۔

کبھی آپ نے غور فرمایا کہ جب ملوکیت پرستی و نجی ملکیت اور خاندانی امارت نے اسلامی معاشرہ میں گھر کر لیا ہو تو ایک خاص قسم کی بے دینی پھیلنے لگی جس کے آثار پہلے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے بزرگوں میں اور اسی کے بعد خوارج کی مرتب تحریک میں نظر آئے۔

المستفتی نمبر ۲۴۷۷ محمد امین صاحب (بمبئی) ۱۹ صفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۰ اپریل ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۹۸) اس عبارت میں یہ لفظ ہیں ایک خاص قسم کی بے دینی لہٰذا اس کے قائل کے کلام سے خاص اس قسم کی بے دینی کی تشریح کوئی شرعی حکم بتانے کے لئے ضروری ہے۔ جس عبارت سے یہ اقتباس آپ نے لیا ہے براہ کرم اس کے سیاق و سباق سے اگر اس خاص قسم کی بے دینی کی کوئی تشریح نکل سکتی ہو تو اسے بھی نقل فرما کر بھیجئے تاکہ غور کے بعد اس کا حکم بتایا جا سکے۔ ممکن ہے کہ یہ فقرہ ایسا ہو جیسے کہ حضرات امام شافعیؒ کا یہ قول مشہور ہے :۔ فلیشهد الثقلان انی رافض

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) مسلمان فاسق و فاجر کے لئے مرحوم کے لفظ کا استعمال .

(۲) کیا یزید کے لئے مرحوم کا لفظ استعمال کیا جا سکتا ہے؟

(السوال) (۱) الف۔ زید کہتا ہے کہ مسلمان فاسق و فاجر کے لئے بھی لفظ مرحوم کا استعمال کرنا چاہئے۔ آیا جائز ہے یا ناجائز۔ (ب) اور اہل تسنن کے نزدیک یزید فاسق و فاجر مسلمان تھا اس لئے اس کو بھی مرحوم کہنا جائز ہے۔ کیا زید کے ہر دو قول (او ب) صحیح ہیں۔

(۲) ہندو کے ساتھ ایک برتن میں کھانا شاید دودھ جلیبی وغیرہ مسلمان کے لئے جائز ہے یا ناجائز اور حرام؟

المستفتی نمبر ۲۵۰۱ محمد اشرف علی صاحب ضلع ہردوئی ۴ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ مطابق ۴ جون ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۹۹) کسی میت کے حق میں مرحوم کا لفظ احتراماً بولا جاتا ہے۔ اس لئے جو میت احترام سے یاد کئے جانے کا مستحق ہے اس کے نام کے ساتھ لفظ مرحوم بولنا درست ہے۔ البتہ اگر مرحوم کا لفظ اس حیثیت سے بولا جائے کہ وہ دعائے رحمت کے قائم مقام ہے تو پھر ہر مسلمان کے نام کے ساتھ بولنا جائز اور درست ہوگا خواہ وہ فاسق ہو یا صالح ہو۔ (۲) غیر مسلم کے ساتھ جب کہ اس کے ہاتھ پاک ہوں اور کھانا بھی حلال اور پاک ہو ایک برتن میں مسلمان کے لئے کھانا فی حد ذاتہ مباح ہے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی الجواب صحیح ۔ فقیر محمد یوسف دہلوی ۔ مدرسہ امینیہ دہلی۔

۱۔ "واما نجاسة بدنه فالجمهور على انه ليس بنجس البدن والذات لان الله تعالىٰ احل طعام اهل الكتاب۔" (تفسیر ابن کثیر ۲: ۳۴۶/ ط سہیل اکیڈمی)

(۱) کافر و مشرک کے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے؟

(۲) علامہ مشرقی کیوں کافر ہے؟

(السوال) کیا مسلمانوں کو ایسے لوگوں کے ہاتھ کا کھانا جائز ہے جو خدا اور رسول۔ قرآن۔ حشر و نشر ملائکہ کے منکر ہوں۔ اور ہر طریقہ سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور برباد کرنے کے در پے ہوں۔ اور جب کہ انہیں اشیاء کے فروخت کرنے والے مسلمان ہر جگہ موجود ہوں۔ کھانے کی اشیاء سے مراد پانی دودھ۔ مٹھائی۔ پان ڈبل روٹی مکھن وغیرہ۔ مسلمان فروخت کرنے والوں کے ہوتے ہوئے مذکورۃ الصدر لوگوں سے مذکورہ بالا اشیاء کے خریدنے کا شرع شریف سے جواز کس طرح پر ہے۔ اور منکرین خداور سول کے علاوہ شیعہ حضرات کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) علامہ مشرقی کے خلاف کفر کا فتویٰ کن عقائد کی بنا پر دیا گیا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۵۱۳ مستری غلام حسین صاحب۔ دہلی۔ ۹ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ

مطابق ۲۸ جون ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۰۰) اسلام ایک فطری اور بااصول دین ہے۔ اس کے اصول و ضوابط مستحکم اور عقل صحیح کے موافق ہیں اسلام نے انسان کے بدن کو (جب کہ وہ خارجی نجاست سے ملوث نہ ہو) پاک قرار دیا ہے۔ اور اس میں مسلم و کافر کی تمیز نہیں رکھی۔ پس اصول شرعیہ کے ماتحت انسان کا بدن (خواہ وہ کافر و مشرک ہی ہو) پاک ہے اور اس کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا تر اشیاء سب پاک ہیں۔(۱) یہ دوسری بات ہے کہ مسلمان کے لئے قومی ہمدردی۔ مذہبی غیرت بلکہ انسانی حمیت کا تقاضا یہ ہے کہ جب تک اس کو مسلمانوں سے یہ اشیاء بہم پہنچ سکیں اس وقت تک ایسے لوگوں سے نہ خریدے جو اس کو ناپاک سمجھتے اور کتے سے زیادہ ذلیل قرار دیتے ہیں۔ نیز خارجی نجاستوں سے انہیں کوئی احتیاط اور پرہیز نہیں ہے۔ مسلمان سے خریدنے میں قومی ہمدردی بھی ہے۔ اور اپنے مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچانا اپنے آپ کو فائدہ پہنچانا ہے۔ بھائی کا نقصان اپنا نقصان ہے۔ شیعہ حضرات کا کوئی حکم جدا نہیں ہے۔ وہ بھی انسان اور اسلامی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے۔ ان کا بدن ان کے ہاتھ بھی پاک ہیں اور کسی عارضی وجہ سے ان کے یہاں کا کھانا وغیرہ نہ کھایا جائے، تو دوسری بات ہے۔

(۲) مشرقی کی کتاب "تذکرہ" اصول اسلام اور اجماعیات کی مخالفت سے بھرا ہوا ہے۔ وہ ڈارون تھیوری کے معتقد اور عبادات شرعیہ کی ایسی تاویلیں کرنے والے ہیں جو بداہۃ باطل اور انکار قطعیات پر منتج ہیں۔ اس لئے علمائے اسلام نے ان کی تکفیر کی ہے۔ اور ان کی تحریک کو قادیانی تحریک سے زیادہ مضر اور خطرناک قرار دیا ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

۱۔ "واما نجاسة بدنه فالجمهور على انه ليس بنجس البدن والذات لان الله تعالى احل طعام اهل الكتاب۔" (تفسیر ابن کثیر ۲ / ۳۴۶ ط سہیل اکیڈمی)

مذکورہ چند علماء و بزرگان دین کی اقتداء میں نماز درست تھی یا نہیں ؟

(السوال) سیدی و مولائی مرشد و آقائی حضرت راس الا تقیا فخر الا تقیا حاجی امداد اللہ صاحب طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ حضرت شیخ ابو الخیر صاحب و مولانا کرامت اللہ صاحب۔ نیز مولانا محمد عمر صاحب المعروف باخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اعتقاد و اعمال کے اعتبار سے کیسے تھے۔ ان کی پیچھے نماز صحیح تھی یا جن لوگوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھی واجب الاعادہ ہے۔ اور ان کی اقتدا کرنے والے لوگ عنداللہ گنہگار ہیں ایک عالم جن کی عمر کا اکثر حصہ کتب حدیث و فقہ و تفسیر کی تدریس میں گذرا۔ عزیز زندگی پند و نصائح میں گذری اور یہ عالم موصوف راس الاولیاء تاج الا تقیا سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے روح پر فتوح پر قرآن خوانی اور اطعام غربا سے بلا تعین ایام جب انہیں توفیق ہوئی اور کچھ پاس موجود ہوا ایصال ثواب کرتے رہے۔ اور اب بھی ان کا یہی معمول ہے۔ اولیاء اللہ سے خاص لگاؤ اور باخدا ہستیوں سے انہیں خاص تعلق ہو۔ کبھی کسی موقعہ پر کسی بزرگ کے عرس میں شرکت کا موقعہ بھی ملا ہو اور ہر لحاظ اور ہر حیثیت سے عالم موصوف متقی و پرہیزگار ہو۔ اسی حالت میں ان کا وعظ اور ان کی امامت شرعاً مستحسن اور مقبول ہیں اور علماء کرام عرس کے عامل اپنی تمام ظاہری زندگی میں رہے ہوں اور یہ عالم ایک مرتبہ عرس میں شریک ہوئے ہوں تو ایسی صورت میں موصوف عالم کی اقتداء عندالشرع جائز نہیں تو ان بزرگان دین کی اقتداء کرنے والوں کا عندالشرع کیا حکم ہے ؟

المستفتی نمبر ۲۵۴۸ جناب حمایت علی شاہ۔ ۲۴ رمضان ۱۳۵۸ھ مطابق ۷ نومبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۰۱) یہ تمام حضرات عالم صاحب ارشاد و تلقین بزرگ تھے۔ ان میں سے بعض کے بعض اعمال ایسے تھے کہ ان پر سنت نبویہ کے قانون کے لحاظ سے تنقید کی جاسکتی تھی ۔ مگر پھر بھی ان کی شان میں تنقیص کے الفاظ نہیں کہے جاسکتے۔

بلا تعین اور بلا شرط ایصال ثواب کرنے میں مضائقہ نہیں ہے۔ اسی طرح عرس میں اتفاقی غیر لازمی شرکت بھی قابل گرفت و اعتراض نہیں ہے۔ فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) بے نمازی کے باقی اعمال خیر قابل قبول ہیں .

(السوال) (الف) زید خاندانی مسلمان ہے مگر نماز نہیں پڑھتا اور کبھی کبھی جمعہ کے دن یا عید بقر عید شرما حضوری سے پڑھ بھی لیتا ہے۔ تو ایسی صورت میں آیا اس کے دیگر نیک اعمال مثلاً قربانی و صدقات یا خیرات وغیرہ عنداللہ مقبول ہوں گے یا نہیں۔

(۲) عمرو کہتا ہے کہ بغیر پنجوقتہ نماز پڑھے کوئی دیگر نیک اعمال عنداللہ مقبول نہیں ہوتے۔ کیا یہ بات صحیح ہے۔ عمرو کا ثبوت ذیل میں درج ہے۔

(۱) ثبوت از قرآن مجید واتل علیهم نبأ ابنی ادم بالحق اذ قربا قربانا فتقبل من احد هما ولم یتقبل من الأخر قال لا قتلنك قال انما یتقبل الله من المتقین۔(۱) ترجمہ اور اے محمد ﷺ لوگوں

سے حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل و قابیل کا سچا واقعہ بیان فرمایئے جب ان دونوں نے قربانی کی تو ہابیل کی مقبول ہوئی اور قابیل کی مقبول نہیں ہوئی تو قابیل بولا کہ میں تجھ کو مار ڈالوں گا۔ ہابیل نے کہا کہ خدا فقط متقی لوگوں کے نیک اعمال قبول فرماتا ہے۔ عمرو کہتا ہے کہ ایک بے نمازی مسلمان چونکہ اہل تقویٰ سے نہیں ہے لہذا اس کے دیگر نیک اعمال عنداللہ مقبول نہیں ہوتے۔

(۲) ثبوت از حدیث۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت ﷺ نماز کا تذکرہ فرما رہے تھے تو فرمایا کہ جو نماز کی پابندی کرے گا اس کو قیامت کے روز ایک نور عطا ہوگا۔ اور نماز اس کے پاس اہل ایمان میں سے ہونے کا ثبوت ہوگی اور وہ نجات پائے گا۔ اور جو نماز کی پابندی نہ کرے گا وہ بے نور رہے گا۔ اس کے اہل ایمان میں سے ہونے کا ثبوت نہ ہوگا اور نہ اس کی نجات ہوگی۔ اور ایسا شخص قیامت کے دن قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی بن خلف کے ہمراہ ہوگا۔(۱) دارمی۔ **بیهقی فی شعب الایمان** عمرو کہتا ہے کہ ایک بے نمازی مسلمان کے دیگر نیک اعمال اگر عنداللہ مقبول ہوتے تو وہ قیامت کے روز قارون و فرعون وغیرہ کے ہمراہ کیوں ہوتا۔

المستفتی نمبر ۲۵۶۳ عنایت اللہ خاں صاحب۔ لکھنو ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ ۲۸ جنوری ۱۹۴۰ء

(جواب ٤٠٢) قرآن مجید کی متعدد آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی کا نیک عمل ضائع نہیں ہوتا۔ **فمن یعمل مثقال ذرة** خیرا یرہ(۲) یعنی جو شخص ذرہ برابر خیر کرے گا اسے دیکھے گا یعنی پائے گا۔ دوسری آیة **لا یلتکم من اعمالکم** شیأ (۳) یعنی خدا تعالیٰ تمہارے اعمال میں سے کچھ کم نہیں کرے گا۔ تیسری آیت **ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین**(۴) بے شبہ اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ چوتھی آیت **ان اللہ لا یظلم مثقال ذرة وان تك حسنة یضعفها** (۵) یعنی بے شبہ اللہ تعالیٰ ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے بڑھاتا ہے۔ ان آیات کے علاوہ قرآن مجید میں اور بھی آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نیک عمل کتنا ہی چھوٹا ہو ضائع نہیں ہوتا۔ اور آیت **انما یتقبل اللہ من المتقین**(۶) میں **متقین** سے مراد مومنین ہیں۔ یعنی شرک سے بچنے والے۔ اور قابیل چونکہ مومن نہیں رہا تھا کافر ہو گیا تھا اس لئے ہابیل کے قول کا مطلب یہ ہوا کہ خدا مومنین کی قربانی یا طاعت قبول فرماتا ہے۔

یہاں قبول سے مراد قبول رضا ہے نہ اعطاء اجر یعنی گنہگاروں کے اعمال حسنہ کا اجر ضرور عطا فرمائے گا۔ (بموجب آیات منقولہ سابقہ) مگر ان اعمال حسنہ کو قبول نہ کرے گا یعنی ان لوگوں سے راضی اور خوش نہ ہوگا۔

۱۔ مسند احمد : ۲/ ۱۷۵ ط دار احیاء التراث العربی۔
۲۔ الزلزال : ۷
۳۔ الحجرات : ۱۴
۴۔ ھود : ۱۱۵
۵۔ النساء ۴۰
۶۔ المائدہ : ۲۷

حدیثوں میں عدم قبول اعمال کا جو ذکر آیا ہے۔ اس سے مراد بھی یہی قبول رضا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ بعض گناہ اپنی شدت سے اس درجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ ان کا وزن طاعت کے وزن سے بڑھ جاتا ہے تو اگرچہ طاعات کے اجور اور ثواب بھی ملیں مگر ان کا مجموعی وزن اس شدید گناہ کے وزن سے کم رہ کر بے اثر اور بے فائدہ اور بے حقیقت ہو جاتا ہے۔ اس کو قبول نہ ہونے سے تعبیر کر دیا گیا ہے۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی**

کرشن جی کے پیغام کے پرچار کو باعث برکت کہنے والے کا حکم .

(السوال) ایک مسلمان اگر مندرجہ ذیل بیان اخبار میں شائع کرا دے تو اس کی یہ حرکت جائز ہے یا ناجائز۔ اس پر کفر عائد ہوتا ہے یا نہیں "شری کرشن جی کے مقدس پیغام کا سالانہ پرچار اخبار کے لئے یقیناً باعث برکت اور پڑھنے والوں کے لئے وجہ رحمت ہے۔ انسانی زندگی کی تاریکیوں کے لئے اس شمع سرمدی کی روشنی لازماً بے انتہا مفید ہے۔ میں اس سلسلہ کے جاری کرنے والوں کو اور اس کے قائم رکھنے والوں کو ملک کا واقعی بہی خواہ سمجھتا ہوں کیونکہ شری کرشن جی کا پیغام اس ملک کی موجودہ کشمکشوں میں ایک نایاب نفع رساں چیز ہے۔"

المستفتی نمبر ۲۵۷۱ دوست محمد ولد مدار بخش صاحب دہلی۔ ۳ محرم ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۹۴۰ء

(جواب ۴۰۳) اس عبارت میں کرشن جی کے پیغام کا مضمون درج نہیں۔ یہ معلوم نہیں ہوا کہ ان کے کس پیغام کے متعلق یہ بات کہی گئی ہے۔ اگر پیغام کا مضمون صحیح اور اسلام کے خلاف نہ ہو۔ اور مخلوق خدا کے لئے نفع رساں ہو تو اس کے حق میں تائیدی بیان دیا جا سکتا ہے۔ کسی شخص کے لئے تقدس اور شمع سرمدی ہونے کا حکم لگانے کے لئے دلیل درکار ہے۔ مگر یہ بات کہ ہندوستان میں بھی خدا کی طرف سے مخلوق کو ہدایت کرنے والے انسان آئے ہوں گے یقینی ہے۔ **لکل قوم ھاد**۔(۱) بہر حال اس بات پر کفر عائد ہونے کا حکم نہیں کیا جا سکتا۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی**

کیا حجر اسود عام پتھروں کی طرح ایک پتھر ہے ؟

(السوال) زید و بکر میں تکرار ہوئی دربارہ حجر اسود یعنی بکر کہتا ہے کہ پتھر پتھر ہے مثلاً ایک بت ہے۔ وہ بھی پتھر ہے۔ ایک قبر ہے وہ بھی پتھر ہے جس سے مبتدعین بوسہ قبور کا جواز بھی لیتے ہیں۔ بکر کہتا ہے پھر دوسری اقوام پر اسلام کیوں معترض ہے۔ زید کہتا ہے ارکان اسلام یعنی رکن حج میں شامل ہے۔ لیکن مسلمان اس کو پتھر ہی مانتے ہیں۔ اس کو حاجت روا مشکل کشا نہیں مانتے۔ زید خود حاجی ہے۔ بالکل موحد راسخ الاعتقاد لیکن کچھ شبہات ضرور پیدا ہو گئے ہیں ان کا رفع کرنا ضروری و لازمی ہے۔

۱۔ (الرعد : ۷)

(۱) قرآن شریف میں اس کے متعلق کیا ذکر ہے۔ (۲) رسول اللہ ﷺ نے کچھ اصلیت بیان کی ہے؟ (۳) ازروئے قرآن پاک وحدیث شریف وتاریخ اصلیت کیا ہے۔ اور کب سے ہے۔ (۴) اس پتھر کو یہ خاص فضیلت کیوں حاصل ہے۔ یعنی انبیاء سابقین وخصوصاً آنحضرت ﷺ نے بوسہ دیا ہے؟

فقط المستفتی نمبر ۲۴۷۵ عبدالرحمن صاحب (بمبئی) ۴ صفر ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۴۰ء

(جواب ٤٠٤) حجر اسود ایک پتھر ہے۔ حضرت عمر نے اسے بوسہ دیتے وقت یہ الفاظ فرمائے تھے۔ اعلم انك حجر لا تضرو لا تنفع ولولا انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبلك ماقبلتك(۱) یعنی میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حجر اسود جنت سے نازل ہوا(۲) اور آخرت میں بھی وہ محشور ہوگا اور بوسہ دینے والوں کے حق میں شہادت دے گا۔(۳)

بوسہ دینا صرف محبت کی وجہ سے ہے نہ کہ اس کی تعظیم یا عبادت کی بنا پر۔(۴) محبت کی وجہ سے اس کا جنت کی نشانی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہونا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

ایک محاکمہ نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب آثار کا حکم

(السوال) یہاں بنگلور میں چند مساجد اور کئی گھروں میں آثار شریف کی عام نمائش کی جاتی ہے اور ان آثاروں کو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب سمجھ کر ان کی بہت کچھ عزت وتکریم اور احترام کیا جاتا ہے جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ آثار جو عموماً ایک بال ہوتا ہے چاندی وغیرہ کی نلکی میں رکھ کر اس پر غلاف در غلاف چڑھا کر ایک صندوق میں رکھا جاتا ہے۔ یہ آثار چند مساجد اور کئی گھروں میں رکھے ہوئے ہیں ربیع الاول میں ان مساجد اور گھروں کو خوب آراستہ کیا جاتا ہے اور پھر ان آثاروں کو نعت اور قصائد مدحیہ پڑھتے ہوئے بصد احترام کھولا جاتا ہے۔ مساجد میں عموماً مردوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ اور گھروں میں عموماً بوقت شب مستورات کا اجتماع ہوتا ہے۔ اور ساری رات مستورات قصائد وغیرہ پڑھتی ہیں۔ نیز مستورات سے نذرانے بھی لئے جاتے ہیں) یکے بعد دیگر زائرین کمر بستہ بڑے ادب واحترام کے ساتھ آکر ان آثار کو بوسہ دیتے ہیں اور آنکھوں سے لگا دیتے ہیں۔ اور بعض لوگ آثار کی طرف دست بستہ کھڑے ہو کر یا ہاتھ اٹھا کر دعا بھی مانگتے ہیں۔

پس آنجناب سے التماس ہے کہ زید وعمرو کے مندرجہ ذیل دلائل پر تنقید وتبصرہ فرماتے ہوئے واضح

۱۔ سنن نسائی، کتاب الحج، تقبیل الحجر: ۲/ ۳۰ ط سعید

۲۔ "نزل الحجر الاسود من الجنة۔" (ترمذی باب ماجاء فی فضل الحجر الاسود: ۱/ ۱۷۷ ط سعید)

۳۔ "لیأتین ھذا الحجر یوم القیامة ولہ عینان یبصر بھما ولسان ینطق بھا یشھد علی من یسلمه بحق۔" (ابن ماجہ، ابواب المناسک باب استلام الحجر ص ۲۱۱ ط قدیمی)

۴۔ " فالمقصود استماع الحاضرین لیعلموا أن الغرض الاتباع لا تعظیم الحجر الخ۔" (حاشیہ سنن نسائی باب تقبیل الحجر: ۲/ ۳۰ ط سعید)

دلائل شرعیہ سے جواب تحریر فرمائیں کہ ان آثاروں کی زیارت و عزت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ کیونکہ یہاں مسلمانوں میں دو متضاد خیالات کے لوگ موجود ہیں۔ ایک زید کے ہم خیال جو ان آثاروں کے حامی ہیں اور ان آثاروں کے مخالفوں پر توہین رسول اکرم ﷺ کا الزام لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان میں محبت رسول اکرم ہی نہیں۔ دوسری طرف عمرو کے ہم خیال ہیں جو آثار پرستوں کو بدعتی اور گمراہی تصور کرتے ہیں اور ان آثار کی زیارت اور نمائش کرنا ناجائز سمجھتے ہیں۔

زید کے خیالات اور دلائل ...... زید کہتا ہے آثار مبارک کی زیارت و عزت کرنا نہ صرف جائز، بلکہ موجب ثواب عظیم ہے۔ اور جو شخص ان آثار کی عزت اور زیارت نہیں کرتا وہ دائرہ حب نبی ﷺ سے خارج ہے جس کے دلائل یہ ہیں۔

دلیل اول۔ یہ آنحضرت ﷺ کے آثار ہیں جن کی نسبت حدیث شریف میں ہے کہ جس نے میری یا میرے جزو کی زیارت کی تو مجھ پر اس کی شفاعت واجب ہو گئی۔

دلیل دوم۔ تاریخ اور سیر سے پتہ چلتا ہے کہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس آنحضرت ﷺ کے ناخن وغیرہ ہوتے تھے جن کو وہ بصد احترام اپنے پاس رکھتے تھے۔ پس جس کام کو صحابہ کرام نے کیا ہو اس سے ہمیں کیوں روکا جائے۔

دلیل سوئم۔ قرآن شریف اور تفاسیر میں ہے کہ بنی اسرائیل کے پاس ایک تابوت ہوتا تھا جس میں انبیاء سابقین علیہم وعلی نبینا التحیہ والتسلیم کے آثار ہوتے تھے، اس تابوت سے بنی اسرائیل کی تسکین اور تسلی ہوتی تھی یہاں تک کہ بنی اسرائیل اس تابوت کو جنگوں میں بھی ساتھ رکھتے تھے اور اس کی برکت سے کامیاب ہوتے تھے۔ اس لئے ہم بھی اپنی نبی اقدس ﷺ کے آثار مقدس اپنے پاس رکھتے ہیں۔ اور ان کی زیارت و تکریم کرتے ہیں اور شرعاً اس کی کوئی ممانعت بھی نہیں۔

عمرو کے خیالات اور دلائل ۔ عمرو کہتا ہے کہ ان آثار کی زیارت کرنا اور عزت و تعظیم بجالانا شرعاً ناجائز اور بدعت ہے۔ کیونکہ باقاعدہ ثبوت ہی نہیں کہ یہ آثار آنحضرت ﷺ کے ہیں۔ اور جب باقاعدہ ثبوت نہیں تو ایسے آثار کو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کرنا گناہ عظیم ہے جیسا کہ صحیح احادیث میں ہے کہ **من کذب علی متعمد افلیتبوا مقعده من النار** (۱) **او کما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم** یعنی جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا پس اس نے اپنا ٹھکانا جہنم بنالیا۔ اب بغیر تحقیق کے کسی آثار کی صرف اس لئے عزت کرنا کہ وہ آنحضرت کے نام سے منسوب ہے یہ بھی اس حدیث کی وعید کا مستحق بنتا ہے۔ بلکہ اگر اس قاعدہ کو مان لیا جائے تو اسلام کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا کہ حضور علیہ السلام کے نام سے کئی ناجائز احکام کی اتباع اور غلط چیزوں کی تعظیم کرائی جائے گی۔ حضور علیہ السلام کی ذات پر اس سے بڑھ کر اور کیا بہتان عظیم ہوگا۔ خدا معلوم کس کے بال ہیں جن کو آنحضرت ﷺ کی مقدس ہستی کی طرف منسوب کر کے ان کی عزت و تکریم کی جاتی ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ مفروضہ بشارتوں کی بنا پر کسی کو دیوار میں یا شربت میں بال مل

---

(۱) مسلم، باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۷ ط قدیمی

جاتا ہے تو اس بال کو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کر کے اس کی نمائش اور عزت و تکریم کی جاتی ہے۔ نعوذ باللہ اگر آنحضرت ﷺ کے موئے مبارک صحابہ کرام بطور آثار رکھتے تو آج وہ موئے مبارک مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں موجود ہوتے۔ حالانکہ وہاں ان موئے مبارک کا نام و نشان تک نہیں اور نہ ممالک اسلامیہ میں یہ آثار اس کثرت سے ہیں جیسا کہ بنگلور میں ہیں۔ پنجاب و سندھ کے پورے دو صوبوں میں صرف اوڑھی (سندھ) میں ایک موئے مبارک بتایا جاتا ہے اور یوپی سی پی دہلی وغیرہ میں صرف ایک مقام یعنی دہلی کی جامع میں کچھ آثار موجود ہیں اور کہا جاتا ہے کہ شاہان اسلام نے بصرف زر کثیر اور بے انتہا کوشش سے ان کو حاصل کیا تھا۔ پھر بھی محققین علمائے اہل سنت والجماعۃ کو شبہ ہے کہ آیا واقعی وہ آثار آنحضرت ﷺ کے ہیں یا نہیں۔ بنگلور میں ان بالوں کی بہتات اور کثرت ہی صاف شہادت دے رہی ہے کہ یہ بال جھوٹے اور جعلی ہیں اور صرف گھرانے کی شہرت اور پیٹ پالنے کے ذرائع ہیں۔

زید کے دلائل کی تردید۔ (۱) دلیل اول کی تردید۔ زید نے جو حدیث پیش کی ہے کہ جس نے میری یا میرے جز کی زیارت کی تو اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہو گئی۔ اس مضمون کی تمام حدیثیں ضعیف بلکہ من گھڑت ہیں۔ صحیح احادیث میں اس کا کوئی ثبوت ہی نہیں۔

(۲) دلیل دوم کی تردید۔ بے شک بعض روایات اور تواریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض صحابہ کرام کے پاس آنحضرت ﷺ کے ناخن اور موئے مبارک وغیرہ ہوتے مگر انہیں روایات میں یہ بھی ہے کہ ان آثاروں کو انہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وصیت کے مطابق ان کے کفنوں سے باندھ کر ان کے ساتھ دفن کر دیا جاتا تھا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کا ہرگز ہرگز ثبوت نہیں ملتا کہ صحابہ کرام ان آثاروں کی نمائش کیا کرتے یا ان آثار کی زیارت کے لئے مسلمانوں کا کوئی اجتماع ہوتا تھا۔ پس نمائش اور اجتماع کا موجودہ طریقہ نہ نبی اقدس ﷺ کے زمانہ میں تھا نہ صحابہ کرام کے زمانہ میں۔ حالانکہ صحابہ کرام کے پاک دلوں میں آنحضرت ﷺ کی پاک محبت اس حد تک تھی کہ صحابہ کرام اپنا جان و مال تک آپ پر قربان کر دیتے تھے۔ پس جس طریقہ کو صحابہ کرام نے نہ کیا ہو اس کو کرنا بدعت اور گمراہی نہیں تو اور کیا ہے۔ خصوصاً جعلی اور جھوٹے بالوں کی نمائش اور عزت۔ خدا مسلمانوں کو اس سے بچائے۔ کون مسلمان برداشت کر سکتا ہے کہ کسی اور کے بالوں کو آنحضرت ﷺ کی مقدس ہستی کی طرف منسوب کیا جائے۔

(۳) دلیل سوم کی تردید۔ قرآن مجید اور تفاسیر میں بے شک ایک تابوت کا ذکر ہے جو بنی اسرائیل کے پاس تھا اور وراثۃً انبیاء بنی اسرائیل اور سرداران بنی اسرائیل کو دیا جاتا تھا۔ اور بے شک بنی اسرائیل میں آثار پرستی تھی۔ اور اسی آثار پرستی کا نتیجہ ہے کہ بنی اسرائیل نے انبیاء اور اپنے سرداروں کی تصویریں اور بت تک بنوا دیئے ہیں۔ اس لئے ان پر خدا کی لعنت اور غضب بھی ہے، مگر آنحضرت ﷺ کو نہ تو اس قسم کا انبیاء سابقین سے کوئی تابوت دیا گیا ہے اور نہ ہی آنحضرت ﷺ نے اپنے آثار کا کوئی تابوت اپنے مقدس جانشینوں یعنی صحابہ کرام کے حوالے کیا ہے۔ البتہ بوقت وصال الی اللہ آنحضرت ﷺ نے قرآن مجید ہی کو مضبوط پکڑنے کی وصیت فرمائی ہے اور بس۔ اور خدائے تعالیٰ نے بھی مسلمانوں کے لئے قرآن مجید ہی کو شفا اور رحمت قرار دیا ہے۔

غرض مسلمان اگر تسکین اور شفا، برکت اور راحت حاصل کر سکتے ہیں تو وہ صرف قرآن مجید ہی سے حاصل کر سکتے ہیں۔ مسلمانوں کے پاس قرآن مجید ہی ایک سچا اور واقعی آثار مبارک ہے جو آنحضرت ﷺ سے ہم تک پہنچتا ہے اور اسی اصلی اور سچے آثار سے ہی مسلمان یہود و نصاری پر غالب بھی آئے ہیں۔ پس مسلمان اس قرآن مجید کی عزت و تکریم جتنی کریں اتنی کم ہے۔ اس کے سوا مشکوک اور جعلی آثار کی عزت و توقیر کرنا یہود و نصاری اور مشرکین سے تشبہ ہوگا نہ کہ صحابہ کرام کے ساتھ۔

براہ کرم تحریر فرمائیں کہ ان آثاروں کی اصلیت اور واقعیت کی تحقیق اس زمانہ میں کس طرح کی جائے۔

المستفتی نمبر ۲۵۷۸ غلام دستگیر (بنگلور) ۱۱صفر ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۱مارچ ۱۹۴۰ء

(**جواب ۴۰۵**) اگر یہ ثابت ہو جائے کہ آنحضرت ﷺ کا موئے مبارک یا اور کوئی چیز کسی کے پاس موجود ہے تو اس اصلی چیز کو محبت کے طور پر احترام سے رکھنا اور اس سے استشفا جائز ہے۔ مگر چونکہ عام طور پر جو آثار حضور کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں ان کا ثبوت اور سند نہیں اس لئے ان کی تکریم اور احترام کرنا بے اصل اور بے سند ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

کسی چیز کو بے ثبوت اور بے پختہ سند کے حضور کی طرف منسوب کرنا حرام ہے۔ نیز اصلی آثار کے ساتھ بھی اس قدر غلو کا معاملہ کرنا جیسا کہ سوال میں مذکور ہے ناجائز اور بدعت ہے۔ بے ثبوت ہونے کی بنا پر اگر کوئی شخص ان آثار کی تعظیم و احترام سے منع کرے تو اس کو آنحضرت ﷺ کی توہین کا الزام لگانا ظلم اور جہالت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) امت کا ۷۳ فرقوں میں بٹنے والی حدیث میں امت سے کیا مراد ہے ؟
(۲) "ما انا علیہ و اصحابی" سے کیا مراد ہے ؟

(**السوال**) (۱) حدیث میں جو وارد ہوا ہے کہ میری امت تہتر گروہ میں تقسیم ہو جائے گی۔ اس لفظ امت سے کیا مراد ہے۔ ساری دنیا کے انسان عام اس سے کہ مسلمان ہوں یا کافر ؟ یا صرف مسلمان مراد ہیں۔ مسلمان اور کافر مل کر تہتر گروہ ہو جائیں گے۔ یا مسلمانوں میں تہتر گروہ ہوں گے۔ کیا امت میں مسلمان و کافر دونوں ہی داخل ہیں۔ یہ حدیث کس قسم کی ہے ؟

(۲) ناجی کون گروہ ہے۔ کل مسلمان یا ان میں کوئی خاص گروہ مراد ہے۔ ما انا علیه و اصحابی کا کیا مطلب ہے۔

المستفتی نمبر ۲۶۱۲ ابراہیم حسین صاحب (بنگلور) ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق یکم جون ۱۹۴۰ء

(**جواب ۴۰۶**) اس حدیث میں امت سے مراد امت دعوت بھی لی گئی ہے اور امت اجابت بھی مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے۔ **ثم قیل یحتمل امة الدعوة فیندرج سائر الملل الذین لیسوا علی قبلتنا فی عدد الثلاث والسبعین ویحتمل امة الا جابة فیکون الملل الثلاث والسبعون منحصرة فی اهل قبلتنا والثانی**

ھذا الاظھر و نقل الا بھری، ان المراد بالامۃ امۃ الاجابۃ عند الاکثر. انتھی۔(۱) اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ امت اجابت مراد ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور مسند امام احمد اور ابو داؤد میں ہے۔ ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ (۲) "ما انا علیہ واصحابی" سے وہ طریقہ مراد ہے جو آنحضرت ﷺ کا اور خلفاء راشدین اور صحابہ کرام ؓ کا طریقہ تھا یعنی جو آجکل اھل السنۃ والجماعۃ کا طریقہ ہے۔ اس میں حنفی شافعی مالکی حنبلی اہل حدیث سب داخل ہیں۔ البتہ مبتدع فرقہ ہائے ضالہ جیسے معتزلی خارجی۔ مرجئہ مشبہہ روافض وغیرہ اس سے خارج ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

کسی ولی کے بارے میں حد سے زیادہ تعریف میں مبالغہ آرائی جائز نہیں .

(السوال) مع عریضہ ہذا ایک اشتہار بعنوان "اعلان خوش بیان" ارسال خدمت ہے۔ اس اشتہار میں سرخ قوسین سے گھرے ہوئے الفاظ یعنی امام الصدیقین، قدوۃ الاولین، صاحب مقام وراء الوریٰ حاکم علی القدر والقضاء حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے متعلق استعمال کئے گئے ہیں۔ حالانکہ "امام الصدیقین" حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہو سکتے ہیں۔ "قدوۃ الاولین" تو آنحضرت ﷺ کا ہی درجہ ہے۔ نیز واقعہ معراج کی نسبت سے بھی آنحضرت ﷺ کو صاحب مقام وراء الوریٰ کہا جا سکتا ہے اگرچہ حقیقتاً صاحب مقام وراء الوریٰ خدائے تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ اور حاکم علی القدر والقضاء تو خدائے وحدہ لاشریک کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا مگر المعلن صاحب یہ الفاظ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے متعلق استعمال کئے ہیں۔ کیا اس سے خود حضرت شیخ موصوف کی توہین لازم نہیں آتی کہ آپ کی طرف وہ درجے منسوب کئے گئے ہیں جو فی الواقع آپ میں نہیں ہیں۔ نیز کیا اس سے المعلن نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین کا ارتکاب نہیں کیا۔ اور کیا آنحضرت ﷺ کی شان میں اس سے بڑھ کر اور کوئی گستاخی اور بے ادبی ہو سکتی ہے کہ نعوذ باللہ من ذلک آپ کے امتی کو آپ پر فوقیت دی جائے۔ کیونکہ قدوۃ الاولین کے معنی پہلے گزرے ہوئے لوگوں کا سردار۔ ان پہلوں میں تمام پیغمبر اور صحابہ کرام اور خود آنحضرت ﷺ کی ذات ہے۔ اب شیخ عبدالقادر جیلانی کو قدوۃ الاولین یعنی پہلوں کا سردار کہنا گویا شیخ موصوف کو نعوذ باللہ منہ (نقل کفر کفر نباشد) تمام پیغمبروں تمام صحابہ کرام اور آنحضرت ﷺ کا سردار بنانا ہے۔ الامان۔

نیز جب حاکم علی القدر والقضا خدائے تعالیٰ ہی ہے تو خدا کی مخلوق کو حاکم علی القدر والقضا ماننا شرک اور کفر نہ ہوگا؟

اس لئے براہ نوازش شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق الفاظ مندرجہ اشتہار منسلک عریضہ، ہذا کے استعمال سے شرعاً جو نتائج پیدا ہوتے ہیں ان نتائج کو تحریر فرمائیے۔ اور ان پر روشنی ڈالئے یا کوئی ایسی

۱۔ مرقاۃ: ۱ ۲۴۸ ط امدادیہ
۲۔ ترمذی، کتاب الایمان، باب افتراق ھذہ الامۃ: ۲/ ۹۳ ط سعید)

تاویل تحریر فرمایئے جس سے ایسے الفاظ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے متعلق شرعاً استعمال کئے جاسکیں۔

المستفتی نمبر ۲۶۲۵ رانا عبدالواحد صاحب نیاز۔ بنگلور کینٹ۔ ۲۷ جمادی الاول ۱۳۵۹ھ مطابق ۳ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۴۰۷) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی طاب ثراہ کی رفعت منزلت میں کلام نہیں۔ وہ ایک بڑے درجہ کے بزرگ اور ولی کامل تھے۔ مگر ان کی ثناء و منقبت میں اس قدر مبالغہ کرنا جو حد اطرا تک پہنچے مذموم ہے سید المرسلین ارواحنا فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو خود حضور کی مدح و ثناء میں اطرا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ **لا تطرونی کما اطرت النصاری عیسی بن مریم (علیه السلام)**(۱) یعنی میری ثناء میں اطرا نہ کرنا جیسا کہ نصاری نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں اطرا سے کام لیا۔

حضرت غوث الاعظم کے لئے امام الصدیقین اور قدوۃ الاولین کے الفاظ استعمال کرنا بھی فی الجملہ اطرا میں داخل ہے مگر اس میں تو یہ تاویل ممکن ہے کہ الصدیقین اور قدوۃ الاولین میں الف لام استغراق کا نہ لیا جائے یعنی الصدیقین اور اولین سے تمام صدیق اور تمام پہلے لوگ مراد نہ ہوں لیکن صاحب مقام وراء الوری اور حاکم علی القدر والقضاء میں کوئی مقبول تاویل نہیں ہوسکتی۔ اس لئے ان الفاظ کا استعمال حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے قطعاً ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

الجواب صحیح حبیب المرسلین عفی عنہ۔ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) صرف گناہ کے ارادے سے گناہ نہیں لکھا جاتا.
(۲) نیکی کے ارادے سے نیکی لکھی جاتی ہے.

(السوال) (۱) ایک شخص کچھ روپیہ لے کر زنا کرنے کی نیت سے چلا۔ اور کسی وجہ سے راستہ سے پلٹ آتا ہے۔ ایسے موقع میں وہ گناہ کا مرتکب ہوگیا یا نہیں؟

(۲) ایک شخص حج کرنے کی نیت سے چلا اور اثنا راہ میں وہ مرگیا۔ مرحوم کو حج کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۰۷ ایم عبدالرحمن صاحب (گیا) ۷ جمادی الاول ۱۳۶۰ھ مطابق ۴ جون ۱۹۴۱ء

(جواب ۴۰۸) بدی اور گناہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس وقت تک نہیں لکھا جاتا جب تک عمل میں نہ آجائے۔ اور نیکی ارادہ کرنے پر لکھ لی جاتی ہے۔ اور عمل میں آنے کے بعد اس کا حقیقی بدلہ لکھا جاتا ہے پس زنا کرنے کے ارادے سے چلا تو اس کا گناہ نہیں لکھا جائے گا۔(۲) اور جب زنا واقع ہونے سے پہلے لوٹ آیا اور نادم ہوا تو یہ جانا کالعدم ہوگیا۔ اور حج کا ارادہ کر کے چلا تو اسی وقت سے اس کے نامہ اعمال میں نیکی (ارادہ حج) لکھی جانے

ا۔ بخاری، کتاب الانبیاء، باب واذکر فی الکتاب مریم : ۱ / ۴۹۰ ط قدیمی۔

۲۔ "اذا همّ عبدی بسيئة فلا تكتبو ها عليه . فان عملها فا كتبو ها سيئة . واذا هم بحسنة فلم يعملها فاكتبو ها حسنة . فان عملها فا كتبوها عشراً ۔" (مسلم، باب بیان تجاوز اللہ تعالیٰ عن حدیث النفس : ۱ / ۷۸ ط قدیمی)

لگی۔ اگر حج وجود میں آگیا تو حج کا حقیقی کامل بدلہ اس کیلئے لکھا گیا اور اگر حج کرنے سے پہلے مر گیا تو ارادہ حج کی نیکی نامہ اعمال میں لکھی رہی اور اس کو حکمی حج کا بھی ثواب مل جائے گا۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی**

(**السؤال**) کیا درج ذیل شعر حضور ﷺ کی شان میں بے ادبی ہے؟

اگر حقیقت دیکھنی ہو کفر اور اسلام کی روئے انور دیکھ گیسوئے محمد دیکھ کر

مذکورہ بالا شعر میں شاعر نے حضور کی زلف مبارک کی سیاہی سے کفر کی ظلمت کو تشبیہ دی ہے شاعر کا یہ خیال شرعی نقطہ نظر سے سوء ادبی لئے ہوئے ہے یا کیا۔ مدلل جواب شرعی مرحمت فرمایا جائے۔

المستفتي نمبر ۲۶۷۱ احمد خاں۔ ٹونک (راجپوتانہ) ۸ جمادی الاول ۱۳۶۰ھ مطابق ۵ جون ۱۹۴۱ء

(**جواب ٤٠٩**) یہ تعبیر نامناسب ضرور ہے۔ مشبہ اور مشبہ بہ میں وجہ تشبیہ کے لحاظ سے یکسانیت نہیں ہے۔ اس لئے یہ مضمون بھی کوئی مستحسن اور بہتر نہیں ہے۔ کفر و اسلام کے نور و ظلمت میں اجتماع غیر متصور ہے۔ اور ظلمت کفر بجائے خود مذموم اور قابل محو ہے۔ اور زلف و روئے انور کی سیاہی اور نور مجتمع ہیں۔ اور ان کا اجتماع مستحسن اور مطلوب ہے۔ اور زلف کی سیاہی بجائے خود محمود اور قابل حفاظت ہے **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی**

افعال میں عقل دل کے تابع ہے۔

(**السوال**) دل حاوی ہے عقل پر یا عقل حاوی ہے دل پر؟ یعنی کسی کام کسی بات یا کسی فعل کے کرنے میں دل عقل کی متابعت میں چلتا ہے یا عقل دل کی؟ آپ اپنی رائے کا اظہار فرما کر صرف مجھے ہی نہیں بلکہ تقریباً ایک ہزار دیگر سیاسی قیدیوں کو بھی جو اس بحث میں بڑی شدت سے حصہ لے رہے ہیں، شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں

المستفتي نمبر ۲۷۶۳ تاج محمد میر۔ سیاسی قیدی۔ سینٹرل جیل۔ ڈیرہ اسماعیل خان ۷ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ مطابق ۱۳ اپریل ۱۹۴۳ء

(**جواب ٤١٠**) تمام رجحانات و تحریکات نفسانیہ کا مبنیٰ قلب ہے۔ وہی منشائے تحریک ہوتا ہے۔ پھر عقل اس کی رہبری کرتی ہے۔ اگر قلب نے عقل کی رہبری قبول کر لی تو اپنے اعمال میں رشد و استقامت پیدا کر لیتا ہے۔ اور اگر اس سے انحراف کیا تو خیبت و ضلال کی دلدل میں پھنس جاتا ہے۔ ہمارے سید و مولیٰ آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا۔ **الا ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد كله واذا فسدت فسد الجسد كله الا وهی القلب**۔ (۱) یعنی جسم میں ایک مضغہ لحم ہے وہ درست رہے تو سارا جسم درست رہتا ہے اور وہ بگڑ جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ ہاں! وہ دل ہے۔" اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جسم انسانی اور حرکات نفسانی اور صلاح و فساد کی ذمہ داری دل پر ہے۔ قرآن پاک میں ہے کہ دوزخ میں دوزخی کہیں گے **لو كنا نسمع او نعقل ما كنا فی اصحب السعير** (۲) یعنی اگر ہم سماعت سے کام لیتے یا عقل سے کام لیتے تو آج دوزخ میں نہ

۱۔ بخاری، کتاب الایمان بباب فضل من استبر الدینہ : ۱/ ۱۳ ط قدیمی
۲۔ الملک : ۱۰

ہوتے۔'' معلوم ہوا کہ ان کے تمام اعمال کی ذمہ داری دل پر تھی۔ عقل سے تو انہوں نے کام ہی نہیں لیا۔ ساری زندگی دل کی خواہشات اور تحریکات پوری کرنے میں گذاری لہذا دل ہی تمام اعمال کا ذمہ دار ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

کیا مندرجہ ذیل عقائد اہلسنت کے عقائد ہیں ؟

(السوال) زید جو مفتی بھی ہیں اہل سنت والجماعت کے عقائد مندرجہ ذیل قرار دیتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ جس کے عقائد یہ نہ ہوں وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں کیا یہ شخص اس قابل ہے کہ مسلمانوں کا مفتی بن سکے۔ اور کیا ان عقائد کو نہ رکھنے والا اہل سنت سے خارج ہے۔ مفتی صاحب مذکور اہل سنت والجماعت کے مندرجہ ذیل عقائد بتاتے ہیں :۔

(۱) مجلس میلاد شریف میں قیام تعظیمی مستحسن ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا تھا۔ (۳) فاتحہ کھانے پر جائز ہے۔ (۴) عرس گیارھویں شریف جائز ہے۔ (۵) اولیاء اہل قبور سے استمداد جائز ہے۔ (۶) یہ کہنا کسی ولی سے جو انتقال فرما چکے ہیں کہ آپ مدد فرمائیے یا خدا سے دعا کیجئے جائز ہے۔ (۷) تمام مردے قبروں میں سنتے ہیں۔ (۸) یا غوث اور یا رسول اللہ کہنا جائز ہے۔ (۹) عبد النبی عبد المصطفیٰ، غلام نبی غلام رسول نام رکھنا جائز ہے۔ (۱۰) تقویۃ الایمان مصنفہ مولانا اسمٰعیل شہید دہلوی کے عقائد و مسائل خلاف مذہب اہل سنت والجماعۃ ہیں۔ **بینوا بالا دلة الواضحة۔**

المستفتی نمبر ۸۸ ۷ ۱۲ فضل المناظرین جہانگیر خاں (آگرہ) ۷ ۲ ذی قعدہ ۱۳۶۳ھ

(**جواب ٤۱۱**) اہل سنت والجماعۃ کی یہ تعریف من گھڑت ہے جو کسی معتبر کتاب میں نہیں ہے۔ جو شخص اہل سنت والجماعۃ کی یہ تعریف بتاتا ہے اس سے دریافت کیا جائے کہ یہ تعریف کس کتاب میں لکھی ہے ؟ جو عقائد وہ اہل سنت والجماعت کی طرف منسوب کرتا ہے ان میں سے بعض تو قرآن مجید کی صریح آیات اور حدیث صحیحہ کے خلاف ہیں۔ اور بعض وہ ہیں جن کو وہ خود مستحسن کا درجہ دیتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کسی چیز کے مستحسن ہونے کو نہ ماننے والا اہل سنت والجماعۃ سے خارج نہیں ہو سکتا۔ اس کے بیان کردہ عقائد کی مختصر تفصیل یہ ہے :۔

(۱) ''مجلس میلاد شریف میں قیام تعظیمی مستحسن ہے۔'' اس سے پوچھا جائے کہ اہل سنت والجماعۃ کا یہ عقیدہ کس کتاب میں لکھا ہے کہ اہل سنت والجماعت وہ ہے جو مجلس میلاد میں قیام تعظیمی کو مستحسن سمجھتا ہو۔ پھر یہ بھی دریافت کیا جائے کہ قیام تعظیمی صرف مجلس میلاد میں مستحسن ہونے کی وجہ کیا ہے۔ اگر حضور انور ﷺ کی سیرۃ مطہرہ اور ولادت طیبہ کا مجلس وعظ میں ذکر کیا جائے تو اس میں قیام کیوں نہیں کیا جاتا ؟ اور اس میں قیام نہ کرنے والے اہل سنت والجماعۃ سے خارج کیوں نہیں ہوتے۔ یہ بات بھی غور کے قابل ہے کہ مجلس میلاد معروف و مروج کی ابتدا یا ایجاد ساتویں صدی ہجری کے شروع میں ہوئی ہے۔ حضور رسول کریم ﷺ کے مبارک زمانے سے چھ سو سال تک مجلس میلاد کا وجود نہ تھا۔ سب سے پہلے یہ مجلس اربل کے بادشاہ ملک مظفر ابو سعید نے ایجاد کی۔ **اول من احدث فعل ذلك صاحب اربل الملك المظفر ابو سعيد كو كرى ابن**

زین الدین علی (الحاوی)(۱) ملک مظفر نے مولود کی ابتدا شاہانہ طریق پر کی۔ مجلس مولود پر ہر سال تین لاکھ اشرفیاں خرچ کرتا۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ مصارف بیت المال سے کئے جاتے تھے یا ذاتی ملکیت سے۔ اگر بیت المال سے ہوتے تھے تو اس کا حق نہ تھا۔ اور اگر ذاتی ہوتے تھے تو پھر بھی اس سے زیادہ ضروری اور مفید صیغوں میں مثلاً تبلیغ اسلام و تعلیم میں یہ رقم خطیر خرچ کرنا مناسب تھا سبط ابن الجوزی نے مرآۃ الزمان میں ملک مظفر کی مجلس مولود کے بعض شرکاء سے نقل کیا ہے کہ جس مجلس میں وہ شریک تھا اس میں پانچ ہزار بکری کی بھنی ہوئی سریاں اور دس ہزار بھنی ہوئی مرغیاں اور ایک سو گھوڑے اور ایک لاکھ کھانے کی رکابیاں اور تیس ہزار حلوے کی قابین شمار کی تھیں۔ ملک مظفر ایک تو مجلس مولود اس شان و شوکت سے کرتا۔ دوسرے یہ کہ ظہر کے بعد سے نماز فجر تک مجلس قوالی گرم رہتی۔ اس میں خود شریک ہوتا اور حال کھیلتا اور رقص کرتا تھا۔ اور جو علماء اور صوفی آتے ان کو خلعتیں دیتا اور خزانے ان کے لئے کھول دیتا۔ وقال سبط ابن الجوزی فی مرآۃ الزمان حکی بعض من حضر سما ط المظفر فی بعض الموالدانہ عدنی ذلك السماط خمسه الاٰ ف رأس غنم مشوی وعشرۃ الاف دجاجة وما ئة فرس وما ئة الف زبدیة و ثلثین الف صحن حلویٰ. قال وکان یحضر عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیة فیخلع علیهم ویطلق لهم ویعمل للصوفیة سماعاً من الظهر الی الفجر ویرقص بنفسه معهم وکان یصرف علی المولد فی کل سنةثلث مأة الف دینار (الحاوی للسیوطی) (۲) جب کہ مجلس مولود کا وجود چھ صدیوں تک نہ تھا تو چھ صدی تک مسلمان جو نہ مجلس مولود منعقد کرتے تھے نہ قیام کرتے تھے وہ اہل سنت والجماعت تھے یا نہیں۔ اور ان کا ایمان و اسلام کامل تھا یا ناقص؟ اگر تمام صحابہ کرام اور تابعین عظام اور مجتہدین واجب الاحترام مجلس مولود کے اور قیام کے بغیر سچے اور پکے مومن و مسلم اور اہل سنت والجماعۃ تھے تو آج بھی وہی اسلام مومن و مسلم اور اہل سنت والجماعۃ بننے کے لئے کافی ہے۔ ملک مظفر کی ایجاد سے اسلام و ایمان کی حقیقت نہیں بدل سکتی۔ اور نہ اہل سنت والجماعۃ میں شمار کئے جانے کی شرط بن سکتی ہے۔ ورنہ تو قوالی اور حال کھیلنا اور رقص کرنا بھی اسلام و ایمان میں داخل اور اہل سنت والجماعت کی علامت قرار دیا جائے گا۔ وحاشا عن ذلك

(۲) "اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا۔" ہاں اللہ تعالیٰ نے بیشمار مغیبات کا علم حضور ﷺ کو عطا فرمایا تھا۔ ہمارا ایمان اس پر ہے کہ آنحضرت ﷺ کا علم اللہ تعالیٰ کے بعد تمام خلق سے زیادہ تھا۔ مگر جب مغیبات کا علم اللہ تعالیٰ کے بتانے سے حضور کو حاصل ہوا تو حضور عالم الغیب نہیں ہوئے۔ کسی غیب کی بات کا علم جو بتانے سے حاصل ہو وہ علم غیب اس شخص کے حق میں نہیں رہتا اور اس لئے اس پر عالم الغیب کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ قرآن پاک میں حضور کو حکم دیا گیا کہ امت سے کہہ دو کہ میں عالم الغیب نہیں ہوں قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملك (۳) تمام امت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ علم

۱۔ الحاوی للفتاویٰ للامام السیوطیؒ، حسن المقصد فی عمل المولد: ۱/ ۱۸۹، ۱۹۰ مکتبہ النوریۃ الرضویہ فیصل آباد۔

۲۔ حوالہ بالا

۳۔ الانعام : ۵

غیب خاص حق تعالیٰ شانہ کی صفت ہے۔

(۳ و ۴) "کھانے پر فاتحہ دینا اور عرس اور گیارھویں۔" ان میں دو باتیں ہیں۔ اول ایصال ثواب یعنی صدقہ کر کے (خواہ کھانا دیا جائے یا نقد یا اور کوئی چیز) اس کا ثواب کسی میت کو بخش دیا جائے۔ یا کوئی عبادت بدنیہ نافلہ ادا کی جائے (جیسے نماز پڑھے یا روزہ رکھے یا تلاوت قرآن پاک کرے) اور اس کا ثواب کسی کو بخش دے۔ تو یہ بالاتفاق جائز ہے۔(۱) دوم ان رسومات کی تخصیص اور تعیین ایام (۲) و شمول منکرات۔ جیسے کھانا سامنے رکھنا۔ فاتحہ کی جگہ کو لیپنا پوتنا۔ کھانے کے سامنے پان کی گلوری عطر کی پھریری حتیٰ کہ اگر میت افیون کھاتا تھا تو افیون۔ اور حقہ پیتا تھا تو بھرا ہوا حقہ بھی سامنے رکھ کر فاتحہ دینا۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ میت کو گویا یہ تمام چیزیں پہنچتی ہیں۔ جو صریح جہالت ہے۔ پھر اس کو لازم و ضروری سمجھنا۔(۳) گیارھویں تاریخ کو اہتمام سے گیارھویں کرنا۔ عرس میں دور و دراز مسافت سے شد رحال کر کے جانا۔ عورتوں کے ساتھ اجتماع و اختلاط کرنا ۔ غیر محرم عورتوں کا گانا بجانا۔ یہ تمام باتیں بدعت ہیں۔ ان بدعات کے مرتکب تو اہل سنت والجماعت قرار دیئے جائیں اور جو ان بدعات و منکرات سے بچیں اور امت مرحومہ کو بچائیں وہ اہل سنت والجماعۃ سے خارج ہوں۔ یہ بات ایک ادنیٰ سمجھ والا بھی سمجھ سکتا ہے۔

(۵، ۶، ۷) اہل قبور سے مدد مانگنا تو اس لئے ناجائز ہے کہ وہ ظاہری زندگی کے لوازم اور اسباب اعانت سے علیحدہ ہو چکے ہیں۔ اور روحانی اور باطنی امداد دینے کی قرآن و حدیث و فقہ میں کوئی دلیل نہیں۔ ان کے مزارات کی زیارت مسنون و مستحب ہے۔ مگر زیارت کی غرض تذکر آخرت و تذکر موت اور صاحب قبر کے لئے دعائے مغفرت ہے۔ اور ان کے قرب سے برکت و سعادت حاصل ہوتی ہے جو ان سے مانگنے پر موقوف نہیں ہے۔ اور مردوں کا سننا نہ سننا صحابہ کرام کے زمانے سے مختلف فیہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بہت سے صحابہ کرام سماع اموات کا انکار فرماتے تھے اور قرآن کریم کی آیات سے استدلال فرماتے تھے۔ پس منکر سماع کو اہل سنت والجماعت سے خارج کرنے والا گویا حضرات صحابہ کو بھی اہل السنّت والجماعۃ سے خارج کرتا ہے۔ **معاذاللہ**

(۸) یا رسول اللہ صلوٰۃ و سلام کے ساتھ مثلاً الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اس نیت سے کہنا کہ ہمارا یہ کلام فرشتے حضور کو پہنچا دیں گے جائز ہے۔(۴) اور اس اعتقاد سے کہنا کہ خود حضور سنتے ہیں ناجائز اور مفضی الی الشرک ہے۔ اور یا غوث کہنا اور غوث سے مراد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ہونا اور یہ سمجھنا کہ حضرت شیخ قدس سرہ ہر شخص کی ندا ہر مقام سے سن لیتے ہیں شرک ہے۔

---

۱. " ان الا نسان له آن يجعل ثواب عمله لغيره صلوة او صوماً او صدقةً او غيرها عند اهل السنة والجماعة ." (هداية، كتاب الحج ،باب الحج عن الغير : ۱ / ۲۹۶ ط شركة علميه)

۲. "ومنها وضع الحدود والتزام الكيفيات والهيات المعينة والتزام العبادات المعينة لم يوجد لها ذلك التعين فى الشريعة ." (الا عتصام، الباب الاول فى تعريف البدع : ج ۱ ص ۳۹ ط دارالفكر بيروت)

۳. "وفيه من اصر على امر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصةفقد آصاب منه الشيطان من الاضلا ل فكيف بمن اصر على بدعة او منكر ." (مرقاة : ۳ / ۳۱ ط المكتبة الحبيبة كوئٹه)

۴۔ "ان لله ملائكة سياحين فى الارض يبلغونى من امتى السلام۔" (نسائی، کتاب الصلوۃ، باب التسليم على النبی: ۱ / ۱۴۳ ط سعید

(۹) عبدالنبی عبدالمصطفیٰ غلام نبی، غلام رسول اور اس قسم کے نام رکھنے کو اس غرض سے منع کیا جاتا ہے کہ اس میں ایہام واشتباہ ہو سکتا ہے۔(۱) اور عوام اس غلطی اور بد عقیدگی میں مبتلا ہو سکتے ہیں کہ ہم جیسے اللہ کے بندے ہیں ایسے ہی نبی اور رسول کے بندے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اس بات کو اہل سنت والجماعت کی پہچان قرار دینا کسی ذی فہم آدمی کا کام نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کرام باوجود فدائے شمع رسالت ہونے کے عبدالمصطفیٰ عبدالنبی نام نہیں رکھتے تھے۔

(۱۰) تقویۃ الایمان حضرت مولانا اسمٰعیل شہید دہلوی کے مسائل قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے موافق اور مذہب اہل السنۃ والجماعۃ کا آئینہ ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ لفظی تعبیر میں کسی کو تامل ہو۔ لیکن مسائل میں کسی سنی حنفی کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

علمائے دیوبند کو گمراہ کہنا غلط ہے۔

(السوال) حضرات علمائے دیوبند کو گمراہ جاننا اور ان کے وعظ کو بند کرنا اور ان کو وہابی کہنا کیسا ہے؟

(جواب ۴۱۲) علمائے دیوبند پکے حنفی اہل السنۃ والجماعۃ ہیں۔ ان کو گمراہ جاننا یا وہابی کہنا غلط ہے۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ۔ مدرسہ امینیہ، دہلی

ملحدانہ کلام کے خلاف کوشش کرنا باعث اجر ہے۔

(السوال) ایک شاعر مندرجہ ذیل قسم کے اشعار اردو زبان میں کہتا پڑھتا اور شائع کراتا ہے۔ اور خدا اور رسول کے خلاف ایسا لٹریچر پیدا کرتا ہے جو آئندہ نسلوں کے لئے خطرناک ہے۔

اشعار

افق سے سحر مسکرانے لگی   موذن کی آواز آنے لگی
یہ آواز ہر چند فرسودہ ہے   جہاں سوز صدیوں سے آلودہ ہے
مگر اس کی ہر سانس میں متصل   دھڑکتا ہے اب تک محمد کا دل

رباعیاب

حق کا ہو عروج ہر ولی چاہتا ہے   باطل مٹ جائے ہر نبی چاہتا ہے
لیکن ان بزرگواروں سے کوئی پوچھے   کیا قادر مطلق بھی یہی چاہتا ہے
آتے نہیں جن کو اور دھندے ساقی   اوہام کے بنتے ہیں وہ پھندے ساقی
جس مے کو چھڑا سکا نہ اللہ اب تک   اس مے کو چھڑا رہے ہیں بندے ساقی

ا۔ "ہمچو اسم کہ ایہام مذموم غیر مشروع سازند احتراز لازم۔" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ھامش خلاصۃ الفتاویٰ: ۴/ ۳۳۰ ط امجد اکیڈمی

ایسے شاعروں اور ایسے اشعار کے خلاف آواز بلند کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ اور احترام مذاہب کا خیال رکھتے ہوئے حکومت کو ایسے شاعر کے خلاف قانونی کارروائی کرنی چاہئے یا نہیں؟

(جواب ۴۱۳) ایک فتویٰ اس سے پہلے شاعر مذکور کے کلام کے متعلق میں لکھ چکا ہوں۔ وہی اس کا جواب بھی سمجھ لیا جائے۔ یہ کلام ملحدانہ ہے۔ اس سے بچنا اور اس کو نقل کرنے سے احتراز کرنا لازم ہے۔ حکوت موجودہ کوئی اسلامی حکومت تو ہے نہیں کہ وہ ملحدانہ کلام پر کوئی گرفت کرے۔ ہاں مسلمان اپنے طرز عمل سے شاعر کو اس قسم کی شاعری سے روک سکیں تو ان پر لازم ہے۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔** دہلی

حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان کے دیگر علماء اور ان کی تصانیف کا حکم .

(السوال) زید کہتا ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور شاہ رفیع الدین اور ان کے والد ماجد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی یہ تمام کوئی بڑے پایہ کے علما نہ تھے۔ جس طرح میاں نظیر حسین محدث دہلوی بڑے عالم تھے۔ ان علما نے حدیث کی اور دین کی کوئی نمایاں خدمت نہیں کی۔ بلکہ ہندوستان میں تقلید کی بدعت پھیلانے کے یہی لوگ سبب ہوئے۔ عمرو کہتا ہے کہ مذکور بالا علماء بڑے پایہ کے عالم تھے۔ ہندوستان میں آج علم حدیث کا وجود انہیں حضرات کا طفیل ہے۔ حدیث کی اور دین کی بڑی خدمتیں کیں۔ اور ان کے بعد کے علماء ان کو اپنا مقتدا اور پیشوا سمجھتے ہیں۔ دیکھو حضرت شاہ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ کی شرح اشعۃ اللمعات تحریر فرمائی اور عقائد میں تکمیل الایمان تحریر فرمائی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے رد شیعہ میں تحفہ اثنا عشریہ تحریر فرمائی اور تفسیر عزیزی فتاوی عزیزیہ وغیرہ لکھی۔ وغیرہ۔

سوال یہ ہے کہ دونوں میں سے کس کا قول صحیح ہے؟ **المستفتی منشی رحیم بخش (جھانس)**

(جواب ۴۱۴) عمرو کا قول صحیح ہے۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت شاہ ولی اللہ وشاہ عبدالعزیز رحمہم اللہ تعالیٰ اور اسی خاندان کے دوسرے بزرگ بڑے مقدس اور متبحر علماء تھے۔ تمام ہندوستان ان کے علمی فیوض سے متمتع ہے۔ میاں نظیر حسین صاحب محدث دہلوی بھی اسی خاندان کے خوشہ چین اور حضرت شاہ محمد اسحٰق رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے احسانات دینیہ سے ہندوستان کے مسلمان سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ ان کی تصنیفات معتبر اور لائق استفادہ ہیں۔ اسی طرح حضرت شاہ اہل اللہ، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر، شاہ محمد اسحٰق، شاہ محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ سب مقدس بزرگ ہیں۔ اور ان کی تصنیفات معتبر اور مقبول ہیں۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔** دہلی

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۲۸ء مطابق ۲۲ شوال ۱۳۴۶ھ)

گزارش ہے کہ ایک مطبوعہ اشتہار عریضہ ہذا کے ساتھ ارسال خدمت ہے۔ بار با اس قسم کے اشتہارات ہر دو تین سال بعد دیکھنے میں آتے ہیں۔ مگر اشتہار ہذا میں یہ نئی بات ہے کہ بقید سنین پیش گوئی درج

ہے لہذا استدعا ہے کہ اس کے متعلق رائے عالی سے مطلع فرمائیں۔ اشتہار۔

فرمان مصطفوی

ہم مسلمان مدد مانگتے ہیں اور درود و سلام بھیجتے ہیں دونوں جہان کے سردار سرور عالم ﷺ اور ان کے آل واصحاب پر اس وصیت سے سب مسلمان بھائیوں کو اطلاع کرتا ہوں۔ مدینہ منورہ سے شیخ احمد خادم روضہ مبارک کی طرف سے کہتے ہیں کہ جمعرات کو میں قرآن مجید کی تلاوت کے بعد اللہ پاک کے نام کا ورد کرنے بیٹھا تھا کہ نیند کا غلبہ ہوا۔ تو میں وہیں سو گیا اور خدائے پاک کی مہربانی سے حضرت رسول خدا ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضور نے پکار کر فرمایا اے شیخ! میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ میری امت میں نہایت برے کام ہو رہے ہیں اور میں شرمندہ ہو رہا ہوں۔ اور پروردگار کو اور اس کے ملائک کو منہ نہیں دکھا سکتا۔ اس سبب سے آپ کہ اس جمعے سے آتے جمعہ تک ایک لاکھ آٹھ ہزار اسلام کے سوائے دوسرے مذہب پر چل رہے ہیں۔ میں خدا کے آگے پناہ مانگتا ہوں حال میں ایسا ہو رہا ہے۔ مال دار لوگ غریبوں پر رحم نہیں کرتے۔ صبح اٹھتے ہی برے کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک شخص گناہوں کی طرف رجوع ہو رہا ہے۔ کوئی شراب دارو پیتا ہے۔ کوئی ناپ تول کم کر دیتا ہے۔ بیاج کھا رہا ہے۔ زکوٰۃ نہیں دیتے اے شیخ احمد اس میری وصیت کو لوگوں تک پہنچادے کہ غفلت میں نہ رہیں۔ میں ان کی حالت دیکھ کر حیران و پریشان ہوں۔ کیونکہ ان کے اوپر عذاب نازل ہونے والا ہے۔ اور خدائے پاک ان کا رزق بند کرنے والا ہے۔ اس لئے ان کو خبر کر دو کہ میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں۔ اس زمانے کے لوگ نیک کاموں سے دور اور برے کاموں کے نزدیک ہو رہے ہیں۔ دین اسلام سے دور بھاگ رہے ہیں۔ آخرت کا دن قریب آ رہا ہے۔ اور ۱۳۴۰ھ میں عورت اپنے خاوند کی بے اجازت گھر سے باہر جائے گی۔ اور ۱۳۵۰ھ میں ایک نشانی مرغی کے انڈے کے مانند دکھائی دے گی۔ اور ۱۳۶۰ھ میں تین دن اور تین رات آفتاب غروب رہے گا۔ اس کے بعد مغرب سے طلوع ہو گا۔ اس وقت توبہ کے دروازے بند ہو جائیں گے۔ اور ۱۳۸۰ھ میں حافظوں کے سینے سے قرآن شریف نکل جائے گا یادداشت کمزور ہو جائے گی۔ اور مسیح اور دجال ظاہر ہوں گے۔ اور آخری زمانے کے حالات دیکھ کر میں بہت پریشان ہوں گا۔ شیخ یہ ہماری نصیحت لوگوں پر پہنچادے اور ان کو خبر کر دے کہ اس وصیت کو جو کوئی نقل کر کے ایک شہر سے دوسرے شہر پہنچادے گا تو خداوند کریم اس کے لئے ایک محل جنت میں تیار کرے گا۔ جو کوئی اس طرح نہ کرے گا تو قیامت کے دن اس کو میری شفاعت نصیب نہ ہو گی۔ اور جس کسی کو لکھنا نہ آتا ہو تو تین درم دے کر لکھائے اور جو کوئی مفت لکھ دے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں محل دے گا۔ اور قرض دار لکھوا کر اپنے پاس رکھے تو خداوند کریم اس کا قرض ادا کرے گا۔ اس کے اور اس کے ماں باپ کے گناہوں کو بخش دے گا۔ اور جو لکھ کر نہ دے اس کا منہ دنیا میں اور آخرت میں کالا ہو گا۔

شیخ احمد کہتے ہیں خدا کی قسم خدا کی قسم یہ اوپر لکھی ہوئی حقیقت سب سچ ہے۔ اور میں

جھوٹ کہتا ہوں تو دنیا میں اسلام کے سوائے غیر مذہب کے اوپر میری موت ہو۔ اور جو شخص اس حقیقت کو غلط سمجھے اور ایمان نہ لائے تو وہ کافر ہے۔ اور ایمان لائے گا تو دوزخ کی آگ سے نجات پائے گا۔ میں درود بھیجتا ہوں دونوں جہان کے سردار پر اور سلام بھیجتا ہوں نبی کریم ﷺ پر اور ان کے آل واصحاب پر۔ خداوند کریم یہ وصیت ظاہر کرنے والے پر اجر عظیم اور جنات نعیم ظاہر فرما۔ نماز پڑھو اور عذاب سے بچو۔ اور نیک چلنی اختیار کرو۔ امین ثم امین

(جواب ٤١٥) یہ وصیت نامہ اور اسی قسم کے وصیت نامے جو مدت سے شائع کئے جا رہے ہیں، ہرگز اعتبار کے قابل نہیں ہیں۔ شیخ احمد ایک فرضی نام ہے۔ اور تمام واقعہ محض بناوٹی اور گھڑا ہوا ہے۔ یا تو یہ کارروائی دشمنان اسلام کی ہے کہ وہ مسلمانوں کے عقیدے بگاڑنے کے لئے اس قسم کی بے سروپا باتیں شائع کرتے ہیں۔ یا ان ناواقف اور جاہل مسلمانوں کا کام جو اصول اسلام سے ناواقف اور بے خبر ہیں بہر حال یہ اشتہار بالکل ناقابل اعتماد ہیں کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ وہ انہیں چھپوائے یا شائع کرے یا اسے پڑھ کر دوسروں کو سنائے۔ بلکہ لازم ہے کہ جسے ملے وہ فوراً ضائع کر دے۔

(جواب ٤١٦) جواب دیگر۔ یہ اشتہار جس کا عنوان "فرمان مصطفوی" ہے عرصہ دراز سے ہندوستان میں چھپتا اور شائع ہوتا ہے۔ تقریباً پینتالیس برس سے تو میں دیکھ رہا ہوں۔ ابتداء میں اس کی اشاعت غالباً کسی دشمن اسلام نے کی ہوگی۔ پھر بھولے بھالے مسلمان اپنی ناواقفیت کے باعث پھنس گئے۔ اور کوئی نہ کوئی مسلمان اس کو چھپوا کر شائع کر دیتا ہے۔ اس کا مضمون شریعت کے اصول کے خلاف ہے۔ اور اس پر یقین کرنا جہالت اور گناہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

کسی دینی کتاب میں قیامت کی تعیین کا ذکر موجود نہیں ہے.

(ازاخبار سہ روزہ الجمعیۃ مورخہ ۲۴ جون ۱۹۳۴ء)

(السوال) کسی دینی کتاب میں قیامت کے آنے کے لئے کوئی وقت یا صدی معین کی گئی ہے یا نہیں؟ ہم پر اغیار اعتراض کرتے ہیں کہ تمہاری کتابوں میں لکھا ہے کہ چودھویں صدی میں قیامت ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

(جواب ٤١٧) قیامت کا کوئی وقت معین طور پر نہیں بتلایا گیا۔ نہ کوئی صدی معین کی گئی ہے۔ اس کا صحیح وقت خدائے تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

۱۔ "ان الله عنده علم الساعة۔" (لقمٰن: ۳۴)

اشعار ذیل کا شرعی حکم.

(ازاخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۰ جولائی سن ۱۹۳۷ء)

(السوال) ہندوستان کے مشہور شاعر سیماب صاحب کے لئے چند شاعروں نے قصیدے لکھے ہیں جن میں سے ایک نے لکھا ہے :۔

اے ضیا سیمات وہ پیغمبر اسرار ہے   رہنما ہے راہبر ہے قافلہ سالار ہے

اس کے علاوہ مضطر لاہوری نے بھی سیماب کے لئے مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں :۔

عشق کا پیغمبر جذبات نقاش بہار   خالق رومانیت تہذیب کا پروردگار
رہبر راہ طریقت بربط نغمہ فروش   عارف کعبہ بداماں ساقی کوثر بدوش
ہم زباں روح القدس کا ہمنوائے ساز غیب   عشق کے بھیدوں کا محرم آشنائے راز غیب
غنچہ گل کو سکھانے والا طرز گفتگو   بھرنے والا چشم مینا میں مذاق جستجو
جوڑنے والا لب گفتار سے سازو جود   توڑنے والا بت پندار کا باطل جمود
جس کے لب الہام زا جس کی نظر جبریل ساز   جس کی پستی میں ہزاروں آسمانوں کا فراز
جس کی ہر ہر سانس میں پنہاں حدیث راز ہے   آسماتو کیا فرشتوں کا بھی جس پر ناز ہے
خار صحرا کو کیا جس نے چمن سے آشنا   بے زبانوں کو کیا جس نے سخن سے آشنا

کیا کسی شاعر کو پیغمبر اسرار کہنا جائز ہے ؟ مضطر لاہوری کے مندرجہ بالا اشعار شریعت متبرکہ کی رو سے کیسے ہیں ؟

(جواب ۴۱۸) شعراء کے کلام میں اس قسم کی باتیں بکثرت ہوتی ہیں اور یہ مبالغہ میں ہمیشہ حدود واعتدال سے گزر جاتے ہیں ؎

در شعر مپیچ و در فن او   چونکہ اکذب اوست احسن او

پیغمبر اسرار کہنے سے کفر عائد نہیں کیا جائے گا کیونکہ اسرار سے اسرار الہیہ مراد نہیں ہیں بلکہ اسرار کلام یا اسرار عشق و محبت یا اسرار فصاحت وبلاغت مراد ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح تہذیب کا پروردگار یعنی رب التہذیب بالاضافۃ ایسا ہے جیسے رب الغنم رب المال وغیرہ۔ ساقی کوثر بدوش ان تمام الفاظ میں زیادہ سخت ہے مگر شاعر کے لئے والشعراء یتبعھم الغاوون. الم ترانھم فی کل وادیھیمون وانھم یقولون مالا یفعلون (۱) کے تمغ رکھنے کے بعد یہ باتیں مستبعد نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) الشعراء : ۲۲۴، ۲۲۵

بغیر دلیل کسی پر زنا کی تہمت لگانا اور قرآن کی بے ادبی کرنے کا حکم.

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۶ او سمبر ۱۹۳۱ء)

(السوال) چند اشخاص ہم نوالہ و ہم مشرب تھے۔ یکایک فروعی مسائل میں اختلاف ہو گیا اور ذاتی عداوتیں شروع ہو گئیں۔ زید نے بکر کو زنا کی تہمت لگا کر نماز سے نکال دیا۔ بکر نے ہر چند کہا کہ میں بری ہوں۔ قرآن شریف اٹھا سکتا ہوں اگر تم سچے ہو تو گواہ لاؤ۔ بکر نے قرآن شریف کے حق میں بے ادبی کے الفاظ کہے۔ وغیرہ۔

(جواب ۴۱۹) فروعی اختلاف میں تو یہ طرز عمل مناسب نہیں ہے۔ لیکن فروعی اختلاف کو صاف صاف ذکر کرنا چاہئے کہ کس مسئلہ کی بناء پر اختلاف ہوا ہے اور زنا کی تہمت تو بہر حال سخت چیز ہے۔ بغیر حجت شرعیہ کسی کو متہم بالزنا کرنا سخت گناہ ہے۔ قرآن مجید کے بارے میں توہین کے الفاظ کہنا موجب فسق ہے اور بعض صورتیں کفر تک پہنچا دیتی ہیں(۱)۔ علمائے کرام اور محدثین عظام کی شان میں بے ادبی کرنا موجب فسق ہے(۲)۔ اور اگر بے ادبی بحیثیت کسی شرعی مسئلے کے یا علم کی توہین پر مبنی ہو تو موجب کفر ہو سکتی ہے۔

محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ

۱۔ "لو انکر اية من القرآن او سخر بآية منه کفر." (جامع الفصولين الفصل الثامن والثلاثون : ۲/۳۰۴ ط اسلامی کتب خانه)

۳۔ "يخاف عليه الکفر، اذا شتم عالماً اوفقيهاً من غير سبب." (البحر الرائق، باب احکام المرتد : ۵/۱۳۲ ط بيروت)

فرہنگ اصطلاحات

الف

احوط۔ قریب با حتیاط، جواز کی دو برابر کی صورتوں میں سے وہ صورت جو تقویٰ کے قریب تر ہو۔
استخفاف۔ حقیر سمجھنا۔
احتضار۔ نزع کا وقت، موت کے فرشتوں کا قبض روح کے لئے حاضر ہونا۔
اطراء۔ کسی کی تعریف میں حد سے زیادہ مبالغہ کرنا۔
اضطرار۔ ایسے حالات کا پیدا ہو جانا کہ جان کے ہلاک ہو جانے کا یا کسی عضو کے ٹوٹ جانے کا یقین ہو جائے۔
اجماعی مسئلہ۔ وہ عقیدہ یا حکم جس پر صحابہ وائمہ مجتہدین متفق ہوں۔
الہام۔ خدا کے نیک بندوں کے دل میں خدا کی طرف سے جو کوئی بات ڈالی جاتی ہے اسے الہام کہتے ہیں۔ یہ وحی کے بعد کا درجہ ہے۔ ملہم اسم فاعل۔ ملہم اسم مفعول۔
ادلہ اربعہ شرعیہ۔ چار شرعی دلیلیں جن پر احکام شرعیہ کا مدار ہے۔ اول قرآن مجید، دوم حدیث شریف، سوم اجماع امت، چہارم قیاس (اجتہاد)
احناف۔ حنفی کی جمع۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین۔
اتفاقاً۔ متفقہ طور سے، بالاتفاق۔
استدلال۔ دلیل پکڑنا، یعنی کسی مسئلہ مطلوبہ کو ثابت کرنے کے لئے کوئی اصول پیش کرنا۔
احتجاج۔ حجت پکڑنا۔ یعنی کسی مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے ایسی صاف اور واضح دلیل پیش کرنا جو مقابل کی دلیلوں کو کاٹ دے اور اس کو مغلوب کر دے۔
اسرائیلیات۔ زمانہ ما قبل اسلام کے پیغمبروں، امتوں، ملکوں اور سلطنتوں سے تعلق رکھنے والی وہ روایات و حکایات جو اہل کتاب کی مذہبی کتابوں سے منقول ہیں۔
الحاد۔ بے دینی، ملحد اس کا اسم فاعل ہے۔

ب

برزخ۔ موت کے بعد قیامت تک کا زمانہ

ت

تعزیر۔ سزا دینا، کسی جرم کی وہ سزا جو حاکم اسلام اپنی صوابدید اور رائے سے تجویز کرے اور شرعاً اس کی کوئی خاص سزا مقرر نہ کی گئی ہو۔
تکفیر۔ کفر کا حکم لگانا۔

تاویل۔ لفظ مشترک کے چند معانی محتملہ میں سے بقرائن ایک معنی کو ترجیح دینا۔ (اگر وہ ترجیح اصول شرعیہ کے خلاف نہ ہو تو تاویل مقبول ہے ورنہ تاویل باطل۔)

تعبیر۔ کسی مفہوم و معنی کو بیان کرنے کے لئے چند اسالیب بیان میں سے ایک اسلوب بیان کو یا چند مرادف الفاظ میں سے ایک کو اختیار کرنا۔

تحریف۔ الفاظ یا مفہوم میں اصل مقصد کے خلاف اپنی مرضی کے مطابق ادل بدل کر دینا۔

تواتر۔ کسی بات کا اتنے کثیر راویوں کے ذریعے سے تسلسل کے ساتھ ہم تک پہنچنا جن کے متعلق جھوٹ کا گمان نہ ہو سکے جیسے قرآن مجید کہ ہم تک بطریق تواتر پہنچا ہے۔

تشریع۔ کسی بات کو دین قرار دینا، مذہب قائم کرنا۔

تحدی۔ قوت مضبوطی اور دعوے کے ساتھ کسی بات کو دوسروں کے سامنے پیش کرنا، چیلنج کرنا۔

تلبیس۔ جھوٹ سچ کو ملا دینا، صحیح بات کو مشتبہ کر دینا۔

توجیہہ۔ کلام کے محمل کو بیان کرنا اور وجہ و علت کو ظاہر کرنا تاکہ اس کا اغلاق و ابہام دور ہو جائے اور دوسرے کلام سے اس کا تعارض رفع ہو جائے۔

تھیوری۔ (انگریزی) نظریہ

تثلیث۔ تین خدا ماننا (عیسائیوں کا عقیدہ)

ج

جماہیر۔ (جمہور کی جمع) مراد اسلام کے علماء اور صاحب الرائے لوگ۔

جاہلیت۔ (عہد جاہلیت) حضرت رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے کا زمانہ۔

ح

حربی۔ دار الحرب کے غیر مسلم باشندے یا رعایا۔

حنفیہ (حنفی کی جمع) حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مقلدین۔

حنبلیہ۔ (حنبلی کی جمع) حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مقلدین۔

حجت۔ (برہان) ایسی صاف اور واضح دلیل جو مقابل کی دلیلوں کو کاٹ دے اور اس کو مغلوب کر دے۔

حمد۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرنا۔

حد۔ جرم کی وہ سزا جو دلیل قطعی کی رو سے شرعاً ثابت اور مقرر ہو۔

خ

خارق عادت۔ کوئی ایسا کام یا واقعہ جو فطرت کے عام دستور و معمول کے خلاف کسی آدمی سے بغیر اسباب و آلات کے ظاہر ہو۔ (پیغمبر سے ظاہر ہو تو اس کو معجزہ اور ولی سے ظاہر ہو تو اس کو کرامت اور غیر مسلم سے ظاہر ہو تو اس کو استدراج کہتے ہیں۔ لیکن ان تینوں میں اور بھی بہت سے باریک فرق ہیں۔)

د

دارالاسلام۔ وہ ملک جس میں مسلمانوں کی خود مختار حکومت ہو اور اسلامی احکام و قوانین جاری کرنے پر قادر ہو۔

دارالحرب۔ وہ ملک جس میں اقتدار اعلیٰ غیر مسلموں کے ہاتھ میں ہو۔

دیانۃ۔ وہ معاملہ جو بندے اور خدا کے درمیان ہو۔

دلیل۔ کوئی اصول جس سے مسائل ثابت کئے جائیں۔

دلیل قطعی۔ وہ دلیل جو صاف و صریح اور واضح طور پر کتاب و سنت میں موجود ہو اس میں توجیہ و تاویل کی گنجائش نہ ہو۔

ڈ

ڈارون تھیوری۔ ڈارون کا نظریہ۔ (ڈارون یورپ کا ایک فلاسفر تھا۔ اس نے اسلامی عقیدے کے خلاف یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ انسان کی آفرینش حضرت آدم علیہ السلام کی صورت میں نہیں ہوئی ہے بلکہ پہلے ایک کیڑا تھا، پھر اس نے گرگٹ وغیرہ کی شکل اختیار کی پھر تدریجاً بہت سی مختلف صورتیں اختیار کرتا ہوا بندر کی صورت میں آیا اور بندر سے ترقی کر کے انسان بنا۔)

ر

ربوا۔ ربا۔ سود، بیاج

ردۃ۔ ارتداد، مرتد ہونا، اسلام سے پھر جانا۔

ز

زجراً۔ تنبیہاً، اظہار نفرت کے طور پر۔

زندیق۔ جو شخص آخرۃ کو نہ مانے اور خالق کے وجود کا قائل نہ ہو۔ زنادقہ جمع۔

زندقہ۔ آخرۃ کو نہ ماننا اور خالق کے وجود سے انکار کرنا۔

زمانہ جاہلیت۔ عہد جاہلیت، حضور انور رسول خدا ﷺ کی بعثت سے پہلے کا زمانہ۔

س

سیر۔ (سیرۃ کی جمع) سیرۃ کے معنی کسی شخص کی سوانح عمری۔ مگر اصطلاحاً رسول اللہ ﷺ کے حالات زندگی مراد لئے جاتے ہیں۔ سیر کے دوسرے معنی مغازی۔

سنت۔ حدیث شریف یعنی رسول اللہ ﷺ نے دین کی حیثیت سے جو کام کئے یا کرنے کا حکم دیا۔ (آپ کا طریقہ اور نمونہ عمل)

سماع موتی۔ مردوں کا سننا۔ (یعنی یہ مسئلہ کہ آیا قبروں میں مردے باہر کی آواز سنتے ہیں یا نہیں؟)

سیاست۔ کسی جرم کی سزا جو حاکم انتظاماً اپنی رائے سے جاری کرے۔

ش

شہود۔ (شاہد کی جمع) گواہ۔

شہادتین۔ دو شہادتیں جو کلمہ شہادت میں ہیں۔ اللہ کی وحدانیت کی شہادت اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت کی شہادت۔

شان نزول۔ جن حالات کی وجہ سے یا جن اسباب کی بناء پر کوئی آیت نازل ہو۔ (سبب نزول یا موقعہ نزول)

شوافع۔ (شافعی کی جمع) حضرت امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے مقلدین۔

ص

صراحتہً۔ صاف، واضح، غیر مشتبہ طور پر۔

ع

عقود ربویہ۔ سودی معاملات۔

غ

غالی۔ کٹر، متشدد
غلو۔ کٹر پن، شدت
غیر موجہ۔ وہ کلام جس میں توجیہ نہ کی گئی ہو۔

ف

فروعی مسائل۔ جزوی مسائل۔ ایسے مسائل جو بطریق اجتہاد اخذ کئے گئے ہوں۔

ق

قاضی۔ وہ بااختیار مسلم جج جو سلطان اسلام کی طرف سے مقرر کیا گیا ہو اور شریعت کے مطابق فیصلے کرے۔
قضا۔ وہ حکم یا فیصلہ جو قاضی کی عدالت سے جاری ہو۔

قرون ثلثه مشهود لها بالخير یا قرون اولیٰ مشهود لها بالخير۔ وہ تین زمانے جن کے افضل و علیٰ اور باخیر ہونے کی شہادت مخبر صادق ﷺ نے دی۔ آپ نے فرمایا **خير القرون قرنی ثم الذين يلونهم ثم لذين يلونهم**۔ یعنی بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر ان لوگوں کا زمانہ جو میرے زمانے کے لوگوں کے بعد آئیں گے۔ پھر ان کا زمانہ جو ان کے بعد آئیں گے۔

م

محارب۔ دار الحرب کے غیر مسلم باشندے جو برسر جنگ ہوں۔
معتوہ۔ ناقص العقل۔ مالیخولیا زدہ آدمی۔
مقاطعہ۔ قطع تعلق، بائیکاٹ۔
منجر بکفر۔ کفر تک پہنچانے والا۔ یعنی کوئی ناجائز کام جو کفر کے قریب قریب ہو۔
مجتہد فیہ۔ وہ مسئلہ جس کا حکم قرآن و حدیث میں صاف اور واضح طور پر موجود نہ ہو اور بطریق اجتہاد اخذ کیا گیا ہو۔

متفق علیہ۔ وہ مسئلہ جس میں ائمہ مجتہدین کا اتفاق رائے ہو۔

محتضر۔ وہ شخص جو نزع کی حالت میں ہو۔

مخبر صادق۔ سچی خبر دینے والا۔ یعنی حضرت رسول خدا ﷺ۔

معہود۔ ایسا کام جو اوپر سے ہوتا چلا آتا ہو۔

مندوب۔ مستحب۔

مختلف فیہ۔ وہ مسئلہ جس میں مختلف رائیں ہوں۔ ضد متفق علیہ۔

محدث۔ نئی ایجاد کردہ چیز۔ اس کا مصدر احداث اور اسم فاعل محدث ہے۔

محدث۔ حدیث شریف کا جید عالم۔

مالکیہ۔ مالکی کی جمع۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین۔

ملہم۔ وہ شخص جس کو الہام ہو۔ اس کا مصدر الہام اور اسم فاعل ملہم ہے۔

ملائکہ سیاحین۔ وہ فرشتے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس خدمت پر مقرر ہیں کہ دنیا میں ہر جگہ چلتے پھرتے رہیں اور جہاں کہیں لوگ عبادت اور وعظ و تذکیر و تلاوت وغیرہ میں مشغول ہوں وہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کی گواہی دیں۔ درود و سلام رسول اللہ ﷺ تک وہی ملائکہ سیاحین پہنچاتے ہیں۔

منقبت۔ صحابہ و اہل بیت رضوان اللہ علیہم کے اوصاف اور کارنامے۔

ملحد۔ بے دین۔ وہ شخص جو کسی دین کا قائل نہ ہو۔

متخلف۔ وعدہ خلافی کرنے والا۔ اس کا مصدر تخلف ہے۔

منکر۔ وہ چیزیں یا وہ کام جن سے شریعت نے منع کیا ہے۔

منکر۔ انکار کرنے والا۔ انکار کا اسم فاعل۔

مضطر۔ وہ شخص جو حالت اضطرار میں ہو (دیکھو اضطرار)

متواتر۔ بطریق تواتر پہنچنے والی چیز۔ (دیکھو تواتر)

مباشرۃ۔ عملدرآمد کرنا، عمل میں لانا، بوس و کنار کرنا، اردو کے محاورہ میں مباشرت کے معنی جماع اور وطی کرنا ہیں لیکن عربی میں صرف بوس و کنار کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

ن

نص۔ حلت و حرمت کا وہ واضح اور صاف حکم جو کتاب و سنت سے ثابت ہو۔ اس میں کسی قسم کا ابہام نہ ہو۔

نظم قرآن۔ مراد قرآن شریف کی عبارت۔

نعت۔ رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بیان کرنا۔ (خاص کر اشعار میں)

و

واجب الہدم۔ ڈھا دینے کے لائق۔ جس کا ختم کر دینا ضروری ہو۔

وظیفہ۔ فرض، ڈیوٹی۔

واردات دل

خدا کا ہے یہ مجھ پر خاص انعام
ہوا رحمت سے اس کی اک اہم کام
کہاں یہ ایک علمی کارنامہ
کہاں یہ واصف بے علم وبدنام
خدا نا نے تصرف ہے یہ کس کا
کہ بہتر ہوگئی تبویب احکام
بڑی محنت بڑی کاوش ہوئی ہے
بہت ہی سخت گزرے ہیں یہ ایام
موانع سیکڑوں پیش نظر تھے
مقابل یاس آتی تھی بہر گام
رفیقوں کی نگاہیں ! اللہ اللہ!
خدا کے ہاتھ میں ہے عز واکرام
دل مظلوم کو معزور سمجھو!
چھلک جاتا ہے جب لبریز ہو جام
ادھر دن رات اک دُھن تھی لگن تھی
ادھر تشمیت واستخفاف وابرام
یہاں دل میں کڑھن لب پر دعا تھی
وہاں ایذا، حسد، توہین والزام
بڑے ہمت شکن تھے اپنے حالات
مسلط دل پہ تھے افکار وآلام
معاذ اللہ غضب کا ابتلا تھا
دعا قاصر تھی اور تدبیر ناکام
نہ حامی تھا نہ کوئی تھا مددگار
نہ دل جمعی میسر تھی نہ آرام
اسی غم میں یہ سولہ سال گزرے
کہ تھا خطرے میں ہر دم حسن انجام
مگر اس کام کی ایسی لگن تھی
رہا جاری بایں آفات وآلام
بایں بیچارگی ، الحمد للہ
کہ مسودہ فتاوی کا ہوا تام
سوادِ منزلِ مقصود آیا
بتوفیق خدائے پاکِ علام
ادائے شکر گو ممکن نہیں ہے
مگر بندوں کے لائق ہے یہی کام
اگر فردوس کی جانب گزر ہوں
تو لے جانا صبا میرا یہ پیغام
کہ اے فخر وطن صدر افاضل
امام اتقیا ، سرخیل اسلام
فقیہ امت وبناض ملت
خجستہ سیرت وپاکیزہ انجام
نہ ہونے سے ترے سونی ہے محفل
زبانیں گنگ ہیں عاجز ہیں اقلام
نہیں تجھ سا کوئی اب صاحب فیض
مبارک طلعت وفرخندہ اقدام
ترے واصف نے رولے ہیں یہ موتی
بامعان نگاہ ومحنت تام
جواہر پارے جو بکھرے ہوئے تھے
دیا ہے ان کو یکجا زیب ارقام
تری یہ باقیات جاودانی
رہے گی مرجع احبار واعلام
مگر تیرے نہ ہونے کا قلق ہے
عجب ہے یہ سرور وغم کا ادغام

کہے جو آفریں کوئی نہیں ہے
یہاں جو ہے وہ ہے مغرور وخود کام
نہیں کوئی جو دے داد مشقت
سوائے منعم ستار وعلام
کروں اب اس سے عرض مدعا کیا
کہا ہے جس نے خود لستُ بظلاّم
یہ مسودہ تو بیشک ہے مکمل
ہوا ہے اس کا نو جلدوں میں اتمام
مگر اب فکر یہ ہے دل پا طاری
کہ ہوجائے یہ محنت نیک فرجام
تمنا ہے کہ شائع جلد ہوجائے
مگر بے زر بنے کیونکر کوئی کام
جگر سوزی ہے رہن بے نوائی
یہاں کچھ ہے تو بس اللہ کا نام
قلندر بھی ہے قدرت کی نشانی
اگر اس کا غم الفت نہ ہوخام
یہ ہے کس کام کی طبع درخشاں
نہ ہو روشن اگر بخت سیہ فام
ادیباں را بکیسہ چوں درم نیست
بسا اہل قلم رفتند گمنام
کہاں عادت ہے عرض مدعا کی
نہیں طاقت کہ لوں احباب سے وام
عجب خوف ورجا میں مبتلا ہوں
کہ گردش میں یہ کیونکر آئے گا جام
بھروسہ خالق اسباب پر ہے
اُسی سے لو لگی ہے صبح اور شام
وہی ہے کارساز ہر دوعالم
وہی ہے مالک آغاز وانجام
پے تاریخ جب دل کو ہوا فکر
کئے دو مصرعے ہاتف نے الہام
مبارک نسخہ رشد واطاعت
خجستہ معہد احکام اسلام
۱۹۶۹ء
۱۳۸۹ھ

سخن کیا اور کیا واصف کی پونجی
بجز حرفِ دعا واللہ منعام

پریشان خاطر شاد صابری انبہٹوی از بمبئی

مردے از غیب بروں آمد

جب کفایت المفتی کا مسودہ مکمل ہوا تو دل و دماغ پر اس کی طباعت کا فکر مسلط تھا اور اکثر زبان حال پر نوح ناروی کا یہ شعر جاری ہوتا تھا

سواد منزل مقصد نظر آنے لگا مجھ کو   کسی صورت سے طے اتنی مسافت اور ہو جاتی

مسودہ کی تکمیل کا اعلان اخبار الجمعیۃ میں بھی کر دیا گیا تھا۔ ملاقات کے وقت احباب سے، اور متفرق محفلوں میں فکر طباعت کے تذکرے بھی رہتے تھے۔ اسی حالت میں انتظار میں کافی عرصہ گزر گیا

شاید کہ ملتفت ہو کوئی شہسوار ناز   کس آرزو سے ہم سر منزل کھڑے رہے (واصف)

ناگاہ کارساز حقیقی کی رحمت متوجہ ہوئی اور ایک صاحب دل جواں ہمت، رجال الغیب کی طرح پردۂ غیب سے خود بخود نمودار ہوا۔ قربان جائیے رب العزۃ کی کارسازی پر!

وہ چراغ جو دہلی میں جھلملا رہا تھا اس کی روشنی کہاں جا کر چمکی! یہ سعادت کس خوش نصیب کے لئے مقدر تھی؟ وہ کون صاحب دل عالی حوصلہ بندۂ صالح ہے جس کی مبارک آنکھوں نے اس روشنی کو محسوس کیا؟

اپنے گرد و پیش کے کرم فرماؤں سے معذرت چاہتے ہوئے بصمیم قلب شکریہ ادا کرتا ہوں جناب حاجی ابراہیم محمد ڈایا (ٹرانسوال) کا، اور دعا کرتا ہوں کہ رب العزۃ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور تمام دینی و دنیاوی نعمتوں سے نوازے! انہیں کی بھرپور اعانت سے یہ علمی ذخیرہ اشاعت پذیر ہو رہا ہے۔

فدائے ہمت آں اہل خیرم   کہ کار خیر بے روی و ریا کرد
خوشش بازا نسیم صبح گاہی   کہ درد شب نچیناں رادوا کرد

الدال على الخير كفاعله

اس اعانت کا وسیلہ اور واسطہ وہ سعید النفس و مبارک نفس بزرگ ہیں جو احقر کے محسن قدیم ہیں اور رشتہ تسبیح کی طرح اپنے اسم گرامی کو گہر ہائے تسبیح کے اندر پنہاں رکھنا چاہتے ہیں۔

اگر چہ حضرات محرکین و معاونین کا خلوص و ایثار احقر کے اظہار تشکر سے بے نیاز ہے لیکن بفحوائے من لم یشکر الناس لم یشکر الله نعمت خداوندی کو یاد کرنا نیز اس کے محرکات و بواعث کا ممنون احسان ہونا ایک انسانی فریضہ ہے- وان اجرهم لاعلى الله۔

اولین معاونین

مسودہ کی تحریر کے سلسلے میں مندرجہ ذیل اہل خیر حضرات نے مالی تعاون فرمایا۔ ان کے جذبات بھی بفحوائے

الاقدم فالاقدم درخورصد تحسین ہیں۔ احقران کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے کہ ان کی ابتدائی اعانت وہمت افزائی سے قلم کا سفر جاری رہا۔

(۱) جناب مولانا صالح ابن محمد منگیرا (جوہانسبرگ)، (۲) جناب حاجی ابراہیم ابن حاجی یوسف لہر (جوہانسبرگ)، (۳) جناب مولانا حاجی محمد بن موسیٰ میاں (جوہانسبرگ)، (۴) ازطرف مجلس علمی جوہانسبرگ، (۵) جناب حاجی ابراہیم توتلا (اسٹانگر)، (۶) از وقف حاجی محمد میاں پٹیل (جوہانسبرگ)، (۷) جناب حافظ احمد علی صاحب (متھرا)، (۸) جناب ایچ آئی نقارچی صاحب (ضلع بیلگام)، (۹) جناب محمد ادریس صاحب (بمبئی)، (۱۰) جناب محمد یوسف ابن شیخ علی صاحب (بمبئی)، (۱۱) جناب محمد عمر صاحب (ضلع ربوا)

رب العزۃ تمام معاونین کی اس اہم دینی خدمت کو قبول فرمائے۔ امین

احقر حفیظ الرحمان واصف عفی عنہ

۱۳۹۱ھ